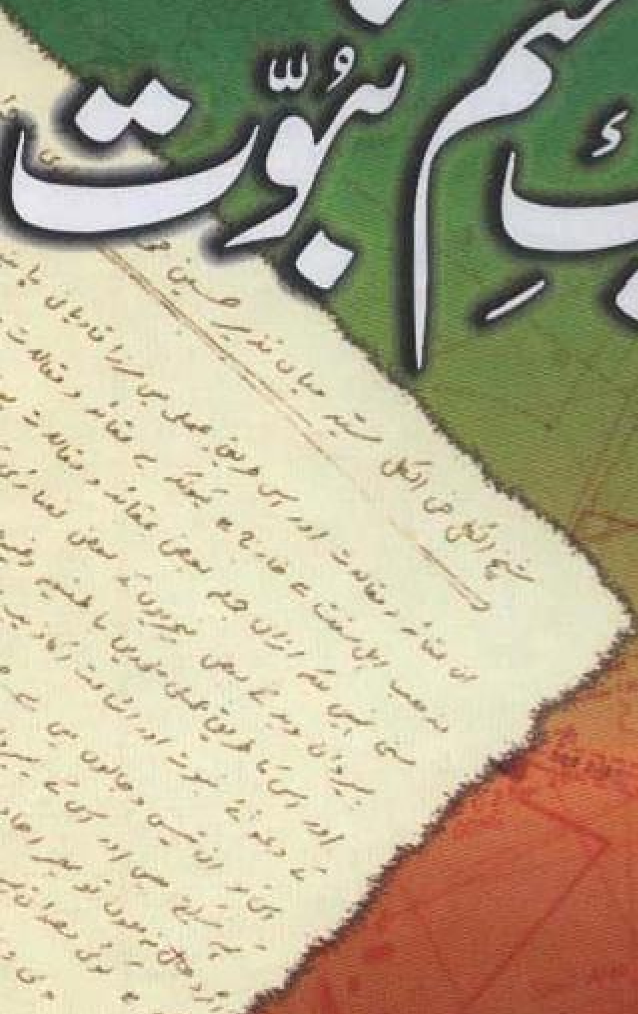
تحریکِ ختمِ نبوّت



ڈاکٹر محمد بہاؤالدین

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

ا

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

تحریک ختم نبوت

حصہ چہل و پنجم (۴۵)

قادیانی مشن (۸)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ چہل وپنجم (۴۵) قادیانی مشن (۸)
مولف	ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ
صفحات	۴۹۹
سال اشاعت	۲۰۱۴ء
زیر اہتمام	**احیاء التراث پبلی کیشنز**

فہرست عناوین

فاتحة الكتا ب

ا لحمد لله و الصلوة و السلام علی سید ا لا نبیا ء ۔ اما بعد

سلسلہ تحریک ختم نبوت کی پینتالیسویں (اور قادیانی مشن کی آٹھویں) جلد قارئین کی نذر کی جارہی ہے جس میں ۶ جنوری ۱۹۲۲ء تا ۲۸ دسمبر ۱۹۲۳ء کے دورانیہ کے اخبار اہل حدیث امرتسر کے شماروں میں شائع ہونے والی شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری کی تحریروں کے علاوہ منشی عبدالحی کوہاٹی، ماسٹر شیخ غلام حیدر چکوالی مقیم سرگودھا، جناب عزیز الرحمان خان امرتسری بمبئی، بابو حبیب اللہ کلرک ، مولانا عبد العزیز خلف مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ گوجرانوالہ، بابو محمد حنیف خادم دہرہ دون، مولوی محمد امین واعظ آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس، حکیم محمد ابراہیم ٹھیکہ دار بھٹیاں ضلع گورداسپور، مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی ، میر محمد واعظ بھانبڑی، مولوی محمد عبدالکریم میرٹھی ، مولانا ابوسعید محمد شریف بھٹیاں ضلع گورداسپور ، مولوی ابوعبدالجبار بلارمی ، جناب نورمحمد نقش بندی سجادہ نشین قلعہ لال سنگھ شرق پور ضلع شیخو پورہ، خواجہ حسن نظامی دہلوی، جناب فیروز الدین جالندھری ، مولانا ابونعیم محمد عبدالعظیم حیدرآبادی، مولوی نورمحمد میانوی جہلمی ، جناب محمد شریف قریشی، ڈاکٹر غلام محمد دہرم کوٹ ضلع گورداسپور، مولوی دوست محمد پنجابی مدراس، مولانا ابوالمحمود ہدایت اللہ سوہدروی ، مفتی محمد فاضل حکیم چک ۷۱ جنوبی بھاگٹانوالہ سرگودھا، حافظ نورمحمد امام جامع مسجد جہلم، مولانا محمد عبدالغفار الخیری پھاٹک حبش خان دہلی ، جناب محمد حسن کوٹ امین لائل پور ، ماسٹر سراج الدین اثناعشری سنکھترہ ضلع سیالکوٹ، جناب عبدالولی فاروقی حیدرآبادی متخلص فروغ، مرزا محمود علی بیگ سکندرآباد، مولوی عبدالعزیز واعظ اہل حدیث کانفرنس ڈیرہ غازی خان ، مفتی منظور احسن سنگرور ریاست جنید ، وغیرہم کی گراں قدر نگارشات شامل ہیں۔

سیالکوٹ میں جو مباحثہ مولوی غلام رسول راجیکی اور پیر جماعت علی کے مریدوں کے مابین ہوناطے پایا تھا، اوس میں مولانا محمد ابراہیم میر نے پیش ہوکر قادیانیوں کو شکست فاش سے دوچار کیا تھا۔ اس مناظرے کی تفصیلات کے علاوہ ، مولانا ثناءاللہ امرتسری اور منشی فرزند علی قادیانی کے مابین ہونے والے فیروز پوری مباحثے کی روداد بھی جلد ہذا میں نقل ہورہی ہے ۔۔ نیز بھینی کھاڈر ، پارا چنار، دہلی ضلع لاہور، اور سٹھیالی وغیرہ مقامات پر مباحثوں کی تفصیلات بھی درج ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۳۷ پر ایک حدیث لکھی ہے جس کے

الفاظ یہ ہیں: یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین ..الحدیث۔
اس میں رجال ۔را کے ساتھ ہے جس کو مرزا قادیانی نے دجال (دال سے) لکھا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری یہ معاملہ منظر عام پر لائے تو قادیانیوں نے بہت پیچ و تاب کھائے۔ ادھر شیخ الاسلام نے مرزا قادیانی کی بریت ثابت کرنے کی صورت میں انعام کا چیلنج بھی دے دیا۔ بنابریں قادیانیوں کے ایک وفد نے امرتسر آ کر شیخ الاسلام امرتسری سے خط و کتابت کی، جو بے نتیجہ رہی ۔اس کے بعد انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دفاع میں مضامین لکھے جو بے فائدہ ثابت ہوئے۔ یہ داستان زیر نظر جلد میں بشرح وبسط بیان ہوئی۔

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری وسط جنوری ۱۹۲۳ میں حیدرآباد دکن تشریف لے گئے تھے جہاں وسط مارچ ۱۹۲۳ء تک ان کا قیام رہا۔ آپ نے حیدرآباد اور سکندرآباد میں کئی جلسوں سے خطاب فرمایا جن میں قادیانی عقائد ونظریات کا بھرپور رد کیا گیا۔ اس موقع پر قادیانیوں سے اشتہار بازی کے علاوہ ایک مباحثہ بھی منعقد ہوا۔ یہ داستان شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری نے ایک سلسلہ مضامین میں بیان کی ہے جسے زیر نظر جلد میں نذر قارئین کیا جارہا ہے۔

مولوی محمد علی لاہوری کے ترجمہ قرآن پر ماسٹر غلام حیدر صاحب کی جاندار تنقید پر مشتمل قسط ۸ تا ۱۰ شائع ہوئی ہیں۔ ان مضامین میں محمد علی کے ترجمہ قرآن سے بعض انگریزی عبارات، اور بائیبل کے انگریزی نسخہ سے بعض آیات خود شامل کر دی ہیں نیز بعض احادیث جو مختصرا نقل کی گئی تھیں یا جن کی طرف محض اشارہ کیا گیا تھا، انہیں بھی کتب صحاح سے نقل کر دیا گیا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا امرتسری اور قادیانیوں کے مابین ایک مباحثہ دسمبر ۱۹۱۶ء میں سرگودھا میں ہوا تھا جسکی روداد کسی سابق جلد میں درج ہو چکی ہے۔ بعد میں قادیانیوں نے اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان میں اس مباحثہ کی روداد اپنے انداز میں شائع کی جس سے غلط فہمیاں جنم لیتی تھیں، اسلئے بابو حبیب اللہ امرتسری نے تشحیذ الاذہان کو سامنے رکھ کر مفصل مضامین لکھے جو جلد ہذا میں شامل ہو رہے ہیں۔

کمپوزنگ کے ساتھ ساتھ تصحیح، تخریج، تسہیل اور تنقید وغیرہ کا انحصار بھی چونکہ فرد واحد پر رہا ہے اسلئے قارئین سے درخواست ہے کہ غلطیوں سے درگذر فرمائیں اور تاریخ تحفظ ختم نبوت کے ۱۹۲۰ء۔۱۹۲۱ء کے کارکنوں کی نگارشات سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اس فقیر کے لئے دعائے خیر بھی فرماتے رہیں۔ ممنون ہونگا۔

والسلام　　　　فقیر بارگاہ صمدی　　　　**محمد بهاء الدين**

انه من سليما ن و انه بسم الله الرحمن الر حيم

جھوٹوں کا ہرگز اعتبار نہ کرو

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:
دنیا میں ایسے مذہب بھی ہیں جو شرک وکفر کو جائز رکھتے ہیں، مگر ایسا مذہب کوئی نہیں جو جھوٹ کو جائز جانتا ہو۔اسلام میں جھوٹ کے تین درجے ہیں ۔مخلوق پر جھوٹ ۔رسول پر جھوٹ ۔اللہ پر جھوٹ ۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من كذ ب عليّ متعمداً فليتبؤأ مقعده في النّار

جو کوئی مجھ پر جھوٹ بولے اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا

اسکے معنی ہیں جھوٹی حدیث بنا کر حضرت پیغمبر خدا ﷺ کی طرف منسوب کرے۔

محدثین کا عام قانون ہے کہ جو شخص ایک حدیث بھی جھوٹی بنائے اس کی کوئی حدیث صحیح نہیں ہوتی ۔مرزا صاحب قادیانی حقیقت الوحی میں لکھتے ہیں کہ ایک جھوٹ کے مقابلہ میں ہزار انسان بھی کارآمد نہیں ہوسکتے۔

اس مقبولہ قاعدہ کے مطابق ہم دیکھتے اور دکھاتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اوران کے اتباع کا کیا حال ہے۔

ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ صحاح ستہ کے مصنفین میں سے کوئی زندہ ہوتا یا امام الجرح و التعديل یحی بن معین یامحك رجال امام دارقطنی زندہ ہوتے تو مرزا قادیانی اوران کے اتباع کو واضعین احادیث لکھ کران کی کل روایات کو موضوع (جھوٹی حدیثیں) بتاتے ۔ہم اس دعوی کو بلا دلیل چھوڑ نا نہیں چاہتے، ورنہ ہم میں اوران میں بحیثیت علم کے فرق کیا ہوگا۔

مرزا خدابخش قادیانی مصنف کتاب عسل مصفی صفحہ ۲۷۲ پرلکھتا ہے:
دجال ایک تنہا نہیں بلکہ ایک جماعت کا نام ہے۔
ہم لفظ دجال کے معنے لغت عرب سے دکھا چکے ہیں کہ ایک طائفہ

عظیمہ یعنی ایک بھاری گروہ کو کہتے ہیں مگر ہم اسی پر اکتفانہیں کرتے بلکہ خود رسول اللہ ﷺ کی زبان سے دکھاتے ہیں کہ وہ بھی دجال کوایک جماعت ہی تصور کرتے تھے۔ دیکھو حدیث ذیل

یخر ج فی آ خر الز ما ن ر جا ل یختلو ن الدنیا با لدین یلبسو ن للنا س جلود الضا ن من الدین السنتھم احلی من العسل و قلو بھم قلو ب الذ یا ب یقول الله عز و جل ابی یفترو ن ام یحتبرو ن حتی حلفت لا بعثن علی اولئك منھم فتنة تد ع الحلیم منھم حیرا ن ۔ رواہ النسا ئی عن ابی ھریرہ ۔

یعنی نسائی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آخری زمانے میں دجال نکلے گا وہ جماعت ہوگی جس کے لوگ دنیا کو دین کے ساتھ ملائیں گے اور لوگوں کے دین کے بارہ میں بکریوں کی کھال میں دکھائی دیں گے یعنی بظاہر مسکین اورغریب طبع ہوں گے ان کی زبانیں شہد سے بھی میٹھی ہوں گی اوران کے دل بھیڑیوں کے سے ہوں گے ۔ اللہ تعالی کہے گا کیا میرے ساتھ دھوکہ کرتے ہیں یا میری ذات پر جرأت کرتے ہیں ۔ مجھے اب پر اس قدر غصہ ہے کہ میں قسم کھالوں گا کہ انہی میں سے ایک فتنہ برپا کروں گا جس سے ان کے دانا بھی حیران رہ جائیں گے ۔ (دیکھو کنز العمال۔ جلد ۷ ص ۱۴۷)

اب اس حدیث سے صاف واضح ہو گیا کہ دجال سے مراد ایک جماعت ہے جومکر وفریب سے کاروائی کرے گا بظاہر بڑے رحیم وکریم اور بڑے ہی میٹھے ہوں گے مگر باطن میں درندوں سے کم نہ ہوں گے ۔سوکون نہیں کہ یہ صفات پادریان وفلاسفران رنگ میں کل الوجوہ پائی جاتی ہیں ۔

اس روایت میں سارا مدار اوراستدلال لفظ دجال پر ہے جو مصنف مذکور نے بڑی دلیری سے اصل حدیث میں لکھا ہے اور ترجمہ میں بھی ۔ اوراسی پر سارے استدلال کی بنا ہے حالانکہ اصل حدیث میں نہیں ۔مگر اصل حدیث دکھانے سے پہلے بڑے میاں (مرزا غلام احمد قادیانی) کا حال بھی ذرا دکھادیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ مرزا خدا بخش جیسے بیسیوں بلکہ سینکڑوں ہزاروں غریب الٹی اورکند چھری سے ذبح ہوئے ہوں

گے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خود بدولت اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۳۷ پر حاشیہ میں لکھتے ہیں:

نسائی نے ابی ہریرہؓ سے دجال کی صفت میں آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث لکھی ہے۔ یخرج فی آخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان السنتهم احلی من العسل وقلوبهم قلوب الذیاب۔ الحدیث۔ یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال نکلے گا وہ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے یعنی اپنے مذہب کی اشاعت میں بہت سا مال خرچ کریں گے۔ وغیرہ۔

ان دونوں حوالوں سے خوب سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ دونوں (نبی اور امتی) ابو ہریرہؓ سے حدیث نقل کرتے ہیں حالانکہ اصل حدیث کے الفاظ یہ ہیں

یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین۔
(مشکوۃ۔ باب الریاء)

یعنی بجائے دجال کے رجال ہے اور دجال اور رجال جمع ہے رجل کی جس کے معنے ہیں بہت سے لوگ۔ مطلب حدیث کا یہ ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں آخری زمانے میں کئی لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو دین کے ساتھ دنیا کمائیں گے۔

چونکہ یہ حدیث دراصل مرزا صاحب قادیانی جیسے دنیاداروں کے حق میں تھی اس لئے مرزا صاحب نے اسے بگاڑ کر پادریوں کے حق میں لگا کر ان کو دجال بنا دیا

قادیان اور لاہور کے احمدیو! قادیانی روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۷، کسی کتاب سے دکھا دو، تو لدھیانہ کا تین سو روپیہ تم سے لیا ہوا واپس کرنے کا وعدہ لکھا لو۔ مرزا خدا بخش کے حال پر افسوس ہے کہ بے چارہ پیر و مرشد (مرزا قادیانی) پر بھروسہ کر کے مفت میں مارا گیا۔ سچ تو یہ ہے کہ اندھی تقلید اور بے بصیرت اعتقاد ایسے ہی کام کرایا کرتے ہیں۔ سچ ہے:

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۶ جنوری ۱۹۲۲ء مطابق ۷ جمادی الاول ۱۳۴۰ھ نمبر۱۰ جلد ۱۹ ص ۱۔۲)

مرزائیوں سے ایک معقول فیصلہ

و یوم القیامۃ تری الذین کذ بوا علی اللہ و جوھھم مسودہ
جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:
قرآن کریم میں اللہ تعالی نے صاف فرمادیا کہ

ما کا ن محمد ابا ا حد من ر جا لکم و لکن رسو ل اللہ و خا تم النبیین (پ۲۲)

یعنی آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔کسی نقلی نبی کے آنے کی گنجائش نہیں چھوڑی۔

پھر آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کی نسبت فرمایا کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہونا ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے۔

اسی طرح حضرت علیؓ کو فرمایا کہ آپ میرے لئے ایسے ہیں جیسے حضرت موسیٰ کیلئے ان کے بھائی حضرت ہارونؑ تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

پھر موٹی عقل والوں کے لئے واضح کر کے بار بار بڑی تاکید سے فرمایا کہ میری امت میں جھوٹے نبی پیدا ہوں گے ان سے بچنا۔

وحی کی نسبت اللہ تعالی فرماتا ہے کہ وحی کا جھوٹا دعوی کرنے والا بہت بڑا ظالم ہے۔ظاہر ہے کہ معمولی ظالموں کے واسطے قرآن میں جگہ جگہ لعنت آئی ہے۔پس بہت بڑا ظالم تو الف الف لعنت کا مستحق ٹھہرا۔

چودھویں صدی میں ایک طبیب کا بیٹا جائداد کے مقدمات ہار کر محرری ضلع سے مستعفی ہو کر دولت کمانے کی حرص میں مختار کاری جیسے پیشہ کو اختیار کرنے کے لئے قانون کا امتحان دیتا ہے۔امتحان میں فیل ہو کر حیران ہے کہ دولت کیونکر کمائی جاوے۔عربی فارسی خاصی پڑھی ہوئی تھی (دیکھو براہین احمدیہ)

جوانی ہمہ اندریں باختم
دل از غیر ایں کار پرداختم

اس سے بڑھ کر کوئی صورت نظر نہ آئی کہ اسلامی لباس پہن کر اور اپنے آپ کو اسلام اور بانی اسلام کا عاشق زار ظاہر کر کے اسلامی مناظر اور مصنف کی شکل میں مسلمانوں پر جادو ڈال کر مختلف ناموں سے ان سے چندے وصول کئے جائیں ۔ اور اسی روپیہ سے بیچم صاحب یا امرت دھارا والے کی طرح اپنی شہرت اور آمدنی کے لئے اطراف عالم میں اشتہار روانہ کئے جاویں:

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے

جب اس میں خاصی کامیابی ہوگئی تو آپ نے اپنے معتقدین کی نبضیں دیکھ دیکھ کر قدم آگے بڑھانا شروع کیا مناظر اور مصنف سے مجدد اور امام الزمان بنے مہدی بنے عیسے بنے آنحضرت ﷺ اور کرشن مہاراج بنے ۔ کل نبیوں کا نچوڑ بنے اور دعوی کر دیا کہ مجھے بھی وحی ہوتی ہے ۔ میری وحی قرآن کریم کی طرح خطا سے پاک ہے ۔ قرآن میرے منہ کی باتیں ہیں ۔ میں خدا کی طرف سے مامور ہوا ہوں ۔ میرے نہ ماننے والا کافر ہے ۔ وغیرہ ۔

ان دعووں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسلام میں ایک فساد عظیم پیدا ہو جاتا ہے ۔ قرآن اور حدیث کو محکم پکڑے رکھنے والے مسلمان اس کو مفتری علی اللہ خیال کر کے بدترین انسان خیال کرتے ہیں ۔ برعکس اس کے اس کو اپنے دعووں میں سچا کہنے والے اس کی شان یہاں تک بڑھاتے ہیں کہ جو الفاظ اسلام میں صرف آنحضرت ﷺ کے لئے مخصوص ہیں وہ اس کے لئے استعمال کرتے ہیں، بلکہ مسلمانوں کی دل آزاری کی پرواہ نہ کر کے الف الف یعنی ہزار ہزار کا لفظ بھی اس پر لگا دیتے ہیں ۔

یہ فتنہ اسلام سے رفع ہونا ضروری ہے اور چونکہ بنیاد ان تمام دعووں کی وحی پر رکھی گئی ہے، اس لئے صورت فیصلہ یہی ہے کہ اس شخص غلام احمد قادیانی (١٣٠٠) کی وحیوں کی پڑتال کی جائے ۔

اس امتحان کے لئے میں آج ایک ایسی وحی پیش کرتا ہوں جو آسمانی نکاح والی وحی کی طرح جوانی دیوانی کی نہیں، بلکہ مقدس اور متواتر اور ریش سفید پر نازل ہوئی ہے ۔ اس کا امتحان کر لیا جائے ۔ اگر یہ سچی ثابت ہو تو اس کا مدعی سچا ۔ اگر جھوٹی ثابت ہو تو مدعی جھوٹا اور مفتری علی اللہ ۔ اور اس لئے بڑا ظالم اور لعنتوں کا مستحق ۔

یہ شخص اپنے رسالہ الوصیت مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کو یوں شروع کرتا ہے:
اما بعد چونکہ خدائے عز وجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارہ میں اس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا ... پہلے میں اس مقدس وحی سے اطلاع دیتا ہوں ...اور وہ یہ ہے جو عربی زبان میں ہوئی ...

(ترجمہ) تیری اجل قریب آ گئی ہے اور ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام و نشان نہیں چھوڑیں گے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو۔ تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوری رہ گئی ہے اور ہم ایسے تمام اعتراض دور اور رفع کر دیں گے اور کچھ بھی ان میں سے باقی نہیں رکھیں گے جن کے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو۔ الخ

پھر صفحہ ۳ پر اس کی تشریح یوں کرتا ہے:

اس جگہ یاد رہے کہ خدا تعالی کا یہ فرمانا کہ ہم تیری نسبت ایسے ذکر باقی نہیں چھوڑیں گے جو تیری رسوائی اور ہتک عزت کا موجب ہوں، اس فقرہ کے دو معنے ہیں۔

اول یہ کہ ایسے اعتراضات کو جو رسوا کرنے کی نیت سے شائع کئے جاتے ہیں ہم دور کر دیں گے اور ان اعتراضات کا نام و نشان نہ رہے گا۔

۲۔ دوسرے یہ کہ ایسی شکایت کرنے والوں کو جو اپنی شرارتوں کو نہیں چھوڑتے اور بدذکر سے باز نہیں آتے، دنیا سے اٹھالیں گے اور صفحہ ہستی سے معدوم کر دیں گے۔ تب ان کے معدوم ہونے کی وجہ سے ان کے بے ہودہ اعتراض بھی نابود ہو جائیں گے۔

پھر بعد اس کے خدا تعالی نے میری وفات کی نسبت اردو زبان میں مندرجہ ذیل کلام کے ساتھ مجھے مخاطب فرمایا۔

بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی۔ یہ ہو گا، یہ ہو گا، یہ ہو گا۔ بعد اس کے تمہارا واقعہ ہو گا۔ تمام حوادث اور عجائبات دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔

اس وحی مقدس اور متواتر پر جرح کے سوالات اوران کے جوابات

سوال ۔کیا وحی مقدس کے نزول کی کچھ ضرورت تھی ۔
جواب ۔ہر گز نہیں ۔انہتر سال کے بوڑھے کو بتانا کہ تیری موت قریب ہے ایک فعل عبث ہے ۔خاص کر جب کہ نہ دن بیان کیا گیا ہو، نہ مہینہ، نہ سال، نہ مرنے کی جگہ۔
سوال ۔کیا اس وحی سے اسلام کو کچھ فائدہ پہونچتا تھا۔
جواب ۔ ہر گز کچھ نہیں۔ ہاں مرزا صاحب کو روضہ رسول کی زیارت کا شوق حد سے بڑھا ہوا تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

مے پریدم سوئے کوئے او مدام
من اگر میداشتم بال و پرے

اور آنحضرت ﷺ کی محبت وعظمت دل میں اس قدر جاگزین تھی کہ آپ نے آنحضرت ﷺ کے نام کے بعد کبھی اختصاراً صلعم نہیں لکھا بلکہ بڑی پابندی سے ہمیشہ پورا ﷺ لکھتے رہے ۔ یہ حال خدا کو معلوم تھا اور یہ بھی معلوم تھا کہ ان آئی موت مرنے کا خوف ہی مرزا صاحب کی اس آرزو کے پورا ہونے میں سدراہ ہے۔ پس ممکن ہے اللہ میاں نے اس خیال سے اطلاع دے دی ہو کہ اب موت بہرحال آنے والی ہے اس سے نہ ڈریں اور اپنا دلی شوق پورا کرلیں کیونکہ اللہ میاں قبل اس کے وعدہ کر چکا تھا کہ میں تیری سب مرادیں پوری کروں گا ۔اربعین نمبر اول (اور جہاں خرچے کی ضرورت تھی ۔تو محمد حسین بٹالوی صاحب کہہ چکے تھے کہ میرے ساتھ چلو، حج کا خرچہ میں دے دوں گا۔ بہا)
سوال ۔ اس وحی مقدس کے نزول کے وقت مرزا صاحب قادیانی کے اشد مخالف کون تھے جو ان پر اعتراض کیا کرتے تھے۔
جواب ۔مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ۔ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ۔مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔
سوال ۔کیا اس وحی مقدس ومتواتر کے مطابق سب یا ان میں سے کوئی مرزا صاحب قادیانی کی موت سے پہلے فوت ہوا؟
جواب ۔ ہرگز نہیں ۔ پہلے دو (محمد حسین،عبدالحکیم) مرزا صاحب سے بارہ برس بعد فوت

ہوئے اور پچھلے دو (ثناء اللہ، ابراہیم) بفضلہٖ تعالی اب تک (یعنی ۱۹۲۲ء) زندہ سلامت و ہشاش بشاش ہیں۔ ایک جماعت اہل حدیث کے سردار ہیں دوسرے ان کے مشیر۔

سوال۔ کیا وہ اعتراضات جو مرزا جی کو رسوا کرنے کی نیت سے کئے جاتے تھے خدا نے دور کر دیئے۔

جواب۔ ہمارے خدا نے تو دور نہیں کئے۔ لاہور میں مجلس شوری کا انعقاد کہہ رہا ہے کہ ان اعتراضوں نے مرزا جی کی امت کی کمر توڑ دی ہے۔ اس احقر کی طرف قادیان سے دھمکی آمیز خط آرہے ہیں۔

سوال۔ وہ کون سے اعتراض تھے جو اس وحی کے مطابق مرزا جی کی وفات سے پہلے نہیں، تو بعد میں ہی ان کا نام و نشان باقی نہیں رہا اور نابود ہو گئے۔

جواب۔ جی یہاں تو معاملہ ہی دگرگوں ہو گیا۔ یعنی وہ اعتراض جو ان کی زندگی میں ہوا کرتے تھے وہ اسی طرح قائم ہیں، اور ان کے مرنے سے ان کی وہ تمام الہامی پیش گوئیاں جو ان کی زندگی میں پوری ہونا تھیں، سب لاجواب اعتراض بن گئیں۔

چنانچہ اسی سلسلہ میں میرا ایک اعتراض ہے کہ مرزا جی کی زندگی میں جب ان پر اعتراض ہوا کہ آپ فریضہ حج کیوں ادا نہیں کرتے، تو آپ نے فرمایا کہ

ایک تو راستہ مخدوش ہے

دوسرے صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود اور دجال کو آن واحد میں کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ اسلئے بموجب اس حدیث کے میرا حج کرنے کا وقت وہ ہوگا جب دجال یعنی پادری کفر اور دجال سے باز آ کر ایمان اور اخلاص سے کعبہ کا طواف کریں گے (دیکھو صفحہ ۱۳۷، ایام الصلح)۔

اب چونکہ مرزا جی (مسیح موعود) حج کرنے گئے نہ ان کا قرار دادہ دجال (پادریوں کا گروہ) مسلمان ہو کر طواف کعبہ کے لئے ان کے ساتھ گیا، تو ثابت ہوا کہ

۱۔ اگر یہ صحیح مسلم والی حدیث صحیح تھی تو نہ مرزا جی مسیح موعود تھے اور نہ پادری دجال۔

۲۔ یہ حدیث اگر صحیح نہ تھی تو حکم اور امام الزمان ہونے کا دعوی کر کے جھوٹی حدیث سے ان کا تمسک کرنا سراسر بے انصافی تھی۔

سوال۔ کیا مرزا جی کی وفات سے سب پر اداسی چھا گئی تھی؟

جواب ۔ لا حول ولا قوۃ ۔ مرزا جی کے جنازے پر وہ پھکڑ پنا ہوا کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا ۔ پنجاب بھر میں ان کے مرثیے تمسخرانہ گائے گئے ۔ ان میں سے ایک کا ایک بند یہ ہے

مرض ہیضہ تھیں ہو لا چار ۔ مرزا مویا منگلوار

ہاں ان کے معتقدین کو جو ان کی ہدایت کے مطابق اشتہار تبصرہ اپنے مکانوں میں لگائے ہوئے مرزا جی کی زندگی میں ان کے اشد دشمنوں کی موت کا انتظار کر رہے تھے، اس دن کہیں منہ دکھانے کو جگہ نہ تھی ۔ اسی کو اداسی کہہ دو ۔

سوال ۔ اردو کی وحی میں مرزا جی نے یہ ہوگا، یہ ہوگا، یہ ہوگا، کیوں استعمال کیا ۔ کسی ایک واحد واقعہ کا نام کیوں نہ لیا؟

جواب ۔ اس موقع پر مرزا جی کی نلیاں تو سوکھ نہیں رہی تھیں کہ ان کو جلدی تھی، ایسے نبیوں کے یہ راز ہوا کرتے ہیں ۔

بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

سوال ۔ وہ کون سے عجائبات قدرت تھے جو اس وحی مقدس کی رو سے مرزا جی کی وفات سے پہلے واقع ہو گئے اور ان کے بعد مرزا جی کا حادثہ ہوا؟

جواب ۔ خدا جھوٹ نہ بلاوے، کہتے ہیں کہ ضلع پشاور میں ایک نئی چھاؤنی رسالپور قائم ہوئی جس میں اکثر لوگ دن کو جاگتے اور رات کو سوتے ہیں ۔

سوال: کیا مرزا جی کی صحت اچھی تھی جو اس متواتر اور مقدس وحی نے مرزا جی کی ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا؟

جواب ۔ پہلے مرزا جی کی زبانی مرزا جی کی صحت کا حال سن لیجئے ۔

اس عاجز کی عمر اس وقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرض اور طرح طرح کی عوارض میں مبتلاء ہے ۔ (برکاۃ الدعا ۔ ص ۳۵)

شادی طے ہونے کے وقت میرا دل و دماغ نہایت کمزور تھا اور علاوہ ذیابیطس اور دوران سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر ابھی بکلی رفع نہیں ہوا تھا ۔ (نزول المسیح ۔ ص ۲۰۹) ۔

ایک دفعہ مجھے مرض ذیابیطس کے سبب بہت تکلیف تھی ۔ کئی دفعہ سو سو مرتبہ

دن میں پیشاب آتا تھا۔(نزول المسیح۔ص ۲۳۵)

ایک مرتبہ میں قولنج زحیری میں سخت بیمار ہوا، اور سولہ دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا۔(حقیقت الوحی۔ص ۲۳۴)

اس سے پہلے مجھے ایک دفعہ دس دن برابر درد گردہ رہی تھی اور میں اس سے قریب موت ہو گیا تھا۔(حقیقت الوحی۔ص ۳۴۵)

اور میں تو اکثر عوارض لاحقہ سے بیمار رہتا ہوں اور دردسر کی بیماری مجھے مدت تیس سال سے ہے۔(انجام آتھم۔ص ۷)

آج ۲۹ ستمبر ۱۹۰۶ء (بعد از نزول وحی) کو اس قدر غلبہ مرض اور ضعف اور نقاہت ہے کہ میں لکھنے سے مجبور ہو گیا ہوں۔(حقیقۃ الوحی۔ص ۳۸۶)

جس شخص کو اتنی اور ایسی ایسی سخت بیماریوں نے گھیر رکھا ہو، اور عمر بھی کافی ہو اور خدا کی طرف سے موت قریب ہونے کی بار بار اطلاع پا کر اڑھائی سال تک نہ مرے، اس کا بھی منہ ہے کہ یہ کہے کہ اس اطلاع نے میری ہستی کی بنیاد ہلا دی۔

ہاں حضرت نشتر کی طرح اگر آپ کے زائچہ میں بھی عمر ۷۵ برس لکھی ہوئی تھی (دیکھو اخبار اودھ پنچ مطبوعہ ۲۵۔۲۸ نومبر ۱۹۲۱ء) تو آپ کے اس بیان پر ہم غور کرنے کو تیار ہیں۔ مگر ایسی صورت کے بغیر اگر ایک ۶۹ برس کے دائم المرض اور مجمع الامراض کی ہستی کی بنیاد ہل کر عمر ۸۳ سال ہو جاتی ہے، تو ایسی بنیاد خدا ہر ایک ۶۹ سالہ اور دائم المرض کی ہلا دے۔

سوال ۔ یہ جوابات اگر سچے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ یہ وحی بالکل جھوٹی اور خود تراشیدہ تھی۔ مگر اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیوں گھڑی گئی تھی اور غرض اس افتراء علی اللہ سے کیا تھی؟

جواب ۔ اس وحی مقدس کا شان نزول یہ ہے کہ جب مرزا جی انہی من گھڑت وحیوں کی بدولت اپنے زعم میں زندگی کے عروج کے تمام مدارج طے کر چکے، تو خیال پیدا ہوا کہ مرنے کے بعد عوام الناس کی طرح کسی معمولی قبرستان میں مدفون ہونا شایان شان نہیں۔ کوئی ایسی وحی اتاری جائے جس سے قبر عالی شان اور کسی پر تکلف باغ میں بن جائے، اور سینکڑوں فریب خوردہ مرید قدموں میں سر دیئے پڑے ہوں، جس کا

نظارہ آپ کی عظمت کو بڑھا دے۔ اس لئے یہ وحی اتار کر مریدوں کو رغبت دلائی کہ ایک ہزار روپیہ مالیت کی قیمتی زمین جو اس کام کے لئے مختص کرتا ہوں اس کی توسیع اور اس میں درخت وغیرہ لگا کر اس کو خوش نما بنانے کے لئے تین ہزار روپیہ چندہ دیں۔ جو چندہ دے گا وہ اس میں دفن ہو سکے گا اور وہ بہشتی ہو گا۔ اور اشارۃً یہ بھی فرما دیا کہ قبر چاندی کی ہو۔ آپ کے اصل الفاظ یہ ہیں :

> پھر (یعنی اس وحی کے بعد) ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھا دی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ بھی مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔
>
> (الوصیت۔ص ۱۵)۔

ایک سوال اور باقی ہے کہ مرزا جی نے اس وحی میں اور اس کے بیان میں جو الفاظ استعمال کئے، ان کا فلسفہ کیا ہے۔ پس وہ بھی سن لیں۔

(الف)۔ وحی کو مقدس اور متواتر کہنے اور اس سے اپنی ہستی کی بنیاد کا ہل جانا بیان کرنے میں یہ حکمت ہے کہ کوئی اس کی صحت میں شک نہ کرے۔ چنانچہ صفحہ ۱۶ کے حاشیہ پر آپ نے بدگمانی کرنے والوں پر بڑی لے دے کی ہے اور ان کو خدا کے غضب سے ڈرایا ہے۔

(ب)۔ باقی الفاظ کہ تمام اعتراض دور اور دفع ہو جائیں گے اور تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آوے گا، وغیرہ۔

ان میں یہ حکمت ہے کہ کوئی یہ نہ کہہ اٹھے کہ حضرت آپ تو چل دیئے اور بہت سی پیش گوئیاں آپ کی جن کی نسبت بذریعہ وحی والہام آپ کا دعوی تھا کہ میری زندگی میں پوری ہوں گی اسی طرح پڑی ہیں اور پوری نہیں ہوئیں۔

صورت فیصلہ۔ مرزائی نہیں، کسی مذہب وملت کے دو معزز اور سمجھدار شخص مرزا جی کی الوصیت اور خاکسار کی اس تحریر کو پڑھ کر اگر یہ کہہ دیں کہ یہ وحی سچی اور سچے خدا کی طرف سے تھی، تو میں عہد کرتا ہوں کہ میں اس خیال ویقین کو اپنے دل سے دور اور دفع کر دوں گا کہ مرزا جی دہریئے تھے اور اسلام کی کھال اوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کی

کھیتی چر گئے۔

(نوٹ)۔صفحہ ۸ ضمیمہ تحفہ گولڑ ویہ پر قادیانی مرزا جی لکھتے ہیں کہ

ان لوگوں کے منصوبوں کے برخلاف خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں اسّی برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر کروں گا تا کہ لوگ کمی عمر سے کاذب ہونے کا نتیجہ نہ نکال لیں۔

اور صفحہ ۶۵ کشتی نوح میں مریدوں کو ارشاد ہے ہے

پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں۔

پس قادیانی مرزا جی کی عمر اگر خدا کے وعدہ کئے ہوئے ۸۳ سال سے زیادہ نہ کی جاوے تو گھٹانے کی کوئی وجہ نہیں حالانکہ پورے ستّر برس کو بھی نہیں پہونچ سکے۔

چیلنج

مرزائیو! تم میں کوئی مرا جیتا ہے کہ اپنے پیرو مرشد کی اس وحی مقدس کو سچی ثابت کرے۔اور یا مرزا جی کو دجال اور مفتری علی اللہ مانے۔

میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ تمہارے لئے یہ دونوں کام مشکل ثابت ہوں گے مگر اللہ جسے چاہے ہدایت دے۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۶ جنوری ۱۹۲۲ء مطابق ۷ جمادی الاول ۱۳۴۰ھ نمبر ۱۰ جلد ۱۹ ص ۲۔۶)

❁ خلیفہ قادیان نے اپنے سالانہ جلسہ میں اپنے لوگوں کو عار دلاتے ہوئے کہا کہ غیر احمدی تم سے کس بات میں کم ہیں۔تم نماز پڑھتے ہو،وہ بھی پڑھتے ہیں۔تم زکوۃ دیتے ہو،وہ بھی دیتے ہیں۔بلکہ انہوں نے جیلوں میں جانا بھی منظور کر لیا ہے وغیرہ۔

افسوس کسی نے یہ جواب نہ دیا کہ ہم میں یہ فضیلت ہے کہ ہم بھیڑیوں کی طرح ایک دوسرے کو کاٹتے ہیں۔یقین نہ ہو تو حضرت مرزا صاحب کا اشتہار ملحقہ شھادۃ القرآن ملاحظہ فرمائیں

خلیفہ قادیان سے سوال:

جب آپ حج کو گئے تھے تو آپ نے غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھی تھی یا نہیں؟

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۶ جنوری ۱۹۲۲ء مطابق ۷ جمادی الاول ۱۳۴۰ھ نمبر ۱۰ جلد ۱۹ ص ۱۳)

محمد علی لاہوری کا انگریزی ترجمہ قرآن ۔ نمبر ۸

جناب ماسٹر غلام حیدر صاحب سرگودھا سے لکھتے ہیں:

سابقہ نمبر ۷ مطبوعہ اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۲۱ء میں ہر دو باقتضاء النص قرآن وحوالہ صحیح حدیث یہ ثابت کیا گیا تھا کہ حضرت ایوبؑ پورے اٹھارہ سال تک ایک سخت بیماری میں مبتلا رہے، جس میں سوائے ان کی پاک دامن بیوی کے ان کی خدمت سے سب قریبی اور بعیدی رشتہ دار بھاگ گئے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں کے پاؤں کی ٹھوکر سے ایک ایسا چشمہ بطور خرق عادت کے جاری فرما دیا جس کے بابرکت پانی کے استعمال سے آپ بالکل صحیح و تندرست ہو گئے۔

جس غیر معمولی صبر سے حضرت ایوبؑ نے اس ابتلاء کو اٹھارہ سال تک برداشت کیا، اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن میں

انّا و جد ناه صا براً

کی سند عطا فرمائی، جو ہمارے مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے سفر کی ایک آدھ دن کی معمولی تکلیف کے واسطے ان کو دلوا دی تھی۔ باقی بیان کے اعادہ کی ضرورت نہیں، تمہید نمبر موجودہ کے واسطے اسی مقدار کی ضرورت تھی۔

نمبر ۷ میں خذ بيد ك ضغثاً فاضر ب به و لاتحنث کے معنی آئندہ لکھنے کا وعدہ تھا جسکو اب بفضل اللہ تعالیٰ پورا کیا جاتا ہے۔ ہمارے مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے اپنے انگریزی ترجمہ قرآن میں اس آیت کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:

اپنے ہاتھ میں کسی قدر دنیاوی مال لے لو پھر اسی پر قناعت کرو۔ اور باطل کی طرف مت جھکو۔

لغت کی بعض کتب سے اپنے معنی ثابت کرنے کی بہت کوشش بھی کی گئی ہے مگر افسوس ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے فا ضر ب به کے معنی کسی عربی لغت کی کتاب یا محاورہ عرب سے (قناعت کرنے کے) ثابت کرنے کی زحمت کو عمداً گوارا نہ کیا

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو اعتراض اس آیت کے بالکل غلط ترجمہ کرنے کا وہ کل مفسرین پر کرتے ہیں، اس کے صحیح ترجمہ کا خود بھی ثبوت نہ دے سکے۔

لغت متعدد معنوں کی بیشک متحمل ہوتی ہے، مگر بموجودگی صحیح حدیث یا معتبر قول صحابی، جس سے دوسرے صحابہ نے انکار نہ کیا ہو، لغت کے متعدد معنوں سے صرف وہی قبول کیا جانے کا حق رکھتے ہیں جو مطابق حدیث یا قول صحابی ہو جس کی تشریح ابھی ہو چکی ہے۔

صحابہ زیر تعلیم جناب رسول اللہ ﷺ رہ چکے ہیں جس پر دلیل یہ آیت ہے

یعلّمهم الکتاب و الحکمة (جمعہ)

بعض میں خصوصیت بطور معجزہ بطفیل دعا حضرت سرور کائنات ﷺ ثابت ہے مثلاً حضرت عبداللہ بن عباسؓ۔

امام جلال الدین سیوطیؒ اپنی تفسیر درمنثور میں بزیر آیت مذکورہ بروایت امام احمدؒ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ایوبؑ نے اپنی بیماری میں (کسی قصور کے واسطے) اپنی بیوی کو سو کوڑے مارنے کی حلف اٹھالی تھی۔

اب حال پوشیدہ نہیں کہ بعد صحت یاب ہونے کے اپنی قسم کو پورا کرنے کی فکر پڑی۔ اس کی خدمت یاد آتی تھی تو کوڑے لگانا خلاف انصاف دیکھتے، قسم یاد آجاتی تو اسکا پورا کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک آسان تدبیر بتلا دی کہ حضرت ایوبؑ اپنے ہاتھ میں سو سینکوں کا ایک مٹھا باندھ کر یک دفعہ ہی بیوی کو مار دے، اور قسم میں جھوٹا مت بنے۔

سب سے اول جناب رسول اللہ ﷺ نے اسی آیت کی نص سے ایک ضعیف الخلقت شخص پر، جو زنا کے سو کوڑے کی حد برداشت نہ کر سکتا تھا، اس قسم کی حد لگانے کا حکم دیا۔ دیکھو مشکوۃ جلد ۳ کتاب الحدود فصل ثانی حدیث سعید بن سعید بن عبادہ۔

مسند احمد میں بھی ایسا ہی ایک ذکر مذکور ہے۔ طبرانی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ مذہب حنفی میں اس قسم کا حکم موجود ہے۔

اب اس قدر قرائن کو نظر انداز کر دینا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہوری کا ہی کام ہے۔

حضرت علیؓ جنھوں نے کوفہ کو اپنی خلافت میں صدر مقام بنایا، وہاں کی مسجد میں اگا ہوا (ضغث) دیکھا تھا جس سے حضرت ایوبؑ کو اللہ تعالی نے ان کی بیوی کو مارنے کا حکم فرمایا تھا (دیکھو مجمع البحار اور وحید اللغات)

ضغث کے ساتھ قرینہ فاضرب بہ کا صاف مانع ہے کہ اس کو مال دنیا کے مفہوم میں خواہ مخواہ تبدیل کیا جائے۔ اگر مولوی محمد علی صاحب لاہوری لغت یا محاورہ عرب سے (ضرب) کے معنی قناعت کرنے کے ثابت کر دیتے، جو انہوں نے بالکل نہیں کئے، اور نہ وہ آئندہ کر سکتے ہیں، تو البتہ اس صورت میں ہم اس نرالی تاویل کی ایجاد میں ان کی قابلیت کی داد دیتے۔

مولوی محمد علی صاحب لاہوری کا کل مفسرین کو اس آیت کے غلط مفہوم بیان کرنے کے واسطے الزام دینا درست نہیں۔ جس مفہوم کے بیان میں کل مفسرین یا اکثر متفق ہوں، وہ بالضرور تحقیق کی بنا پر ہوتا ہے، اس کو ایک دوسرے کی تقلید سے منسوب کرنا عدم تدبر کا نتیجہ ہے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے خود مولوی عبداللہ چکڑالوی کی اس آیت میں اور اکثر مواقع میں تقلید کی ہے۔ تورات میں تو اس قدر ثابت ہے کہ حضرت ایوبؑ کی بیوی نے ان کی بیماری میں ان سے اس طرح کہا تھا (کیا تو اب تک اپنی دیانت پر قائم رہتا ہے؟ خدا کو ملامت کر اور مر جا)، اس کے جواب میں انہوں نے کہا (تو نادان عورتوں کی بات بولتی ہے کیا ہم خدا سے اچھی چیزیں لے لیویں اور بری چیزیں نہ لیویں)۔ (دیکھو توریت: ایوب باب ۲ آیت ۹۔۱۰)

Then said his wife unto him, Dost thou still retain thine integrity? Curse God, and die.

But he said unto her, Thou speakest as one of the foolish women speaketh. What? shall we receive good at the hand of God, and shall we not receive evil? In all this did not Job sin with his lips. (Job 2: 9.10)

مفسرین نے چند دیگر وجوہات بھی بیان کی ہیں جو حضرت ایوبؑ کے اپنی بیوی سے ناراض ہونے کا باعث ہوئیں۔ مگر ہم ان کو نظر انداز کر کے اقتضاء النص پر صرف قناعت کرتے ہیں کہ ضرور آپ اپنی بیوی سے ناراض ہو کر سزا دینے کی قسم کھا بیٹھے تھے

جس کو پورا کرنے کی اللہ تعالی نے ان کو ایک نہایت آسان تدبیر بتلائی اور حیلہ شرعی کا جواز بھی اسی نص کی بنا پر ہے بشرطیکہ اس میں کسی کی حق تلفی نہ ہو۔جس طرح خود جناب سرورکونین ﷺ سے ایک زانی کی سزا میں ثابت ہے جس کا ابھی ذکر ہو چکا ہے۔

اس نمبر میں ہم ایک قرضہ سے بھی سبک دوش ہونا چاہتے ہیں جو بصورت چیلنج پیش کیا تھا (پیغام صلح لاہورے ستمبر ۱۹۲۱ء) کہ ماسٹر غلام حیدر قرآن کریم سے مچھلی کا بھنا ہوا ہونا اور پھر زندہ ہو جا ثابت کریں۔

اڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور اپنے مضمون میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ بخاری کی احادیث کتاب العلم و کتاب الانبیاء میں مچھلی کے مردہ ہوکر زندہ ہونے کی طرف کنایہ اور اشارہ تک موجود نہیں۔

شکر ہے کہ اڈیٹر صاحب پیغام صلح نے بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ تسلیم کر لیا ہے۔مگر معلوم نہیں آپ کے امیر صاحب (مولوی محمد علی) کا اس کے متعلق کیا عقیدہ ہے۔ہم نے گذشتہ نمبروں میں بعض آیات کی تفسیر بموجب احادیث بخاری کے ثابت کیا تھا کہ مولوی محمد علی لاہوری نے ان سب احادیث کو پس پشت ڈال کر تفسیر بالرائے کو ترجیح دی ہے۔

آئندہ بھی چند احادیث بخاری سے پیش کر کے ہم ہر دو جماعتوں پر ثابت کر دیں گے کہ بخاری شریف کے متعلق اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا دعوی ان حضرات کا محض زبانی ہے، نہ عملی۔گاہ گاہ بطور تبرک یا رفع بدظنی کوئی کوئی حدیث عملی طور پر بھی مان لیتے ہیں۔

احادیث صحیحہ خواہ وہ کسی محدث کی ہوں، اہل سنت کے نزدیک قابل قبول ہیں۔ بہت سے مسائل شریعت اسلام کے ایسے بھی ہیں کہ بخاری یا مسلم ان کا کوئی فیصلہ ہرگز نہیں کر سکتے۔غرض احادیث صحیحہ کے بارہ میں ہر دو جماعت کا عقیدہ مولوی عبداللہ چکڑالوی منکر احادیث اور اہل سنت کے بین بین ہے۔نہ تو بالکل اہل القرآن ہیں نہ بالکل اہل سنت۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (ہر دو جماعت کے امام) کا بھی یہی مسلک تھا۔پس بموجب آیت

فلا ور بّك لا يؤ منو ن حتّى يحكّمو ك فيما شجر بينهم ثمّ لا

یجدوا فی انفسهم حر جاً مّما قضیت و یسلّموا تسلیماً ۔
ان سے توقع رکھنا بالکل فضول ہے ۔ یہ آیت مومن اور غیر مومن کے امتیاز کے بارہ میں ایک قطعی نص ہے ۔

اب ہم حو ت موسیٰ کے متعلق چیلنج اڈیٹر پیغام صلح لاہور کا بخوشی منظور کر کے عرض کرتے ہیں کہ بموجب احادیث بخاری، اڈیٹر صاحب پیغام صلح نے اس قدر تو تسلیم کر لیا ہے کہ مچھلی تڑپ کر برتن سے نکل کر دریا کے کنارے پر گری، مگر اللہ تعالیٰ نے پانی کی رو کو مچھلی سے روک لیا، اور وہ اس کے اوپر طاق کی طرح بن کر رہ گئی ۔ یعنی اس مچھلی کو بہا کر نہیں لے گئی ۔

اڈیٹر صاحب پیغام صلح اگر صرف دلالت النص پر غور کرتے تو مچھلی کا موجودہ حالت سے زندہ ہو جانا سمجھ جاتے ۔ ایک خاص مقام پر پہنچ کر مچھلی کا زنبیل سے تڑپ کر باہر کود پڑنا اور اس سے پہلے غیر متحرک رہنا، صاف دلیل ہے اس امر کی ۔

اس مقام کی تاثیر کا اللہ تعالیٰ کو علم تھا جس کو روایات صحیحہ میں چشمہ حیات یا آب حیات بتلایا گیا ہے اور اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے خضرؑ کے پتہ کا نشان بھی یہی خاص مقام حضرت موسیٰؑ کو بتایا تھا۔

اڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور فرماتے ہیں کہ مچھلی کے مردہ سے زندہ ہو جانے کا احادیث بخاری و مسلم میں کنایہ و اشارہ تک موجود نہیں ۔ پانی کی رو کا رک جانا اور مچھلی کے اوپر طاق کی طرح بن جانا، بھی خارق عادت امور ہیں ۔ جب ان کو ماننے سے چارہ نہیں تو خاص مچھلی کا اسی مقام خاص پر متحرک ہو کر اور اچھل کر خود بخود پانی میں جا پڑنا مردہ سے زندہ ہونے کی کافی دلیل ہے جس کو اہل علم دلالت النص بولتے ہیں ۔

اچھا اگر اڈیٹر صاحب بخاری شریف کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ صرف زبان سے کہتے ہیں، مگر اس کو غور سے مطالعہ کرنے یا اس کی مدد سے اپنے عقاید کی اصلاح اور قرآن شریف کا مطلب سمجھنے کی ذرا پرواہ نہیں کرتے ۔ اگر بخاری شریف کو آپ نے کسی اہل علم اہل سنت سے باقاعدہ پڑھا ہوتا، یا صرف مطالعہ کے ذریعہ سے اس پر عبور ہوتا، تو اس کے ۱۹ ویں پارہ میں سورہ کہف کے متعلق تین احادیث مجمع البحرین کی بھی

آپ کی نظر سے گذر تیں اور آپ کو بے فائدہ چیلنج دینے کی زحمت اور شرم ساری برداشت نہ کرنی پڑتی۔

براہ مہربانی ان ہر سہ احادیث کی شرح و ترجمہ بھی ساتھ رکھ لینا کیونکہ یہ معمولی کتاب نہیں کہ بدون ان ذرائع کے اسکے باریک نکات حل ہوسکیں۔آپ ان احادیث میں مچھلی کا مردہ ہونا ضرور پائیں گے (خذ نوناً میتاً حیث ینفخ فیه الروح) بروایت ابن عباس (و کان الحوت قد اکل من فلما قطر علیها الماء عاش) (فی اصل الصخرة عین یقال له الحیوة لا یصیب من ماءها شئی الا حیّ) مسلم باب فضائل الخضر (فقیل له تزود حوتاً مالحاً)

باقی احادیث اس حوت کے متعلق ترمذی و دیگر محدیث کی بوجہ طوالت نظر انداز کر کے مجبوراً عرض کرتا ہوں کہ ہر دو احمدی جماعت دنیا میں باذن اللہ مردہ کے زندہ ہونے کو تسلیم نہیں کرتیں جس کا کسی آئندہ نمبر میں انشاء اللہ مذکور ہوگا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ جنوری ۱۹۲۲ء مطابق ۱۴ جمادی الاول ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۱۱ ص ۳-۴)

(صحیح بخاری حدیث نمبر ٤٧٢٦ : خذ حوتاً میتاً حیث ینفخ فیه الروح۔ فأخذ حوتاً فجعله فی مکتل فقال لفتاه : لا أکفلك الّا ان تخبرنی بحیث یفارقك الحوت ...)

روپیہ جمع کرا دیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ٦ جنوری ۱۹۲۲ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں ایک مضمون نکلا تھا جس میں ذکر تھا کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۳۷ پر ایک حدیث لکھی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں

یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین الحدیث۔

اس میں رجال۔را کے ساتھ ہے جس کو مرزا صاحب نے اپنی فاسد غرض کی وجہ سے دجال (دال سے) لکھا ہے۔محدثین کا زمانہ ہوتا تو ان کو واضعان حدیث راویوں میں لکھتے۔

ان کے مریدوں سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ یہ الفاظ حدیث کی کسی کتاب سے دکھا دو، تو لدہانہ کا تین سو روپیہ واپس لے لو۔

اس کے جواب میں قاضی اکمل صاحب قادیانی نے اخبار الفضل مورخہ ۹ جنوری میں چیلنج منظور کیا ہے۔ جس کے جواب میں میں نے الفضل کو مندرجہ ذیل خط مع اصل رسید رقم بھیج کر خواہش کی ہے کہ آپ الفضل کے ناظرین کی اطلاع کے لئے اسے بھی شائع کر دیں۔ وہ خط یہ ہے:

چیلنج کا تین سو روپیہ جمع کرا دیا

جناب اڈیٹر صاحب۔

الفضل ۹ جنوری ۱۹۲۲ء میں میرے چیلنج کی منظوری از جانب قاضی اکمل صاحب شائع ہوئی ہے۔ جس میں موصوف نے مجھ سے تقاضا کیا ہے کہ میں مبلغ تین سو روپیہ انعامی رقم جمع کرادوں، تو وہ مجھے حدیث مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۷ دکھا دیں گے جس کے الفاظ یہ ہیں

یخرج دجال یختلون الدنیا بالدین۔ الخ۔

اس لئے میں آپ کے ذریعہ سے آپ کے ناظرین کو عموماً اور قاضی صاحب کو موصوف کو خصوصاً اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے حسب تحریر ان کی مبلغ تین سو روپیہ بدکان حاجی نور احمد صاحب سوداگر چرم امرتسر جمع کرا دیا ہے جس کی اصل رسید بھی ارسال ہے۔

یہ تو احمدی علماء کو بھی معلوم ہوگا کہ اہل علم کے نزدیک مسلّم اور مروج ہے کہ جس مخرج کتاب کے الفاظ میں شک ہو اس کی تصحیح مسند سے کی جاتی ہے۔ چنانچہ اسی اصول کے مطابق الفضل مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۲۲ء میں ایک مضمون منشی خادم حسین صاحب کا متعلق حدیث الاسماء والصفات نکل چکا ہے۔ اس لئے ہم دونوں فریق اس مقبولہ اصول کے پابند رہیں گے۔ ہاں اس امر کے اظہار یا شرط لگانے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ بعد عدم ثبوت کے یہ بات خود بخود ثابت ہو جائے گی کہ مرزا صاحب روایت حدیث کے بیان

کرنے میں معتبر یا محتاط نہ تھے
مجلس دفتر اہل حدیث میں ہوگی جس میں میری طرف سے میرے علاوہ چار اہل علم ہوں گے اتنے ہی حسب وعدہ آپ لوگ ۔ دن کسی اتوار کا ہوگا اور وقت صبح ۹ بجے کا ۔ جب آپ آنا چاہیں مجھے ایک دو روز پہلے اطلاع کردیں ۔احمدیوں کا بہی خواہ ۔ابوالوفا ثناء اللہ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر

(نقل رسید۔ باعث تحریر آنکہ

مبلغ تین سو نصف جس کے مبلغ ایک سو پچاس روپیہ ہوتے ہیں مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری نے برائے فیصلہ مرزائیاں ہمارے پاس امانت جمع کرادیا ہے لہذا رسید لکھ دی ہے کہ سند رہے ۔ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۲۲ء ۔ حاجی نور محمد میونسپل کمشنر مالک دکان موسومہ حاجی غلام حسین نور احمد سوداگران چرم امرتسر بقلم خود)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں :

میرے خیال میں یہ مقابلہ سب سابقہ مقابلوں سے بڑھ چڑھ کر ہے کیونکہ اس مقابلہ سے انشاء اللہ ثابت ہو جائے گا کہ مرزا صاحب قطع نظر مجدد مہدی یا مسیح وغیرہ القاب کے بحیثیت روایت کس پائے کے تھے ۔ ثقہ تھے یا ضعیف ۔

اطلاع

ہمارے سابقہ مطالبات بابت مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی اسماعیل علی گڈھی مرحومین (کہ انہوں نے کہا تھا کہ ہم اور مرزا میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا) اور بابت تفسیر ثنائی مصنفہ خاکسار یا مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (حضرت ابو ہریرہ کی نسبت کہ وہ غبی تھے ۔وغیرہ)دکھا دینے والے کو بھی صد صد نقد انعام دیں گے ۔ وہ بھی جمع کرا دیا ہے

احمدی دوستو ! آپس کے جھگڑے چھوڑ کر اس مشترکہ قومی کام میں جمع ہو جاؤ اور اپنے گرو اور مرشد کی لاج رکھ لو ۔ ورنہ دنیا کیا کہے گی ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ جنوری ۱۹۲۲ء نمبر ۱۲ مطابق ۲۱ جمادی الاول ۱۳۴۰ھ ص ۴۔۵)

مرزائی نہیں آئے

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۰۔جنوری میں مرزائیوں کے لئے جس انعامی رقم تین سو کے جمع کرا دینے کا

ذکر کیا گیا ہے اسکے لینے کو مرزائی لوگ نہیں آئے۔دونوں پارٹیاں اپنی اپنی جگہ کو گھورتی ہیں سامنے کوئی نہیں آتا۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ جنوری ۱۹۲۲ء ص ۱۳)

احمدی انعام کیوں نہیں لیتے

ہم نے مرزائیوں کو ایک ایسے کام کے لئے انعام دینا تجویز کیا تھا جو کام ان کے اہم فرائض میں داخل ہے مگر وہ باوجود اظہار جرأت کے اور باوجود ہمارے رسید بھیج دینے کے نہیں آئے۔جس کے لئے ہم نے گزشتہ پرچے میں ۵ فروری تک تاریخ مقرر کردی تھی اس پر بھی وہ نہیں آئے۔آج پھر دوسری تاریخ ۱۲ فروری تک مقرر کرتے ہیں۔اس تاریخ تک بھی وہ نہ آئے تو آئندہ ہم اپنا مفصل مضمون شائع کردیں گے جس کا عنوان ہوگا مرزا کی خودغرضی اور مرزائیوں کی باطل پرستی۔اس مضمون کا شائع ہونا اگر احمدی لوگ پسند نہیں کرتے تو ہماری دعوت اور اپنی قبولیت کے مطابق امرتسر میں آکر حدیث مطلوبہ یخرج دجال یختلون ... الخ۔کے صحیح الفاظ دکھادیں تو روپیہ امین صاحب سے وصول کرلیں ورنہ ہم سمجھیں گے کہ ہمارے مضمون کی اشاعت کو ناپسند نہیں کرتے۔اڈیٹر۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۹ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۲۲ء مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ ص ۷)

مرزا محمود احمد قادیانی کی خدمت میں

(از نامہ نگار فیروز پوری)

عرصہ سے میرے دل میں یہ بات ڈالی جاتی ہے کہ قادیانی احباب کی اصلاح کے لئے کوشش کرو مگر میں نے اپنی بعض کمزوریوں کی وجہ سے سستی دکھائی روشن کتاب اور ہدایت اور میرا علم یہ کہتا ہے کہ میرزا صاحب نہ تو مسیح موعود تھے اور نہ نبی تھے، بائیں کہ آپ میرے دلائل سنیں اور غلط عقاید سے رجوع کریں

ا۔ موعود مسیح کو بخاری کی حدیث میں حکم وعدل کہا گیا ہے اور حکم وعدل کے الفاظ ابن مریم کے اوصاف کو جلالی ظاہر کرتے ہیں اور زمینی سلطنت کو چاہتے ہیں اور خدا کا کلام ایسے شخص کو اولی الامر کہتا ہے اور اولی الامر بادشاہ اسلام ہے چنانچہ مرزا صاحب کو ابن مریم محمدی کے جلالی اوصاف کا خیال گذرا ہے آپ لکھتے ہیں؛

ہاں اس بات سے اس وقت انکار نہیں ہوا اور نہ اب انکار ہے کہ شاید پیش

گویئوں کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے کوئی اور مسیح موعود بھی آئندہ کسی وقت پیدا ہو۔(ازالہ اوہام۔ ص ۱۶۱)

نیز آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۳۲۶ پر لکھتے ہیں:

دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائے گی ...تب پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش میں آ کر جلالی طور پر اپنا نزول چاہے گی۔تب ایک قہری شبیہ میں اس کا نزول ہو کر اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائے گا تب آخر ہو گا اور دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔

ان ہر دو حوالوں کی تصدیق براہین احمدیہ حصہ پنجم سے جو سال ۱۹۰۸ء کی تصنیف ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

جب قیامت کے دن نزدیک آ جائیں گے تو پھر دوبارہ فتنہ برپا ہو جائے گا

(براہین احمدیہ پنجم۔ص ۹۶)

پس ثابت ہوا کہ حدیث کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے جو موعود مسیح ہے اس کی آمد کو مرزا صاحب قادیانی نے تسلیم کر کے آئندہ پر چھوڑا ہے اور مسلمانوں کے نزدیک صحیح معنوں میں وہی شخص مسیح موعود ہے جو کہ حدیث کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے آئے گا۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، حدیث کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے موعود مسیح نہ تھے بلکہ جناب بھی منتظر تھے حدیث کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے موعود مسیح کی آمد کے۔

۲۔ حدیث میں ابن مریم موعود کا کام بتایا ہے کہ وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل اور نیست و نابود کریں گے مگر آج ہم ایشیا اور افریقہ میں دیکھتے ہیں کہ صلیبی مذہب پھیل رہا ہے اور ہزاروں نئی صلیبیں قائم ہو رہی ہیں نیز ایشیا کے مشرکین میں نئے مذہب قائم ہو رہے ہیں اور کسر صلیب سے مراد اگر دلائل سے عیسویت کو باطل کرنا مان لیا جائے جیسا کہ مرزا صاحب کہتے ہیں تو کیا قرآن مجید نے اس کے ابطال میں کوئی کمی چھوڑی ہے؟ خود فطرت انسان اور علوم جدیدہ کیا کم باطل کنندہ ہیں جنہوں نے یورپ و امریکہ میں کثرت سے مخالفین تثلیث و کفارہ کھڑے کر دیئے ہیں۔

۳۔ نبوت کے تین خاصے ہیں۔ایک قوت تخیل سے متعلق ہے، دوسرا قوت

نظری تیسرا قوت عملی سے ۔یعنی نوع بشری میں سب سے افضل وہ ہے جس کی قوت نظری اس قدر قوی ہو کہ اس کو تعلم و تعلیم کی بالکل حاجت نہ ہو مگر میں دیکھتا ہوں کہ مرزا صاحب کی قوت نظری مقدمات کی ترتیب اور استنباط پر تھی اور وہ بھی ناقص تھی مثلاً جناب مسیح اسرائیلی کے حالات پر تسلی بخش روشنی نہیں ڈالی ۔مرزا صاحب کا یہ قول کہ جناب مسیح اسرائیلی کشمیر میں آئے اور کشمیر میں دفن ہوئے (پہلے گلیل میں دفن کر چکے تھے ھل ھذا الّا تھافت قبیح و تناقص صریح ۔اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) قرآن شریف کی تعلیم کے خلاف ہے مرزا صاحب کا الہام شاتان تذبحان ، و کلّ من علیھا فان ،مرزا صاحب قبل واقع ہونے اس پیش گوئی کے صحیح نتیجہ نہ نکال سکے بلکہ مختلف اوقات میں ایک سے زیادہ تاویلیں کیں ۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی نے ان تمام تاویلوں کا اقرار بھی کیا ہے۔ ملاحظہ ہو براہین احمد یہ حصہ پنجم حاشیہ صفحہ ۶۷۔

پس مرزا صاحب اس قوت نظری سے محروم تھے جو نبوت کا خاصہ ہے۔

اللہ رب العالمین کی ربوبیت ہر دو صفات رحمانیت و رحیمیت پر جاری ہے۔ ربوبیت صفت رحمانیت کے ہی ماتحت انسان کی پیدائش ہے اور پیدائش کے بعد حواس خمسہ ظاہری بتدریج سات برس تک کامل ہوتے اور پھر تمیز اور عقل ایک عرصہ تک مکمل ہوتی ہے۔سو صفت رحمانیت کے ماتحت رؤیا صالحہ دیکھنے کی استعداد ہر ایک انسان میں موجود ہے ۔لہذا آپ اس خوبی کو بیان کریں جو مرزا صاحب قادیانی میں ہو، اور دوسرے انسانوں میں نہ ہو ۔ نیز رؤیا صالحہ کثرت سے دیکھنے والے آج بھی بہت ہیں، مگر رؤیا صالحہ کی تعبیر دینے والے لا پتہ ہیں ۔کیا آپ ثابت کرسکیں گے کہ مرزا صاحب قادیانی ہر ایک رؤیا صالحہ کی تعبیر صحیح دیتے تھے؟ ہر گز نہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ جناب مرزا صاحب قادیانی کو اپنی رؤیا کی خود تعبیر کرنی نہ آئی، اٹکلوں سے ایک عرصہ تک کام نکالتے۔ باقی آئندہ

راقم خادم اسلام یکے از فیروز پور شہر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قابل مضمون نگار کی توجہ خواص نبوت پر ہی رہی، مگر مرزا صاحب قادیانی میں اور بھی خواص تھے۔ مرزا صاحب خدائی گورنمنٹ کے چیف سکرٹری بھی تھے۔

آپ نے ایک دفعہ واقعات آئندہ کی ایک مسل مرتب کر کے شہنشاہ الہی سے دستخط کرائے (تریاق القلوب) مگر غلطی سے اس میں اپنی موت کی تاریخ اپنے اشتہاری مخالفوں سے پہلے لکھ دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آپ تو دار جزاء کو تشریف لے گئے، اور مخالف آج تک ان کے بوئے ہوئے کانٹے دنیا سے اکھاڑ رہے ہیں

سیعلم الّذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبو ن۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد ۱۹ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۲۲ء مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ ص ۷۔۸)

بابیوں اورمرزائیوں کے دھوکہ سے بچو

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک نہر امرتسر لکھتے ہیں:

سید مصطفائی بہائی اپنی کتاب المعیار المسیح لمعرفة ظھور المھدی و المسیح مطبوعہ ۱۳۳۸ھ مطبع انوار محمدی کلکتہ کے صفحہ ۹۱ پر لکھتا ہے:

حضرت رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں

لو کان عیسی حیاً لما وسعه خلا فی

(ترجمہ۔ اگر عیسیٰ مسیح جیتے رہتے اور میرے زمانہ (بعثت) میں موجود ہوتے تو ان کو ضرور میری شریعت اور دین کی پیروی کرنی پڑتی)۔

مرزا صاحب قادیانی تحفہ گولڑویہ طبع ۱۹۱۴ء کے صفحہ ۱۹۵ پر لکھتے ہیں:

جب ہم حدیثوں پر نظر ڈالتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ کافی حصہ اس قسم کی حدیثوں کا موجود ہے جن میں حضرت عیسی کی عمر ایک سو بیس برس لکھی ہے اور جن میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر عیسی اور موسیٰ زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔

علماء احمدیہ میں سے قاضی اکمل نے ظہور المہدی کے صفحہ ۱۲۳، اور ظہور المسیح کے صفحہ ۷۰، مولوی محمد علی نے مسیح موعود نامی کتاب کے صفحہ ۲۰۹، مرزا بشیر احمد نے ریویو آف ریلی جنز بابت جولائی ۱۹۱۷ء کے صفحہ ۲۷۳۔۲۷۴، مولوی جلال الدین نے مباحثہ سارچور کے صفحہ ۸، حکیم خدابخش نے عسل مصفی حصہ اول کے صفحہ ۲۶۹ پر ایک

روایت الیوا قیت و الجوا ھر مصنفہ امام عبدالوہاب شعرانی کے حوالہ سے بایں الفاظ لکھی ہے:

لو کا ن موسی و عیسی حیین ما و سعھما ا لّا اتباعی۔

یعنی اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو بغیر میری پیروی کے کوئی چارہ نہ ہوتا

اقول: ا مشکوۃ کتاب الایمان صفحہ ۳، مرقاۃ جلد ا صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷، اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۱۵۵ مظاہر حق جلد ا صفحہ ۸۹ پر لکھا ہے:

عن جا بر عن النبی ﷺ حین اتاہ عمر فقا ل انا نسمع احادیث من یھود تعجبنا افتری ان نکتب بعضھا۔ فقال ام تھوّکو ن انتم کما ھوّکت الیھود و النصاری لقد جئتکم بھا بیضا ء نقیّۃ و لو کا ن موسی حیاً ما وسعہ ا لا اتباعی۔ رواہ احمد و البیھقی فی شعب ا لا یما ن

(ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے انہوں نے نقل کی رسول خدا ﷺ سے اس وقت کہ آئے حضرت عمرؓ ان کے پاس۔ پس کہا تحقیق ہم سنتے ہیں حدیثیں یہود کی اچھی لگتی ہیں ہم کو۔ پس کیا دیکھتے ہو کہ لکھیں بعض ان میں سے۔ پس فرمایا رسول خدا ﷺ نے کیا حیران ہو تم جیسے حیران ہیں یہود اور نصاریٰ تحقیق میں لایا ہوں تمہارے پاس شریعت روشن صاف اور اگر ہوتے موسیٰ زندہ نہیں لائق تھی ان کو مگر پیروی میری۔ روائے کی یہ احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں)

نوٹ: اس روایت میں صرف حضرت موسیٰؑ کا ذکر ہے

۲۔ سنن دارمی، مشکوۃ کے صفحہ ۳۲۔ دلائل النبوۃ (مصنفہ امام ابونعیم اصفہانی) جلد ا صفحہ ۸، اور خصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۸۷ پر ایک روایت یوں آئی ہے:

عن عمر بن الخطا ب قا ل اتیت النبی ﷺ و معی کتاب اصبتہ من بعض اھل الکتاب۔ فقا ل و الذی نفس محمد بیدہ لو ان موسی کا ن حیاً ما وسعہ ا لا ان یتبعنی۔

(ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آیا میں آنحضرت ﷺ کے پاس اور میرے پاس ایک کتاب تھی جس کو میں نے یہود سے پایا تھا۔ پس کہا آپ ﷺ نے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو بجز میری تابعداری کرنے ان کو

کچھ چارہ نہ ہوتا)۔،

۳۔ الیوا قیت و الجواھر (مطبع میمنیہ مصر) جلد۲صفحہ ۱۹۔۲۰ میں ہے:

وقا ل فی البا ب العا شر من الفتو حا ت فی قو له ﷺ انا سید و لد آ د م و لا فخر

اما کان ﷺ سید و لد آ د م لا ن جمیع الا نبیاء نواب ﷺ من لد ن آ د م الی آخر الرسل هو عیسی کما با ن عن ذا لك حد یث لوکان موسی و عیسی حیین ما وسعهما الا اتباعی وصدق رسو ل الله ﷺ فی ذ لك فا نه لو کان مو جو داً بجسمه من لد ن آ د م الی زما ن و جو ده لکا ن جمیع بنی آدم تحت شریعته حسا ؟ ولهذا لم یبعث نبی الی الناس عا مة الا هو خا صة فجمیع شرا ئع الا نبیاء هی بالحقیقة شرعه ﷺ

نو ٹ: اس جگہ اما م صا حب نے حضرت ابن عر بی کی کتاب فتو حات مکیہ کے با ب ۱۰ کا حوالہ دیا ہے مگر فتو حات مکیہ جلد اول با ب ۱۰ کے صفحہ ۱۳۵ پر اصل عبارت یوں ہے

و قد ابا ن ﷺ عن هذا المقام با مور منها قو له ﷺ و الله لو کا ن موسی حیاً ما وسعه الا ان یتبعنی و قو له فی نز ول عیسی بن مر یم فی آ خر الز ما ن انی یؤمنا ای یحکم فینا بسنة نبینا ﷺ و یکسر الصلیب و یقتل الخنز یر و لو کا ن محمد ﷺ قد بعث فی زما ن آد م لکا نت ا لا نبیاء و جمیع الناس تحت حکم شر یعته الی یو م القیا مه

د یکھئے اس جگہ صرف حضرت موسیٰؑ کا ذکر ہے عیسیٰؑ کا نہیں۔

یعنی پس ثا بت ہوا کہ الیواقیت والجوا ھر جلد۲ صفحہ ۲۱۹۔۲۰۰ پر لفظ عیسی کا غلطی سے لکھا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ فر قہ با بیہ بہا ئیہ نے زیادہ کر دیا ہے کیونکہ مصطفیٰ با بی حلبی نے مصر کے مشہور و معروف مطبع میمنیہ نا می میں اس کو چھا پا ہے۔ میں دعوی سے کہتا ہوں کہ حد یث کی کسی کتاب میں یہ روا یت (موسی وعیسی والی) نہیں

پائی جاتی اور نہ ہی اہل بہاء اور مرزائی صاحبان حدیث کی کسی کتاب سے یہ روایت دکھا سکتے ہیں اور نہ اس روایت کی سند اور صحابی کا نام بتلا سکتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد ۱۹ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۲۲ء مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ ص ۸۔۹)

خلاصہ کارگذاری مولوی عبدالرحیم صاحب واعظ

آپ لکھو کے ضلع فیروز پور کے رہنے والے ہیں آپ نے ماہ صفر میں دس مقام کا دورہ کیا۔

۹ تا ۱۷ صفر بھاگو وال میں مرزائی مولوی سے نبوت مرزا، پیش گوئی مرزا پر مناظرہ ہوا مرزائی مناظر کے لاجواب ہونے پر امت مرزا، قادیان سے مولوی ابراہیم بقاپوری کو لائی حیات مسیح وصداقت مرزا پر بحث ہوئی۔قرآن وحدیث اور براہین احمد یہ مصنفہ مرزا سے حیات مسیح کا ثبوت دیا گیا اور منکوحہ آسمانی عبداللہ آتھم والی پیش گوئی سے مرزا کی تردید کی گئی مولوی ابراہیم بقاپوری سے سواء تاویلات کے اور کچھ جواب نہ بن آیا۔عوام پر اچھا اثر ہوا۔دو شخص مرزائی تائب ہوکر اہل حدیث ہو گئے خدا استقامت بخشے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۹ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۲۲ء مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ ص ۹)

مرزائی وفد امرتسر میں آیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر ۳ فروری ۱۹۲۲ء میں تین سو روپیہ کے متعلق جو نوٹس دیا تھا، اسکو دیکھ کر قادیانی وفد ۵ فروری ۱۹۲۲ء کو امرتسر میں پہنچا۔وفد کے ممبر چوہدری نصر اللہ خان وکیل سیالکوٹ، مولوی فضل الدین وکیل بٹالہ اور مولوی اسحاق قادیانی تھے۔پہلا رقعہ ان کا مغرب کے وقت ملا جس کا جواب دیا گیا۔پھر رقعہ آیا، پھر جواب دیا گیا۔پھر آیا پھر جواب دیا گیا۔

ان کے سارے خطوط کا خلاصہ یہ تھا کہ خط مورخہ ۲۲ جنوری مندرجہ اہل حدیث ۳ فروری ۱۹۲۲ء کے مطابق جدید امین کے پاس روپیہ رکھ کر لکھ دو کہ وہ ہم سے مطلوبہ حوالہ دیکھ کر روپیہ ہمارے حوالے کر دے۔

جوابات کا خلاصہ یہ تھا کہ میرے خط مندرجہ ۳ فروری کے مطابق لکھ دو کہ چھاپہ کی غلطی کا فیصلہ کرایا جائے گا اس کی منظوری تحریر ہذا تک نہیں آئی۔مفصل خطوط

سے اصل مضمون آئندہ درج ہوں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۹ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۲۲ء مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ ص ۱۲)

قادیانی وفد امرتسر میں

دلچسپ مراسلات

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ پرچے میں ہم نے اعلان کیا تھا کہ آئندہ ہم وہ تنقیدی مضمون شائع کریں گے جس کا عنوان ہوگا:

مرزا کی خودغرضی اور مرزائیوں کی باطل پرستی،

یہ اعلان درج اخبار ہونے کے بعد قادیانی وفد امرتسر میں آیا جس کے ممبر یہ لوگ تھے:

چوہدری نصر اللہ خان وکیل سیالکوٹ، مولوی فضل الدین وکیل بٹالہ، مولوی اسحاق صاحب (ماموں مرزا محمود خلیفہ قادیان)

اس وفد کی خط وکتابت بذات خود ایک دل چسپ مضمون ہے جس کے دیکھنے سے ہمارے دعوی کے دونوں حصے اگر نہیں تو ایک حصہ (مرزائیوں کی باطل پرستی) تو ضرور ثابت ہوسکتا ہے اس خط وکتابت میں اہل حدیث کے ایک مضمون کا ذکر آتا ہے مناسب کہ اس کے الفاظ پہلے درج کئے جائیں وہ الفاظ یہ ہیں:

حدیث مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۳ یخرج الدجال یختلون ..الخ کسی کتاب حدیث سے دکھا دیں تو تین سو روپیہ لے لیں درصورتیکہ چھاپے کی غلطی نہ ہو چھاپے کی غلطی کا ثبوت میرے ذمہ ہوگا۔

غالبًا اس پابندی کو تو کوئی شخص بھی شرط مزید نہ کہے گا آخر دنیا میں دانا اور صاحبان انصاف بھی تو ہیں۔

ہاں اس پابندی کو بھی غلط سمجھوں گا اگر اکمل صاحب صاف لفظوں میں لکھ

دیں کہ ہم جو حدیث پیش کریں گے وہ ضرور چھاپے کی غلطی سے غلط چھپی ہوگی۔ ایسا لکھ دیں گے تو میں بھی قائل ہو جاؤنگا۔ روپیہ جس معتبر کے پاس آپ کہیں گے جن لفظوں سے کہیں گے جمع کرا دیا جائے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ فروری ۱۹۲۲ء)

یہ مضمون بذریعہ خط ۲۲ جنوری کو قادیانی اخبار الفضل مورخہ ۳۰ جنوری میں بھی چھپا تھا اس خط کا حوالہ قادیانی وفد کی خط وکتابت میں آئے گا۔

ناظرین! اس اقتباس کو سامنے رکھ کر خطوط قادیانی پڑھیں

خط نمبر ا: جناب مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اخبار اہل حدیث

آپ نے اہل حدیث مورخہ ۶ جنوری ۱۹۲۲ء میں

یخر ج فی آ خر الز ما ن د جال .. الخ

کے متعلق ایک چیلنج دیا تھا جس کی منظوری الفضل مورخہ ۹ جنوری ۱۹۲۲ء کے ذریعہ ہماری طرف سے شائع کی گئی تھی۔

اس کے جواب میں آپ نے ۱۴ جنوری کے خط میں اطلاع دی کہ تین سو روپیہ حاجی نور احمد صاحب امرتسری کے پاس جمع کروا دیا ہے۔

جس پر ہماری طرف سے الفضل مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۲۲ء میں لکھا گیا کہ حاجی نور احمد صاحب چونکہ مسلّمہ فریقین نہیں اور امین ایسا شخص ہونا چاہیے جو مسلّمہ فریقین ہو۔ اور اس کے لئے ہماری طرف سے شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر لاہور بالقابہ، خاں صاحب شیخ عبدالعزیز صاحب اور پنڈت شونرائن صاحب وکیل ہائی کورٹ پنجاب کے نام پیش کئے تھے۔ نیز لکھا گیا تھا کہ روپیہ کے امین کو حق دینا چاہیے کہ جب روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۷ کسی کتاب سے امین کو دکھلائی جائے، تو وہ روپیہ ہمارے حوالے کر دے۔

اس کے جواب میں آپ نے ۲۲ جنوری کو لکھا کہ روپیہ جس معتبر کے پاس آپ کہیں گے اور جن لفظوں میں کہیں گے جمع کرا دیا جائے۔

اس کے بعد آپ نے بلا ہمیں یہ اطلاع دینے کے کہ ان اصحاب میں سے کسی کے پاس آپ نے روپیہ جمع کرادیا ہے، اپنے اخبار ۳ فروری ۱۹۲۲ء

میں نوٹس دے دیا کہ ۵ فروری ۱۹۲۲ء تک تین سو روپیہ دینے کی تاریخ مقرر کرتا ہوں۔

ہم قائم مقامان الفضل آپ کے نوٹس کی وجہ سے امرتسر آ گئے ہیں۔

امید ہے کہ آپ نے تین سو روپیہ اصحاب مذکورہ بالا میں سے کسی کے جمع کرا دیا ہوگا۔

اور نیز یہ بھی لکھ کر دے دیا ہوگا کہ اگر قائم مقامان الفضل روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۷ کسی کتاب سے دکھادیں تو تین سو روپیہ قائم مقامان الفضل کے حوالہ کر دیں۔ مہربانی کر کے وہ رسید جو آپ نے کسی امین مندرجہ بالا سے حاصل کی ہو مع اس تحریر کی نقل کے جو آپ نے ہمیں روپیہ دینے کے متعلق اس امین کو لکھ کر دی ہو حامل رقعہ ہذا منشی فخر الدین صاحب ملتانی کے ہاتھ بھیج کر مشکور فرماویں تاکہ ہم روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۷ مطابق آپ کے چیلنج مورخہ ۶ جنوری ۱۹۲۲ء کے امین کو دکھا کر وصول کر لیں۔

مورخہ ۵ فروری ۱۹۲۲ء۔

الراقمان قائم مقامان الفضل قادیان حال نزیل مکان ڈاکٹر امیر الدین نصر اللہ خان وکیل ہائی کورٹ، فضل الدین وکیل، سید محمد اسحاق مولوی فاضل

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین! اس تقاضا کو بغور ملاحظہ کریں کہ میرے خط مورخہ ۲۲ جنوری پر ہے جس کا مضمون اہل حدیث ۳ فروری سے اوپر درج ہو چکا ہے۔ اس کے بعد میرا جواب ملاحظہ ہو۔

جواب نمبر ۱: بخدمت مولوی فضل الدین صاحب و میر اسحاق صاحب و چودھری نصر اللہ صاحب!

آپ لوگوں کا خط مورخہ ۵ فروری دستی ملا۔ خوشی ہوئی کہ آپ لوگ فیصلہ کرنے کو آئے ہیں۔ آپ نے میرے خطوط مندرجہ الفضل قادیان کا ذکر کیا۔ ان خطوط میں سے خصوصاً خط مورخہ ۲۲ جنوری مندرجہ الفضل ۳۰

جنوری کے حوالہ سے تقاضا کیا ہے کہ میں جدید امین صاحب کی رسید آپ کو بھیجوں۔

میرے خیال میں آپ صاحبان نے میرا مذکورہ خط بغور نہیں پڑھا۔ آپ اس خط کو غور سے پڑھیں اور جس طریق سے میں نے لکھا ہے کہ روپیہ جس معتبر کے پاس آپ کہیں گے اور جن لفظوں میں کہیں گے جمع کرا دیا جائے گا ، اس کا سیاق وسباق پڑھ کر مجھے اطلاع دیں کہ آپ اس کی پابندی کریں گے؟ اتنی اطلاع آنے پر کل لاہور روپیہ بھیج دیا جائے گا۔

آپ لوگ چونکہ تکلیف کر کے آئے ہیں اس لئے امید ہے کہ بغیر فیصلہ واپس نہ جائیں گے کیونکہ یہ معاملہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا ہے کسی معمولی مسئلے کا نہیں۔ثناءاللہ۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

بالکل صاف بات ہے جس سے کوئی باانصاف آدمی انکار نہیں کرسکتا کہ میرے جس خط کی بنا پر مجھ سے تقاضا کیا گیا ہے اس میں میں نے دوسرے امین کے پاس روپیہ رکھ دینے کا وعدہ اس شرط پر کیا ہے کہ پہلے اس سے یہ مان لیں کہ غلط چھاپہ کی کتاب نہ دکھائیں گے۔مگر قادیانی وفد کا کمال ملاحظہ ہو کہ اس صاف اور سیدھے مضمون سے بھی انکار کیا۔ لکھتے ہیں:

خط نمبر۲: بخدمت مولوی ثناءاللہ صاحب اڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسر

آپ کا خط مورخہ ۵ فروری ۱۹۲۲ء ملا ہم لوگ قادیان سے محض اسلئے ۵ فروری کو پہنچ گئے تھے کہ کسی طرح اس امر کا جلد تصفیہ ہو جائے اور یہی نیت کر کے ہم یہ خط لکھتے ہیں۔امید ہے کہ آپ بھی ایسا ہی طریق عمل اختیار کریں گے کہ جلد تصفیہ ہو سکے۔

اصل بات یہ ہے کہ آپ نے ۶ جنوری ۱۹۲۲ء میں ایک چیلنج دیا ہم نے منظور کر لیا مگر بعد کی خط و کتابت نے ثابت کر دیا کہ جب تک کوئی عملی قدم آپ نہ اٹھاویں گے فیصلہ نہیں ہو سکے اسلئے آسان اور منصفانہ یہی طریق ہے کہ آپ کسی مسلّمہ فریقین امین کے پاس تین سو روپیہ جمع کرادے اور اس کو

ایک تحریر لکھ دیں کہ اگر قائم مقامان الفضل قادیان، اخبار اہل حدیث مورخہ ۶ جنوری ۱۹۲۲ء کے چیلنج کے مطابق روایت تحفہ گولڑویہ ص ۳۷، اسکو دکھا دیں تو ان کو وہ روپیہ ان کو دے دیا جائے۔ دیکھئے بات صاف ہے آپ نے چیلنج دیا ہم نے منظور کر لیا آپ نامزد شدہ تین صاحبوں میں سے کسی کے پاس روپیہ جمع کرا دیں اور ہم امین کو مطابق چیلنج ۶ جنوری ۱۹۲۲ء حوالہ دکھانے کو تیار ہیں۔ خط وکتابت میں وقت ضائع نہ کیا جائے۔ ضروری ہے کہ جلد تصفیہ کیلئے آپ کوئی عملی قدم اٹھائیں والسلام علی من اتبع الہدی۔

نصر اللہ خان وکیل۔ سید محمد اسحاق مولوی فاضل۔ فضل الدین وکیل

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین! ملاحظہ فرمائیں ہمارے خط مورخہ ۲۲ جنوری کو کیسے چھوڑ دیا۔ اب چلے ۶ جنوری والے مضمون پر۔ اس کا جواب ملاحظہ ہو

جواب نمبر ۲: بخدمت چودھری نصر اللہ خان صاحب وغیرہ

آپ قانون پیشہ اور مذہبی خیال کے بزرگ ہیں پھر ایسی غلط راہ پر چلتے اور مجھے چلانا چاہتے ہیں جو کسی عالم سے کیا معمولی آدمی سے بھی نہ ہو سکے۔ میں مختصر جواب دیتا ہوں کہ آپ میری تحریرات خصوصاً خط مورخہ ۲۲ جنوری مندرجہ الفضل ۳۰ جنوری کے مطابق مجھ سے میرے وعدہ کے ایفاء کا تقاضا کریں گے تو میں سمجھونگا کہ آپ ایک کام کے لئے آئے ہیں، ورنہ معاف فرمائیے گا میری رائے میں آپ اخباری دنیا کے لئے کچھ مواد جمع کرنے آئے ہوں گے۔ بس سیدھی بات ہے کہ جس خط مورخہ ۲۲ جنوری کے حوالہ سے آپ نے جدید امین کے پاس روپیہ رکھنے کا تقاضا کیا ہے، اس خط کی پابندی کا اقرار کیجئے تو میں بھی آپ کا جواب دونگا ورنہ اخلاقی فقرہ لیس کل خطاب یستحق الجواب پر عمل کرونگا۔ ثناء اللہ

اس کے بعد مرزائیوں کی طرف سے مندرجہ ذیل خط آیا

خط نمبر ۳: بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہل حدیث امرتسر

آپ نے ۶ جنوری ۱۹۲۲ء کو ایک چیلنج دیا ہم نے منظور کیا۔ مگر آپ نے

مطابق ہمارے مطالبہ کے روپیہ امین کے پاس جمع نہ کرایا کیونکہ امین سے مراد ہر عقل مند کے نزدیک مسلّمہ فریقین شخص ہوا کرتا ہے (اسی طرح مطالبہ حوالہ سے مراد صحیح حوالہ ہوتا ہے، غلط نہیں۔ اڈیٹر اہل حدیث) پس ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ جدید امین کے پاس روپیہ جمع کرائیں کیونکہ ہمارے مطالبہ (کیسا سفید جھوٹ ہے آپ نے منظوری میں صرف یہ لکھا تھا کہ روپئی جمع کرادو چنانچہ ہم نے کرادیا۔ اور مطالبہ کیا؟ اڈیٹر اہل حدیث) کے مطابق تو ابھی روپیہ جمع ہی نہیں ہوا۔ پس آپ ہمارے پیش کردہ اصحاب میں سے کسی صاحب کے پاس روپیہ جمع کرائیں کیونکہ ان اصحاب کے امین ہونے کے متعلق آپ نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور روپیہ جمع کرا کر اسی امین کو ایک تحریر بھی دے دیں کہ اگر ۶ جنوری ۱۹۲۲ء کے چیلنج کو قائم مقامان الفضل پورا کر دیں تو روپیہ ان کو دے دیا جائے۔ اور رسید اور اس تحریر کی نقل ہم کو بھیج دیں۔

پھر ہم اور آپ امین مسلمہ کے پاس حاضر ہوں گے۔ آپ اپنی تائید میں دلائل پیش کر سکتے ہیں اور ہم اپنی تائید میں۔

پھر اگر امین کی رائے میں ہم نے چیلنج پورا کر دیا تو وہ ہم کو روپیہ دے دے گا ورنہ آپ کو دے دے گا۔

امید ہے کہ آپ خط وکتابت میں زیادہ وقت صرف نہ کریں گے اور مسلمہ فریقین امین کے پاس روپیہ جمع کرا کر رسید بھیج دیں گے، تاکہ جلدی ہم لاہور پہنچ جاویں اور جلد فیصلہ ہو جائے۔

اگر اس صریح اور مناسب صورت فیصلہ کے بعد بھی آپ گریز کریں گے، تو دنیا سمجھ لے گی کہ آپ نے ۶ جنوری ۱۹۲۲ء کے اہل حدیث میں جو چیلنج دیا تھا اس کی کیا حقیقت تھی اور آپ اس پر کہاں تک قائم رہے۔

نصر اللہ وکیل سید محمد اسحاق مولوی فاضل فضل الدین پلیڈر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں: چونکہ اس خط میں فریقین کے دلائل پیش کرنے کا ذکر تھا اس لئے مندرجہ ذیل خط لکھا گیا

جواب نمبر ۳: کیا آپ کتابت کی غلطی کے فیصلہ کے لئے امین صاحب کو

اختیار دیں۔ ثناء اللہ۔ ۶ فروری ۱۹۲۲

ایسے مختصر اور سیدھے سوال کا کیا ہی ٹیڑھا جواب ملا۔ جو یہ ہے

خط نمبر۴: مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اخبار اہل حدیث

بجواب آپ کے خط نمبر۳ کے ہم مسلمہ امین کو اختیار دیں گے کہ وہ آپ کے چیلنج مورخہ ۶ جنوری مندرجہ اخبار اہل حدیث اور ہماری منظوری مندرجہ الفضل ۹ جنوری ۱۹۲۲ء کو مدنظر رکھ کر ہماری پیش کردہ کتاب سے الفاظ روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۷ دیکھ کر فیصلہ کرے کہ ہم نے آپ کے چیلنج مورخہ ۶ جوری ۱۹۲۲ء کو پورا کر دیا ہے یا نہیں؟

نصر اللہ وکیل سید محمد اسحاق مولوی فاضل فضل دین پلیڈر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین! کیا یہ ہمارا جواب ہے۔ نہ نفی میں نہ اثبات میں۔

خیر اس کا جواب دیا گیا:

جواب نمبر۴: چودھری صاحب!

آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ جب تک اسکا جواب نہ دیں گے گفتگو آگے نہ چلے گی

اتقو ا الله اتقواالله اتقوا یوماً لا یجزی والد عن ولده۔

ثناء اللہ۔ ۶ فروری

اس کا جواب آیا جو بہت ہی لطیف ہے۔

خط نمبر۵۔ مولوی ثناء اللہ صاحب! آپ لکھتے ہیں کہ آپ نے میرے سوال کا صاف اور صحیح جواب نہیں دیا لیکن یہ بات بالکل غلط ہے ہم اپنی خط وکتابت میں آپ کے ہر سوال کا تفصیلی جواب دیتے رہے ہیں۔ امید ہے آپ ایک دفعہ اور تمام خط وکتابت کو بغور پڑھیں گے۔ اب پھر تفصیلاً لکھا جاتا ہے کہ آپ نے ۶ جنوری ۱۹۲۲ء کے اخبار اہل حدیث میں ایک چیلنج دیا تھا ہم نے اسکو منظور کر لیا۔ آپ کے چیلنج کی عبارت اور ہماری منظوری کے الفاظ شائع شدہ ہیں اب نہ آپ کو اختیار ہے کہ اپنے چیلنج کے الفاظ تبدیل

کریں اور نہ ہم کو اجازت ہے کہ ہم منظوری کو واپس لیں۔ لیکن آپ اپنے چیلنج سے پچھتا کر اسے بدلنا چاہتے ہیں مگر ہم آپ کو کب بدلنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ الفاظ موجود ہیں لاہور چلئے مسلمہ فریقین شخص کے سامنے چیلنج اور منظوری چیلنج کی عبارت رکھ دیجئے۔ اور آپ بھی اپنی تائید میں دلائل اس کو سنائیں اور ہم بھی اپنی تائید میں دلائل پیش کریں گے اگر اس شخص نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم نے آپ کے چیلنج کے مطابق حوالہ دکھا دیا تو وہ ہم کو روپیہ دے دے گا ورنہ آپ کو واپس کر دے گا۔ اس سے زیادہ صاف اور صریح کیا جواب ہوسکتا ہے امید ہے کہ آپ ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر منصفانہ روش اختیار کر کے ہمارے اوقات کو ضائع ہونے سے بچائیں گے اللہ تعالی کا خوف کرو اور واعظ بن کر جو وعظ ہم کو کرتے ہو اپنے نفس کو بھی کرو اتأمرون النّاس بالبرّ و تنسون انفسکم۔

نصر اللہ وکیل۔ فضل الدین پلیڈر، سید محمد اسحاق مولوی فاضل

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین! کیا یہ جواب ہے یا جواب سے جواب۔

بہرحال اسکا جواب یہ دیا گیا:

جواب نمبر ۵: چودھری نصر اللہ صاحب وغیرہ

میں آپ کو ایک معقول آدمی سمجھ کر ایک علمی اور دیانتی اصول پیش کرتا ہوں غور سے سنئے

جب کوئی عالم اپنے کسی مخالف سے کسی حدیث کا مطالبہ کرتا ہے تو اس کی نیت یہی ہوتی ہے کہ بلحاظ تحریر اور بلحاظ طباعت وہ حدیث صحیح ہو۔ یہ ایک ایسا عالمانہ اور متدیانہ طریق ہے کہ سوائے الد الخصام کے کوئی اس سے انکار نہ کرے گا۔ میں اپنے مطالبہ کو حلفی بتاتا ہوں کہ میری نیت بھی اس علمی طریق سے وہ حدیث مطلوب تھی جس پر حلف ہو سکے کہ واقعی یہی لفظ حضرت رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے نکلے ہوئے ہیں پس آپ علاوہ میرے سابقہ سوال کے جس کا جواب آپ نے ابھی تک نہیں دیا صاف

لفظوں میں بتا دیں کہ آپ جو میرے مطالبہ میں حدیث کے الفاظ یخرج دجال یختلون . الخ پیش کریں گے آپ تینوں صاحب اس پر حلف اٹھا سکتے ہیں کہ واقعی وہی لفظ جناب رسول اللہ ﷺ کے دہان مبارک سے نکلے ہوئے ہیں ۔ یا آپ خود بھی اس کو بلحاظ نقل غلط مطبوع سمجھتے ہیں؟
مہربانی کر کے علاوہ سابقہ سوال کے اس کے دوحرفہ جواب سے خرسند فرماویں ۔ پس اس سوال اور اس سے پہلے سوال کے جواب کا انتظار ہے ۔
ثناء اللہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

ناظرین منتظر ہوں گے کہ ایسے صاف اور روشن سوال کا جواب بالکل اس سے بھی روشن تر آیا ہوگا ۔ ہاں چاہیے تو یہی تھا مگر قادیانی جماعت اور صحیح جواب؟ بہرحال جو جواب آیا، وہ یہ ہے :

خط نمبر ۶ : بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب !

بجواب آپ کے خط نمبر ۵ کے لکھا جاتا ہے کہ آپ نے ہم سے مطالبہ کیا ہے کہ ہم اس امر پر حلف اٹھائیں کہ تحفہ گولڑویہ کی پیش کردہ روایت کے الفاظ آنحضرت ﷺ کے دہان مبارک سے نکلے ہیں۔مگر یہ مطالبہ آپ کا کسی طرح بھی جائز و درست نہیں ۔ کیونکہ آپ کا چیلنج یہ نہ تھا کہ احمدی اصحاب اس امر پر حلف اٹھائیں کہ تحفہ گولڑویہ کی پیش کردہ روایت کے الفاظ آنحضرت ﷺ کے مباک منہ سے نکلے ہیں ۔

اگر یہ چیلنج ہوتا اور ہماری طرف سے منظوری شائع کی جاتی تب بے شک ہم ہر قت حلف اٹھانے کے لئے تیار تھے مگر یہ تو چیلنج ہی نہ تھا ۔

آپ ۶ جنوری ۱۹۲۲ء کے اخبار اہل حدیث کو پھر پڑھیں اس میں صاف درج ہے کہ چیلنج اس امر کا دیا گیا ہے کہ تحفہ گولڑویہ کی روایت کے الفاظ کسی کتاب سے دکھائے جائیں ۔

ہم نے یہ چیلنج منظور کرلیا اور امرتسر آ گئے ۔ مگر آپ نئے نئے مطالبات کر رہے ہیں۔لیکن ہم آپ کو اصل مبحث سے ذرا ادھر ادھر نہ ہونے دیں

گے۔

بات صاف ہے کہ آپ نے ۶ جنوری ۱۹۲۲ء کو ایک چیلنج دیا اس میں حلف کا ذکر نہ تھا۔ پھر ہم نے منظوری دی اس میں بھی حلف کا ذکر نہ تھا۔ اس لئے آپ کا کوئی حق نہیں کہ آپ نئے نئے مطالبات کریں۔

رہا آپ کا یہ کہنا کہ میرے پہلے سوال کا جواب دیا جاوے، سو یہ تو العا دۃ طبیعۃ الثا نیہ (ھکذا کان مکتو باً۔اڈیٹراہل حدیث) کے ماتحت ہر خط میں آپ دہراتے رہے ہیں اور گو ہر دفعہ تفصیلاً صاف اور صریح الفاظ میں جواب دیا گیا جو ایک موٹی عقل کے شخص کے لئے بھی تسلی بخش تھا مگر آپ نے یہ الفاظ نہ چھوڑے۔ اب پھر لکھا جاتا ہے کہ معاملہ بالکل صاف ہے آپ نے ۶ جنوری ۱۹۲۲ء کو ایک چیلنج دیا ہم نے اسکو منظور کیا بلکہ امرتسر آ گئے اور اب بھی امرتسر میں موجود ہیں اور اب آپ سے آپ کے اقرار کے مطابق مطالبہ کر رہے ہیں کہ لاہور چلیں اور مسلّمہ فریقین شخص کے سامنے چیلنج اور اس کی منظوری رکھ دیں پھر اپنی اپنی تائید میں دلائل پیش کریں اس کے بعد وہ شخص اگر یہ سمجھے گا کہ قائم مقامان الفضل نے آپ کے چیلنج مورخہ ۶ جنوری ۱۹۲۲ء کو پورا کر دیا جس میں آپ نے یہ جھوٹا الزام حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا پر۔اڈیٹراہل حدیث امرتسر) پر لگایا ہے کہ تحفہ گولڑ و یہ صفحہ ۳۷ کی روایت میں رجال راء کے ساتھ تھا جسکو حضرت مرزا صاحب نے اپنی فاسد غرض سے دجال (دال) سے لکھا ہے تو وہ روپیہ ہم کو دے دے گا ورنہ آپ کو واپس مل جائے گا۔

آپ ہی غور کریں کہ اس سے بڑھ کر کون سی صاف اور بین بات ہوگی۔ آپ نے چیلنج دیا ہم نے منظور کیا اور یہاں آ گئے۔ آگے لاہور جانے کو تیار بیٹھے ہیں۔ آپ بھی تیار ہو جاویں اور نیک نیتی سے مسلّمہ فریقین شخص کے ساتھ تمام ریکارڈ رکھ کر فیصلہ سن لیں۔

مولوی صاحب! دیکھئے یہ مطالبہ کس طرح دیانت و امانت پر مبنی ہے اس سے بڑھ کر کیا منصفانہ مطالبہ ہوگا۔

مولوی صاحب! وہ دن یاد کیجئے جب زبان وقلم کی چالاکیاں کچھ کام نہ دیں گی اور خدا کے حضور ذرہ ذرہ سی بات کا حساب دینا ہوگا

سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں

نصر اللہ خان وکیل ۔ سید محمد اسحاق مولوی فاضل فضل الدین پلیڈر
۷فروری ۱۹۲۲ء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آخر ہم نے یہ سمجھ کر کہ سابق کی نسبت سے بھی کوئی واضح تر مثال ان کے سامنے پیش کریں شائد راہ راست پر آ جاویں تلك ا لا مثال نضر بها للنا س لعلّهم يتفكّرو ن

جواب نمبر ۶: چودھری نصر اللہ خاں صاحب وغیرہ

ہر چند آپ کو سیدھی راہ پر لانے کے لئے میں نے کوشش کی، مگر آپ اپنی ہی ضد پر اڑے رہے۔ لیجئے ایک مثال آپ ہی کے گھر کی آپ کو سنا کر صرف ہست یا نیست میں جواب پوچھتا ہوں۔

خلیفہ قادیان نے کتاب تحفہ پرنس کے لئے فی احمدی ایک آنہ چندہ مانگا ہے کوئی من چلا احمدی کھوٹا آنہ، جس کو وہ خود بھی کھوٹا جانتا ہو، اس چندے میں دے کر اس فرض سے سبکدوش ہوسکتا ہے؟ اور خلیفہ صاحب کو کہہ سکتا ہے کہ آپ نے آنہ مانگا تھا، یہ نہیں کہا تھا کہ کھرا بھی ہو۔

پس آپ کا جواب ہاں یا نہ میں ملے۔ زیادہ نہیں۔

ابوالوفا ثناء اللہ، ۷فروری ۱۹۲۲ء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کیسا صاف سوال ہے جس کا جواب ہر ایک شخص یہی دیگا کہ کھوٹا آنہ بجوئے نا ر زد، کوڑی کے کام کا نہیں۔ مگر مرزائی معززین نے اسکا بھی جو جواب دیا ہے بس وہی ان کے اندرون کی خبر دیتا ہے۔

خط نمبر ۷: بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب
آپ کے خط کا جواب یہ ہے کہ آپ نے ایک غلط مثال دے کر معاملہ کو طول دینا چاہا ہے (ناظرین دیکھئے میری تحریر لمبی ہوتی ہے یا ان کی۔اڈیٹر) تین دن سے ہم بیٹھے ہیں اور آپ اصل معاملہ کو جس طریقہ سے فیصلہ ہونا چاہیے افراط اور تفریط سے ٹالنا چاہتے ہیں آپ کی مثال کا معاملہ متنازعہ فیہ سے بروئے واقعات اور بروئے آپ کے چیلنج کے الفاظ کے کوئی بھی تعلق نہیں ہے اور نہ ہم نے اور آپ نے فیصلہ کرنا ہے فیصلہ ایک شخص مسلّمہ فریقین نے کرنا ہے خط و کتابت بہت ہو چکی جس میں فیصلہ کنندگان کے لئے کوئی بات مہمل نہیں رہی جس کو مثالوں سے واضح کیا جائے آپ ہاں یا نا میں جواب دیں کہ آپ ۶ جنوری ۱۹۲۲ء کے چیلنج مندرجہ اہل حدیث کو مع ہمارے منظوری کے فیصلہ کیلئے شخص مسلّمہ فریقین کے سپرد کرتے ہیں یا نہیں؟
نصر اللہ خان وکیل، سید محمد اسحاق مولوی فاضل، فضل الدین پلیڈر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:
بہت خوب! لیجئے جواب ملاحظہ ہو جو ہم نے لکھا

جواب نمبر ۷: بخدمت چودھری نصر اللہ خان صاحب وغیرہ۔ میں آپ کے سوال کا جواب ہاں میں دیتا ہوں یعنی میں اپنے چیلنج مندرجہ اہل حدیث ۶ جنوری کا مع اسکی تشریح کے جو کما حقہ کی گئی ہے فیصلہ کرانے کو تیار ہوں چنانچہ اس کے فیصلہ کے لئے مبلغ تین سو انعامی روپیہ حسب طلب آپ صاحبوں کے رکھوا بھی دیا ہوا ہے۔ دیکھئے میری صفائی کہ آپ کے سوال کا جواب کیسا ہاں میں دیا ہے پس آپ میرے سابق سوال کا جواب ہاں یا نا میں عنایت کریں۔
آپ کا ضمیر خوب جانتا ہے کہ میری مثال کو تعلق ضرور ہے اچھا بے تعلق جان کر بھی نظر عنایت ہی سے ہاں یا نا میں جواب عنایت فرمائیں۔
ثناء اللہ۔ ۷ فروری ۱۹۲۲ء

اس کا جواب از جانب قادیانی وفد

خط نمبر ۸: بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔
آپ کا رقعہ نمبر ے ملا۔ آپ نے ۲ جنوری ۱۹۲۲ء کو ایک چیلنج احمدی جماعت کو دیا۔ ہم نے الفضل مورخہ ۹ جنوری ۱۹۲۲ء کو منظوری کا اعلان کیا۔اور مسلمہ فریقین شخص ہمیشہ چیلنج اور منظوری میں فیصلہ کرتا ہے۔اسی طرح آپ ہمارے پیش کردہ اصحاب میں سے کسی صاحب کو تعین کر دیں، تو وہ مسلمہ فریقین ہو کر اس امر کا استحقاق رکھے گا کہ وہ چیلنج اور اس کی منظوری میں فیصلہ کرے۔
امید ہے کہ آپ بواپسی پیش کردہ اصحاب میں سے کسی صاحب کی تعیین کر کے اطلاع دیں گے۔
رہا معاملہ مثال کا،سو یہ آپ اپنی تائید میں مسلمہ فریقین شخص کے سامنے بیشک پیش کر دیں وہاں ہی ہماری طرف سے جواب دیا جائے گا۔
نصر اللہ وکیل سید محمد اسحاق مولوی فاضل فضل دین پلیڈر۔ ۷ فروری ۱۹۲۲
شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:
ناظرین! اللہ غور کریں کہ یہ جواب کسی با انصاف روحانی جماعت کی طرف سے ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب دیا گیا
جواب ۸۔ چودھری نصر اللہ خان صاحب وغیرہ
آپ شاید قادیان سے وکیل مطلق بن کر آئے ہیں اسی لئے میرے کسی سوال کا جواب نہیں دیتے میں تو آپ کے ہر سوال کا جواب دے چکا۔اچھا آپ اتنا جواب دیجئے کہ آپ صحیح چھاپہ کی کتاب پیش کریں گے یا غلط کی؟ پس اتنے سوال کے حل ہونیکے بعد روپیہ فوراً کسی مسلّمہ امین کے پاس رکھا جائے گا۔ ثناء اللہ۔ ۷ فروری ۱۹۲۲ء
ناظرین! خود انصاف فرمائیں کہ بار بار وہی سوال پیش ہوتا ہے مگر قادیانی مقدس جماعت ہے کہ راستی سے قسورۃ کی طرح بدک جاتے ہیں۔ ایسے صاف اور سیدھے سوال کا معقول جواب درج ذیل ہے
خط نمبر ۹۔ بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب

آپ کا رقعہ نمبر ۸ ملا۔ آپ پوچھتے ہیں کہ آپ صحیح چھاپہ کی کتاب پیش کریں گے یا غلط کی۔ اس کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ متناعہ فیہ حوالہ اس کتاب سے دکھائیں گے جس کا ذکر آپ کے چیلنج ٦ جنوری ۱۹۲۲ء کے مندرجہ ذیل الفاظ میں ہے جو یہ ہے:

اگر تم مرزا صاحب قادیانی کی روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۷ کسی کتاب سے دکھادو تو لدھیانہ کا تین سو روپیہ تم سے لیا ہوا واپس کر دیا جائے گا وعدہ لکھالو۔

پس آپ کے چیلنج میں جس کتاب کا ذکر ہے اس کتاب سے ہم حوالہ دکھا دیں گے۔ اب تو امید ہے کہ آپ کو تسلی ہو جائے گی اور آپ ہمارے پیش کردہ اصحاب میں سے کسی صاحب کی تعیین کر کے مطلع کریں گے اگر آپ اس کے بعد بھی تعیین نہ کریں گے تو سمجھا جائے گا کہ اس معاملہ کے تصفیہ سے گریز کرنا چاہتے ہیں۔ اور جو چیلنج ٦ جنوری ۱۹۲۲ء کے اہل حدیث میں آپ نے دیا تھا آپ اس سے پھر گئے ہیں۔

نصر اللہ خان وکیل۔ سید محمد اسحاق مولوی فاضل۔ فضل الدین پلیڈر ۷ فروری

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں: ماشاء اللہ سوال از آسمان جواب از ریسمان اسے ہی کہتے ہیں اچھا اس کا جواب سنئے

جواب نمبر ۹: بخدمت چودہری نصر اللہ خان صاحب وغیرہ

گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو
از ما یک تن نشد اسرار جو

میں بہت خوش کہ آپ میرے مطالبہ کے مطابق جواب دینے کو تیار ہیں سنئے! میں آپ کو نہایت راستی کی بات بتاؤں جس کا انکار کرنے سے آپ زمین و آسمان کی مخلوق بلکہ خود خالق کے سامنے بھی جواب دہ ہونگے وہ یہ ہے کہ کسی کتاب میں اگر کوئی سطر یا فقرہ یا کوئی لفظ غلط ہو تو وہ لفظ در حقیقت اس کتاب کا نہیں مثلاً قرآن شریف میں بجائے خر موسی کے خر عیسی لکھا ہو تو ساری دنیا یہی کہے گی کہ یہ لفظ خر عیسی قرآن

نہیں ہے گو اس دعوی کی تائید میں کوئی سند پیش کرنے کی حاجت نہیں تاہم میں آپ کو حدیث من غشّنا فلیس منّا کے فلسفہ پر توجہ دلاتا ہوں ۔ کیا آپ اس اصول کو مانتے ہیں ۔ مہربانی کر کے یوم الجزاء کو یاد کر کے صحیح جواب دیں ۔ یو م ینفع الصادقین صد قھم ۔ ثناءاللہ ۷ فروری ۱۹۲۲ء

ناظرین غور فرمایئے کیا ہی سیدھا سوال ہے اور کیا ہی صاف جواب ہے جو کسی استاد نے کہا ہے :

جواب صاف می زیبد لب لعل شکر خارا

بغور ملاحظہ فرمائیں

خط ۱۰ : مولوی ثناءاللہ صاحب ۔

آپ کا رقعہ نمبر ۹ ملا ۔ آپ خر موسی اور خر عیسی کی مثالوں میں پھنسے ہوئے ہیں ۔ حالانکہ یہ مثال بھی آنہ کی مثال کی طرح معاملہ متنازعہ فیہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتی ۔ اور ہماری طرف سے اس کا بھی پہلے کی طرح سے صاف لفظوں میں جواب لیجئے کہ آپ نے ۶ جنوری ۱۹۲۲ء کو ایک چیلنج دیا (ایک رٹ ہے جو قادیان سے فیصلہ کر کے آئے تھے وہی رٹے جاتے ہیں ۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) وہ اب تک موجود ہے اور دنیا دیکھ سکتی ہے ۔ پھر اس چیلنج کی منظوری ہماری طرف سے دی گئی اور وہ بھی شائع شدہ ہے اور ہر شخص پڑھ سکتا ہے ۔ اب منصفانہ طریق تو یہ تھا کہ آپ ایک شخص کو فیصلہ کرنے کے لئے معین کرتے تاکہ وہ مسلمہ فریقین کی حیثیت کے ساتھ آپ کے چیلنج اور ہماری منظوری کو پڑھ کر فیصلہ کرتا کہ قائم مقامان الفضل نے آپ کے مطالبہ کو پورا کیا یا نہیں ۔ اور اسی طرح پر اس معاملہ کا بھی خاتمہ ہو جاتا مگر آپ چونکہ میدان مقابلہ میں آنا نہیں چاہتے کبھی کہتے ہیں کہ تم قسم کھاؤ کہ یہی الفاظ آنحضرت ﷺ کے دہان مبارک سے نکلے تھے کبھی یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ کھوٹہ آنہ کی مثال حل کرو کبھی یہ اصرار ہے کہ خرّ موسی اور خر عیسی کی مثالوں کو واضح کرو حالانکہ یہ باتیں غیر متعلق ہیں اور وقت کو ضائع کرنیوالی باتیں ہیں ۔ اور کبھی واعظ بن کر

اتّقوا الله اتقوا الله کے الفاظ لکھے جاتے ہیں
(کیا سچ ہے: اذا قیل له اتق الله اخذ ته العزة۔ اڈیٹر اہلحدیث امرتسر)
حالانکہ آپ اس معاملہ میں صریحاً تقوی اور دیانت کے خلاف کاروائی کر رہے ہیں اگر آپ کو تصفیہ منظور نہ تھا تو چیلنج ہی کیوں دیا تھا اور اگر اب بھی چیلنج واپس لینے کا منشا ہو تو صاف لفظوں میں تحریر کر دیں ہم بھی آپ کو مجبور نہ کریں گے بلکہ آپ کو ایک نوشتہ لکھ دیں گے کہ چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے چیلنج کو واپس لیتے ہیں اس لئے ہم بھی ان سے روپیہ کا مطالبہ نہیں کرتے۔ آج ہم کو چوتھا روز ہے مگر آپ کسی طریق سے بھی فیصلہ کی طرف نہیں آتے اس لئے آپ کی تمام باتوں اور استفساروں کا فیصلہ کن جواب یہ ہے اس کو پہلے نوٹ نہیں کیا تو اب کر لیں اور وہ یہ ہے کہ ایک آپ کا چیلنج ہے جو ۶ جنوری ۱۹۲۲ء کو شائع ہوا اور ایک ہماری منظوری ہے جو ۹ جنوری کو شائع ہوئی اب آپ کا فرض ہے کہ کسی مسلمہ فریقین کے پاس چلیں اور اپنا چیلنج اسکو دکھا دیں ہم اس کی منظوری کی عبارت دکھائیں گے پھر آپ اور ہم اپنی اپنی تائید میں تقریر کر سکتے ہیں جس کے بعد وہ شخص فیصلہ کر دے گا کہ چیلنج کا مطالبہ پورا کیا گیا ہے یا نہیں اور یہ جو آپ خط وکتابت میں مثالیں وغیرہ پیش کرتے ہیں یہ سب وہاں پیش کر دیں وہاں سب کا فیصلہ ہو جائے گا عجیب بات ہے کہ جو دلائل یا وجوہات مسلمہ فریقین شخص کے سامنے بیان کرنے چاہییں وہ آپ بغیر اس کی تعیین کے ہمیں لکھتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ اس کا تصفیہ نہیں چاہتے اور ہمارا وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں اس لئے آج ہم واپس قادیان جاتے ہیں اور خط وکتابت کا سلسلہ یا کوئی اور کاروائی جو مناسب سمجھی گئی وہ خود الفضل کے مہتمان آپ سے کر لیں گے مگر ہم کو ہمیشہ یاد رہے گا کہ آپ چیلنج دے کر اس کو واپس بھی لے لیا کرتے ہیں۔ اس خط کے ہمراہ .....(آخری سطر جو حاشیہ پر اخبار کی جلد کے اندر پھنسی ہوئی ہے پڑھی نہیں جاتی۔ بہاء)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ فروری ۱۹۲۲ء مطابق ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۱۶ ص ۴۔۸)

دور جدید

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:
ناظرین منتظر ہوں گے کہ آج ان کی نگاہ سے وہ مضمون گزرے گا جس کا اعلان کئی ہفتوں سے ہو رہا ہے یعنی

مرزا کی خودغرضی اور مرزائیوں کی باطل پرستی

مگر ابھی اس کی اشاعت میں چندروز کا وقفہ پڑ گیا ہے کیونکہ مرزائیوں سے دور جدید شروع ہو گیا جس کی صورت یہ ہے۔

قاضی محمد اکمل صاحب قادیانی (جنہوں نے ہمارے چیلنج مندرجہ اخبار اہل حدیث امرتسر ۲ جنوری کی قبولیت سے اطلاع دی تھی اور جن کی طرف سے قادیانی وفد امرتسر آ کر نا کام واپس گیا تھا جن کی ساری خط و کتابت گذشتہ پرچے میں درج ہو چکی ہے انہوں) نے دوسری طرح سے سلسلہ جنبانی کی ہے۔ جس کے کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہیں کہ اب انہوں نے ہم کو چیلنج (دعوت) دیا ہے کہ ہم ان کی پیش کردہ صورتوں میں سے جو صورت چاہیں اختیار کریں۔ قادیانی مقابلہ میں جب کہ بتائیدہ و بنصرہ تعالیٰ ہمارا دعوی ہے:

انا صخرة الوادی اذا ما زوحمت
و اذا نطقت فاننی الجوزاء

(میں جنگل کا پتھر ہوں جو اپنی جگہ سے ہلے نہیں اور جب میں بولوں تو آسمان کا ستارا جوزاء ہوں جو بڑا بولنے والا ہے)

اس لئے ہمارا فرض تھا کہ ہم اس چیلنج کو بخوشی منظور کرتے۔ بہر حال اب جو دور جدید چلا ہے تو ناظرین اسے بھی بغور پڑھیں۔

قاضی اکمل کا خط نمبر ا:

بخدمت جناب اڈیٹر صاحب اہل حدیث۔
مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل مضمون اپنے اخبار کی قریبی اشاعت میں درج فرمائیں (محمد ظہیرالدین اکمل)

اہل حدیث کو اپنے چیلنج پر قائم رہنا چاہیے:
اگر چہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے نہایت تنگ وقت میں اطلاع دی کہ ۵ فروری کو آجاؤ تو آجاؤ۔ ورنہ پھر روپیہ دینا میری مرضی پر موقوف ہوگا۔ مگر پھر بھی الفضل کے قائم مقام وقت پر امرتسر میں پہنچ گئے۔ فی ما بین جو تبادلہ خیالات ہوا وہ سب خط و کتابت چھپ گئی ہے اب میں اتمام حجت کئے لئے چار تجویزیں پیش کرتا ہوں۔

اول: اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے چیلنج کے الفاظ بدلنا چاہتے ہیں جیسا کہ ان کے خطوں سے ظاہر ہے تو وہ پہلے اس غلطی کا اقرار کریں کہ ٦ جنوری کے اہل حدیث میں جو میں نے حضرت مرزا صاحب کو واضع حدیث اور من کذب علیّ متعمداً کا مصداق لکھا ہے یہ میری غلطی تھی، اور اس کے بعد وہ چھاپے کی غلطی، اور مسند و مخرج سے صحت روایت کا اعتراض پیش کریں۔ کیونکہ ٦ جنوری کے اہل حدیث کی بنا پر ان کو اس قسم کی بحث کا حق حاصل نہیں۔ اس چیلنج کی نا پر تو ہمارے ذمہ صرف یہ بات عائد ہوتی تھی کہ ہم کسی کتاب (حدیث) سے رجال کی بجائے دجال یختلون الدنیا بالدین دکھادیں
جس کے دکھانے کے لئے پہلے بھی تیار تھے اور اب بھی تیار ہیں۔

دوم: ہم تین سو روپیہ انعام رکھتے ہیں اگر مسلّمہ فریقین شخص یہ حلفیہ بیان دے دے کہ ٦ جنوری کے اہل حدیث کے چیلنج کے یہی معنی ہیں جو اب مولوی ثناءاللہ صاحب بیان کر رہے ہیں تو یہ روپیہ ان کو دے دیا جائے گا۔

سوم: حاجی نور احمد صاحب امرتسری (امین ثنائی) مؤکد بعذاب قسم کھا کر کہدیں کہ اس چیلنج کا یہی منشاء ہے جو اب مولوی ثناءاللہ صاحب بتا رہے ہیں اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹ بولتا ہوں تو مجھ پر اور میری بیوی بچوں پر خدا عذاب نازل کرے، تو رفع نزاع کے لئے ہم مان لیں گے کہ مولوی ثناءاللہ صاحب چیلنج سے پھرتے نہیں اور نتیجہ کا انتظار کریں گے۔

چہارم: مولوی ثناء اللہ صاحب حلفیہ (مؤکد بعذاب) اعلان کریں کہ جو

شخص کسی کتاب سے کوئی حدیث نقل کرے اور منقول عنہ میں کوئی غلطی ہو تو نقل کرنے والا اصطلاح محدثین میں واضع حدیث اور دجال کہلاتا ہے۔
اکمل۔ قادیان۔ ۱۱ فروری ۱۹۲۲ء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین ان حواریان مسیح کی تحریر کو بغور ملاحظہ کریں۔

نمبر ۱ کا جواب تو گذشتہ پرچے میں خط و کتابت سے مفصل مل سکتا ہے کہ میرا چیلنج بھی صحیح تھا اور تمہارا بھی صحیح۔

نمبر ۳، خاص قابل غور بات یہ ہے کہ حاجی نور احمد صاحب امین کا فرض صرف یہ ہے کہ وہ ایک معتبر کی حیثیت سے روپیہ میں خیانت نہ کریں۔ حاجی صاحب کی بابت یہ کہنے کی حاجت نہیں، امرتسر کیا تمام ملک جانتا ہے کہ لاکھوں کی تجارت بڑی ساکھ سے کرنے والے بڑے امین ہیں۔ ان کے منصب امانت میں غالبًا ایک شخص کو بھی شک کی گنجائش نہیں ہوگی۔ بس ان کا منصب صرف امانت داری ہے اور بس۔ اکمل صاحب خود ہی ان کو امین کے لقب سے ملقب کرتے ہیں پھر فیصلہ ان سے کیوں طلب کرتے ہیں اور وہ حلف کیوں اٹھائیں۔ کیا لدھیانہ کے مباحثہ سہ صدی میں مولوی محمد حسن صاحب (امین) نے بھی حلف اٹھائی تھی؟ اللہ سے ڈرو۔

نمبر ۴: چہارم صورت تمہاری بھی میں جانتا ہوں (مؤکد بعذاب) سبحان اللہ! یہ وہی (مؤکد بعذاب گیدڑ بھبکی) ہے جو ہمیشہ پیش ہوا کرتی ہے جس کا جواب بڑے میاں کے زمانہ سے آج تک یہی دیا گیا ہے کہ عذاب کی نوعیت بتاؤ تاکہ معلوم ہو کہ دردسر بخار کھانسی نزلہ زکام، اپنا یا متعلقین میں سے کسی کا تو اس میں داخل نہیں؟
ہاں ہاں! یہ بھی بتانا ہوگا کہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی طرح چار مربعے اراضی کا ملنا بھی تو اس عذاب میں داخل ہے، تاکہ ہم بھی ایسے عذاب کی خواہش کریں۔

ناظرین! یہ ہے اس الہامی جماعت کے ہتھکنڈے:

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں
بندہ نواز! آپ کسی کے خدا نہیں

رہی دوسری صورت اس کی بابت ہمارا جواب ملاحظہ ہو

جواب نمبر ا۔
قاضی اکمل صاحب۔
آپ کا خط پہنچا۔ ۱۷ فروری کا اہل حدیث تیار ہو چکا ہے اس میں درج نہیں ہو سکے گا، اس لئے قلمی ارسال ہے۔ بعد تصفیہ سب خط و کتابت شائع کی جاوے گی۔ انشاء اللہ

آپ کی پیش کردہ چار صورتوں میں سے بعض تو میرے اختیار کی نہیں اور بعض فیصلہ کن نہیں اس لئے میں آپ کی پیش کردہ صورتوں میں سے دوسری صورت اختیار کرتا ہوں۔ آپ تین سو روپیہ شیخ عبدالقادر بیرسٹر کے پاس جمع کرا کر رسید بھجوا دیں (شیخ صاحب کا نام قادیانی وفد نے پہلی خط و کتابت میں لیا ہوا ہے۔اڈیٹر) جس کا مضمون مفصل ہو۔ اگر وہ منظور کریں تو منصف بھی وہی ہوں نا منظور کریں تو ڈاکٹر اقبال صاحب یا میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر منصف ہوں۔

منصف اور قاضی یا جج پر حلف دینا شرع اور قانون میں ثابت نہیں اس لئے میں تو اس کو ضروری نہیں جانتا۔ آپ کے نزدیک اس دعوی پر کوئی آیت یا حدیث دلیل ہو تو مجھے بھی تسلیم سے انکار نہ ہوگا اور اگر منصف صاحب بطور خود بھی اس شرط کو مان لیں تو بھی مجھے انکار نہیں۔ بہرحال یہ ان کا فعل ہے میرا نہیں۔ امید ہے آپ میرے جواب کو صحیح جانیں گے۔

ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسر۔۱۳ فروری ۱۹۲۲ء

(قاضی اکمل صاحب نے اپنی چٹھی الفضل ۱۶ فروری میں درج کرادی ہے ہمارا جواب درج نہیں کرایا۔ امید ہے آئندہ کرائیں گے۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین! دونوں خطوں کو بغور ملاحظہ فرمائیں کہ میں نے کوئی بات پیچیدہ نہیں رکھی۔ نہ کوئی نئی شرط تجویز کی ہے۔ اب دیکھئے اس کا جواب کیا آتا ہے۔ آج (۱۸ فروری) تک اس کا جواب نہیں آیا۔ انتظار ہے۔ خدا کرے ہاں میں جواب آئے تاکہ فیصلہ جلدی ہو اور مجھے یہ کہنے کا موقع نہ ملے

نہیں وہ قول کا پکا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ فروری ۱۹۲۲ء مطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۱۷ص ۷۔۸)

مرزائیوں سے مباہلہ

جناب مولوی غلام یسین ونڈالوی از ونڈالہ ورکاں ضلع گجرانوالہ لکھتے ہیں:

حضرات ناظرین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

معروض آنکہ تحصیل گوجرانوالہ میں ایک گاؤں موضع ماڑی بھنڈراں ہے اور اس جگہ کچھ مرزائی بھی ہیں اور موضع مذکور کا نمبردار چوہدری کرم الٰہی ہمارا شاگرد ہے۔ نمبردار مذکور نے چار الہام مرزا قادیانی کے مرزائیوں کو سنا کر جواب طلب کیا۔ مرزائی لاجواب ہو کر بولے کہ یہ مکذب امرتسری کا حضرت مسیح قادیانی پر افتراء ہے ہرگز الہام نہیں۔ اگر ان الہامات کا ثبوت کوئی تصنیف قادیانی سے دے تو ہم فی الہام مبلغ ۲۵ روپیہ انعام دیں گے۔ الغرض طلب ثبوت حوالہ جات الہامات پر خاکسار کو بلایا گیا تو خاکسار نے کتاب براہین احمدیہ سے الہامات بالفاظہا دکھا دیئے

الہام :۱: انت من ماء نا و هم من فشل (ص ۸۱)

(تو اے مرزا! ہمارے (خدا کے) پانی سے ہے اور وہ کیچڑ سے)

۲: اعمل ما شئت فانی قد غفرت لك (ص ۵۶۰)

(تو جو چاہے کر ہم نے تجھے بخش دیا ہے)

۳: یحمدك الله من عرشه ویمشی الیك (ص ۸۱)

(اللہ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف آتا ہے)

۴: انت معی و انا معك خلقت لك لیلاً و نهاراً (ص ۵۶۰)

(تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ۔ میں نے تیرے لئے رات دن پیدا کئے)

حاضرین جلسہ نے با آواز بلند کہہ دیا

احمدی دوستو! اب یک صد روپیہ حسب شرائط مقررہ رکھ دو۔

اہل ہنود نے اس بات کو بزور پکڑا۔

مگر مرزائیوں کی حالت دگرگوں ہوگئی۔ مرزائیوں کا لیڈر کرم الہی پٹواری مذبوحی حالت میں حلفاً بولا کہ ہم نے صرف مبلغ ۲۵ روپیہ رکھے تھے، فی الہام نہیں کہا تھا، اور مولوی صاحب ترجمہ بھی درست نہیں کرتے۔ خیر تاہم حسب شرائط مقررہ مبلغ ۲۵ روپیہ رکھ دیئے ہیں۔

خاکسار نے کہا کہ فی الہام ۲۵ روپیہ یا صرف ۲۵ روپیہ کو تو تم یا تمہارا خدا جانے یا یہ حاضر لوگ جانیں۔ مجھے علم نہیں۔ ہاں ترجمہ کی صحت وغلطی کا میں ذمہ دار ہوں۔ خاکسار نے فوراً ترجمہ براہین احمدیہ سے بالفاظہ دکھا دیا۔ یک نہ شد دو شد

خاکسار نے کہا مرزائیو! توبہ کرو، تمہیں حق معلوم ہوگیا اور ہم ۲۵ روپیہ بھی واپس دیں گے۔ مرزائی بولے ہم تو یہ نہیں کریں گے سچ ہے:

بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جائے

مرزائی بولے نعوذ باللہ اگر مسیح قادیانی بقول علماء جھوٹا ہوتا تو اس کے مقابل کوئی مباہل کھڑا ہوتا جس کی زندگی میں مرزا قادیانی ہلاک ہوتا۔ مرزا صاحب مباہلہ کے لئے للکارتے رہے مگر علماء کی طرف سے نفی میں جواب ملا۔ مکذب امرتسری کو کئی ایک دفعہ للکارا، دیکھو رسالہ، ثنائی فرار مباہلہ سے انکار،

اب بھی مولوی صاحب کو خلیفہ (مرزا محمود) صاحب نے مباہلہ کرنے پر ہزار روپیہ انعام دینے کا اشتہار شائع کیا ہوا ہے، مگر مکذب امرتسری سنتا نہیں۔ اور کئی ایک نامعقول وجوہات پیش کرتا ہے۔

خاکسار نے کہا سچ ہے مرزائیوں کی اصطلاح میں شکست کا معنی فتح ہے۔ کیوں جی مرزا کے بلانے پر علماء امت لاہور میں نہ آئے؟

کیا مولوی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ نہ ہوا تھا؟ پھر کون پہلے مرا؟ مولوی عبدالحق غزنوی کتنے سال پیچھے زندہ رہے؟

اگر مولوی ثناء اللہ کو مقابلہ کے لئے للکارا، تو اسی مقابلہ میں مرزا صاحب بقول خود مرے نہیں؟ دیکھو آخری فیصلہ والا اشتہار۔

اب رہا خلیفہ قادیان، سو وہ بھی باپ کا بیٹا ہے۔ جیسا کہ تم فی الہام ۲۵

روپیہ کہہ کر جھوٹی قسم کھا رہے ہو، ایسا ہی جلسہ قادیان میں ایک مرزائی محمد افضل ٹھیکیدار نے مولانا شیر اسلام کو پانچ سو روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر پھر تو خرگوش کے سینگوں کی طرح بالکل چھپ گیا۔ ایسا ہی خلیفہ قادیان کا انعام ہوگا آہ: کہ

درآفرینش زیک جوہرند

جب مولانا ثناء اللہ امرتسری، جلسہ قادیان میں قسم کھا چکے ہیں تو پھر میاں محمود کا اشتہار جاری کرنا رفع ندامت نہیں تو اور کیا ہے؟

مرزائی بولا کہ خلیفہ کے ایجاد کردہ الفاظ میں کوئی اور مولوی ثناء اللہ مباہلہ کرے تو ۶ ماہ کے اندر ہلاک ہوگا۔

مولوی صاحب امرتسری اسی خوف سے پس و پیش ہو رہے ہیں۔

خاکسار نے کہا کہ عذاب مقرر کرو اور وہ الفاظ میرے پیش اسی محفل میں کرو میں خود مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔

تعیین عذاب میں مدت تک بحث کر کے مرزائی نے تین عذاب مانے۔

۱۔ قتل تلوار۔ ۲۔ غرق آب۔ ۳۔ خسف۔

بعدہ منشی قاسم علی والا اشتہار مورخہ ۳ مئی ۱۹۲۱ء کا میرے پیش کیا۔

خاکسار نے، میں ثناء اللہ کی بجائے، منکہ غلام یسین ولد مولوی سلطان احمد سکنہ ونڈالہ، لکھ کر شروع سے اخیر تک بالفاظہ مکرر سہ کرر رو برو چار سو آدمیوں مسجد میں کھڑے ہو کر زیر آیت مباہلہ، مباہلہ کیا اور جملہ حاضرین آمین کہتے رہے۔

اب جملہ مرزائیوں کو عموماً اور خلیفہ صاحب کو خصوصاً واضح ہو کہ خاکسار آپ کے حسب منشاء الفاظ من گھڑت اضافہ مباہلہ کو بحکم دروغ گو را بخانہ باید رسانید کو مدنظر رکھ کر مباہلہ کر چکا ہے۔

اب آپ کو میرے محفوظ رہنے پر سال تک عذاب معینہ، قتل تلوار، غرق آب، خسف، سے کوئی عذر نہ ہوگا کیونکہ ایک سال کے اندر تباہ ہونے سے اگر میں باطل پرست ثابت ہونگا تو سال تک عدم ہلاکت یعنی محفوظ رہنے پر حق پرست صحیح الاعتقاد ضرور ثابت ہونگا۔ تو پھر بحکم کونوا مع الصادقین مرزائیت سے توبہ کر کے محمدی ہونے میں آپ کو کیا عذر ہوگا۔ ہاں بل نتبع ما الفینا علیہ آباء نا کا عذر شائد تم کو پسند ہو۔

نوٹ: ناظرین کو یاد رکھنا چاہیے کہ گفتگوئے مرزائیہ میں انعام کا نام جب سنیں تو پہلے رکھا لیا کریں، ورنہ بعد میں ہرگز نہیں دیتے۔ چنانچہ ایک سو روپیہ مقرر کر کے ۲۵ روپیہ وصول کئے ہیں۔ قادیانی پارٹی پر ہمارا ۷۵ روپیہ بقایا ہے اور اگر مولوی غلام رسول راجیکی موضع ماڑی بھنڈراں میں مباحثہ کے لئے آئے تو کوئی ایک ۷۵ روپئے وصول ہوں گے اس لئے کہ وہ ان الہاموں کے معنی جانتے ہیں

ماڑی کے مرزائیو! مولوی صاحب کو ضرور منگاؤ، اور ہمارے ہاتھ دیکھو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ فروری ۱۹۲۲ء مطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۱۷ ص ۸۔۹)

مرزا کی خود غرضی اور مرزائیوں کی باطل پرستی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ وہ مضمون ہے جسکا ہم کئی ہفتوں سے ناظرین کو انتظار کرا رہے ہیں۔ اب تو انتظار کرتے کرتے اکتا ہو گئے ہیں اور کہنے لگ گئے ہونگے

تیغ ہندی و خنجر رومی
نکند آنچہ انتظار کند

گذشتہ پرچے میں ہم ظاہر کر چکے ہیں کہ مرزائیوں سے اس امر میں دور جدید شروع ہو گیا ہے۔ یعنی اب وہ انعام دینے کے مدعی بنے ہیں۔ مگر آج (۲۵ فروری ۱۹۲۲ء تک) ان کی طرف سے انعامی رقم کی رسید نہیں آئی۔ امید ہے کہ وہ بات کے پکے ہوں گے لہذا ہم اس انعامی مبحث کو الگ رکھ کر آج موجود مضمون شائع کرتے ہیں (یہ ۳ مارچ کا اخبار ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ تقریباً ایک ہفتہ پیشگی ہوتی تھی۔ بہا)

مرزا صاحب قادیانی نے جب مسیحیت کا دعوی کیا تو اعتراض ہوا کہ حدیثوں کی خبر کے مطابق مسیح کے زمانہ میں دجال کا ہونا اور حضرت مسیح کے ہاتھ سے اس کا قتل ہونا ضروری ہے۔ تو اس کے جواب میں بات بنانے کو مرزا صاحب نے یہ دعوی کیا کہ دجال ایک گروہ کا نام ہے، جس سے مراد پادری لوگ ہیں۔ اور ان کے قتل سے مراد ہے میرے دلائل سے ان کا مغلوب ہونا۔

اس کے جواب میں کہا گیا کہ دجال مفرد کا صیغہ ہے اور گروہ افراد کا مجموعہ ہوتا ہے۔ مگر مرزا صاحب قادیانی اسی خیال پر اڑے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس مطلب کے لئے ایک حدیث بھی لکھی جس کے الفاظ مع مرزا صاحب قادیانی کے الفاظ درج ذیل ہیں:

امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے دجال کی صفت میں آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث لکھی ہے

یخر ج فی آ خر الز ما ن د جا ل یختلو ن الدنیا با لدین یلبسو ن جلود الضا ن السنتهم احلی من العسل و قلو بهم قلو ب الذ یا ب یقول الله عز و جل ابی یفترو ن ام علی یحتبرو ن ...

یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال کا نکلے گا وہ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے یعنی اپنے مذہب کی اشاعت میں بہت سا مال خرچ کریں گے۔ بھیڑوں کا لباس پہن کر آئیں گے ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور دل بھیڑیوں کے ہوں گے۔ خدا کہے گا کہ تم میرے حلم کے ساتھ مغرور ہو گئے اور کیا تم میرے کلمات میں تحریف کرنے لگے۔

جلد ۷ص ۱۷۴ کنز العمال (تحفہ گولڑویہ۔حاشیہ۔ص۴۳)۔

کچھ شک نہیں کہ مقام مذکور میں مرزا صاحب قادیانی نے بحیثیت استدلال کے دجال لکھا ہے، بلکہ سارے استدلال کا مدار اسی لفظ پر ہے۔ اس لئے سہو کا تب خیال کرنا کوسوں دور ہی نہیں بلکہ معدوم ہے۔ مرزا صاحب قادیانی کے مقلدوں کو چونکہ مرزا صاحب قادیانی پر کمال بھروسہ تھا، اس لئے انہوں نے بھی وہی کہا جو مرزا صاحب نے کہا تھا۔ یعنی مرزا خدا بخش نے عسل مصفی میں اور مولوی شیر علی نے ریویو میں یہی گیت گایا، جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی گا گئے تھے

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے مرزا صاحب کے دعوی مسیحیت مہدویت کرشنیت

وغیرہ سے اتنا تعجب نہیں ہوتا جتنا ان لوگوں کے دعویٰ علم و دیانت سے تعجب ہوتا ہے۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ یہ لوگ کس بل بوتے پر میدان مناظرہ اور میدان علم میں خصوصاً مذہبی علوم میں مدعی ہوتے ہیں۔ حالانکہ محض مقلد سے بھی ایک درجہ کم ہیں۔ خیر ان کے اس حال پر ہمارے ناظرین کو رحم کرنا چاہیے اور دعا کرنی چاہیے کہ خدا ان کو ہدایت اور توفیق دے۔

اب ہم اصل قصہ سناتے ہیں:

جس کتاب کا مرزا صاحب قادیانی نے حوالہ دیا ہے پہلے ہم اس کے الفاظ نقل کرتے ہیں جو یہ ہیں:

یخر ج فی آ خر الز مان د جا ل یختلو ن الدنیا بالدین یلبسون للنا س جلود الضا ن من الدین السنتھم احلی من العسل و قلو بھم قلو ب الذ یا ب یقو ل اللہ عز و جل ابی یفترو ن ام علی یجترو ن حتی حلفت لا بعثن علی او لئك منھم فتنة تد ع الحلیم منھم حیرا ن۔ (ن عن ابی ھریرہ)

کچھ شک نہیں کہ اس کتاب میں لفظ د جال (بالدال) ہے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس کو نقل کیا ہے مگر دراصل یہ لفظ ایسا صریح غلط ہے کہ ایک ادنی طالب علم بھی اس کو استدلال میں پیش نہیں کرسکتا۔ اس دعویٰ پر پہلے اسی کتاب کی اندرونی شہادت سنیئے

یہ کتاب دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن کی چھپی ہوئی ہے مالک مطبع اسی جلد بلکہ ہر جلد کے اخیر میں لکھتا ہے

حیث ان النسخ المنقو لة عنھا کثر ت فیھا التصا حیف و الاغلا ط و لم نجد نسختہ جمع الجوا مع و لاز یادا ت فلم نقدر علی التصحیح التا م و املاء البیا ضا ت التی تر کت فی ا لا صل فا لما مو ل فمن قدر علی ذا لك ان یکملھا و یصحھا و لا یجعلنا ھد فا لسھا م الطعن ھذا ۔ص ۳۳۷

یعنی اس کتاب کے منقول عنھا (اصل) نسخوں میں بہت سی تبدیلیاں اور

غلطیاں واقع ہوئی ہیں اور ہمیں جمع الجوامع کا اور زیادات کا نسخہ بھی نہیں ملا۔ اس لئے ہم اس کتاب کی پوری تصحیح نہیں کر سکے اور نہ بیاضات متروکہ کو پر کر سکے اس لئے امید ہے کہ جو شخص اس پر قدرت رکھے وہ اس کو پورا کر لے اور صحیح کر لے اور ہم کو ملامت کا نشانہ نہ بنائے۔

مالک مطبع کا یہ عذر ملحوظ رکھ کر ہم خود اس حدیث کی اندرونی شہادت دیکھتے ہیں تو اس عبارت حدیث میں بھی بہت سی غلطیاں پاتے ہیں۔

۱۔ ن عن ابی هريره لکھا ہے۔ ن سے مراد مصنف کی اصطلاح میں سنن نسائی ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی نے بھی اسی بنا پر نسائی کی روایت لکھی ہے۔ حالانکہ سنن نسائی میں یہ حدیث کہیں بھی نہیں بلکہ ترمذی میں ہے۔

نوٹ انعامی۔ مرزائی صاحبان سنن نسائی میں یہ حدیث دکھا دیں تو علاوہ تین سو سابقہ کے مبلغ ایک سو روپیہ انعام اور لیں۔

۲۔ دوسری شہادت یہ ہے کہ اس کتاب کی روایت مذکورہ میں من الدين ہے حالانکہ اصل حدیث میں من اللين ہے۔

۳۔ تیسری شہادت اندرونی اس میں یہ ہے کہ کنز العمال کے الفاظ میں حتّی حلفت ہے اس کے معنی کچھ نہیں بنتے۔ حالانکہ اصل روایت میں فبی حلفت جو بالکل صحیح ہے۔

۴۔ چوتھی شہادت یہ ہے کہ اس کتاب میں یوں منقول ہے احلى من العسل حالانکہ ترمذی میں ہے احلى من السكر

یہ چار شہادتیں اندرونی ہیں اس مطبوعہ روایت کے غیر معتبر ہونے پر۔ اب ہم بیرونی شہادت بھی پیش کرتے ہیں۔

اسی کنز العمال کا خلاصہ مسند امام احمد کے حاشیہ پر مصر میں چھپا ہے۔ اس میں یہی حدیث ان لفظوں میں ہے

يخرج فى آخر الزمان رجال يختلون الدنيا بالدين ..الخ

۔ (ت عن ابی هريره) ۔(مسند احمد مصری جلد ۶ ص ۸۱)

ت سے مراد ترمذی ہے۔ ترمذی میں تلاش کریں تو یہ حدیث دوسری جلد کے

باب ذھاب البصرۃ میں انہی لفظوں سے ملتی ہے جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تردید کرتے ہیں۔

نتیجہ صاف ہے حیدرآبادی مطبوعہ کنز العمال میں ت، ن سے مبدل ہے اسی طرح رجال کی ر، د سے بدل کر مرزا صاحب قادیانی کی خودغرضی کا باعث ہوئی۔ مصری مطبوعہ کتاب ترغیب ترہیب میں بھی یہ حدیث اسی طرح رجال بالراء کے سے ملتی ہے۔حضرات ناظرین یہ واقعات سامنے رکھ کر ہمارے نتائج سنئے۔

بحیثیت عربی دان عالم ہونے کے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا فرض تھا کہ غور کرتے کہ دجال کا لفظ مفرد ہے اور یختلون میں ضمیر جمع اس کی طرف پھرتی ہے جو جائز نہیں۔اس لئے یہ لفظ غلط ہے۔

بحیثیت ایک عالم حدیث ہونے کے ان کا فرض تھا کہ مصنف کنز العمال نے جس کتاب کا پتہ دیا تھا شبہ پڑنے پر اس مسند کتاب کو بھی دیکھتے اور رجال یا دجال کی پوری تحقیق کر کے حدیث نقل کرتے تا کہ کذب علی الرسول لازم نہ آتا۔

بحیثیت مجدد اور ملہم ہونے کے ان کا فرض تھا کہ خدا سے دعا کر کے بذریعہ الہام معلوم کرتے مگر مرزا صاحب قادیانی نے ان فرائض میں سے کوئی فرض ادا نہ کیا

پس اگر مرزا صاحب قادیانی کو بلحاظ عربیت کے یہ حدیث غلط معلوم نہ ہوئی، تو علوم عربیہ سے جاہل تھے۔اور اگر فن روایت سے اس کو جانچ نہ سکے تو علم حدیث سے کورے تھے۔اور اگر اس کی غلطی معلوم کر کے بھی اس غلط روائت کو نقل کیا، نہ صرف نقل کیا بلکہ دلیل بنایا، تو کاذب تھے۔

میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ خود جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من حدث عنی بحدیث یری انّہ کذب فھو احد الکاذبین۔

(صحیح مسلم)۔(کہ جو کوئی ایسی حدیث بیان کرے جس کو وہ جانتا ہے کہ جھوٹی ہے وہ خود بھی کاذبین میں سے ایک کاذب ہے)

چونکہ یہ کذب انہوں نے محض اپنے دعوی کی تائید کے لئے اختیار کیا تھا، اس لئے خودغرض بھی ثابت ہوئے۔پس اس کا فیصلہ ہم احمدی دوستوں پر چھوڑتے ہیں جو صورت وہ چاہیں اختیار کریں۔

ہمارا یقین ہے کہ اس روایت کو بلحاظ عربیت کے اور بلحاظ روائت کے مرزا صاحب قادیانی نے ضرور غلط سمجھا ہوگا، مگر خودغرضی ان کی ایسا کرنے کا باعث ہوئی ۔ پس دانستہ غلط حدیث کو رواج دینے کی حیثیت سے وہ واضع حدیث ہوئے جس کو حدیث مذکورہ میں احد الکا ذبین فرمایا۔

نوٹ ۔ واضع حدیث یعنی جھوٹی حدیث بنانے والے دوقسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو اپنے پاس سے حدیث گھڑ لیتے ہیں، دوسرے وہ جو کسی مروی حدیث کو غلط جان کر بھی نقل کر دیں ۔ نہ صرف نقل کریں بلکہ استدلال کریں جن کو زبان الہام ترجمان میں احد الکا ذبین فرمایا گیا ہے۔

مرزائی باطل پرست ہیں، کی تفصیل یوں ہے کہ ہمارے تقاضا پر تقاضا کرنے سے ان کو حدیث مذکور کی اصلیت تو معلوم ہوگئی کہ دجال کا لفظ صحیح نہیں ۔ باوجود اس کے ان سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ کہہ دیتے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کنز العمال کے غلط نسخہ سے دھوکہ لگا، واقع میں یہ روایت یوں نہیں ہے۔

ایسا کرتے تو الزام سے بری ہو جاتے مگر انہوں نے یہ کیا کہ دور بیٹھے گھورتے رہے کہ آؤ ہم کتاب میں دجال لکھا ہوا دکھا دیتے ہیں ۔ روپیہ بھیج دو ۔

جب ہم نے یہ کہا کہ مخرج کتاب میں شک ہو، تو مسند دیکھی جائے گی، چنانچہ تم نے بھی ۱۲ جنوری ۱۹۲۲ء کے الفضل میں ایسا ہی کیا ہے، تو میرے ایسا کہنے کو میرے تبدیل دعوی سے تعبیر کیا ۔ جب میں نے کہا اچھا یہ نہ سہی، چھاپہ خانہ کی غلطی کا اظہار کیا جائے گا، تو اس کے جواب میں کہا ہم ایسی باتیں نہیں سنیں گے ۔ بہت خوب ۔

لو صاحب! ہم آپ سے ایک ہی بات پوچھتے ہیں اگر آپ اس کا جواب بصورت مثبت حلفیہ دیں گے تو ہم آپ کو اس پر بھی کچھ انعام دیں گے۔

دونوں پارٹیوں کے ممبرو! اور مرزا صاحب کی اس غلطی میں پردہ پوشی کرنے والو! ہمارے اس مضمون کو پڑھ کر حلفیہ بتاؤ تمہارا دل مانتا ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث انہی لفظوں میں فرمائی تھی جن لفظوں میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۳۷ پر نقل کی ہے۔

اگر اس کے جواب میں تم ہاں نہیں کہہ سکتے، تو تم ہی بتاؤ کہ تم اس لفظ دجال

کو غلط جان کر بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو الزام سے بری کرو تو تم باطل پرست کیوں نہ ہوئے؟

کہتے ہیں ہمیں اس سے کیا مطلب؟ جو لفظ مرزا صاحب قادیانی نے لکھے ہیں ہم تو کتاب میں دکھا دیں گے کیونکہ تم نے ہی لکھا ہے کہ کسی کتاب میں دکھا دو۔

کوئی ان بھلے لوگوں سے پوچھے کہ قرآن مجید کی آیت کسی کتاب میں غلط چھپی ہو تو کیا اس کی صحت قرآن سے نہ کرو گے؟

آؤ ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے قرآن مجید کی ایک آیت یوں لکھی ہے

آیہ شریفہ انزل ذکرا رسولا آشکار میکنند ۔ (ایام الصلح ۔ ص ۸۲)

تم سے کوئی پوچھے کہ کس قرآن شریف میں یہ آیت ہے؟ اس کے جواب میں تم نولکشوری چھاپہ کا غلط مطبوعہ قرآن دکھا کر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بریت ثابت کر سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔

اگر کوئی احمدی مصنف مقلد مرزا مثل مصنف عسل مصفی وغیرہ اس آیت کو اسی طرح لکھے اور کوئی معترض اس سے اس آیت کی صحت پوچھے، تو کیا وہ یہ کہہ کر حق پرست کہلا سکتا ہے کہ حضرت مسیح زمان مجدد دوراں مثیل موسیٰ، سری کرشن قادیان نے اسی طرح لکھی ہے۔ یا فلاں غلط نویس مطبع کے قرآن میں ایسی ہے۔ اس سے زیادہ جواب کے ہم ذمہ دار نہیں۔ واللہ اگر تم اس جواب کو صحیح سمجھو گے تو ہم تم کو خاص بریلی کا ٹکٹ لے دیں گے۔

احمدی دوستو! دیکھو تم ایک غیر ضروری کام (بیعت مرزا غلام احمد قادیانی) کی وجہ سے کس بلا میں پھنسے ہو۔ ابھی تو وہ وقت آنے والا ہے جس میں بہت سے لوگوں کی زبان پر جاری ہوگا: انّا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلّونا السّبیلا۔

آہ:

اس کشمکش دام سے کیا کام تھا تمہیں
اے الفت چمن ترا خانہ خراب ہو

(اہلحدیث امرتسر جلد ۱۹ نمبر ۱۸ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۲ء۔ ۳ رجب ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۱۸ ص ۷۔۹)

قادیانی اور لاہوری چیلنج بازی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

چند ہی روز ہوئے ہیں کہ لاہوری پارٹی کے رئیس امیر (مولوی محمد علی لاہوری) نے اعلان کیا تھا کہ ہم مناظرات مباحثات بند کرتے ہیں ہم نے اسی وقت سمجھا تھا کہ یہ توبہ وہی توبہ ہے جس کی بابت کہا گیا ہے:

ترا توبہ زیں توبہ اولی ترست

آخر وہی ہوا۔ دونوں پارٹیوں کے اخباروں میں خوب لے دے ہو رہی ہے۔ بہت خوب۔ ہمیں جس مضمون کا ذکر کرنا ہے وہ مولوی محمد علی صاحب رئیس جماعت لاہوری کے ایک چیلنج کی منظوری ہے جو انہوں نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تصنیفات سے ایک حوالہ دکھانے کے لئے قادیانی پارٹی کو چیلنج دیا تھا۔ جواب میں الفضل قادیان کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے

اگر میں ان (مولوی محمد علی) کا مطالبہ پورا کر دوں تو کیا آپ حسب اقرار خود اس بات کا اعلان کرنے لئے تیار ہیں کہ ایسا فقرہ دیکھنے کے بعد آپ کو آئندہ کے لئے جھوٹا سمجھا جاوے۔ (الفضل قادیان۔ ۲۰ فروری ۱۹۲۲ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری کہتے ہیں واقعی جواب معقول ہے ایسا ہی ہونا چاہیے۔ مگر ہم بھی اس طریق پر قادیانی پارٹی سے فیصلہ کرنے کو تیار ہیں جس کی صورت یہ ہے۔

مرزا صاحب قادیانی آنجہانی نے کتاب حمامۃ البشریٰ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسی کے نزول کے لئے کسی حدیث میں آسمان کا لفظ نہیں آیا۔ اگر ہم دکھا دیں تو کیا قادیانی پارٹی مرزا صاحب قادیانی کو جھوٹا جانے گی؟

ایک ہفتہ انتظار کر کے ہم ایک مضمون لکھیں گے جس کا عنوان ہوگا:

مرزا صاحب نقل حدیث میں خائن تھے۔

اگر یہ مضمون سننا نہ چاہیں، تو ہمارے ساتھ اس کا فیصلہ کر لیں۔

(اہلحدیث امرتسر جلد ۱۹ نمبر ۱۸ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۲ء۔ ۳ رجب ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۱۸ ص ۹)

﴿جلسہ قادیان:

میاں مہرالدین سکرٹری انجمن اسلامیہ قادیان اطلاع دیتے ہیں کہ جلسہ اسلامیہ قادیان ۲۵ یا ۲۷ مارچ کو ہونا قرار پایا ہے علماء پنجاب کے علاوہ حضرات دیوبند کو بھی شرکت کی تکلیف دی ہے۔

(اہلحدیث امرتسر جلد ۱۹ نمبر ۱۸ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۲ء۔ ۳ رجب ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۱۸ ص ۱۳)

یادرفتگان: مولانا غلام محمد فاضل ہشیار پوری ایک مسن بزرگ حنفی المذہب تھے ابتداء جوانی میں مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی سے ان کے مناظرات بھی رہے۔ اب تو دیو بندی خیال پر آ گئے تھے۔ مرحوم ابھی حج سے فارغ ہو کر آئے تھے کہ ناگاہ آپ کے انتقال کی خبر آئی۔ غفر اللہ لہ ورحمہ۔ مرحوم کی اولاد نرینہ کوئی نہیں (اہلحدیث امرتسر جلد ۱۹ نمبر ۱۸ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۲ء۔ ۳ رجب ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۱۸ ص ۱۳)

افتراء اور بہتان کس کا کام ہے؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

افتراء اور بہتان لگانا ہر مذہب میں منع ہے۔ جھوٹ بولنا ہر دین میں برا ہے مگر قادیانی نبی نے اپنی امت کے لئے یہ رسم صفت کے درجہ پر پہنچائی ہوئی ہے۔ آنجہانی کی عادت تھی کہ وہ مخالف کے حق میں کسی قسم کے افتراء کرنے یا بلا وجہ اس کو بدنام کرنے سے ذرہ نہیں رکتے تھے۔

میری بابت مرزا صاحب قادیانی اپنی کتاب اعجاز احمدی میں لکھا کہ مولوی ثناء اللہ کا گذارہ کفن فروشی پر ہے۔

مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی اسماعیل مرحوم علی گڑھی کی بابت لکھا کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھا تھا کہ ہم (دونوں علماء اور مرزا قادیانی) میں سے جو جھوٹا ہو گا وہ سچے کی زندگی میں مرے گا۔

چونکہ وہ مرزا قادیانی کی زندگی میں مرے تھے، لہذا وہ جھوٹے (اشتہار انعامی پانچ سو وغیرہ)۔ حالانکہ یہ فقرہ ان کی کسی تحریر میں نہیں ملتا۔ بار ہا اسکے متعلق ہم انعامی

اشتہار دے چکے ہیں۔

اس قسم کے واقعات بکثرت ملتے ہیں جو مرزا صاحب قادیانی آنجہانی کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھے۔ مخلوق پر، رسول پر، بلکہ خدا پر بھی افتراء کر دیتے تھے۔

آج کل جو دجال والی حدیث کے متعلق ان سے بحث چل رہی ہے، اس بحث میں تنگ آ کر بقول، کھسیانی بلی کھمبہ نوچے، اڈیٹر پیغام صلح لاہور نے اپنے پرچہ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۲۲ء میں مجھے اتنی بے نقط گالیاں سنائی ہیں کہ بڑے میاں (مرزا غلام احمد قادیانی) نے بھی نہیں سنائی تھیں۔

چونکہ ان لوگوں کے دل و دماغ میں ایک غلط خیال بیٹھ رہا ہے کہ مرزا صاحب آنجہانی بہت بڑے عالم مصنف مجدد وغیرہ تھے اسلئے جو کوئی بھی اس وقت کسی فن میں لکھتا یا بولتا ہے ان کے خیال میں یہ مرزا صاحب سے فیض یاب ہے حالانکہ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نہ نبی نہ ولی نہ الہامی نہ محدث نہ مجدد بلکہ نہ کوئی بڑے پایہ کا عالم اصولی نہ متکلم نہ مجتہد کا نتے ہیں ہمارا یہ بھی دعوی ہے کہ ان کی تصنیف سے اہل علم کو کوئی فائدہ ہوسکتا ہے سوائے لفاظی اور دعوی پر دعوی کے ساری تصنیف میں کچھ بھی نہیں۔ نہ وہ سابقہ علم کلام جانتے تھے نہ نئے کسی اصول کے موجد تھے البتہ بے کار طویل نویس اور ملمع ساز بے شک تھے۔

ہم تیار ہیں کہ اس مضمون پر جو صاحب چاہیں ہم سے مستقل بحث کر لیں۔ سر دست اتنا ہی کافی ہے۔

پیغام صلح لاہور کے اڈیٹر نے میرے علم ناقص اور مرزا صاحب قادیانی کے علم کامل کا مقابلہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ ایک دفعہ امرتسر چوک پاسیاں میں آپ کا اور ماسٹر آتما رام جی امرتسری کا مباحثہ تھا تو آپ (ثناء اللہ) چپکے سے، سرمہ چشم آریہ، مصنفہ مرزا صاحب قادیانی دیکھ دیکھ کر اعتراض کر رہے تھے۔ جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ شرمندہ ہو گئے۔ اس کے جواب میں میں نے ایک مراسلہ اڈیٹر پیغام صلح لاہور کو بھیجا جو درج ذیل ہے

دفع الزام:

مسائل کی تردید و تائید کا تو ہر ایک کو اختیار ہے۔ افتراء اور غلط الزام لگانے

کا کسی مذہب میں اختیار نہیں۔ اڈیٹر صاحب پیغام نے ۱۵ فروری کے صفحہ ۷ کالم اول پر جو یہ لکھا ہے کہ امرتسر چوک پاسیاں میں ماسٹر آتما رام جی کے مناظرہ کے وقت میں، سرمہ چشم آریہ، دیکھ کر سوال کرتا تھا اور ماسٹر صاحب کے دریافت کرنے پر میں شرمندہ ہوگیا یہ بالکل غلط الزام ہے (اور محض افتراء ہے) اس روز مباحثہ مسئلہ نیوگ پر تھا اور سرمہ چشم آریہ میں نیوگ کا ذکر بھی نہیں۔ میں اسکے فیصلہ کے لئے ماسٹر آتما رام جی کی شہادت معتبر جانتا ہوں۔ اڈیٹر پیغام اگر پسند کریں تو پیغام کا یہ ٹکڑا ان کے پاس (بذریعہ اڈیٹر صاحب پرکاش آریہ) بھیج کر دریافت کیا جاوے۔ جو کچھ وہ بیان دیں وہ پیغام میں درج ہو جائے۔ باقی اصل مضمون کا جواب اہل حدیث میں دیا جائے گا اتنے حصے کا جواب اڈیٹر صاحب سے اخروی مواخذہ کم کرانے کو ان کی معرفت پیغام میں درج کرانے کو بھیجا ہے۔ اب ان کا اختیار ہے اس کو درج کریں یا نہ کریں۔ (ابوالوفاء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اڈیٹر پیغام صلح لاہور کو یہ تو جرأت نہ ہوئی کہ ہمارا خط سارا نقل کر کے جواب دیتا کیونکہ وہ ڈرتا ہوگا کہ سارا خط پڑھنے سے میرے ناظرین میں سے کوئی سعید الفطرت متاثر ہو جائے، اس لئے بغیر درج کرنے خط کے یوں لکھا ہے:

ثناء اللہ (ناظرین اس لب ولہجہ پر تعجب نہ کریں یہ بھی سنت مرزا ہے۔ خود لکھتے ہیں: اوبدذات فرقہ مولویاں۔ انجام آتھم ص ۲۱)

لکھتا ہے کہ آپ کے اخبار میں جو چوک پاسیاں امرتسر کے مناظرہ کی بنا پر الزام لگایا گیا ہے کہ میں وہاں سرمہ چشم آریہ کا خفیہ خفیہ مطالعہ کر کے آریہ مناظر کو جواب دیتا تھا، غلط ہے کیونکہ اس جگہ مناظرہ نیوگ پر تھا اور نیوگ کا سرمہ چشم آریہ میں ذکر نہیں۔

مولوی صاحب کا مقصد یہ ظاہر کرنا معلوم ہوتا ہے کہ میں ہمیشہ اصل مضمون پر ہی بحث کیا کرتا ہوں اور اصل بحث چھوڑ کر ادھر ادھر نہیں جایا کرتا، حالانکہ جن لوگوں نے مولوی صاحب کے مناظرے سنے ہیں وہ یہ خوب

جانتے ہیں کہ مولوی صاحب اصل مبحث پر بہت کم بحث کیا کرتے ہیں (میرے مباحثات کو دیکھنے والے آپ کے اس دعوی کی کافی تردید کر سکتے ہیں، مرزا صاحب کی کل تصانیف چونکہ اسی طرح کی ہیں اس لئے آپ پر ان کا عکس پڑتا ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث)

۲۔ اس واقعہ کے چوک پاسیاں امرتسر میں ہونے سے انکار کر دینے سے واقعہ غلط ثابت نہیں ہوسکتا اگر یہ چوک پاسیاں کا واقعہ نہیں تو خود ہی بتلا یئے کہ کہاں کا واقعہ ہے۔

۳۔ اس کے متعلق شہادتیں آپ کا جواب آنے پر شائع کی جائیں گی (پیغام صلح لاہور ۲۲ فروری ۱۹۲۲ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

بھلے آدمی ! اس برتے پر تتا پانی

ذرہ سوچو تو سہی کہتے کیا ہو کہ چوک پاسیاں کا واقعہ نہیں تو خود ہی بتا یئے کہاں کا واقعہ ہے؟

سبحان تیری قدرت ! یہ ہیں فاضل اڈیٹر اور مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے راست باز حواری ۔ میں تو سرے سے اس کو افتراء لکھتا ہوں اور صاف لفظوں میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالی اس کے بنانے والے پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرے اور روسیاہ کرے (سچے ہو کہو آمین)

آپ پوچھتے ہیں، پھر کہاں کا واقعہ ہے۔،

شہادت اس بارے میں صرف ماسٹر آتما رام جی کی مقبول ہوسکتی ہے جو باتفاق حاضر جلسہ تھے ۔ دوسرے کسی کی بابت ہم نہیں کہہ سکتے، تھا یا نہیں ۔ پس اگر سچے ہو تو اپنے اخبار کا ٹکڑا کاٹ کر اڈیٹر پرکاش کی معرفت ماسٹر آتما رام جی کو بھیج کر جواب لے کر شائع کر دو۔ ورنہ ہماری دعا پر آمین ہی شائع کر دو۔ اخیر میں ہم حالی مرحوم کا شعر سنائے دیتے ہیں

اوروں کی برائی ہی پہ ہے فخر وہاں
خوبی کوئی باقی نہیں جس امت میں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ مارچ ۱۹۲۲ء مطابق ۱۰ رجب ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۱۹ ص ۴۔۵)

محمد علی لاہوری کا انگریزی ترجمہ قرآن۔نمبر ۹

جناب ماسٹر غلام حیدر صاحب سرگودھا سے لکھتے ہیں:

ا۔ مولوی محمد علی صاحب لاہوری اپنے قرآن شریف کے صفحہ ۴۶۶ نوٹ ۱۱۸۸ میں متعلق آیت و لقد جاء ت رسلنا ابراھیم بالبشری قالوا سلاما فرماتے ہیں کہ قرآن مجید سے صاف طور پر ثابت نہیں کہ وہ رسول واقعی فرشتے تھے۔

توریت پیدائش باب ۱۸ سے مولوی محمد علی صاحب نے اپنے اس بیان کو صحیح تسلیم کرلیا ہے کیونکہ وہاں فرشتوں کی بجائے حضرت ابراہیم کے پاس مردوں کا آنا اور طعام میں شریک ہونا لکھا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب اگر تورات سے پیدائش کے باب ۱۹ کو بھی دیکھتے تو ان مردوں کو فرشتہ لکھا ہوا پاتے۔پس ہر ایک محرف کتاب کا حوالہ جس میں دو مختلف بیان ایک وجود کی شخصیت کے مذکور ہوں۔مولوی صاحب بطور حجت اس کونہیں پیش کر سکتے عقل باور نہیں کر سکتی کہ جب مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے باب ۱۸ دیکھا تھا تو باب ۱۹ نہ دیکھا ہو، کیونکہ وہ باب نہایت قریب اور متصل ہے۔اپنا مطلب پورا کرنے کو چشم پوشی سے کام لیا مولوی محمد علی صاحب لاہوری فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کے مرسلین کو قرآن شریف وضاحت سے فرشتے بیان نہیں کرتا،

جناب من! توریت ایسے بیان سے قاصر، نہ قرآن شریف جس نے اس بارہ میں وضاحت کا ایسا حق ادا کردیا ہے کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں قرآن مجید میں لفظ رسول، رسل، مرسلین، بعوض ملائک قریباً تیرہ دفعہ مذکور ہے مثلاً

الله یصطفی من الملا ئكة رسلاً و من الناس (پ۱۷ع۱۷)

جا عل الملا ئكة رسلاً (پ۲۴یا۲۴ع۱۳)،

تو فته رسلنا (پ۷ع۱۴)

بلی و رسلنا لد یهم یکتبون (پ۲۵ع۱۳) وغیرہ

قرآن شریف نے مقام زیر بحث کے لفظ رسلنا کی بعض دیگر مواقعہ پر

ایسی تفسیر خود کردی ہے کہ شک کی ہرگز گنجائش نہیں۔سورہ عنکبوت میں ہے

قا لوا انا مهلكوا اهل هذه القرية، ان اهلها كا نوا ظا لمين

انا منز لو ن على اهل هذه القرية ر جزاً من السماء بما كا نوا يفسقون ۔

پھر پارہ ۲۶ رکوع ۱۹ میں اس طرح ہے

قا لوا انا ار سلنا الى قو م مجر مين لنرسل عليهم حجارة من طين ۔

اب ان تین مذکورہ مقا مات سے بو ضا حت ثا بت ہور ہا ہے کہ وہ فر شتے انسان کی صورت میں متمثل تھے کیونکہ جو مشن انہوں نے اپنا ظا ہر کیا یعنی ما مور بہ ہلاکت قر یہء لو ط علیہ السلام ،وہ انسا نی طاقت سے محال ہے۔اور بمو جب مد بّرا ت امراً ملائک مختلف امور پر ما مور ہو تے ہیں اور اس عا لم اسباب میں اللہ تعا لی کی سنت اسی طرح جا ری ہے۔اگر چہ وہ لاشر یک لہ کن فیکو ن پر اکیلا قا در ہے،عمل لکھنے وا لے ، جان قبض کر نے وا لے ،مومنین کے وا سطے استغفار کر نے وا لے ، غرض بہت سے امور پر ملا ئک موکل ہیں جس سے مومن بالقر آن ہر گز انکار نہیں کر سکتا ،مگر صرف وہی جس کی قسمت میں قر آن شر یف کے متعلق شر ح صدر کا حصہ نہیں ر کھا گیا۔

محرف تو ریت نے ان کے وجودوں کو مر د بھی لکھ دیا ہے،اور آ ٹے کے پھلکے اور دودھ اور گو شت بھی کھلا دیا ہے (پیدائش باب ۱۸) جس سے ان مولوی صا حب کو اپنی تفسیر بالرا ئے کو صحیح ثا بت کر نے کا عمدہ موقعہ قسمت سے مل گیا ہے ۔مگر مولوی محمد علی صا حب نے اگلے باب کو نہ دیکھا، جہاں ان اشخاص کو فر شتہ لکھا گیا ہے ۔

And he (Abraham) lift up his eyes and looked, and, lo, three men stood by him: and when he saw them, he ran to meet them from the tent door, and bowed himself toward the ground.

And Abraham hastened into the tent unto Sarah, and said, Make ready quickly three measures of fine meal, knead it, and make cakes upon the earth.

And Abraham ran unto the herd, and fetcht a calf tender and good, and

gave it unto young men, and he hastened to dress it.

And he took butter, and milk, and the calf which he had dressed, and set it before them, and he stood by them, under the tree, and they did eat.

And they said unto him, Where is Sarah thy wife? And he said, Behold, in the tent. And he said, I will certainly return unto thee according to the time of life, and lo, Sarah thy wife shall have a son. And Sarah heard it in the tent door, which was behind him.

And the men turned their faces from thence, and went toward Sodom: but Abraham stood yet before the Lord. (Genesis 18)

And there came two angels to Sodom at even; and Lot sat in the gate of Sodom: and Lot seeing them rose up to meet them; and he bowed himself with his face towards the ground. (Genesis: 19)

محرف توریت کو کیا خبر ہے کہ فرشتے کھانا نہیں کھایا کرتے۔ یہ فیصلہ قرآن کریم کے ذمہ تھا جو کامل کتاب ناممکن التحریف تا قیامت ایک زندہ معجزہء صداقت نبوت جناب محمد رسول اللہ ﷺ و دین اسلام پر شاہد ہے۔ قرآن شریف نے جہاں ضیف ابرا ھیم المکر مین کو ایک بڑے معرکہ کی مہم پر مقرر کر کے ملائکہ کا ثبوت وضاحت سے بہم پہنچایا ہے وہاں ساتھ ہی گوشت روٹی میں ان کی عدم شراکت بھی ظاہر کر دی ہے تا کہ آئندہ کوئی توریت کے محرف حوالہ سے غلط فہمی سے ٹھوکر نہ کھائے

فما لبث ان جاء بعجل حنيذ ۔فلمّا رء آ ا يد يهم لا تصل اليه نكر م هم و او جس منهم خيفة ، قا لوا لاتخف انّا ار سلنا الى قو م لوط (هود : ۷۰) (یعنی جب حضرت ابراہیم نے فوراً ان کی تواضع کے واسطے تلا تلا بچھڑے کا گوشت ان کے سامنے لا رکھا۔اور جب دیکھا کہ وہ اسکھانے کی طرف اپنے ہاتھ نہیں بڑھاتے تو ان سے متوحش ہوئے اور ان سے دل میں ڈرے انہوں نے کہا ڈر مت ہم قوم لوط کی جانب بھیجے گئے ہیں)۔

پھر اسی واقعہ کا ذکر پارہ ٢٦ رکوع ١٨ میں اس طرح ہے

هل اتا ك حد يث ضيف ابراهيم المكر مين ۔ اذ دخلوا عليه فقا لوا سلا ما۔ قا ل سلا م قو م منكرو ن ۔فرا غ الى اهله فجاء بعجل سمين ۔فقر به اليهم قا ل الا تا كلون۔ فا و جس منهم خيفة قا لوا لا تخف و بشرو ه بغلام حليم ۔ فأقلبلت امر أ ته فى صرة فصكّت و جهها و قا لت عجوز عقيم ۔ قا لوا كذ لك قال ر بك انه هو الحكيم العليم ۔ قا ل فما خطبكم ايها المرسلون قا لوا انا ار سلنا الى قو مم مجر مين۔ لنر سل عليهم حجا رة من طين (الذا ريات :۲۴۔ ۳۳) ...

اب اس سے زیادہ صرا حت اور وضا حت ان کے ملا ئک متمثل با انسا ن ہونے کے بارہ میں اور کیا ہو گی ۔ ہاں ا حا دیث صحیحہ سے بھی ثبوت ملائکہ کے متمثل باانسان ہونے اورصحا بہ کونظر آ نے کا خا کسار پیش کرسکتا ہے۔ بخاری کو اصح الکتب بعد کتا ب اللہ کا مقولہ اس جماعت کا قسم بخدا محض ز با نی ہے، درحقیقت یہ جما عت احادیث بخاری سے منکر اورقر آ ن مجید سے بے خبر ہے ۔قر آ ن مجید کو اپنی ہوا کے تا بع کر تی ہے مگر ان کو یہ تو فیق نہیں کہ اپنی ہوا کو قر آن شر یف کے تا بع کر یں ۔ ملا ئک کے بارے میں مولوی محمد علی صا حب اپنے قر آ ن مجید کے صفحہ ۱۶۲ نو ٹ ۱۵۳۶ متعلق آ یت فتمثل لها بشراً سو یاً (مر یم) فر ما تے ہیں کہ یہ واقعہ خواب کا تھا کیونکہ فا نی آ نکھ انسان کی ملا ئک کے وجودکو د یکھنے سے قا صر ہے ۔

مولوی صا حب بخو بی جا نتے ہیں کہ ایمان بالملا ئکہ ایمان کی ایک لا ز می جز و ہے ۔ پس ملا ئک کو قر آ ن شر یف اور حد یث شر یف نے جس حیثیت میں پیش کر دیا ہو اس پر ایمان نہ لا نا واقعی ایمان کا صر یح نقص ہے اور جب یہ صورت ہے تو ان کی تفسیر بجا ئے عقا ید صحیحہ کا مظہر ہو نے کے خودترا شیدہ تا و یلات کا آ ئینہ ہے ۔

مریم صا حبہ کے رو برو فر شتہ جب حسب فر مودہ قر آ ن انسا ن کی صورت میں متشکل ہو کر ظا ہر ہوا، تو مولوی محمد علی صا حب کا خوا ب کی تا و یل کر نا دخل درمعقو لا ت ہے ۔قر آ ن شر یف نے کل خوا ب کے واقعات کو صاف کھول کر بیان کر دیا ہے (دیکھو ریویونمبر۴) بلا قر ینہ یقینی اپنی را ئے سے قر ینہ گھڑ لینا تفسیر با لرا ئے ہے جس پر شار ع ﷺ

نے وعید فرمایا ہے۔ جب حضرت ابراہیمؑ کے پاس فرشتے متمثل با انسان ہو کر آئے تھے تو ان کی بیوی نے بھی ان کو فانی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا بلکہ ان سے کلام بھی کیا تھا دیکھو پارہ ۱۲ ع ۷۔ اور پارہ ۲۷ ع ۱۹۔

جب یہ واقعہ خواب کا نہیں تو مریم صاحبہ کا فرشتہ کو دیکھنا بدون قرینہ کیوں کر خواب کا ہوسکتا ہے۔

خاکسار نے بتائیدایزدی اسی واسطے ضیف ابراہیم کو قرآن شریف سے ملائک ثابت کرنے کی پہلے کوشش کی ہے، تاکہ یہ امر ثابت ہونا آسان ہو جاوے کہ جس طرح ان کی بیوی نے فرشتوں کو جاگتی حالت میں دیکھ کر ان سے کلام کیا تھا، اسی طرح مریم صاحبہ کا یہ واقعہ بھی تھا۔

اب بطور تکمیل حجت من جملہ احادیث کثیرہ جو ملائک کے متمثل بہ بشر ہونے پر وارد ہیں خاکسار صرف تین احادیث پیش کر کے مولوی محمد علی لاہوری صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا یہ واقعات بھی خواب کے ہیں؟

ا۔ مشکوۃ کتاب الایمان میں صحیحین کی حدیث جس میں جبریل نے نہایت سفید لباس میں متمثل ہو کر جناب ﷺ سے ایمان اسلام احسان علامات قیامت وغیرہ کے متعلق سوال کئے اور حضرت عمرؓ راوی اس حدیث کے بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے جناب ﷺ نے پوچھا کیا تم سائل کو جانتے ہو میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا جبریل تھے کہ تم کو مسائل دین سکھلائیں۔

ب۔ مشکوۃ باب البعث و بدء الوحی حضرت عائشہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے کیفیت نزول وحی دریافت کی۔ جس پر آپ ﷺ نے منجملہ دیگر جوابات کے اس طرح فرمایا:

وا حیاناً یتمثل بی الملك رجلاً فیکلمنی فاعی۔

یعنی گاہ گاہ فرشتہ بصورت آدمی میرے پاس آ کر مجھ سے کلام کرتا ہے۔ پس اس کلام کو یاد رکھتا ہوں

(مفصل حدیث یوں ہے۔

عن عائشة : انّ الحارث بن هشام سأل رسول الله ﷺ فقال :

یا رسو ل الله ! کیف یأتیك الو حی :

فقا ل رسو ل الله ﷺ : ا حیا نا یأتینی مثل صلصلة الجر س و ھو اشده

علیّ فیفصم عنّی ، و قد وعیت عنه ما قا ل ،

و ا حیا نا یتمثّل لی الملك ر جلا فیکلّمنی فأعی ما یقو ل ۔

قا لت عا ئشة ؛ و لقد ر أیته ینز ل علیه الو حی فی الیو م الشد ید البرد

فیفصم عنه و انّ جبینه لیتفصد عر قاً۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ۲)

ج ۔ مشکوۃ با ب المعجزات حد یث حضرت سعدؓ بن ابی وقاص میں بیان مذکور ہے کہ جنگ ا حد کے دن میں نے جنا ب رسو ل اللہ ﷺ کے دا ئیں با ئیں سفید لباس والے دو شخص دیکھے جو سخت قتا ل کر رہے تھے۔ جن کو میں نے نہ پہلے دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھا، یعنی جبر یل و میکا ئیل ۔ بخاری و مسلم ہر دو اس کے راوی ہیں ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت دے۔ کیا اب بھی آپ یہی کہیں گے کہ مریم صاحبہ کو فرشتہ خواب میں نظر آیا تھا؟ قسم بخدا خاکسار آپکو آیت ذیل کا مصداق پاتا ہے

و یقو لو ن آمنا بالله و با لرسول و ا طعنا ثم یتولی فر یق منهم من بعدذ لك و ما او لئك بمو منین ۔

جب اس آیت کے مطابق آپ لوگوں کا ایمان ہی صحیح نہیں، تو ایسے مردود اسلام و ایمان کی اشاعت قابل فخر ہر گز نہیں، بلکہ آخرت میں قابل اخذ ہے۔

رسول اللہ ﷺ پر قرآن شریف نازل ہوا۔ آپ نے بموجب حکم

و انزلنا الیك الذّ کر لتبیّن للنّاس مانزّل الیهم (پ ۱۴۔ ع ۱۲)

جہاں مناسب جانا صحابہ کو بتلا دیا۔ اب اس معلم حقانی کی تفسیر کو رد کر کے تم لوگ دین الٰہی کو صریحاً بگاڑ رہے ہو۔

دنیا روزے چنداست عافیت کار با خداونداست

آخر میں قرآن فہمی کا ایک باریک نکتہ بھی سامنے رکھ دیتا ہوں جس سے ممکن ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لا ہوری یا ان کی جماعت سے کوئی فرد غور کر کے حضرت ابراہیمؑ کے رسل کو فرشتے یقین کر سکے گا۔

قرآن مجید میں جہاں جہاں الفاظ (رسو ل رسل اور حرف س کی نصب

سے تین الفاظ ذیل ہیں، مر سل، مرسلو ن ، مر سلین ، باستثناء آیہ سورہ نمل پ ۱۹ع ۱۸) وہاں نبی اللہ یا فرشتہ سے مراد ہے۔ یعنی سوا ایک موقعہ کے کل مقامات میں غیر نبی اللہ یا غیر ملائک ہر گز مراد نہیں ۔

۲۔ مولوی محمد علی صاحب لاہوری اپنے ترجمہ قرآن کے صفحہ ۵۳۰ نوٹ ۱۱۹۸، ۱۱۹۶ میں متعلق آیت فجعلنا عا لیھا سا فلھا و امطر نا علیھم حجارۃ من سجیل (سورہ حجر) فرماتے ہیں کہ بستیوں کا تہ و بالا ہونا زلزلہ کا نتیجہ تھا اور زلزلہ کے ساتھ کوہ آتش فشاں سے نکل کر پتھر بھی گرے تھے۔ جبریل کا بستیوں کو آسمان تک اٹھا کر پھر زمین پر اوندھا کر کے پھینک دینا بالکل بے بنیاد قصے ہیں ۔

یہی مطلب علی گڈھی تفسیر میں مذکور ہے جس کی تقلید ہمارے مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے کی ہے۔

اب کون پوچھے کہ آپ نے ایم اے پاس کیا۔ کس پرانے اور نئے جغرافیہ میں تمام عرب و شام میں کوہ آتش فشاں کا محل وقوع لکھا ہے۔ یہ خطہ کوہ آتش خیز سے بالکل خالی ہے۔

جزاء سیّئۃ سیئۃ مثلھا (شوری) اصول الٰہی کے مطابق حضرت لوط کی بستیوں کو بسبب خلاف فطری لواطت کے گناہ کے اللہ تعالی نے زمین سے اٹھا کر پھر اوندھا کر دیا ہو، تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ان بستیوں کو قرآن شریف میں مؤ تفکات یعنی الٹائی گئی بستیاں بھی اسی وجہ سے لکھا گیا ہے۔ ان بستیوں کے محل وقوع پر بحر مردار ہے جس میں کوئی جاندار چیز زندہ نہیں رہ سکتی ۔ یہاں زلزلہ سے اوندھا کرنا ایجاد بندہ ہے۔

جبریل کو اللہ تعالی کا اس کام پر موکل کرنا خلاف سنت نہیں جیسا کہ اس پہلے خاکسار ثابت کر چکا ہے کہ حضرت ابراہیم کو فرشتوں نے کہا تھا کہ ہم لوط کی بستیوں کو تباہ اور ہلاک کرنے کے واسطے جا رہے ہیں ۔ کیا انہوں نے جھوٹ بولا تھا۔ اور کیا ملائک کو انسان کی طرح ایسا کام کرنا دشوار ہے ۔ کیا آسمان سے ہلاکت کا ذریعہ نازل کرنا ایک غیر ممکن امر ہے؟ چونکہ جعلناعا لیھا سا فلھا میں فاعل اللہ تعالی ہے، اور انا مھلکوا ،انا منزلو ن رسل مذکورہ آیات کے افعال میں فاعل فرشتے ہیں

اس واسطے مولوی محمد علی صاحب لاہوری کو بجائے تطبیق دینے کے تفسیر بالرائے سے کام لینا پڑا۔ قرآن کریم کے طرز بیان کا علم ہر کسی کو حاصل نہیں۔ محض دعوی سے کام نہیں چل سکتا بلکہ بقول

ہزار نکتہ باریک تر ز مو ایں جا ست
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

کچھ عملی طور پر کام کر کے عہدہ برآ ہونا پڑتا ہے۔ اللہ تعالی بسبب علۃ العلل ہونے کے بعض دفعہ بعض افعال کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے جس سے ملائک کے ذریعہ افعال کا سرانجام دینا باطل خیال کرنا قرآن شریف سے بے علمی کی دلیل ہے۔ سورہ یس میں

و نکتب ما قدّ موا و آ ثا ر ھم

میں اللہ تعالی فاعل ہے۔ اب کیا اس سے یہ آیات منسوخ ہو جائیں گی

انّ رسلنا یکتبو ن ما تمکرو ن (یونس۔ ۲۱)

بلی و ر سلنا لد یھم یکتبو ن (زخرف : ۸۰)

جن میں ملائک فاعل ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب نے بستیوں کا اٹھایا جا کر اوندھا کیا جانا بیہودہ قصے سمجھ کر گویا ان مفسرین پر چوٹ کی ہے جنہوں نے واقعات صحیحہ کی بنا پر ایسا لکھا ہے۔ اگر چہ روایات کو بعض نے بیان نہیں کیا اب چند معتبر روایات بیان کر کے خاکسار مولوی محمد علی صاحب پر حجت پوری کرتا ہے۔

الف : ابن جریر محمد بن کعب قرظی جو اجلہ آئمہ تابعین سے ہیں، بیان کرتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے جبریل کو قوم لوط کے الٹ جانے والے (مؤتفکات) کی طرف بھیجا۔ وہ ان شہروں کو اپنے پروں پر لے کر اونچے ہوئے یہاں تک کہ آسمان دنیا کے ملائک نے ان کے کتوں کے بھونکنے اور مرغیوں کی آواز سنی پھر وہاں سے اوندھا الٹ دیا پھر پڑھی یہ آیت

فجعلنا عا لیھا سافلھا و امطر نا علیھم حجا رۃ من سجیل

ب ۔ عبد الرزاق اپنی تصنیف اور ابی منذر اور ابی حاتم اپنی تفسیر میں حضرت حذیفہ بن الیمان سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

ج ۔ سعید بن منصور اپنی سنن میں اور حاکم اپنی متدرک میں اور امام ابوبکر بن ابی الدنیا بھی کتاب العقوبات میں حضرت ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں ۔

د ۔ ابن جریر، مجاہد شاگرد ابن عباسؓ سے اور قتادہ شاگرد انس بن مالک سے بھی ایسا ہی بیان کرتے ہیں ۔

مولوی محمد علی صاحب لاہوری جب بخاری اور مسلم کی احادیث کو بھی اپنی تفسیر بالرائے کے مقابلہ میں رد اور ترک کر دینے کے پختہ عادی ہو چکے ہیں، تو بھلا مذکورہ روایات کس شمار میں ہیں ۔

۳ ۔ مولوی محمد علی صاحب اپنے قرآن کے صفحہ ۵۲۵ نوٹ ۱۳۳۳ میں متعلق آیت

الّا من استرق السّمع فاتبعه شها ب مبين (الحجر : ۱۸)

فرماتے ہیں کہ کاہن آسمانی اخبار کے حصول کا دعویٰ کرتے تھے مگر وہ اللہ کے حضور سے دفع کئے جاتے ہیں اور (شهاب مبين) سے ان کا ناکام ہونا مراد ہے ۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے اس سے ماقبل آیت وحفظنا ها من كل شيطا ن ر جيم کو نہیں دیکھا ۔ یعنی ہم نے ہر شیطان مردود سے آسمان کو محفوظ کیا ہے ۔

پس استرق السمع کا تعلق شیطان سے ہے، نہ کاہن سے ۔ صریح طور پر شیاطین پر آسمان سے انگارے پڑنے کی تاویل ناکامی سے کر کے مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے علم طبعی کی حمایت میں جناب رسول اللہ ﷺ کی تفسیر کو پس پشت ڈال دیا ہے ۔

امام بخاریؒ نے بخاری شریف کی کتاب التفسیر میں آیت الّا من استرق السمع فاتبعه شهاب مبين کا ایک علیحدہ باب باندھ کر مرفوع حدیث سے تفسیر کر دی ہے جس میں حکم الٰہی کے نزول پر ملائک کا مرعوب اور ہیبت زدہ ہو جانا اور کسی ایک آدھ خبر کا وہاں ملائک سے سن کر ساحر یا کاہن کا سو جھوٹ ملا کر کہہ دینا اور کبھی اوپر والے شیطان کو نیچے والے شیطان کو اس کی خبر کے بتلانے کی مہلت نہ ملنا اور اس کا آگ کی چنگاری سے جل جانا، سب کچھ بصراحت مذکور ہے ۔

(مفصل حدیث یوں ہے :

حدثنا علیّ بن عبد الله : حد ثنا سفيا ن بن عمرو، عن عكر مه عن ابی هر يرة يبلغ به النبی ﷺ قا ل : اذا قضى الله ا لا مر فی السماء ضر بت الملا ئكة بأجنحتها خضعاناً

لقو له كا لسّلسلة على صفوا ن.

قا ل علىّ. و قا ل غيره ، صفوا ن ينفذ هم ، ذلك . فا ذا فزّع عن قلو بهم قا لوا : ما ذا قال ر بكم . قا لوا للذى قا ل : الحق و هو العلىّ الكبير .

فيسمعها مستر قو السمع و مستر قو السمع هكذا ، وا حد فوق آ خر . و وصف سفيا ن بيده وفرّج بين ا صا بع يده اليمنى ، نصبها بعضها فوق بعض فر بما ادرك الشها ب المستمِع قبل ان ير مى بها الى صا حبه فيحر قه ، و ربما لم يد ر كه حتى ير مى بها الى الذى يليه ، الى الذى هو اسفل منه حتى يلقو ها الى ا لا ر ض. و ربما قا ل سفيا ن : حتى تنتهى الى ا لا ر ض، فتلقى على فم السا حر فيكذ ب معها مأة كذ بة، فيصدّق فيقولو ن : الم يخبر نا يو م كذا و كذا يكو ن كذا و كذا ؟ فو جد نا ه حقا . للكلمة التى سمِعت من السماء.

حد ثنا على بن عبد الله حد ثنا سفيا ن حد ثنا عمرو عن عكر مة عن ابى هر يرة : اذا قضى الله ا لا مر ، و زا د . و الكا هن .

و حد ثنا سفيا ن فقا ل ؛ قا ل عمرو، سمعت عكر مة، حد ثنا ابو هر يرة قا ل : اذا قضى الله ا لا مر ، و قا ل، : على فم السا حر ، قلت لسفيا ن : أأنت سمعت عمراً قا ل : سمعت عكر مة، قا ل سمعت ابا هر يرة؟ قا ل : نعم . قلت لسفيا ن : انّ انسا ناً رو ى عنك : عن عمرو، عن عكر مة، عن ابى هر يرة و ير فعه : انه قر أ : فرّ غ . قا ل سفيا ن : هكذا قرأ عمرو فلا ادرى سمعه هكذا ام لا .

قا ل سفيا ن : و هى قِرا ء تنا . صحيح بخارى حد يث نمبر ٤٧٠١)

دیباچہ میں مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے ترتیب قرآن شریف کے متعلق احادیث سے بخوبی فائدہ اٹھایا ہے۔ پس یہ خیال صحیح نہیں کہ آپ نے بخاری کی احادیث متعلقہ تفسیر کو نہ دیکھا ہو۔ خاکسار کو خدا لگتی کہنے میں شرم مانع نہیں ہوسکتی، لہذا یہ امر تحقیق شدہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کو بخاری کی تفسیر اور اعجاز بیان کرنے والی احادیث پر مطلقاً یقین نہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ مارچ ۱۹۲۲ء مطابق ۱۰ رجب ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۱۹ ص ۵۔۷)

﴾ قادیانی مرزائی جنہوں نے چیلنج دیا تھا کہ ہمارے سامنے ثابت کردو کہ کتاب صحیح مراد ہے ہم تین سو روپیہ دیں گے۔ اس چیلنج کو منظور کیا گیا باوجود تقاضا کے انہوں نے ابھی تک روپیہ رکھ کر رسید نہیں بھیجی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ مارچ ۱۹۲۲ء مطابق ۱۰ رجب ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۱۹ ص ۱۳)

چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب سے ہم نے یہ آواز اٹھائی ہے کہ مرزا صاحب آنجہانی اور ان کے اتباع فن حدیث میں واضعان حدیث ہیں اور اس کی مثال میں ان کی پیش کردہ حدیث: یخرج دجال یختلون الدنیا بالدین، کو پیش کیا ہے اور للکارا ہے کہ کسی کتاب حدیث سے یہ حدیث دکھا دو، تو لو دہانہ والا تین سو روپیہ ہم سے واپس لے لو، تب سے قادیانی امت کے دونوں کیمپوں میں کھلبلی پڑ رہی ہے۔ اس کے متعلق مفصل خط و کتابت اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۷ فروری (۱۹۲۲ء) میں درج ہو چکی ہے۔

اس سلسلہ کے بعد قادیانی پیٹ میں پھر قراقر ہوا، تو قاضی اکمل صاحب نے ایک خط لکھا جو اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۴ فروری میں درج ہو چکا ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگر تم (ثناء اللہ امرتسری) یہ دعوی ثابت کر دو کہ میں نے جو کتاب سے حوالہ طلب کیا ہے، اس سے میری مراد صحیح الطبع کتاب ہے تو ہم تم کو تین سو روپیہ انعام دیں گے۔

ادھر سے اس کے قبول کر لینے میں دیر کیوں ہوتی۔ چنانچہ فوراً قبولیت کا خط ۱۳ فروری کو لکھا گیا جو اہل حدیث مورخہ ۲۴ فروری میں درج ہو چکا ہے۔ اکمل صاحب کے کمال کی ہم داد دیتے ہیں کہ آپ نے نہ تو ہمارے خط کو الفضل میں درج کرایا، نہ قلمی جواب دیا۔ حالانکہ اپنا خط ۱۶ فروری کے الفضل میں درج کر کے اپنے ناظرین کو اپنی آمادگی بتا دی اور ہماری خاموشی دکھا کر ان کو اس دھوکہ میں رکھا کہ ایسے کھلے اور صاف صاف چیلنج کو بھی اہل حدیث امرتسر نے منظور نہیں کیا۔

اکمل صاحب کی اس خاموشی پر ہم کیوں خاموش ہوتے ۔ ہم نے یکم مارچ کو ایک دستی خط ان کو لکھا جو انہوں نے دیکھ کر رسید نہ دینے کے بہانہ سے واپس کر دیا۔ پھر ہم نے وہی خط ۷ مارچ کو بصیغہ رجسٹری ان کو بھیجا جو درج ذیل ہے:

قاضی محمد اکمل صاحب !

آپ کے چیلنج (دعوت مناظرہ) کی منظوری میں نے اسی روز ۱۳ فروری کو بذریعہ ڈاک بھیج دی تھی اس کے بعد اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۴ فروری میں بھی درج کردی تھی مگر آپ نے آج تک رسید رقم کی امین سے نہیں بھجوائی ۔

کیا رائے بدل گئی ہے یا کوئی امر مانع ہے؟ جواب سے خورسند فرمائیں ۔

احمدیوں کا بہی خواہ۔ابوالوفاء ثناءاللہ ۔ ۷ مارچ ۱۹۲۲ء

اگر اب بھی جواب ہاں میں بارسال رسید نہ آیا تو ثابت ہو جائے گا کہ

چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند

نوٹ : یہ مضمون کاپی ہو چکا تھا کہ اخبار الفضل مورخہ ۹ مارچ ۱۰ کو پہنچا جس میں اکمل صاحب نے جواب دیا ہے کہ تم بھی تین سو جمع کراؤ تا کہ بعد فیصلہ ہم فوراً غلط مطبوعہ حدیث دکھا کر تین سو تمہارا وصول کر لیں ۔

مختصر جواب اس کا یہ ہے کہ تین سو جمع کرانا مجھ پر فرض نہیں رہا۔ آؤ پہلے کسی منصف سے اسی کا فیصلہ کرالیں ۔ یاد رکھو! اب تو تم بہشتی مقبرہ تک بھی نہیں چھوٹ سکتے ، جو کمیٹی تم کو ایسے مشورے دیتی ہے وہ گمراہ کرتی ہے اور خود بھی دنیا میں شرمندہ ہوتی ہے (مفصل آئندہ)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ مارچ ۱۹۲۲ء ۔ ۱۷ رجب ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۲۰ ص ۷)

حدیث دجال اور قادیانی ہتھکنڈے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

قادیانی امت کے ہتھکنڈوں سے ہمارے ناظرین آگاہ ہوں گے ، کہہ کر پھر جانا تو ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ ہم سے جب کبھی انہوں نے کوئی وعدہ کیا

پورانہیں کیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اعلیٰ حضرت آنجہانی نے یہ رسم جاری کر کے اپنی سنت مؤکدہ میں داخل کر دیا۔۱۹۰۲ء میں مجھے قادیان میں گفتگو کے لئے بلایا۔ انعام کا اعلان کیا۔ بڑے طمطراق سے دعاوی کئے مگر جنوری ۱۹۰۳ء میں جب میں پہونچا تو بہانہ بنالیا کہ میں نے خدا کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے کہ علماء کے ساتھ مناظرہ نہ کرونگا، حالانکہ کوئی وعدہ نہیں (اگر کوئی مرزائی دکھادے تو انعام لے) بلکہ دراصل بات یہ تھی کہ :

خودسوئے ما ندید حیارا بہانہ ساخت

ہاں میں اپنے سہ صدی دوست منشی قاسم علی اڈیٹر فاروق کو اس سے مستثنیٰ کرتا ہوں جنہوں نے وعدہ کیا اور پورا کیا۔یعنی وعدہ کیا کہ مباحثہ لدھیانہ میں فیصلہ سرپنچ مخالف ہونے کی صورت میں تین سو روپیہ دونگا، سوانہوں نے پورا کیا۔ ایک پائی کم نہ دی۔ جس کے لئے میں ان کو قادیانی امت کی وعدہ شکنی سے مستثنیٰ کرتا ہوں۔

اب جو حدیث دجال کے متعلق قادیانی امت سے بحث چلی اور ہم نے لکھا کہ اگر یہ حدیث منقولہ مرزا صاحب قادیانی مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۷

یخرج دجال یختلفون ... الخ

کسی کتاب حدیث سے دکھادو، تو لدھیانہ کا تین سو روپیہ واپس لے لو۔

اس پر قادیان سے ایک وفد حوصلہ کر کے امرت سر آیا۔ مگر آخر کار وہ بھی صحیح الفاظ میں دکھانے کی جرأت نہ کرسکا اور واپس چلا گیا

ہمہ شوق آمدہ بودند ہمہ حرماں رفتند

جن کی خط و کتابت اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۲۲ء میں شائع ہو چکی ہے۔

اس سے بعد قادیان سے پھر آواز اٹھی کہ اچھا اس فیصلہ کے لئے ہم چار صورتیں پیش کرتے ہیں:

۱۔تم اہل حدیث صاف لفظوں میں اپنا دعوی بدل دو۔

۲۔ ۳۔تمہارا امرتسری امین حلف مؤکد بعذاب اٹھائے

۴۔تم خود قسم مؤکد بعذاب کھاؤ

دوسری صورت یہ کہ تم اپنا دعوی ثابت کردو تو ہم قادیانیوں سے تین سو روپیہ انعام لو۔

چنانچہ یہ دوسری صورت ہم نے اختیار کر کے اہل حدیث مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۲۲ء میں اطلاع کر دی کہ موعودہ روپیہ امین کے پاس جمع کرا دو۔

اس کے جواب میں ہم رسید کے منتظر تھے کہ ناگاہ ۹۔ مارچ کا الفضل پہنچا جس میں لکھا تھا تم بھی تین سو روپیہ رکھو۔ کیوں؟ کیونکہ درصورت فیصلہ تمہارے خلاف ہونے کے ہم قادیانی غلط مطبوعہ لفظ دکھا کر روپیہ وصول کر لیں۔

اس کا مختصر جواب ہم نے ۱۷ مارچ ۱۹۲۲ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں دے کر مفصل کا وعدہ کیا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ میں نے لکھا تھا کہ حدیث مذکور کسی کتاب حدیث سے دکھاؤ۔ اس اپنے چیلنج کا مطلب ہم نے یہ بتایا تھا کہ صحیح الطبع کتاب مطلب ہے، غلط نہیں۔ قادیانی کہتے تھے کہ تم نے صحیح کی قید نہیں لگائی۔ میں اس پر مصر تھا اور ہوں کہ لفظوں میں گو قید نہیں مگر مطلب یہی ہے۔ پس ناظرین میرے اس دعوی کو یاد رکھ کر ان کی سنیئے۔ لکھتے ہیں

> میں (قاضی اکمل) نے فیصلہ کے لئے چار صورتیں پیش کی تھیں (جو اوپر مذکور ہیں۔ثناءاللہ) ان میں سے آپ (ثناءاللہ) نے دوسری صورت اختیار کی ہے اور لکھا ہے کہ روپئے جمع کرا کے رسید مجھے بھیج دو۔ آپ اور آپ ہم نواؤں کا قسم سے گریز کرنا بتا رہا ہے کہ آپ خدا کے لئے کوئی کام نہیں کر سکتے اور جو کچھ کرتے ہیں روپئے کے لالچ میں اندھے ہو کر کرتے ہیں۔
>
> (الفضل قادیان ۹ مارچ ۱۹۲۲ء ص ۱۱)۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہاں جناب! اللہ کے لئے کام کون کرتا ہے۔ اس کی پہچان بالکل آسان ہے۔ میں ایسی پہچان بتاتا ہوں کہ کل ایمان داروں کے نزدیک مسلّم ہے بلکہ آپ کو بھی مسلّم ہوگی۔ سنیئے اللہ کے لئے کام وہ کرتا ہے جو اللہ و رسول کی تعلیم کے مطابق عمل کرتا ہے۔

کہو صحیح ہے یا نہیں؟

اگر صحیح جانتے ہو تو سنو، میں اپنے چیلنج کی تشریح کو صحیح ثابت کرنے کا مدعی ہوں جس کے ثبوت پر مجھے الہام ملنا ہے۔ اور حدیث شریف میں قانون ہے

البينة على المدعى و اليمين على من انكر
مدعی پر ثبوت پیش کرنا ہے اور قسم منکر پر ہے۔

بتاؤ جب کہ میں مدعی ہوں تو تمہارا مجھ کو قسم دینا اور میرا قسم اٹھانا اس حدیث کے مطابق ہے؟

اب سنئیے اصل بات کا جواب جو آپ لکھتے ہیں کہ میں بھی تین سواسی منصف کے پاس جمع کرادوں۔اس کا جواب پہلے بھی دیا گیا ہے اور اب بھی دیا جاتا ہے کہ حالات پیش کر کے اسی منصف سے فیصلہ کرایا جائے گا کہ تین سو روپیہ جمع کرانا مجھ پر بھی فرض ہے۔

ہاں آپ کے اعتبار کے لئے تین سو کے نوٹ میرے پاس ہوں گے جونہی منصف صاحب فیصلہ کر دیں گے کہ مجھ کو بھی جمع کرانا چاہیے میں فوراً ان کو دے دونگا۔ کیا قادیان میں کوئی بہادر ہے جو سامنے آئے۔آنے سے پہلے سن رکھے میری طرف سے کسی نے کہا ہوا ہے

الا اننی فی کل حرب غالب

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مارچ ۱۹۲۲ء مطابق ۲۴ رجب ۱۹۲۲ء جلد ۱۹ نمبر ۲۱ ص ۳)

قادیانی سچائی کا اصل اصول

جناب عزیز الرحمان خان امرتسری، بمبئی سے لکھتے ہیں:

ان دنوں ایک اشتہار گجراتی زبان میں بمبئی کے مرزائیوں کا میں نے دیکھا جس میں وہی پرانا خیال تھا جسے مرزا صاحب کہتے کہتے اس جہان سے چل بسے۔سخت تعجب ہوا۔اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے اور ان لوگوں کو سمجھ عطا فرمائے جنہوں نے بے سمجھے بوجھے مرزا صاحب قادیانی کی باتوں کو نقل کرتے ہوئے یوں لکھ دیا کہ زمانہ کا امام وہی ہوسکتا ہے جو اصل اصول سے اپنی سچائی ظاہر کر دے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اس زمانہ کا امام بڑی سچائی سے ظاہر ہوگیا اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔وغیرہ۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے کیا سمجھ کر یہ لکھ دیا، اور اس کے متعلق کہاں تک

وہ لوگ مرزا صاحب قادیانی کو سچائی کا جامہ پہنا کر دنیا کو دکھائیں گے۔

سب جانتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی اپنے وقت میں نرالے دماغ اور باوسعت خیال کے آدمی ہوگذرے ہیں۔ ایک عالم پر ان کی کاروائیاں ظاہر ہورہی ہیں۔ اور ظاہر بھی کیوں نہ ہوں جب کہ حضرت سرور دو جہان ﷺ کے فرمان کی گنتی پوری کرنے والے ان تیسوں میں سے ایک یہ بھی ہیں جن کی نسبت صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد وسنن ترمذی نے روایات کی ہیں۔

میرے دوستو! معاف رکھنا میں نے مرزا صاحب قادیانی کے اصل اصول کی فلاسفی ایک ہی لفظ میں حل کر دی ہے اور اس میں شک بھی کچھ نہیں اہل بصیرت پر سب ہی ظاہر ہے۔ باقی رہے آپ لوگ سو ذرا مرزا صاحب قادیانی کی کتاب ازالہ اوہام سامنے رکھ لو اور میرزا صاحب قادیانی کے رنگ بدلنے کا تماشہ دیکھتے جاؤ۔

پہلی رنگت

میں امام حسین کے ساتھ مشابہت رکھتا ہوں اور حسینی الفطرت ہوں (ازالہ اوہام۔ص ۶۸)

انصاف شرط ہے، کہیے کس بات میں مشابہت ہے؟ شکل میں، شباہت میں، منصب وجاہ میں، یا شہادت میں؟

اس کا جواب تو تو میں میں کے سوا کچھ نہیں۔

لیجئے اس کی رنگینی ہم ظاہر کر دیتے ہیں۔ حسینی الفطرت دراصل وہ پردہ ہے جس کی آڑ میں یہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ درحقیقت آنحضرت ﷺ خود ہی ہیں جو بروزی طور پر قادیان میں جلوہ نما ہیں۔ ذرا اخبار الحکم مورخہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ اپنے سامنے رکھ لو اور دیکھو جو مرزا صاحب قادیانی نے قصیدہ شائع کیا ہے اس کا عنوان جو بخط جلی ہے کیا کہہ رہا ہے فرماتے ہیں

دعوئے ہمتائے جاناں ہو بھلا کس کی مجال
کس کو تاب ہمسری ہے سید لولاک سے
تو نے دکھلایا بروزی طور سے اپنا نشان
قادیان ہے جلوہ گر اب تیرے روئے پاک سے

۲۔اشتہار دافع البلاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

میں امام حسین سے افضل ہوں

دونوں دعووں کی جانچ پڑتال ناظرین خود ہی کرلیں۔ ہم اپنی طرف سے اسی پر اکتفاء کرتے ہیں کہ حافظہ کی کمزوری ہوگی۔

اک موج تبسم ہے لب ناز کسی کا
ڈرتا ہوں نہ کھل جائے کہیں راز کسی کا

۳۔توضیح المرام میں مرزا صاحب قادیانی ارقام فرماتے ہیں:

کہ میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔

ناظرین ذرا نزاکت ملاحظہ فرمائیں۔ کہاں مشابہت، کہاں افضلیت، کہاں نبی اور رسول۔ خیر یہ قابلیت ہے ہم بھی داد دیتے ہیں واقعی نام روشن کرنا اسی کو کہتے ہیں۔

۴۔ازالہ اوہام صفحہ ۴۱۳ میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

مسیح موعود جسکا احادیث صحیحہ سے ضروری طور پر آنا قرار پا چکا ہے وہ تو اپنے وقت پر اپنی نشانیوں کے ساتھ آ گیا، اور آج وعدہ پورا ہو گیا۔

یہ وہی حضرت ہیں جنہوں نے مسیح علیہ السلام کو آسمان پر چڑھنے نہ دیا اور عیسائیوں کے ہاتھوں صلیب دلوائی۔ پھر تیسرے دن قبر میں سے زندہ نکال کر کچھ سکھا پڑھا کر کشمیر کو چلتا کر دیا۔ آخر کار مار کر سرینگر میں قبر بھی بنوا دی۔ اور اب احادیث صحیحہ سے ان کے آنے کے بھی مقر ہیں۔ اللہ اللہ! کیا حسن اتفاق ہے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اجی حضرت! احادیث میں تو یہ بھی آ چکا ہے کہ مسیح موعود حج کے لئے جائیں گے۔

احادیث سے تو یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود کی قبر رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوگی جس کی جگہ اب تک موجود ہے۔

اور احادیث صحیحہ میں تو وہ حدیث بھی آ چکی ہے جس کا ذکر شروع میں کر دیا

ہے۔

پھر احادیث میں تو یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن مریم جب دنیا میں تشریف لاویں گے تو دنیا کے کل مذاہب ایک ہو جائیں گے۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی ارشاد ہے

هو الذی ارسل رسو له با لهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله

مرزا صاحب قادیانی دعوی کرنے کو تو کر گئے مگر اس کا جواب ان کے پاس کیا ہے۔ بتاؤ دنیا سے مذاہب باطلہ اٹھ گئے اور اب صرف پنجابی نبی کے ہی سب پیرو کار ہیں؟ دور کیوں جاؤ اپنے گھر قادیان میں ہی دیکھو۔ قادیان میں ہندو آریہ سکھ اور دیگر محمدی مسلمان نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو مرزا صاحب نے کس مذہب کو ہٹا کر اس پر فوق حاصل کیا۔ حالانکہ انہیں بھی الہام ازالہ او ہام ۱۹۲ پر ہوا تھا۔

هو الذی ارسل رسو له با لهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله

کیا غلبہ اسی کا نام ہے؟

یہ ہم نہیں کہہ سکتے شائد اپنے بھائی امام الدین کے دین پر غلبہ پا لیا ہو جو بھنگیوں کا گرو اور ہیجڑوں کا پیر تھا۔

اچھا اور دیکھئے۔ او پر تو احادیث کی رو سے مسیح کے آنے کے مقر ہیں، اس سے آگے ازالہ او ہام صفحہ ۵۶۱ پر الہام اتار لیا کہ خدا نے مجھے پیغام بھیجا ہے اور میرے پر خاص الہام سے ظاہر کیا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔

اب ذرا پیچھے کی ورق گردانی کیجئے۔ لکھتے ہیں:

> اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہوگا جسکا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین احمدیہ میں ابن مریم کے نام سے بھی پکارا گیا ہے (ازالہ او ہام۔ص ۴۱۸)

۵۔ لکھتے ہیں کہ

> حدیث میں جو وارد ہے کہ حارث جو ایک شخص ماوراء النہر کا ہوگا جو آل محمد کو تقویت دے گا جس کی امداد اور نصرت ہر مومن پر واجب ہوگی، الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیش گوئی اور مسیح کے آنے کی پیش گوئی جو

مسلمانوں کا امام ہوگا دراصل یہ دونوں پیش گوئیاں متحد المضمون ہیں اور ان کا مصداق یہی عاجز ہے۔ (ازالہ اوہام۔ص ۷۹)

اس سادگی کے صدقے۔ خود مانیں یا نہ مانیں مگر لوگوں کو یقین دلانے کے لئے احادیث کا ذکر ضرور کر دیا کرتے ہیں۔

پارسائی کا یقیں غیر کو دلواتے ہیں
کہیں بھولے سے نہ آ جائے تبسم ہم کو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مارچ ۱۹۲۲ء مطابق ۲۴ رجب ۱۹۲۲ء جلد ۱۹ نمبر ۲۱ ص ۳۔۴)

قادیانی کرامت

قادیان سے اطلاع آئی ہے کہ مرزائی امت ایک زمین کو ہموار کر رہی تھی جس میں مسلمانوں کے مردے دفن تھے۔ مسلمانوں نے روکا قدرتی طور پر ایک بڑا سا مٹی کا ٹیلہ گرا جس کے نیچے دب کر کھودنے والا مردود مر گیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مارچ ۱۹۲۲ء۔ ۲۴ رجب ۱۹۲۲ء جلد ۱۹ نمبر ۲۱ ص ۱۳)

قادیانی امت کو مبارک

مرزا صاحب کی آسمانی منکوحہ کو مقام پٹی ضلع لاہور میں ساتواں فرزند خدا نے دیا۔ خدا نیک کرے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مارچ ۱۹۲۲ء۔ ۲۴ رجب ۱۹۲۲ء جلد ۱۹ نمبر ۲۱ ص ۱۳)

قادیانیوں پر فتح

زیرہ ضلع فیروز پور پنجاب میں مرزائیوں سے مناظرہ تھا کہ حدیث میں حضرت عیسی بن مریم کا نزول من السماء دکھا دو اور بصورت مل جانے کے ہم مرزائیت سے توبہ کریں گے۔ مولوی محمد امین صاحب واعظ اہل حدیث کانفرنس کو ہم لوگوں نے بلایا آپ نے کتاب الاسماء وغیرہ سے حدیث دکھا دی۔ سب مسلمان خوش ہوئے اور مرزائی شرمندہ ہوئے۔ مولوی محمد یوسف از زیرہ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مارچ ۱۹۲۲ء۔ ۲۴ رجب ۱۹۲۲ء جلد ۱۹ نمبر ۲۱ ص ۱۳)

احمدی وفد پرنس کے حضور میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

برطانوی پرنس ہندوستان آیا تو قادیانی وفد نے ۲۷ فروری ۱۹۲۲ء کو لاہور میں ان کی خدمت میں حاضر ہوکر اڈریس دیا۔ جس میں شہزادہ صاحب کو اپنی ہستی اور نوعیت کا علم کرایا کہ ہم کون ہیں اور سرکار کے ساتھ ہمارا کیا تعلق ہے سرکاری تعلق کا اظہار ان لفظوں میں کیا:

ہم جناب (شہزادہ) کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر ہمارے ملک معظم کو ہماری خدمات کی ضرورت پڑے تو بلا کسی عوض اور بدل کے خیال کے ہم لوگ اپنا مال اور جانیں ان کے احکام کی بجا آوری کے لئے دینے کو تیار ہے۔

اظہار عقیدہ گر دلی عقیدت سے ہو، تو اعتراض نہیں۔ مگر حیرانی یہ ہے کہ احمدی وفد نے اپنے عقیدہ کے خلاف اظہار عقیدت کیا ہے کیونکہ احمدی وفد کا عقیدہ وہی ہے جو ان کو مرزا غلام احمد قادیانی سکھایا ہے۔ احمدی ہونے کی حیثیت میں وہ اس عقیدہ کو کبھی نہیں بھول سکتے۔

مرزا صاحب قادیانی نے انگریزوں کی نسبت کیا عقیدہ ظاہر کیا ہوا ہے۔ اس عقیدہ سے پہلے یہ بتا دینا مناسب ہے کہ اسلامی اصطلاح میں یاجوج ماجوج بڑی بداخلاق، ظالم سفاک قومیں ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی ان تینوں القاب کا مستحق کس قوم کو بتاتے ہیں۔ ان کے اصلی الفاظ سے ثبوت ملے گا۔ ناظرین بغور سنیں۔ مرزا صاحب کہتے تھے

انّ یاجوج و ماجوج هم النصاری من الروس و الاقوام البرطانیه۔ (حمامۃ البشریٰ۔ص۱۸)۔

کہ یاجوج ماجوج بے شک عیسائی ہیں روسی اور انگریزی قومیں۔

یہ تو ہوا یاجوج ماجوج کا لقب برطانیہ وغیرہ کے حق میں۔

اب سنیئے دجال کی بابت مرزا صاحب قادیانی کا اور مرزا صاحب کی تعلیم

سے خود مرزائیوں کا عقیدہ کیا ہے۔حضرت مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

بڑی بھاری علامت دجال کی اس کا گدھا ہے جس کے بین الاذنین کا اندازہ ستر باع کیا گیا ہے اور ریل گاڑیوں کا اکثر اسی کے موافق سلسلہ طولانی ہوتا ہے اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ وہ دخان کے زور سے چلتی ہیں جیسے بادل ہوا کے زور سے تیز حرکت کرتا ہے۔ اس جگہ ہمارے نبی ﷺ کھلے کھلے طور پر ریل گاڑیوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے چونکہ یہ عیسائی اقوام کا ایجاد ہے جن کا امام اور مقتدا بھی یہی دجالی گروہ ہے۔اسلئے ان گاڑیوں کو دجال کا گدھا قرار دیا گیا ہے۔ اب اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ علامات خاصہ دجال کے انہیں لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔انہیں لوگوں نے مکروں اور فریبوں کا اپنے وجود پر خاتمہ کر دیا ہے اور دین اسلام کو وہ ضرر پہنچایا ہے جس کی نظیر دنیا کے ابتداء سے نہیں پائی جاتی اور انہیں لوگوں کے متبعین کے پاس وہ گدھا بھی ہے جو دخان کے زور سے چلتا ہے جیسے بادل ہوا کے زور سے اور انہیں لوگوں کے متبعین زمین کو آباد کرتے جاتے ہیں اور جس ملک پر قبضہ کرتے ہیں اس کو کہتے ہیں کہ تو اپنی خزانے باہر نکال۔تب ہزارہا وجوہ تحصیل مال کی اسی ملک سے نکال لیتے ہیں۔زمین کو آباد کر دیتے ہیں۔امن کو قائم کر دیتے ہیں لیکن وہ تمام خزائن انہیں کے پیچھے چلتے ہیں اور انہیں کے ملک کی طرف وہ تمام روپیہ کھینچا ہوا چلا جاتا ہے۔اس بات کو کون نہیں جانتا کہ مثلاً ملک ہند کے خزانے یورپ کی طرف حرکت کر رہے ہیں۔ یورپ کے لوگ آپ ہی ان خزائن کو نکالتے ہیں اور پھر اپنے ملک کی طرف روانہ کر دیتے ہیں۔غرض ان تمام احادیث پر عمیق غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس زمانے کے لئے یہ پیش گوئی فرمائی ہے اور انہیں کا نام دجال رکھا ہے۔

(ازالہ اوہام۔ص ۷۳۰)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ان دونوں حوالوں کو سامنے رکھ کر اس عقیدت مندی کا اندازہ جو احمدی وفد

نے بحضور شہزادہ صاحب کی ہے ناظرین کی رائے پر چھوڑتے ہیں اور ہم صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ تمہارا ایسی قوم سے مل کر اظہار عقیدت مندی کرنا جو تمہارے فتویٰ کے تحت ایسی ہے جس کا ثبوت تمہارے نبی اور مہدی اور مسیح کے الفاظ میں صاف ملتا ہے یعنی یاجوج ماجوج اور دجال اور مسلمانوں کو کافر کہہ کر علیحدگی کرنا (جیسا کہ تمہارے فقرے سے ظاہر ہے) کیا اس شعر کا مصداق نہیں :

میرے پہلو سے گیا پالا ستم گر سے پڑا
مل گئی اے دل تجھے کفران نعمت کی سزا

وفد مذکور نے اپنے اڈریس میں اپنی نوعیت کا ذکر ان لفظوں میں کیا ہے:

ہم لوگ مسلمان ہیں اور ہمیں اس نام پر فخر ہے لیکن باوجود اس کے ہم میں اور دوسرے مسلمانوں ایک عظیم الشان خندق حائل ہے کیونکہ ہم ان لوگوں کی طرح جو آج سے انیس سو سال پہلے خدا کے ایک برگزیدہ کی آواز پر لبیک کہنے والے تھے اس وقت کے مامور حضرت مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور کے ماننے والے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور ہمارے دوسرے بھائی ان لوگوں کی طرح ہیں جنہوں نے حضرت مسیح کا انکار کر دیا تھا اس کے منکر ہیں۔ (الفضل ۱۶ مارچ ۱۹۲۲ء ص ۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس اقتباس کا مفہوم صاف ہے کہ مرزائی جماعت کو جس قدر مشابہت ہے وہ پہلے طبقے کے عیسائیوں سے ہے مسلمانوں سے نہیں۔ شکر ہے مرزا صاحب کا دعویٰ غلط ہوا کہ میرے مرید صحابہ کرام کی طرح ہیں چنانچہ ان کے اصلی الفاظ یہ ہیں:

من دخل جماعتی دخل فی صحابتة خیر المرسلین۔

خطبہ الہامیہ۔ ص ۱۷۱)

(جو کوئی میری جماعت میں داخل ہوا وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں داخل ہو گیا)

اس اقتباس کی بنا پر مرزائی امت کو نئے مسیحی کہنا کس طرح بے جا نہ ہوگا

رہا ان کا یہ کہنا کہ ہمارے مسیح کے منکر ویسے کافر ہیں جیسے حضرت عیسیٰ کے منکر یہودی کافر تھے۔ اس کا جواب اسی پرچہ الفضل میں ایک نامہ نگار کی تحریر سے ملتا

ہے اس مضمون کا عنوان ہے :

کیا حضرت مسیح موعود (مرزا) نے اسلام میں کوئی نیا فرقہ بنایا؟

اس سوال کا جواب قابل مضمون نگار نے یہ دیا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے کوئی نیا فرقہ نہیں بنایا بلکہ اوسی اسلام کو اصلاح کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے چنانچہ اس کے اپنے الفاظ یہ ہیں :

ہم خود مانتے ہیں کہ بے شک اسلام نے فرقہ بندی سے منع کیا ہے اور ہمارے مہدی مسعود نے بھی کوئی نیا فرقہ نہیں بنایا بلکہ آپ نے اس کاری گر کی طرح جو برباد شدہ جہاز کو دوبارہ تیار کرنے کے لئے اس کے تختے اکٹھے کر رہا ہو، اسلام کے ان متفرق تختوں کو جمع کیا تاکہ پاک صاف کر کے پھر ان سے وہ عالی شان جہاز مرتب کیا جا سکے جو آج سے تیرہ سو سال قبل دنیا کے سب سے بڑے انسان کے ہاتھوں تیار ہوا تھا۔ (الفضل مذکور ص ۹)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

بہت خوب! الحمد للہ ہمارا تمہارا اصولاً اتفاق ہوا کہ جو اجزاء اسلام کے شروع میں تھے وہی آج ہیں۔ ان میں کوئی جزو بڑھا نہیں اگر بڑھ گیا تو فرقہ جدیدہ ہو جائے گا۔ آؤ اب ہم دیکھیں کہ اس اسلام قدیم کے اجزاء خود پیغمبر ﷺ نے کیا فرمائے ہیں غور سے سنو، ارشاد ہے :

بنی ا لاسلا م علی خمس شهادة ان لا اله الا الله و ان محمد عبده و رسو له و اقام الصلوة و ایتاء الز كوة و الحج و صو م ر مضا ن ۔ متفق علیه ۔ (اسلام پانچ چیزوں پر بنی ہے لا اله الا الله محمد رسو ل الله کی شہادت دینی، نماز پڑھنی، زکوۃ دینی، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا)۔

بتایئے! جن مسلمانوں کو احمدی وفد نے منکر مسیح کی طرح کافر قرار دیا ہے وہ ان اجزاء میں سے کس جزو کے منکر ہیں۔ اگر ہیں تو کس جزو کے؟ ہم سے پوچھو تو سنو! ہمارا عقیدہ ہے کہ جو کوئی ان اصول خمسہ میں سے کسی جزو کا منکر ہو وہ کافر ہے اور جو ان میں کوئی جزء زیادہ کرے تم بتاؤ وہ کون ہے؟ پس اگر کوئی جزء جدید داخل نہیں تو ہم (منکرین مرزا) پکے مسلمان ہیں تمہارا ہم کو یہودیوں کی طرح کافر کہنا غلط بلکہ کذب صریح

ہے اور اگر اصول خمسہ کے علاوہ کوئی چھٹا اصول بھی داخل کیا گیا ہے تو تمہارے فرقہ کے جدید ہونے میں کیا شبہ رہا کیونکہ مرکب بحیثیت جزو سادس کے شئے دیگر ہے۔

حاصل کلام یہ کہ مرزائی وفد کا ہم کو منکرین مسیح کی طرح کا فر قرار دینا اسی صورت میں ہوسکتا تھا کہ اپنے اسلام میں کوئی جز و زائد داخل کریں ورنہ نہیں۔ اگر داخل کریں گے تو اسلام قدیم کی نسبت فرقہ جدیدہ ہوں گے۔ سچ ہے:

دو گونہ رنج و عذاب ست جان مجنون را
بلائے صحبت لیلی و فرقت لیلی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۱ مارچ ۱۹۲۲ء۔ یکم شعبان ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۲۲۔ ص ۳۔۴)

محمد علی لاہوری کا انگریزی ترجمہ قرآن۔ نمبر ۱۰

جناب ماسٹر غلام حیدر صاحب سرگودھا سے لکھتے ہیں:

ا۔ مولوی محمد علی صاحب لاہوری اپنے انگریزی ترجمہ قرآن کے صفحہ ۸۴۱ پر

حتی اذا فزّع عن قلو بهم قا لوا ما ذا قا ل ر بكم قا لوا الحق و هو العلی الكبير (سورہ سبا)

کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔

حتی کہ جب ان کے دلوں سے خوف دور ہو جاوے گا وہ کہیں گے کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا۔ وہ جواب دیں گے حق فرمایا اور وہ عالی سب سے بڑا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے دو صریح غلطیاں کی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس آیت کا تعلق قیامت سے سمجھ کر ترجمہ زمانہ مستقبل میں کیا ہے دوسری غلطی یہ کی ہے کہ اس آیت سے بھی شفاعت کا وہی مسئلہ نکالا ہے جسکا ذکر وہ ایک دو ماقبلی مقامات پر کر چکے ہیں۔ مگر اس آیت کا خاص اشارہ ملاء اعلیٰ (ملائک) کی طرف ہے جن کی شفاعت کی توقع سے مشرک اون کو پوجتے ہیں (دیکھو ماقبل والی دو آیات) اللہ ان کے زعم باطل کی تردید میں فرماتا ہے کہ وہ بے چارے از خود

شفاعت میں کیوں کر دخیل ہو سکتے ہیں جب خود ان کی یہ حالت ہے کہ کسی حکم الٰہی کے نزول پر ان پر ایسی ہیبت طاری ہو جاتی ہے کہ گویا ان میں جان ہی نہیں۔ جب ان کو اس شدت خوف سے افاقہ ملتا ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا حکم فرمایا۔ دوسرا (جو غالباً زیادہ قریب ہوتا ہے) جواب دیتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو حق ہے۔

اس آئت پر امام بخاریؒ انیسویں پارہ میں تحت سورہ سبا میں ایک خاص باب باندھ کر مرفوع حدیث سے تفسیر کر دی ہے اور یہ خاص واقعہ ہمیشہ جاری رہتا ہے اس واسطے قیامت والے عام مسئلہ شفاعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ آیت حال استمراری کو بیان کرتی ہے جس طرح سورہ فرقان کی آیت

و اذاخا طبهم الجا هلو ن قا لوا سلا ما

ہے۔

مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے امام بخاریؒ کی کتاب التفسیر سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور عمداً جناب رسول اللہ ﷺ کی تفسیر کو پس پشت ڈال کر ایک بھاری ذمہ داری کو بڑی جرأت کے ساتھ قبول کر لیا ہے

و سیعلم الذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبو ن ،۔(سورہ شعراء)۔

۲۔و لقد فتنّا سلیما ن و القینا علی کر سیه جسداً ثم ا نا ب (سوہ ص) کے متعلق مولوی محمد علی صاحب لاہوری اپنے ترجمہ قرآن شریف کے صفحہ ۸۸۵ نوٹ ۲۱۴۱ میں فرماتے ہیں کہ

سلیمان کو معلوم تھا کہ اوس کا بیٹا رحبعام تخت کا وارث حکومت کے نا قابل ہے۔اس واسطے اپنی سلطنت کو تباہی کے آثار دیکھ کر یا الہام کے ذریعہ سے مطلع ہو کر اللہ تعالیٰ طرف رجوع کیا۔اون کے تخت پر محض جسد کے رکھا جانے کا مفہوم اوسی بیٹے کی نالائقی اور نا قابلیت ہے۔جیسا تورات اول سلاطین باب ۱۲ آیت ۱۷ میں مذکور ہے رحبعام سے بنی اسرائیل کے کل قبائل سوائے ایک کے منحرف ہو گئے۔یا یربعام مراد ہے جس نے داؤد کے خاندان کے برخلاف علم بغاوت کھڑا کیا،اور بنی اسرائیل کے دس قبائل پر حاکم ہو کر بت پرستی کو قائم کیا (توریت اول سلاطین باب ۱۲: ۲۸ تورات اول سلاطین باب ۱۴: ۱۵)

پس سلیمان کے تخت پر ایک جسم بے جان کے ڈالا جانے سے مراد رجعام یا یربعام ہے۔

صحیح تفسیر کا یہ ایک مسلّمہ اصول ہے کہ اہل کتاب کی روایت بصورت قرآن شریف و حدیث کے خلاف ہونے کے ہرگز قابل حجت نہیں۔ اس واسطے مولوی محمد علی صاحب کی یہ تفسیر آیت مذکور کے متعلق باطل ہے کیونکہ بخاری باب ۱۳ کتاب بدء الخلق میں ایک حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے اس طرح مذکور ہے کہ

جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ سلیمان بن داؤد نے کہا کہ آج شب کو میں ستر (۷۰) عورتوں کے پاس جاؤنگا۔ ہر عورت کے پیٹ میں شہسوار آجائے گا جو خدا کی راہ میں جہاد کرے گا،، تو اون سے اون کے ہم نشین نے کہا انشاء اللہ کہیے مگر سلیمان نے نہ کہا۔ پس کوئی عورت حاملہ نہ ہوئی۔ سوائے ایک کے۔ اور اوس کے بھی ایک ایسا بچہ پیدا ہوا جسکا ایک جانب گھرا ہوا تھا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا اگر وہ انشاء اللہ کہہ لیتے تو سب عورتیں حاملہ ہو جاتیں اور وہ سب بچے راہ خدا میں جہاد کرتے۔،

اس حدیث کو مسلم نے بھی لیا ہے۔ عورتوں کی تعداد میں قدرے فرق ہے باقی اوسی طرح ہے۔

نوٹ: بخاری شریف کی شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ناقص الخلقت بچہ اناّ نے حضرت سلیمان کے تخت پر اون کے سامنے لا رکھا تھا جس پر آپ انشاء اللہ کہنے کی فروگذاشت پر بہت نادم ہوئے۔

اب اس حدیث سے حقیقت جسد اور کرسی اور وجہ انابت حضرت سلیمان صاف ظاہر ہے۔ اس آیت کے بعد

قال رب اغفر لی و ھب لی ملکا لاینبغی لا حدٍ من بعدی انک انت الو ھاب

کی آیت میں حضرت سلیمان کا مغفرت طلب کرنا محض ترک انشاء اللہ کی وجہ سے تھا کیونکہ طلب مغفرت ذاتی فروگذاشت کے واسطے تھی جس کا تعلق غیر کی ذات سے نہیں تھا۔ مولوی محمد علی صاحب لاہوری حضرت سلیمان کی مذکورہ دعا کے متعلق نوٹ ۲۱۴۲

میں فرماتے ہیں کہ
اس دعا والی آیت کے ماقبل نالائق جانشین کا چونکہ تذکرہ ہے اس واسطے حضرت سلیمان نے روحانی سلطنت مانگی کیونکہ ایسی ہی سلطنت کو نالائق وارث خراب نہیں کر سکتا اور سلیمان کی دنیوی سلطنت اون کی وفات کے بعد نابود ہوگئی تھی۔

جب ماقبلی آیت میں جانشین کا اشارہ ہی حدیث مذکورہ کی بنا پر غلط ہے تو پھر دعا کا مقصود روحانی سلطنت بیان کرنا خود باطل ہے قرآن شریف نے اس دعا کا صحیح مفہوم جب حرف ف سے بعد میں خوداسطرح فرمادیا ہے

فسخّرنا له الريح تجري بامره رخاءً حيث اصاب و الشياطين كل بنّاء و غوّاص و آخرين مقرنين في الاصفاد

تو اب اس کے سامنے حضرت سلیمان کی دعا کو روحانی سلطنت پر محمول کرنا قرآن شریف پر تحکم ہے۔ اب مولوی محمد علی صاحب سے کون پوچھے کہ کیا ایک پیغمبر بعد نبوت کے روحانی سلطنت سے محروم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان کو ایک تحصیل حاصل کے واسطے دعا کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور اگر مولوی محمد علی صاحب کا مفہوم صحیح تسلیم کیا جاوے تو مطلب یہ حاصل ہوا کہ حضرت سلیمان نے لا ينبغي لاحد من بعدي سے قیامت تک بعد کے پیغمبروں اور صالحین کے واسطے روحانی سلطنت سے محرومی کا سوال کیا تھا۔ جو شان نبوت سے نہایت بعید ہے۔

مولوی محمد علی صاحب لاہوری نوٹ ۸۴۳ میں فرماتے ہیں کہ
شیاطین کی تسخیر سے مراد غیر ملک کے قبائل ہیں جن کو آپ نے مطیع کر کے مختلف کاموں پر لگا رکھا تھا

اور مزید ثبوت میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ زنجیروں میں جنات یا شیاطین کو بسبب اون غیر مادی اجسام کے قید کرنا غیر ممکن ہے۔ پھر تو رات ۲ تواریخ باب ۲ آیت ۸-۱۲ کے حوالہ سے شیاطین کو انسانی وجود ثابت کرنے کی کوشش کی ہے پھر لغت کا حوالہ بھی دیا ہے کہ عرب میں ہوشیار آدمی کو بھی جن بولتے ہیں۔

بار ہا اس سے پہلے خاکسار غلام حیدر عرض کر چکا ہے اور اب پھر خاص توجہ دلاتا ہے کہ اہل کتاب کی روایت اور لغت کے لغوی معانی کا حوالہ صرف اسی صورت

میں جائز ہے جب وہ قرآن شریف کے خلاف نہ ہو۔ جب خاکسار گذشتہ نمبر ۹ میں ابھی ثابت کر چکا ہے کہ ضیف ابراہیم کی شخصیت کے متعلق تورات کوئی صحیح فیصلہ نہیں کر سکتی کہ آیا وہ انسان تھے یا فرشتہ (کیونکہ اون کو کھانے میں شریک کر کے انسان بھی لکھ دیا ہے اور پھر مابعدی باب میں اون کو فرشتے بھی لکھا ہے) تو شیاطین کی شخصیت کے فیصلہ کی توقع توریت سے رکھنا فضول ہے۔ لہذا ذیل میں بخاری کے ۱۳ پارہ کتاب بدء الخلق سے ایک مرفوع حدیث لکھی جاتی ہے جس سے یہ امر بوضاحت ثابت ہوجاتا ہے کہ تسخیر شیاطین کی کیا حقیقت تھی جو حضرت سلیمان کی دعا کی اجابت کا نتیجہ تھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایک سرکش جن (عفریت من الجن) یکا یک رات کو میرے پاس آیا تاکہ میری نماز خراب کردے پس اللہ تعالی نے مجھے اوس پر قابو دے دیا۔ میں نے اوس کو پکڑ لیا اور چاہا کہ اوس کو مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں تاکہ تم سب اوس کو دیکھ لو۔ مگر مجھ کو اپنے بھائی سلیمان کی دعا

رب ھب لی ملکا لاینبغی لا حد من بعدی

یاد آ گئی۔ پس میں نے اوس کو نامراد واپس کر دیا۔

امام بخاریؒ نے حضرت سلیمانؑ کی اس دعا پر سورہ ص کے متعلق ۱۹ پارہ میں بطور تفسیر ایک خاص باب بھی باندھا اور پھر وہی مذکورہ حدیث بیان کی ہے۔ اب مولوی محمد علی صاحب سے کون پوچھے کہ فخر کونین سید المرسلین ﷺ تو ایک پیغمبر کے قول کا اس قدر پاس اور لحاظ کریں کہ تسخیر جنات کی مشابہت سے بھی پرہیز کریں، مگر آپ اون کے امتی ہو کر اون کی تفسیر کی پرواہ نہ کریں، اور محرف توریت و دیگر ذرائع کا سہارا لے کر اپنی تفسیر بالرائے کو ترجیح دیں۔

مولوی محمد علی صاحب کو واضح ہو کہ ایک غیر نبی جنات کو زنجیر وغیرہ سے بیشک باندھ نہیں سکتا، مگر ایک پیغمبر کے واسطے اون کو باندھ رکھنا اور لوگوں کو دکھلا دینا آسان ہے۔ حضرت سلیمانؑ بھی بعض جنات کو زنجیر میں قید کرتے نہ سب کو جیسا کہ و آخرین مقرنین فی الاصفاد سے ثابت ہے۔

جو شخص و خلق الجانّ من مارج من نار (سورہ رحمٰن)

سے واقف ہے وہ تو جنات کو غیر مادی وجودنہیں جانتا۔ البتہ آگ کے لطیف مادہ سے ان کی خلقت ہے جو اخفاء واظہار ہر دو کی متحمل ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کو واضح ہو کہ جنات کی خوراک لید ہڈی اور کوئلہ اور آدمی کے دستر خوان پر سے گرے ہوئے ریزے ہیں (دیکھو مشکوۃ ج اول باب آداب الخلاء۔ دو احادیث بروایت ابن مسعود اور مشکوۃ جلد ثالث کتاب الاطعمۃ حدیث جابر)

امام بخاریؒ نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے جس سے ثابت ہوا کہ جنات غیر مادی نہیں کیونکہ جب ان کی خوراک مادی ہے تو اون کا مادی وجود ہونا خود ثابت ہے۔ اسرار الٰہی سے جس قدر پردہ شارع ﷺ نے اٹھا کر ہم کو بتلا دیا اس سے زیادہ کرید کرنا موجب گمراہی ہے۔

تسخیر ریح کے متعلق بھی مولوی محمد علی صاحب لاہوری کی تفسیر خود باطل ہوگئی جوانہوں نے نوٹ ۲۰۲۵ میں متعلق غدو ها شهر و روا حها شهر بیان کی ہے کیونکہ تسخیر ریح اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ حضرت سلیمانؑ کو جس وقت اور جس طرف کی اور جس وقت کی ریح مطلوب ہو، وہ باذن اللہ ان کی مسخر اور مطیع ہو۔ ورنہ بادبانی جہازوں کو چلانے والی قدرتی ہوا نہ وقت کی پابند ہے، نہ سمت کی، نہ نرمی و درشتی میں کسی کے زیر حکم ہوسکتی ہے۔ اگر مولوی محمد علی صاحب والی بادبانی جہازوں کی قدرتی ریح سے یہاں مراد مراد لی جائے، تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ حضرت سلیمانؑ خود اوس ریح کے تابع تھے۔ جب وہ ٹھیر گئی یا حد سے تیز ہوگئی یا سمت مطلوبہ کی طرف متحرک نہ ہوئی تو سلیمانی جہاز بھی مدتوں کنارہ پر لنگر ڈالے پڑے رہے۔ سبحان اللہ! تسخیر ریح کی تفسیر مولوی محمد علی صاحب کے مریدوں کو مبارک ہو۔ لاہوری اور قادیانی ہر دو جماعت پیغمبروں کے واسطے جو معجزات بطور خرق عادت اللہ تعالی نے عطا فرمائے ہیں ان سے درحقیقت منکر ہیں اگرچہ مسلمانوں کو قابو کرنے کے واسطے یہ شعر ان کے ورد زبان ہے

معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمانِ ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیا ست

اب مولوی محمد علی صاحب سے کون پوچھے کہ کیا حضرت سلیمانؑ کو اپنے ملک میں خشکی کے سفر کی حاجت کبھی درپیش نہ ہوتی تھی کہ تسخیر ریح کو محض بادبانی جہازوں تک محدود سمجھا جاوے۔

فسخر نا ہ الر یح تجری با مرہ ر خاء حیث ا صا ب (سورہ ص)

یعنی ہم نے ہوا کو سلیمان کے تابع کر دیا جو اوس کے حکم کے مطابق جہاں وہ پہنچنا چاہتے نرم نرم چلتی تھی۔

اس آیت میں ہر طرف ملک میں سفر کرنے کا اشارہ ہے جس کو ہمارے مولوی صاحب محدود بہ بحری سفر کرتے ہیں۔ اس اعجازی عطیہ کو بگاڑنے کے واسطے مولوی صاحب کو قرآن شریف کی تحریف کرنے میں ذرا بھی اون کے ضمیر نے ملامت نہیں کی۔ چنانچہ آیت مذکورہ کا ترجمہ اس طرح لکھتے ہیں:

ہم نے ہوا کو سلیمانؑ کے تابع کر دیا وہ اس کے حکم کو جہاں وہ پہنچانا چاہتا آہستگی سے پہنچا دیتی یعنی حضرت سلیمانؑ کے صرف حکم کو جہاں وہ چاہتے پہنچا دیتی۔

مولوئی محمد علی صاحب لاہوری نے ریح کو ذریعہ انتقال حکم سلیمانی کا قرار دیکر اپنی عربی دانی پر سخت دھبہ لگایا ہے۔ درحالیکہ صحیح ترجمہ اوس طرح ہے جس طرح اوپر پہلے مذکور ہوا کہ ریح حضرت سلیمان کو جس جگہ وہ پہنچنا چاہتے لے چلتی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۱ مارچ ۱۹۲۲ء۔ یکم شعبان ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۲۲۔ ص ۴۔۶)

قادیانی جلسہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جیسا کہ اعلان کیا گیا تھا ۲۵ سے ۲۷ مارچ ۱۹۲۲ء انجمن اسلامیہ قادیان کا جلسہ ہوا اور بہت خوب رہا۔ اس جلسہ کی روئداد مفصل لکھی جائے تو کتاب بن جائے گی انجمن اسلامیہ قادیان شائد شائع کرے۔

مختصر یہ ہے کہ دیو بند سے چار عالم مولوی مرتضیٰ حسن وغیرہ شریک ہوئے۔ امرتسر، لدھیانہ، فیروز پور گورداسپور سے بھی علماء تشریف لائے۔ جلسہ میں ہر طرح کی تقریریں ہوئیں۔ مثل سابق حسب الحکم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور، ایک مجسٹریٹ، ڈپٹی کلکٹر، سب انسپکٹر اور مسلح پولیس کی گارد موجود تھی۔

مرزائیوں نے گذشتہ سال جس طرح جلسہ کو ترک کر رکھا تھا، اس سال یہ پالیسی ترک کر دی تھی۔ یعنی جلسہ میں آتے اور و الغوا فيه لعلكم تغلبو ن پر عمل کرتے۔ یہاں تک کہ بہت شور ہو جاتا۔ ایک دفعہ تو افسران نے مولوی میر اسحاق کو کہا کہ آپ ان سب کے افسر ہیں ان کو ہدایت کریں کہ خاموشی سے بیٹھیں۔ چنانچہ انہوں نے حسب الحکم اعلان کیا مگر جوشیلے مرزائی پھر بھی خاموش نہ رہے تو آخر کہا گیا کہ تمہارے ایک مذہبی افسر نے تم کو منع کیا تاہم تم خاموش نہیں ہوتے۔ جب زیادہ شور ہوا تو کہا گیا کہ فساد کی نیت ہے تو مقام ننکانہ کا واقعہ یاد کر لو۔ جو آج ان کے مہنت پر گزر رہی ہے اس کا نقشہ ذہن میں جما لو۔ اس آواز پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ غیر معمولی خموشی ہو گئی۔ تاہم درمیان سے کوئی نہ کوئی حوالہ طلبی کے بہانہ بول اٹھتا۔ جوں ہی بولتا میں ڈپٹی صاحب سے پوچھتا کیا آپ نے ان کو اجازت دی ہے۔ اس پر مرزائی قدرے خاموش رہتے۔

خاص بات اس دفعہ خلیفہ قادیان خود بھی میدان میں آئے اور کئی ایک اشتہار دیئے جن کے جوابات جلسہ میں دیئے جاتے رہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے آپ نے علماء کو مباہلہ اور مباحثہ (بالفاظ خود تبادلہ خیالات) کی دعوت دی۔

سب سے پہلے شیر بیشہ مولوی میر محمد ساکن موضع بھانبڑی متصل قادیان اٹھے کہ میں مع اپنے نو بیٹوں اور دو بیویوں کے مباہلہ کرنے کو حاضر ہوں۔

پھر مولوی محمد نعیم لدھیانوی، مولوی محمد یوسف، سید محبوب شاہ فیروز پوری، مولوی محمد امین رحمت آبادی امرتسر، بابو حبیب اللہ کلرک امرتسر، احمد دین طالب علم امرتسر، مولوی عمر دین ساکن قادیان، مولوی عبد الغنی خان پور ضلع ہوشیار پور، ڈاکٹر غلام محمد وٹرنری پنشنر دہرم کوٹ ضلع گورداسپور، مولوی ظفر الحق بٹالہ، حافظ گوہر دین موضع ورک گورداسپور، میاں علی محمد ترنتارن، میاں علی محمد درزی سوہل گورداسپور،

قاضی فضل اکبر بٹالہ، میاں فتح محمد پشاور، مولوی عبدالکریم گھدووالہ فیروز پور، مولوی محمد شریف یوسف پور جالندھر، مستری کرم دین بٹالہ، مولوی عبداللہ امام مسجد لوہاروں بٹالہ، مولوی عبداللہ مدرس بٹالہ، مولوی فقیر اللہ کروالیاں تحصیل بٹالہ۔ پورے ۲۲۔ اصحاب نے اعلان کیا کہ ہم مباہلہ کرنے کو حاضر ہیں۔

کسی مرزائی نے آواز دی شیر پنجاب کیوں نہیں پیش ہوتا؟

میں نے جواب دیا کہ میرا فیصلہ باپ سے ہو چکا ہے جو اصل مدعی تھا۔ بعد ڈگری پانے کے اب نئے سرے سے بیٹے سے میں کیوں کروں؟ اس سے باپ کی ہتک لازم آتی ہے۔

ادھر سے بذریعہ اشتہار خلیفہ قادیان نے جواب دیا کہ ہم ان بائیس کے مقابلہ میں سو کو پیش کریں گے۔

ادھر سے جواب دیا گیا خود پیش ہو کر پیچھے ہٹنا نامردی ہے۔ آپ نے اپنے نام سے اشتہار دیا ہے لہٰذا آپ پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔

مباحثہ کے لئے منظوری دی گئی۔ مگر اس شرط سے کہ کوئی مسلّم آدمی منصف ہو جس کے فیصلہ سے آئندہ کو بحث ختم کی جائے۔

خلیفہ جی نے جواب دیا کہ مذہبی بحثوں میں منصف نہیں ہو سکتا۔

جواب دیا کہ خود مرزا صاحب قادیانی نے غیر مسلموں کو منصف مانا ہوا ہے تم کس طرح انکار کر سکتے ہو۔

بٹالہ کے معززین نے اعلان کیا کہ ان دونوں کاموں کے لئے میدان عمل چونکہ بٹالہ موزوں ہے، لہٰذا ہم دعوت دیتے ہیں اور پانچ سو اصحاب کے قیام و طعام کا ذمہ لیتے ہیں۔

میں نے اعلان کر دیا کہ چھ ماہ کے اندر جب کبھی خلیفہ جی چاہیں دو ہفتہ پیشتر ہم کو اطلاع دیں تا کہ ہم سب مباہلہ کنندوں اور دیگر علماء کو بلا سکیں۔

آج تک تو اطلاع نہیں آئی۔

میرے پرانے سہ صدی دوست منشی قاسم علی بڑے جوش سے اٹھے۔ بولے میں ثناء اللہ کا پرانا دوست ہوں۔ میں پانچ سو روپیہ انعام دیتا ہوں اگر وہ میرے پیش

کردہ الفاظ سے قسم کھائیں کہ مرزا صاحب کی کوئی ایک پیش گوئی جھوٹی ہوئی۔

میں نے کہا یہاں ایک نہیں کئی ایک ہیں۔ بہت اچھا۔

منشی قاسم روپیہ لینے کو بھاگے پھر خاتمہ تک پھر نہیں آئے۔

آخر ڈپٹی صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں تو یہ روپیہ رکھ نہیں سکتا، آپ بھی اس قضیئے کو جانے دیں۔

میں نے کہا آپ نہیں رکھتے تو قادیان کے کسی معزز مہاجن کے پاس رکھوا دیں۔ میں کس طرح چھوڑ دوں۔ مگر ڈپٹی صاحب چھوڑنے پر ہی مصر رہے۔

اس وقت تو میں نے ڈپٹی صاحب کی ذاتی رائے سمجھی تھی مگر بعد میں سنا گیا کہ وعدے کے سچے احمدی دوستوں ہی نے کہا تھا کہ اس قضئے کو ٹلا دیجئے۔

افسوس منشی قاسم علی کی زیارت پھر نہ ہوئی۔

اخبار الفضل قادیان کو شکایت ہے کہ اس دفعہ ثناء اللہ نے کوئی نئی بات پیش نہیں کی۔ اس لئے ہم اس کو نئی بات یاد دلاتے ہیں جو پہلے جلسوں میں نہیں کی تھی۔

ا۔ الفضل یاد کرے جب ہم نے اخبار الفضل ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء سے وہ عبارت پڑھی تھی جس میں خلیفہ قادیان کی واپسی از شملہ کی کیفیت درج تھی۔ خاص کر وہ مقام جہاں انبالہ سے گاڑی بدل کر ہردوار پینجر پر خلیفہ جی بیٹھے ہیں، تو ان کو کیا مضائقہ بنایا گیا (مضائقہ شملہ کی اصطلاح ہے)۔ اڈیٹر الفضل نے دربار اکبری کے ملا دو پیازہ کی طرح خلیفہ جی کی روانگی کا نقشہ بتایا لکھا ہے:

> چونکہ آج ہردوار پسنجر پر مملکت روحانیت کا سلطان (مرزا محمود) سوار ہونے والا تھا اس لئے گاڑی کو ضرورت محسوس ہوئی کہ گنگا میں اشنان کر کے آئے۔ اس لئے وہ چند منٹ دیر کا عذر کرتی ہوئی پہونچی۔ (ص۲)

اس غسل جنابت کا جو سین (نقشہ) بتایا تھا اڈیٹر الفضل کو یاد ہوگا۔ پھر اس پر جلسہ میں جو اثر ہوا وہ بھی یاد ہوگا۔ کیوں الفضل اس حوالہ کو ایسا کھا گیا کہ رد کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا۔

ناظرین! یہ سارے پیرانہ شکل کے لوگ اسی طرح کے دنیا ساز ہیں۔ ایک مرید، پیر جی کے حق میں ایسے مبالغے کرتا ہے دوسرا اس کی لفظوں میں یا خاموش رہ کر

تائید کرتا ہے ۔ چند روز ہوئے پنجاب کے ایک مشہور پیر کے حق میں مرید نے یہ شعر پڑھا اور پیر نے بڑی خوشی سے سنا اور سکوت سے اس کو صحیح بتایا۔ وہ شعر یوں ہے:

تو وہ مسیح زمان ہے کہ قم اگر کہدے
رہے نہ گور میں مردے عذر بے جانی

یعنی اے پیر جی آپ اگر قبرستان میں مردوں کو اٹھنے کا حکم دیں تو کوئی مردہ قبر میں نہیں رہ سکتا ۔ اس قسم کے محاورات در اصل شاعرانہ تخیلات ہوتے ہیں چنانچہ ایک شاعر اپنے فرضی معشوق کو کہتا ہے

جی اٹھے کشتۂ انداز تغافل سارے
آپ نے کیوں طرفِ گور غریباں دیکھا

اور یہ سب ایسے کہنے والے ملا دو پیازے اور سننے والے اکبر بادشاہ سے کم نہیں ۔

۲ ۔ دوسری بات بھی الفضل کو یاد ہوگی جو ہم نے بتائی تھی کہ مرزا صاحب قادیانی نے شیخ ابن عربی کا کشف اپنے حق میں بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ میں آخری آدم ہوں۔ جس طرح آدم جوڑا پیدا ہوا تھا میں بھی جوڑا پیدا ہوا تھا ۔ میرے ساتھ میری ہمشیرہ تھی اس کی دونوں ٹانگوں میں میرا سر تھا۔

آپ کو یاد ہوگا کہ اس پر کیا سوال کیا تھا؟ اب سن لو۔

پوچھا تھا حضرت آدم کے ساتھ جو عورت پیدا ہوئی تھی وہ تو آدم کی بیوی تھی ۔مرزا صاحب قادیانی کے ساتھ جو عورت پیدا ہوئی تھی وہ مرزا صاحب کی کیا لگی؟ کہیے ! نئی بات اور نیا سوال تھا یا نہیں؟

الفضل کی حق پوشی

اس میں شک نہیں کہ اڈیٹر الفضل پورا متبع مرزا قادیانی ہے۔ اس لئے اس کی حق پوشی کا کوئی گلہ نہیں ہونا چاہیے، مگر مثال کے طور پر بتاتے ہیں ۔

بعد تقریر مجھ سے کہا گیا کہ ذرہ چندے کی بابت بھی لوگوں کو کہہ دیجئے ۔ میرے دل میں آیا کہ چندہ کے لئے کہوں گا تو مرزائی رپورٹر اخباروں میں لکھیں گے کہ اپنے سفر خرچ کے بہانے سے لوگوں سے بہت کچھ لے گئے ۔ چنانچہ ایک دفعہ پہلے

بھی لکھا تھا۔اس لئے میں نے یوں تحریک کی کہ :

خرچ کے لئے کچھ دینا چاہیے یہ خرچ کسی غیر پر صرف نہیں ہوتا تم لوگ ہی دیتے ہو تم ہی کھاتے ہو ہم تو تمہارے اس چندہ سے سفر خرچ بھی نہیں لیتے۔

اس مضمون کو قادیان کے سرکاری اخبار الفضل نے یوں لکھا:

آخری روز (ثناء اللہ نے) کہا کہ بھائیو! تم ماش لائے اور آپ ہی کھا گئے ہمیں تو ابھی سفر خرچ بھی نہیں دیا گیا۔

ناظرین !اردو دان اصحاب ان دونوں فقروں کو بغور دیکھیں کہ پچھلا فقرہ پہلے کا بیان ہوسکتا ہے؟ ہاں ان لوگوں کے نزدیک ہوسکتا ہے جو رجال کو دجال بتا کر ناواقفوں کو دھوکہ دیں اور انعام کا وعدہ دے کر چپ ہو جائیں۔

مباحثہ میں سکوت

اس دفعہ مرزائیوں نے اعلان کیا کہ ہماری مسجد میں جلسہ ہوگا جس میں سوال کرنے کی اجازت ہوگی۔

مولوی عبدالرحیم اور مولوی محمد امین واعظان اہل حدیث کانفرنس شریک جلسہ ہوئے۔مرزائی مقرر نے مرزا جی کی کرامت بیان کہ مولوی محمد حسن بھین والہ مر گیا اور پیر مہر علی کی چوری پکڑی گئی۔

اس پر مولوی عبدالرحیم نے اتنا ہی کہا کہ حوالہ دیجئے۔پس اتنا کہنا تھا کہ:

گوئی مردہ اند۔

قریب نصف گھنٹہ تک ورق الٹ پلٹ کرتے رہے مگر حوالہ نہ ملا۔اس پر محمدی لوگ فتح کا نقارہ بجاتے ہوئے سب چلے آئے۔

قادیان کے گردونواح میں اس سکوتی فتح کی بہت شہرت ہوئی۔یہاں تک کہ محمدی قافلہ میں مٹھائی تقسیم ہوئی۔

مختصر یہ کہ جلسہ قادیان ہزار ہا آدمیوں کی شرکت سے بڑی شان وشوکت کے ساتھ اس شعر کا مصداق بن کر ختم ہوا

بادہ خواری کا کیا قبر مغاں پر جلسہ
ہم نے اس سال بڑی دھوم سے توڑی توبہ
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷۔اپریل۱۹۲۲ء مطابق ۶ شعبان۱۳۴۰ھ ص ۴۔۶)

جلسہ قادیان کا اثر

قادیان کے قرب وجوار پر

جناب مولوی صاحب آج کل قادیان کے قرب وجوار میں جو گاؤں ہیں ان کی عجیب ہی حالت ہے جو کہ ذیل میں درج کرتا ہوں:

میں جلسہ کے بعد موضع دیال گڑھ میں گیا۔وہاں ذوالفقار علی امام مسجد و چودھری غلام نبی و چودھری غلام رسول وعنایت اللہ سے ملاقات ہوئی۔

ملاقات کے بعد سب نے بیان کیا کہ مرزائی جو وسوسے سال بھر میں لوگوں کے دلوں میں ڈالتے رہتے ہیں، وہ اس جلسہ سے یوں دور ہو جاتے ہیں جیسے لاحول سے شیطان دور ہو جاتا ہے۔ہم بہت ہی صدق دل سے دعا کرتے ہیں کہ خدا اس جلسہ کو ہمیشہ قائم رکھے آمین۔

پھر اس کے بعد موضع ملک پور میں گیا۔وہاں چودھری فضل میراں و بڈھے خان و چراغ دین ونمبر دار الٰہی بخش ومیاں محمد شریف امام مسجد سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بھی اسی طرح بیان کیا اور کہنے لگے کہ مرزائی سال بھر میں جو تبلیغ کرتے ہیں اس جلسہ سے اس کا اثر بالکل زائل ہو جاتا ہے اور ہم ہمیشہ دعا کرتے ہیں کہ خدا اس جلسے کے پودے کو ہمیشہ سرسبز رکھے۔

اس کے بعد موضع گودر پور میں گیا۔وہاں میاں فقیر محمد وغیرھم نے بھی اسی طرح بیان کیا کہ اگر کچھ مدت جلسہ قادیان ہوتا رہا تو قادیان میں بجائے مرزائیت کے محمدیت کی آواز آنے لگے گی۔

باقی دیہات کی بھی عنقریب رپورٹ بھیجونگا انشاءاللہ
عبدالرحیم واعظ کانفرنس اہل حدیث از موضع گھمن کلاں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷۔اپریل ۱۹۲۲ء مطابق ۶ شعبان ۔۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۲۳ ص ۶)

مباحثہ سرگودھا مسئلہ ختم نبوت پر

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

واضح ہو کہ ماہ دسمبر ۱۹۱۶ء میں بمقام سرگودھا مولانا ثناء اللہ امرتسری اور میر محمد اسحاق احمدی کے درمیان ختم نبوت کے مسئلہ پر مباحثہ ہوا تھا۔ احمدیوں کے رسالہ تشحیذ الاذہان اگست ۱۹۲۱ء میں یہ مباحثہ درج کیا گیا تھا۔ محمدی مناظر کی دلیل کا جو جواب احمدی مناظر نے دیا ہے۔اس کی تردید ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

محمدی مناظر کی دلیل

جناب شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نے کہا تھا کہ

قرآن کریم کی آیت مشہور ہے و لکن رسو ل الله و خا تم النبیین۔
اس آیت کی صحیح تفسیر خود آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہے

قا ل رسو ل الله لعلیّ انت منی بمنز لة هارو ن من موسی ا لا انه لا نبی بعدی متفق علیه ۔مشکوۃ باب مناقب علی

یعنی رسول خدا ﷺ نے حضرت علی کو فرمایا تو میرے ساتھ وہی نسبت رکھتا ہے جو ہارون کو حضرت موسیٰ کے ساتھ تھی ۔ اتنا کہنے سے شک پیدا ہوتا تھا کہ ہارون چونکہ نبی تھے شاید حضرت علی بھی نبی ہوں تو یہ شک رفع کرنے کوفرمایا ا لا انه لا نبی بعدی فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔اس مضمون کی احادیث بکثرت ہیں۔

(تشحیذ الاذہان۔اگست ۱۹۲۱ء ص ۲)

جواب از احمدی مناظر

میر محمد اسحاق احمدی نے جواب دیا

جواب نمبر ا۔ یہاں پر ایک لفظ خاتم ہے دوسرا النبیین ۔ خاتم کے متعلق یہ عرض ہے کہ خاتم کے معنی روکنے والے یا بند کرنے والے کے نہیں ہیں،

بلکہ خاتم کے معنی مہر کے ہیں ۔ اور مہر کی غرض یہ ہوتی ہے کہ مضمون خط یا کتاب کی تصدیق ہو جائے کہ یہ خط یا مضمون یا کتاب غیر مستند نہیں بلکہ صاحب مہر اس کی تصدیق کرتا ہے ۔ پس ان معنوں کی رو سے آنحضرت ﷺ نبیوں کے خاتم ہین ۔ اللہ تعالی نے آپ کے ذریعہ تمام انبیاء کی تصدیق فرمائی ہے.

جواب الجواب نمبر ا

سورة الاحزاب میں ہے

ما کا ن محمد ابا احد من ر جا لکم و لکن رسو ل الله و خا تم النبیین ۔ و کا ن الله بکل شیء علیما ۔

(کہ نہیں محمد ﷺ باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے اور لیکن خدا کا پیغمبر ہے اور ختم کرنے والہ تمام نبیوں کا اور ہے اللہ ہر چیز کو جاننے والہ)

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے مراد آپ کا آخر النبیین ہونا ہے۔ یعنی یہ کہ آپ تمام نبیوں سے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا ۔ نہ تشریعی نہ غیر تشریعی ۔ گویا نبوت کا ملنا اب بند ہو گیا۔ ہمارے اس دعوی پر مندرجہ ذیل دلائل ہیں

دلیل نمبر ا

صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۴۹۱ ،اور خصائص الکبری جلد ۲ صفحہ ۱۱۳، فتح الباری جلد ۱۳ صفحہ ۲۸۳، قسطلانی جلد ۵ صفحہ ۴۲۱ عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۴۵۶

حد ثنی محمد بن بشا ر حد ثنا جعفر بن محمد حد ثنا شعبة عن فرا ت القناز قا ل سمعت ا با حاز م قا ل قا عدت ا با هريره خمس سنين فسمعت يحد ث عن النبی ﷺ قا ل كانت بنو اسرا ئيل تسو سهم ا لا نبياء كلما هلك نبی خلف نبی و انه لا نبی بعدی و سيكو ن خلفاء فيكثرو ن قا لوا فما تؤ مرنا قا ل فوا بيعة ا لا ول فا لاول اعطو هم حقهم فا ن الله سائلهم

عما استر عا هم
دیکھئے اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نبی مرتا تھا تو اس کے بعد دوسرا نبی مبعوث کیا جاتا تھا۔مگر امت محمد یہ میں ایسا نہیں ہوگا کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت ملے ۔البتہ خلفاء ہوں گے ۔حضرت موسی کے بعد بنی اسرائیل میں جو نبی ہوئے ہیں وہ تورات پر ہی عمل کرتے تھے یعنی غیر تشریعی نبی تھے پس الفاظ و انه لا نبی بعدی نے صاف بتا دیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو غیر تشریعی نبوت بھی نہ ملے گی

دلیل نمبر۲

سنن ترمذی مطبوعہ ۱۳۱۰ھ مطبع اودھ اخبار لکھنو صفحہ ۲۷۶، اور جائزۃ الشعوذی جلد ۲ صفحہ ۱۳۴

عن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ ان الرسالة و النبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی بعدی قال فشق ذالك على الناس فقال المشرات فقالوا یا رسول الله و ما لمشرات قال رؤیا المسلم و هی جزء من اجزاء النبوة ۔

کہ انس بن مالک روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت تمام ہوگئی پس اب کوئی رسول نہیں میرے بعد اور نہ کوئی نبی ۔کہا راوی نے پس گراں ہوئی لوگوں پر یہ بات ۔تب آپ ﷺ نے فرمایا اور لیکن مبشرات باقی ہیں ۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ مبشرات کیا چیز ہے؟ فرمایا خواب مسلمانوں کا اور یہ ٹکڑا ہے نبوت کے ٹکروں میں سے

اس روایت سے تین باتیں معلوم ہوئیں ۔
اول کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو رسالت ونبوت نہ ملے گی ۔
۲ ۔ صرف مبشرات باقی ہیں ۔
۳ ۔مبشرات خواب مسلمانوں کا ہے ۔
۴ ۔ خواب مسلم کا یعنی مبشرات ایک ٹکڑا ہے نبوت کے ٹکروں میں سے ۔
اس کے علاوہ سنن ترمذی کے صفحہ ۲۷۷ اور جائزۃ الشھوذی جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ پر

جو روایتیں حضرت ابی رزین العقیلی اور حضرت عبادہ بن صامت سے آئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کا خواب یعنی مبشرات نبوت کے چھیالیس ٹکروں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔

دلیل نمبر ۳

سنن ترمذی صفحہ ۲۶۹، سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۳۔۲۳۴، جائزۃ الشہوذی جلد ۱ صفحہ ۱۰۳، دلائل النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۹۶، ترجمہ مشکوۃ جلد ۴ صفحہ ۸۹، مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۵۱، لمعات جلد ۴ صفحہ ۳۱۴ مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳۲۹ ترجمہ ابوداؤد پارہ ۲۶ صفحہ ۱۰۷۱۔۱۰۷۲ ۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۳

عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ اذا وضع السیف فی امتی لم ترفع عنها الی یوم القیامة ولا تقوم الساعة حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین و حتی تعبد قبائل من امتی الاوثان و انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی الله و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

ثوبان سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت رکھی جاوے گی تلوار میری امت میں۔نہیں اٹھائے جائے گی تلوار وقتل اس سے قیامت تک۔اور نہیں قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ پوجیں کئی ایک قبیلے میری امت سے بتوں کو اور تحقیق شان یہ ہے کہ ہوں ہوں گے میری امت میں سے جھوٹے وہ تیس ہوں گے سب یہی کہیں گے کہ ہم خدا کے رسول ہیں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور نہیں کوئی نبی میرے بعد۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ خاتم النبین سے مراد لا نبی بعدی ہے۔ پس قادیانی مناظر کی تاویل باطل ٹھہری۔

نیز امت محمدیہ میں کتنے اشخاص نبوت و رسالت کے مدعی ہوں گے۔ نیز آنحضرت ﷺ ان سب مدعیان کو جھوٹا کہتے ہیں۔ چونکہ ان مدعیان نبوت میں سے بعض نے نبوت تشریعی اور بعض نے نبوت غیر تشریعی کا دعوی کیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے مدعیان نبوت کو جھوٹا کہا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ الفاظ لا نبی بعدی میں ہر

دوطرح نبوت کے اجراء کی نفی کی ہے۔

نیز اگر ہم الفاظ لا نبی بعدی سے نبوت تشریعی کی نفی اور نبوت غیر تشریعی کا اجراء مراد لیں تو الفاظ کلھم یز عم انه نبی الله کے کیا معنی ہوں گے؟

کیا اس کے یہ معنی ہوں کہ وہ تیس کذاب نبوت تشریعی کے مدعی ہوں گے حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔

دلیل نمبر ۴

سنن ابن ماجہ صفحہ ۳۰۷، رفع العجاجۃ جلد ۳ صفحہ ۳۳۳، ۳۳۴۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۳۸ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۳

عن ابی اما مة البا هلی قا ل خطبنا رسو ل الله ﷺ و کا ن اکثر خطبته حد یثا حد ثنا ه عن الد جا ل و حذ ر ناه فکا ن من قو له ان قا ل انه لم تکن فتنة فی ا لا ر ض منذ ذر الله ذرية آ دم اعظم من فتنة الد جا ل و ان الله لم يبعث نبياً ا لا حذر امته الد جا ل و انا آ خر ا لا نبياء و انتم آ خر ا لا مم ۔

کہ ابوامامہ باہلی سے روایت ہے آپ ﷺ نے ہم کو خطبہ سنایا تو بڑا خطبہ آپ کا دجال کے متعلق تھا آپ نے دجال کا حال ہم سے بیان کیا اور ہم کو ڈرایا اس سے تو فرمایا کوئی فتنہ جب اللہ سے اللہ نے آدم کی اولاد کو پیدا کیا زمین کے فتنے سے بڑھ کر نہیں ہوا اور اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو۔ اور میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں اور تم سب امتوں کے آخر میں ہو

اس روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ آخر الانبیاء ہیں اور امت محمد یہ آخر الامم ہے۔ پس منشی قاسم علی مرزائی مبلغ کی تحریر مندرجہ حاشیہ سراسر غلط ثابت ہوئی اس لئے کہ رسول خدا ﷺ نے خود خاتم النبیین کے معنی لا نبی بعدی اور ا نا آخر الا نبیاء کہہ کر یہ بتا دیئے کہ آپ تمام نبیوں سے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی کو منصب نبوت نہیں ملے (منشی قاسم علی لکھتا ہے ۔ جو اکثر مسلمان اپنی کج فہمی سے خاتم النبیین کے معنی یہ بتا کر کہ آپ تمام نبیوں کے آخری نبی ہیں کہہ دیا کرتے ہیں کہ آپ کے بعد خدا کوئی نبی مبعوث نہیں

کرے، ان کا یہ قول کفار بنی اسرائیل کے قول لن یبعث الله من بعده رسو لا کا مترادف ہے اور اس سے حضور پرنور اعلی وارفع شان کو بے حد گھٹا کر منقصت شان نبوی قولاً کرتے ہیں کیونکہ آخری نبی ہونا اور انعام ورحمت الٰہی کا خاتمہ کر کے خیر الامۃ کو ہمیشہ کے لئے اس انعام سے محروم کر دینا فی نفسہ موجب فضیلت وباعث شرف وبزرگی نہیں۔ النبوۃ فی خیر الامۃ ٹائٹل پیج۔ب)

دلیل نمبر ۵

ترجمہ مشکوۃ جلد ۴ صفحہ ۲۲۸۔۲۲۹، مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۳۶۱۔ لمعات جلد ۴ صفحہ ۴۹۵، مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۵۰۳، خصائص الکبری جلد ۲ صفحہ ۱۹۳

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فضیلت دیا گیا میں نبیوں پر ساتھ چھ خصلتوں کے دیا گیا۔ میں کلمے جامع اور فتح دیا گیا دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈالنے کیساتھ، اور حلال کی گئیں میرے لئے غنیمت، اور کی گئی میرے لئے زمین مسجد اور پاک کرنیوالی اور بھیجا گیا میں ساری خلقت کی طرف اور ختم کی گئی میرے ساتھ نبوت (روایت کی یہ مسلم نے)

دلیل نمبر ۶

ترجمہ مشکوۃ جلد ۴ باب فضائل سید المرسلین وفصل اول صفحہ ۲۲۷۔۲۲۸۔ مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۳۵۸، لمعات جلد ۴ صفحہ ۴۹۲، مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۵۰۱

روایت ہے ابی ہریرہؓ سے، کہا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مثل میری اور مثل انبیاء کی جیسے ایک محل کی ہے کہ اچھی بنائی گئی اس کی دیوار اس کے مگر چھوڑی گئی اس محل سے ایک اینٹ کی جگہ پھر کہا پھرنے لگے اس کے دیکھنے والے تعجب کرتے تھے اس دیوار کی خوبی سے مگر ایک اینٹ کی جگہ سو میں ہوا کہ بند کی میں نے اینٹ کی جگہ جو خالی تھی ختم کی گئی ساتھ میرے دیوار اور ختم کئے رسول میرے ساتھ۔

ایک اور روایت میں ہے: پس میں ہوں مثال اس اینٹ کی اور میں ہوں ختم کرنے والا نبیوں کا۔ (روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے)۔

دلیل نمبر ۷

ابن جریر طبری کی تفسیر ابن جریر کی جلد ۲۲ کے صفحہ ۱۱ میں ہے
خا تم النبيين الذى ختم النبوة فطبع عليها فلا تفتح لا حد بعده ۔
عن قتاده و خا تم النبيين ای آ خر هم ۔
و قرأ ذا لك فيما يذ كر الحسن و العا صم خا تم النبيين بفتح التاء بمعنى انه آ خر النبيين ۔
سیوطی تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ میں لکھتے ہیں:
ا خر ج عبد بن حميد عن الحسن قا ل ختم النبيين بمحمد ﷺ و كا ن آ خر من بعث۔
اخر ج عبد الرزاق و عبد حميد و ابن المنذر و ابن ابی حاتم عن قتاده فى قو له و لكن رسو ل الله و خا تم النبيين قا ل آخر نبى
لسان العرب جلد ۱۵ صفحہ ۵۵ پر لکھا ہے:
و خا تم النبين ای آ خر هم
زمخشری کشاف جلد ۲ صفحہ ۲۱۵، مدارک التنزیل جلد ۳ صفحہ ۴۷۰، جامع البیان صفحہ ۳۶۴، ابی السعو د جلد ۷ صفحہ ۴۴۹ ۔ مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۱۸۴، ۵۶۴، شرح شفا جلد ۱ صفحہ ۴۹۴، زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد ۵ صفحہ ۲۶۷، ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۶ صفحہ ۲۱ لمعات جلد ۴ صفحہ ۳۱۴ پر:
خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہی لئے گئے ہیں۔

ان سات دلائل سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ تمام انبیاء سے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی شخص کو نبوت نہ ملے گی نہ تشریعی نہ غیر تشریعی ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔ اپریل ۱۹۲۲ء مطابق ۱۳ شعبان ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۲۴ ص ۷۔۹)

بقیہ: مباحثہ سرگودھا

(یہ مضمون گذشتہ پرچے میں شروع ہوکر مخالف کی ایک دلیل کا ذکر مع جواب درج ہوا مباحثہ سرگودھا میں مولانا ثناء اللہ فاتح قادیان نے ختم نبوت پر آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی پیش کی تھی جس کے جواب میں فریق قادیانی کی پہلی دلیل کا جواب سابقہ پرچہ میں آچکا ہے آج دوسری دلیل کا مع جواب ذکر ہے۔حبیب اللہ)

جواب نمبر۲۔از جانب قادیانی:

جس طرح لا نبی بعدی رسول کریم کا قول ہے اسی طرح رسول کریم ﷺ کا یہ قول بھی بخاری شریف میں ہے

ا ذا هلك كسرى فلا كسرى بعده و اذا هلك قيصر فلا قيصر بعده ۔

اب اگر یہاں ذات کی نفی ہوتو یہ واقعات کے خلاف ہے۔کیوں کہ موجودہ قیصر کے بعد بھی اس قیصر کا بیٹا قیصر ہوا۔اس لئے لا قیصر کے یہ معنی ہوئے کہ قیصر کا بیٹا پہلے جیسا قیصر نہ ہوگا۔اسی طرح لانبی بعدی کے یہ معنی ہوئے کہ میرے جیسا یعنی صاحب شریعت نبی نہیں ہوگا۔

(تشحیذ الاذہان۔ص ۱۴۔۱۵)

جواب نمبر۲ کی تردید از جانب محمدی

بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۱ ،مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۶ پر ہے

عن ابی هريره قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده و اذا هلك قيصر فلا قيصر بعده و الذى نفس محمد بيده لتنفقن كنو ز هما فى سبيل الله ۔

کہ ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب جو کسری ہے جب وہ مرے گا تو اس کے بعد کوئی کسری نہ ہوگا اور اب جو قیصر ہے جب وہ مرے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔قسم

اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ان کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے

فتح الباری جز ۱۴ صفحہ ۳۴۷، عمدۃ القاری جلد ۵ صفحہ ۵۶۳، نووی شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۶، خاتمہ مجمع البحار صفحہ ۴۸۷ اور الجوا ب الصحیح لمن بد ل دین المسیح جلد ۴ صفحہ ۱۳۷۔۱۳۸ پر مندرجہ حدیث کے الفاظ ا ذا ھلك کسری فلا کسری بعده و اذا ھلك قیصر فلا قیصر بعده کی شرح میں لکھا ہے:

و ان المرا دلا یبقی کسری با لعراق و لا قیصر با لشا م و ھذا منقو ل عن الشا فعی قا ل و سبب الحد یث ان قر یشا کا نوا یأ تو ن الشا م و العراق تجاراً فلما اسلموا خا فوا انقطاع سفرھم الیھا لد خو لھم فی ا لاسلا م فقا ل النبی ﷺ ذا لك تطیباًلقلو بھم و تبشیرا لھم با ن ملکھما سینزل عن الا قلیمین المذ کورین

کہ مراد اس سے یہ ہے کہ نہ ہوگا کوئی کسریٰ عراق میں نہ کوئی قیصر شام میں اور یہ منقول ہے شافعی سے کہ سبب اس روایت کا یہ ہے کہ قریش شام وعراق کی طرف تجارت کے سفر کرتے تھے پس جب وہ مسلمان ہوئے تو ان کو خوف ہوا کہ ان کے اسلام لانے سے ان کے سفر شام و عراق کی طرف ٹوٹ نہ جائیں۔ پس آپ ﷺ نے یہ بات ان کی تشفی قلوب کے لئے کہی اور ان کو خوش خبری دی ک کسریٰ اور قیصر کی حکومتیں عراق اور شام سے اٹھ جائیں گی۔

اب اس تشریح کے ہوتے ہوئے مرزائی صاحبان مندرجہ روایت سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔اپریل ۱۹۲۲ء مطابق ۲۲ شعبان ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۲۵ ص ۵)

اشعار فارسی در ذکر قادیانی

مولوی عبدالعزیز قلعوی

سپس از ثنائے خدائے ودود
سزد بر حبیبش سلام و درود
بر اصحاب و اتباع و اتباع شاں
پیا پے بود رحمتِ حق رواں
ازاں پس رسانم بخدمت سلام
پس از وے ازیں بندہ بشنو پیام
کہ دیدم باخبارت اے فخر دیں
سہ صد جمع کر دی پئے قادئین
(یعنی برائے تصحیح حدیث یخرج دجال..الخ)،
کنم آفرین بر دلیری تو
مسلّم بملک است شیری تو
ترا شیر پنجاب گفتن سزا ست
کہ چوں تو نہ مر دے بہ پنجاب خا ست
تو ہر بار دادی بایشاں شکست
ندارند جز باو چیزے بدست
چو روباہ بگیرند راہِ گریز
کہ کردند با شیر نر پنجہ تیز
ز انصار دین خدا دانمت
نہ بیہودہ گفتم بجا دانمت
ترا حشر باشد بانصار دیں
چو تو بہرِ حق مے کنی کارِ دیں
توئی فاتحِ قادیان بو الوفاء
ترا نصرت حق رسید از سماء
بہر کار ایزد ترا یار باد
ز دور حواد ث نگہدار باد

شب و روز خواہم ز خلاق جاں
کہ از رنج دارد خدا در اماں
نیا بی ز آفاتِ دوراں گزند
کنی کار کآید خدا را پسند
رہِ راست رو تا شوی نیک نام
کہ از راستی خوش شود خاص و عام
ز نا راستی مرد گردد خوار
کہ کاذب شود خوار و بے اعتبار
ندیدی سوئے قادیانی مسیح
کہ از کذب و نا راستی شد فضیح
بعالم در انام کذاب شد
ز نا راستی خوار و بے آب شد
بالہام از کذب شد مدعی
سزد گر بگویم درا مفتری
ہر آنچہ او الہام با خلق گفت
گلِ دیگر از گفتنِ او شگفت
بگفتا کہ بر آسماں کرد گار
بہ بست عقدِ من با زنِ ہوشیار
اگر پرسی از من ز ما وائے او
بہ ہشیار پور خاص تر جائے او
خدائم دریں گفتنش کرد خوار
نیامد بہ عقد آں زنِ نامدار
بمایوسی و نا مرادی بمرد
بدر گورِ خود حسرت عقد برد

و گر گفتہ کا آتھم بمیرد شتاب
و لیکن بمیعاد آں ہم نمرد
ز الہام ملہم خجالت ببرد
غرض زین چنیں چند الہام راند
کہ ملہم دراں سخت حیراں بماند
گہے نامدہ وحی حق سوئے او
نہ جبریل دیدہ گہے روئے او
نہ حکمے رسیدہ برو از سماء
نہ دیدہ گہے روئے صدق و صفا
چو صاحب یما مہ ہے دانمش
سرِ ژا ژ خایاں ہے خوانمش
نہ این ابن مریم مسیح را مثیل
کہ او بود از مرسلان جلیل
کجا ابن مریم کجا میرزا
چہ نسبت بود خاک را با سماء
چہ نسبت شب تار را با نہار
چہ نسبت خزاں را بود با بہار
کجا کفر و اسلام اے نیک رائے
مسیح بود از بندگان خدائے
چہ دارند مرزائیاں اعتقاد
کہ دور اند از راہِ صدق و سداد
چرا باز نائندہ زیں کجروی
چہ انجام باشد ازیں پیروی
چہ ایشاں گرفتند نا راست راہ
فتادند زیں راہ چو کوراں بچاہ

الا اے کہ بر نقش مرزا روی
کہ ناگہ گرفتار دوزخ شوی
مدہ زندگانی خود را بباد
مگر روز محشر تو آری بیاد
عزیزا ازیں گفتنِ خود خموش
تو بر راہِ حق باش و حق را نیوش

(عبدالعزیز خلف مولوی غلام رسول ساکن قلعہ میہاں سنگھ گوجرانوالہ)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔اپریل ۱۹۲۲ء مطابق ۲۲ شعبان ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۲۵ ص ۹)

روپیہ دینے سے انکار

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ مرزا صاحب قادیانی کی پیش کردہ حدیث

یخر ج د جال یختلو ن ..الخ

کا قضیہ پھرتے پھراتے چکر کاٹتے یہاں تک پہنچا تھا کہ قاضی اکمل صاحب قادیانی نے بڑے زور سے بذریعہ خط اور بذریعہ اخبار الفضل ہم کو نوٹس دیا تھا کہ اچھا ہم (قاضی مذکور) تین سو روپیہ امانت رکھوا دیتے ہیں آپ (ثناء اللہ) مسلّمہ منصف کے سامنے اپنا دعوی (کہ کتاب مطلوبہ سے صحیح الطبع کتاب مراد ہے) ثابت کر دو تو تین سو روپیہ ہم آپ کو دے دیں گے اس کی منظوری بذریعہ خط فوراً بھیج دی اور اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۴ فروری میں بھی قاضی صاحب کی چٹھی اور اپنی منظوری درج کرا دی۔ اس کے بعد عرصہ تک انتظار رہا کہ قاضی صاحب روپیہ امانت رکھ کر ہم کو بلاویں گے۔

آخر بولے تو یہ بولے کہ ہمارے ساتھ آپ بھی تین سو روپیہ رکھو تا کہ بوقت عدم ثبوت آپ کے دعوی کے ہم اپنا (غلط) حوالہ دکھا کر روپیہ لے سکیں۔

اس کا جواب اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۷،۲۴ مارچ میں دیا گیا کہ آپ کے چیلنج کے مطابق روپیہ امانت رکھنا مجھ پر نہیں آتا، کیونکہ آپ نے اپنے چیلنج

میں یہ شرط نہیں لگائی تھی۔ تاہم میں بغرض فیصلہ کہتا ہوں کہ روپیہ میں اپنے پاس رکھوں گا۔ اس امر کا فیصلہ بھی منصف سے کرایا جائے گا کہ اس چیلنج کی پابندی میں روپیہ امانت رکھنا مجھ پر بھی واجب ہے؟ اگر فیصلہ رکھنے کا ہوا تو اوسی وقت رکھ دونگا ملاحظہ ہو

(اہل حدیث امرتسر ۲۴ مارچ ۱۹۲۲ء)

ایسی صاف اور سیدھی بات کوسن کر کون صاف دل ہے جو قبول نہ کرے گا مگر جن لوگوں کی عادت ہی یہ ہو کہ

ان یّروا سبیل الرّشد لا یتّخذوه سبیلا

وہ کیوں کر قبول کر سکتے ہیں۔ اس لئے قادیانی امت نے جو جواب دیا وہ غیر متوقع نہیں بلکہ ایسے لوگوں سے اس کی توقع ہے۔

قاضی اکمل صاحب خیریت سے لکھتے ہیں اور کیا صاف لکھتے ہیں ناظرین بغور پڑھیں:

ناظرین الفضل کو معلوم ہے کہ ۲۰ مارچ کے الفضل میں لکھ دیا گیا تھا کہ اگر مولوی ثناء اللہ تین سو روپیہ انعام لینا چاہتے ہیں تو وہ ۲۴ مارچ تک ہمیں اطلاع دیں کہ میں ثناء اللہ اپنا تین سو روپیہ جمع کرانے کو تیار ہوں چونکہ ۲۴ مارچ کی بجائے ۱۰۔ اپریل تک اپنا تین سو روپیہ جمع نہیں کرایا جو اصل بناء مباحثہ ہے اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اب ہم اپنا پیش کردہ انعام جمع کرانے کے ذمہ دار نہیں (الفضل ۱۳۔ اپریل ۱۹۲۲ء ص ۸)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس الہامی جماعت کے کرشمے دیکھئے۔ ۱۷۔ اور ۲۴ مارچ کے اہل حدیث امرتسر کا ذکر ہی نہیں کیا۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ذرا سا سمجھدار احمدی، جس کے دماغ میں کوئی معقول بات آ سکتی ہو، اہل حدیث کے جواب کو صحیح جان لے۔

معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی پارٹی نے اپنا ضعف محسوس کر کے خائف ہو کر یہ طرح نکالی ہے لیکن کیا وہ جانتی ہے کہ ہم اس کو چھوڑ دیں گے

ستعلم لیلی ای دین تداینت
و ای غریم فی التقاضی غریمها

قابل تعریف:

ہم مانتے ہیں کہ قادیانی جماعت میں سے ہمارے سہ صدی دوست منشی قاسم علی صاحب بڑے دل گردے کے آدمی ہیں۔انہوں نے مباحثہ لدھیانہ میں جب تین سو کا وعدہ کیا تھا،تو فوراً امین کے پاس رکھ دیا تھا۔جس کے وصول کرنے میں ہم کو ذرہ بھر تکلیف نہ ہوئی جس کے لئے ہم اون کے مداح ہیں، اور قاضی اکمل صاحب کے گلہ گذار۔

آپ ہی اپنے ذرہ جور و ستم کو دیکھو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸۔اپریل ۱۹۲۲ء۔۲۹ شعبان ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ص ۶۔۷)

بقیہ: مباحثہ سرگودھا

جواب نمبر ۳ من جانب قادیانی

خاتم النبیین کے معنی اور لا نبی بعدی کے معنی اگر یہ کئے جائیں کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد مطلقاً کوئی نبی نہیں ہوسکتا تو یہ قرآن مجید اور احادیث کے اور مقامات کے بالکل خلاف اور معارض ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ آیت اور حدیث کے یہ معنی نہیں بلکہ وہ معنی ہیں جو قرآن مجید اور نصوص کے مطابق ہو اور وہ نصوص یہ ہیں

قرآن فرماتا ہے

یا بنی آدم اما یأتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی۔

یہ آیت نبی ﷺ پر اتری۔اس زمانہ اور مابعد کے لوگ مخاطب ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی رسول کا آنا ناممکن نہیں ورنہ یہ فقرہ معاذ اللہ فضول تھا۔

اور اسی طرح دوسرے مقام میں فرمایا

اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً و من الناس۔

یصطفی مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور استقبال پر حاوی ہے یعنی اللہ چنتا ہے اور چنے گا لوگوں میں سے رسول۔ یعنی یہ سنت مستمرہ ہے۔

اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ رسول کریم ﷺ کے بعد رسول آ سکتا ہے ورنہ یہ کیوں فرمایا کہ اللہ چنتا ہے اور چنے گا لوگوں میں سے رسول۔

جواب نمبر۳ کی تردید از جانب محمدی

قرآن کی سورت الاعراف، رکوع ۱۱ میں ہے

یا بنی آدم اما یأ تینّکم رسل منکم یقصّو ن علیکم آ یا تی
فمن اتّقی و اصلح فلا خو ف علیھم و لا ھم یحز نو ن

اے آدم کے بیٹو اگر آئیں تمہارے پاس پیغمبر تم میں سے بیان کریں اوپر تمہارے نشانیاں میری۔ پس جو کوئی پرہیزگاری کرے اور نیکی کرے۔ پس نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

میں کہتا ہوں احمدی مناظر کا مذہب تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں ہوسکتا (ص۱۴) یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد غیر تشریعی نبی آ سکتا ہے۔ یاد رہے کہ احمدیوں کے اس عقیدے کے چار جزو ہیں۔

اول یہ کہ انحضرت ﷺ کے بعد نبی کا آنا۔

۲۔ اس نبی کا امت محمدیہ میں سے ہونا۔

۳۔ اس نبی کا غیر تشریعی ہونا۔

۴۔ امت محمدیہ میں سے کسی شخص کا فنافی الرسول ہوکر اس نبوت غیر تشریعی کو پانا۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ اس آیت کے کن الفاظ سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد امت محمدیہ میں سے فنافی الرسول مسلمان کو غیر تشریعی نبوت ملے گی

یاد رہے کہ اگر اس آیت سے آنحضرت ﷺ کے بعد اجراء نبوت پر استدلال کیا جائے تو صرف غیر تشریعی نبوت کے اجراء پر کیوں دلیل پیش کی جاتی ہے۔ اہل سنت کا مخالف اسی آیت کو تشریعی نبوت کے اجراء پر بھی پیش کرسکتا ہے کیونکہ اس آیت میں جو لفظ رسل آیا ہے

یہ لفظ قرآن میں تشریعی اور غیر تشریعی نبیوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ اہل بہا

یعنی مرزا حسین علی بہاء اللہ ایرانی مدعی مسیحیت و رسالت کے پیروؤں کی مشہور کتاب الفرائد کے صفحہ ۳۱۴ پر ابوالفضل محمد بن محمد رضا الجر قانی (بہائی عالم) لکھتا ہے

وکذا لک در سورۃ اعراف فرمودہ است یا بنی آدم اما یا تینکم رسل منکم ایں آیت مبارکہ در غایت صراحت است کہ اخبار از مستقل است زیرا کہ لفظ یا تینکم بابون تاکید مؤکد داشتہ و یا تینکم فرمودہ است یعنی البتہ خواہند آمد بر شما رسولانی از جنس شما و آیات غرا بر شما تلاوت وقرئت خواہند نمود پس ہر کہ پرہیز گار شود و نکوکار باشد خوفے وحزنے براو وارد نیاید

فرقہ مرزائیہ سے پہلے اہل بہاء نے اس آیت سے آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کے اجراء پر استدلال کیا تھا اب احمدیوں نے بھی اس استدلال کو اہل بہاء سے لیا ہے جب کہ آیت خاتم النبیین سے آنحضرت ﷺ کا آخر الانبیاء ہونا اور آپ کے بعد کسی نبوت تشریعی یا غیر تشریعی کا نہ ملنا بخوبی طور پر ثابت کیا گیا ہے تو اس آیت سے آنحضرت ﷺ کے بعد امت محمدیہ سے غیر تشریعی نبی کے آنے پر استدلال کرنا سراسر غلط ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸۔ اپریل ۱۹۲۲ء۔ ۲۹ شعبان ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ ص ۷۔۸)

تنکے کا سہارا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ لکھتے ہیں:

قادیانی نبی اور ان کی امت کو ہمارے مقابلہ جو شکستیں ہوتی رہی ہیں ان سے ان کے دل زخمی ہیں اس لئے وہ اپنے اور اپنے مریدوں کے دل بہلانے کو کوئی نہ کوئی واقعہ میرے متعلق لکھ کر فرحت حاصل کر لیا کرتے ہیں۔

حال میں امرتسر کی میونسپل ممبری کے قصے کو بھی انہوں نے اپنے لئے دل خوش کن سمجھا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے زخمی دوستوں کو ذرہ سسکنے کا موقع دیں۔ لیکن اس خیال سے کہ کوئی ناواقف ان کے دھوکہ میں نہ آ جائے اصل حال لکھتے ہیں۔

میونسپل ممبری کی امیدواری اور استعفی کی وجہ مفصل اہل حدیث ۲۱۔ اپریل

میں درج ہو چکی ہے کہ خلافت کمیٹی امرتسر نے میرا نام بھی پاس کیا، مگر مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور دیگر احباب کے مشورے سے میں الگ ہو گیا۔ آج اس کے متعلق ایک دو واقعات اور سناتے ہیں۔ پہلے قادیانی اخبار الفضل کی خوشی کے چند فقرات سنا لیں۔ اڈیٹر صاحب الفضل لکھتے ہیں:

مولوی ثناء اللہ صاحب کو ایک معمولی مقابلے میں جو ناکامی ہوئی ہے اس نے ان کی حیثیت کو بالکل نمایاں کر دیا امرت سر کی میونسپل کمیٹی کی ممبری کے لئے اس سال مولوی صاحب بڑے طمطراق سے کھڑے ہوئے اور اس کے لئے سرتوڑ کوشش کی (بالکل جھوٹ) لیکن چونکہ ان کے مدمقابل ایک ذی اثر بیرسٹر تھے اس لئے بڑی حیل وحجت کے بعد اور کامیابی کی کوئی صورت نہ دیکھتے ہوئے مولوی صاحب کو امیدواری سے دست بردار ہونا پڑا۔

(اس کے ثبوت میں اخبار وکیل امرتسر سے ایک دو فقرے نقل کئے ہیں جن کا جواب اہلحدیث مورخہ ۲۱ جنوری میں دیا گیا ہے)

جواب: مفصل جواب مع دستخطی درخواست ممبران وفد جو میرے پاس آئے تھے جن میں آپ کے ذی اثر بیرسٹر بھی تھے پہلے درج ہو چکا ہے۔

آج وہ فقرات خاص ہم نقل کرتے ہیں جو وفد کے سرگروہ حاجی نور احمد سوداگر چرم میونسپل کمشنر امرتسر نے فرمائے تھے۔ حاجی صاحب جب سوداگران چرم کے ساتھ دفتر اہل حدیث میں آئے تو مجھے مخاطب کر کے آپ نے فرمایا:

مولوی صاحب! آپ دینی کام میں ایسے مصروف ہیں کہ شب و روز آپ کو فرست نہیں کہیں غیر مسلموں آریوں وغیرہ سے مقابلہ ہے کہیں مرزائیوں وغیرہ سے مباحثہ۔ آپ جواب ممبری میں شریک ہونے لگے ہیں تو بسم اللہ شریک ہو جیئے مگر اپنی خدمت کے لئے ہم کو کوئی اور اپنے جیسا آدمی دیجئے تا کہ ہم مسلمانوں کی دینی ضرورت نہ رک جائے۔

مولوی صاحب! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میونسپل کمیٹی کی ممبری میں آپ کا بہت وقت لگے گا جس سے آپ کے مشاغل دینیہ کو سخت نقصان پہنچے گا جو ہم مسلمانوں کو کسی طرح گوارا نہیں۔ (میں ان فقرات کی تصدیق کرتا ہوں نور احمد)

حاجی نور احمد صاحب کی تصدیق درج ہے۔ مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور دیگر ممبران وفد نے بھی حاجی صاحب موصوف کی تائید کی۔ اور ایک درخواست تحریری میرے سامنے پیش کی جو اہل حدیث مورخہ ۲۱۔ اپریل میں درج ہو چکی ہے۔ان فقرات کے معانی پر جب میں نے خود بھی غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میونسپل کمیٹی کے فرائض میرے دینی اور علمی مشاغل سے بیشک متصادم ہوں گے۔ نیز مجھ کو مولوی عبدالقادر صاحب قصوری کا وہ مخلصانہ مشورہ بھی یاد آیا جو انہوں نے بوقت میرے انتخاب کے خلافت کمیٹی میں مجھے کہا تھا کہ آپ کے مشاغل علمیہ سے ان مشاغل کو تصادم ہوگا جس سے مشاغل علمیہ اور خدمات دینیہ کو نقصان پہنچے گا۔

سب واقعات ذہن نشین کر کے میں نے معزز وفد کی عزت رکھنے کو درخواست واپس لے لی۔ تو بتایئے کہ یہ میری حیثیت علمی اور خدمت دینی کا ثبوت ہوا یا نفی ہوئی۔ سچ ہے:

گل ست سعدی و در چشم دشمناں خارست

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵۔مئی ۱۹۲۲ء۔ ۷ رمضان ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۲۷۔ص ۴)

جلسہ قادیان کا اثر گردونواح پر

جناب مولوی محمد امین واعظ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس، لکھتے ہیں:

میں قادیان کے اسلامی جلسہ (جو مرزائی خیالات کی تردید کے لئے تھا) سے فارغ ہو کر مقام، بہادر حسین، پہونچا۔ میں محمد دین نے بیان کیا کہ یہاں کے مرزائی بھی اسلامی جلسہ کے اثر کی وجہ سے خاموش ہو گئے ہیں، آپ بھی ذرا مرزائی عقاید کی تردید کریں میں وعظ بیان کیا مرزا صاحب یہودی صفت انسان تھے (بحوالہ کشتی نوح ص ۱۶، ایام صلح ص ۶۵) بعد وعظ مرزائیوں نے اسی مضمون کے ثبوت کے لئے تحریر کردہ کہ کاذب سچے کا عقیدہ اختیار کرے۔ موضع مسانیاں کے لوگ یہاں آئے تھے انہوں نے کہا اب ان کو بعد اسلامیہ جلسہ کے دوبارہ ذلت ہوئی ہے ایسا ہی میاں حسن علی امام مسجد

ڈلہ نے بیان کیا کہ ہمارے گاؤں کے مرزائی اب جنگ و جدل کی تیاری کرتے رہتے ہیں بعد شرمندگی کی ۔ ایسا ہی قصبہ فتح گڈھ چوڑیاں ..اور دھرم کوٹ وغیرہ کے لوگوں نے بیان کیا اور دعا کرتے تھے کہ خدا تعالی اس اسلامی جلسہ کو قائم رکھے ۔ جس قدر مرزائیوں نے سال بھر کوشش کی تھی اس ایک ہی جلسہ نے اس کا خاتمہ کر دیا ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ ۔ مئی ۱۹۲۲ء ۔ ۷ رمضان ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۲۷ ۔ ص ۵)

نزول عیسی من السماء

مرزا صاحب قادیانی نے کئی ایک جگہ دعوی سے لکھا ہے کہ حضرت عیسی کے نزول میں آسمان سے آنے کا لفظ نہیں ان کی تردید کرنے کو سب سے پہلے میں نے مباحثہ مالیر کوٹلہ میں امام بیہقی کی کتاب الاسماء سے حدیث سنائی تھی جس کے جواب میں مناظر فریق ثانی (حافظ روشن علی) نے کہا کہ کتاب الاسماء میں اس روایت کے ساتھ لکھا ہے ۔ رواہ البخاری ۔ حالانکہ بخاری میں یہ روایت (من السماء والی) نہیں ہے اس کا جواب اس وقت اور اس کے بعد اہل حدیث میں بھی دیا گیا کہ رواہ البخاری سے مراد اصل مضمون کی تائید ہے نہ کہ کل لفظوں کی ۔ مگر احمدی جماعت کی خاص خصوصیت یہ ہے کہ کسی غلط سے غلط عذر کو بھی نہیں چھوڑا کرتے بلکہ اس کو ساری کوشش سے تازہ کرتے رہتے ہیں چنانچہ یہی سوال مولوی جلال الدین نے قادیان کے رسالہ (ریویو) میں لکھا جس کا جواب مولوی محمد امین کی طرف سے درج ذیل ہے (ثناءاللہ)

آج ایک سوال کا جواب عرض کرتا ہوں جو کہ حال ہی میں مولوی جلال الدین سیکھوانی نے ریویو میں کتاب الاسماء للبیہقی میں رواہ البخاری کی نسبت شائع کیا ہے ۔

امام بیہقی کے رواہ البخاری لکھنے سے یہ سمجھنا کہ یہ روایت عین بخاری میں ہونی چاہیے ایسا سمجھ کر تلاش کرنا غلط ہے کیونکہ یہ کتاب خود مسند ہے نہ مخرج رواہ البخاری کا محض تائید مضمون ہے نہ وجود الفاظ بعینہ و بتامہ ۔ ثبوت سنیئے

مستخرجات الفیہ مطبوعہ فاروقی دہلی:

و الاصل یعنی البیهقی و من عزا
و لیت اذا زاد الحمیدی میزا

اس شعر پر حاشیہ یہ ہے:

ا لا ما م ابو بکر ا حمد بن الحسین البیهقی با لاسکان للوزن او نیة الوقف نسبت البیهقی قری مجمتمة بنوا حی نیسا بور فی السنن الکبری و المعرفة و غیر هما ۔ و من عزا ، ای نسب الی الشیخین او ا حد هما کا لا مام ابی محمدالحسین بن مسعود البغوی فی شر ح السنه کا نه قیل فا لبیهقی و البغوی و غیر هما یر وون الحد یث باسا نید هم ثم بعز و هم اصل الحد یث لا عز و الفا ظ ۔ فتح الباقی (خلاصہ ترجمہ: امام بیہقی وغیرہ حدیث کو اپنی سند سے روایت کرتے ہیں پھر انکی دوسری طرف نسبت کرنے سے مراد مضمون حدیث ہوتا ہے نہ الفاظ)۔

یعنی ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دوسری کتابوں میں ہمارے مضمون کی تائید ملتی ہے نہ یہ کہ جو الفاظ ہم نے اپنی کتاب میں بیان کئے ہیں وہ سب کے سب دوسری کتاب میں موجود ہیں۔ اس قاعدہ کے ہوتے ہوئے دوسری کتابوں سے بعینہ انہی الفاظ کو تلاش کرنا اصول ناواقفی ہے۔

مزید سنئے: تدریب الراوی صفحہ ۳۳۔ الثالثہ۔

الکتب المخر جه علی الصحیحین لم یلتز م فیما موا فقهما ای الصحیحین فی ا لا لفا ظ لا نهم یر وو ن با لا لفا ظ التی وقعت لهم عن شیو خهم فحصل فیها تفاوت قلیل فی ا للفظ و فی المعنی اقل و کذا ماروا ه البیهقی فی السنن و المعرفة و غیر هما و البغوی فی شر ح السنه و شبههما قا ئلین رواه البخاری او مسلم وقع فی بعضه ایضاً تفاوت فی المعنی و فی ا لا لفا ظ فمراد هم بقو لهم ذلك ا نهما انما رو تا ا صله ای

اصل الحد یث دو ن ا للفظ الذی اوردہ و حینئذ فلا یجوز
لك ان تنقل منهما ای من الکتب المذ کورہ من المستخر جا ت
و ما ذکر حد یثاً و تقو ل فیه هو کذا فیهما ای الصحیحین ا لا
ان تقا بله بهما او یقو ل المصنف ا خر جا ہ بلفظه بخلا ف
المختصرات عن الصحیحین فا نهم نقلوا فیهما الفا ظهما عن
غیر زیادۃ و لا تغییر ۔

یعنی امام بیہقی و بغوی اور جو ان کی ما نند ہیں جب یہ کہیں کہ رواہ البخاری و مسلم، اس کو بخاری اور مسلم نے روا یت کیا، اس کا مطلب یہ ہوتا کہ بخاری و مسلم میں اس کا (ہماری بیان کردہ حدیث کا) مضمون ملتا ہے، نہ یہ کہ بخاری و مسلم میں یہی الفا ظ موجود ہیں (ایسا سمجھنا جہالت) ۔ اس قا عدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے بخاری وغیرہ میں الفا ظ بعینھا تلاش کرنا اصولی بےخبری ہے یا عناد، یا لوگوں کو دھوکہ دینا مقصود ہے ۔

اور سنئے :

ما تقد م عن البیهقی و نحوہ من عز و الحد یث الی الصحیح
فا لمراد اصله ۔ (تدریب الراوی ۔ ص ۳۴)

محمد امین واعظ اہل حدیث کانفرنس

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ ۔ مئی ۱۹۲۲ء مطابق ۷ رمضان ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۲۷ ۔ ص ۵ ۔ ۶)

مباحثہ موضع بھینی کھاڈر

ضلع گورداسپور میں ایک موضع بھینی کھا ڈر ہے ۔ اس میں مرزا ئیوں سے ایک مباحثہ ہے جس کا کچھ ذکر ۱۶ دسمبر کے اہل حدیث میں ہو چکا ہے ۔ آج اسی گذشتہ مضمون کا بقیہ درج ہوتا ہے ۔ مولوی عبداللہ مرزا ئیوں کی طرف سے اور خاکسار ابراہیم (ٹھیکہ دار بھٹیاں ضلع گورداسپور) مسلمانوں کی طرف سے ۔

مولوی عبداللہ مرزائی :

آپ لوگ ہم پر افتراء باندھتے ہیں کہ مرزا جی، حضرت عیسی کی توہین کرتے ہیں اگر

آپ ثابت کر دیں تو میں مرزائیت سے توبہ کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔

ابراہیم ٹھیکہ دار:

حضرات! مولوی عبداللہ چونکہ توبہ کرنے کا اقرار کر چکے ہیں لہذا یہ کتاب مرزا جی کی پیش کرتا ہوں۔ سنئے کشتی نوح کے صفحہ ۱۶ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کرایا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو؟ پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم ہیں نہ قابل اعتراض۔

اس عبارت میں عیسیٰؑ کی شخصیت پر یہ حملہ کیا گیا ہے کہ آنجناب کی پیدائش زنا کے حمل سے تھی۔ اور پبلک کو آپ سے بداعتقادی پیدا کرنے کے لئے کیسی چال چلی گئی

مولوی عبداللہ مرزائی:

یہ وہ حمل ہے جو خدا کے کن سے ہوا تھا نہ کہ زنا کا، لہذا یہ آپ کی ہتک نہیں

ابراہیم ٹھیکہ دار:

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

لیجئے جناب اسی کشتی نوح کے اسی صفحہ میں مرزا صاحب قادیانی یوں گویا ہوتے ہیں:

یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی

کیوں صاحب اب بھی کہو گے کہ وہ حمل ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ اب تو آپ کے کرشن جی نے کھول کر بتا دیا کہ حضرت عیسی کے اور حقیقی بھائی اور بہنیں بھی تھیں۔ اور وہی ہوتا ہے جو ماں باپ ایک سے ہوں۔ ذرا کشتی نوح کو اچھی طرح دیکھو۔ حمل کے بعد اور نکاح کے بھی قائل ہیں۔ عبارت مذکورہ بالا وغیرہ سے مرزا جی نے حضرت عیسی کی خاندانی حیثیت بری بتلا کر یہودیوں کے بھی کان کتر ڈالے۔ دیکھئے یہود کے قول کو کہ اللہ تعالی نے اپنے کلام میں نقل کیا ہے۔ وہ کہتے تھے یعنی حضرت مریم کو ما کان ابوك امرء سوء و ما کانت امك بغیاً یعنی

اے مریم تیرا باپ برا نہ تھا اور تیری ماں زانیہ تھی۔مگر مرزا جی مریم صدیقہ کی ماں زانیہ بتلا کر آ ک کی کسر شان چاہتے ہیں فرماتے ہیں:

حضرت عیسی کی تین دادیاں اور نانیاں زنا کار تھیں۔(ضمیمہ انجام آتھم)۔

دیکھئے! یہود تو حضرت موصوف کی نانی کو پاک دامنہ بتائیں اور مرزا جی زانیہ بلکہ نانی کی نانی اور دادی کی دادی تک پہنچے۔

کبرت کلمة تخرج من افواهھم کیا ٹھیک ہے۔

ہمارے پنجاب میں مثل مشہور ہے اونٹ بیس کوس اور بوتی تیس کوس۔

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں:

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسی کجا ست تا بنہد پا بمنبرم

مولوی عبداللہ مرزائی:

مرزا نے جو کشتی نوح میں حمل کے متعلق لکھا ہے انجیل سے لکھا ہے۔

ابراہیم ٹھیکہ دار:

لیجئے انجیل موجود ہے دکھایئے ہم ماننے کو تیار ہیں۔

بس اتنا کہنا تھا کہ آپ زبان لبوں پر پھیرنے لگے اور کہا کوئی اور تاریخ دو۔ میں نے کہا آپ وعدہ کے مطابق توبہ کریں۔مرزائی صاحب نے توبہ سے انکار کر دیا ،مجلس نے ڈگری کامیابی کی خاکسار کو دی جو یہ ہے:

علی محمد نمبر دار گھوکلہ۔چوہدری نواب دین بھینی کھاڈر، چوہدری محمد بخش احمد بخش سکنہ مذکور، عمر الدین باگڑیاں، میاں امام الدین باگڑیا۔ہم سب مل کر فیصلہ دیتے ہیں کہ مولوی ابراہیم صاحب نے اپنے دعوی کو ثابت کیا اور مولوی عبداللہ مرزائی مولوی نے توبہ سے انکار کیا اور ناکام رہا۔

مرسلہ: محمد ابراہیم ٹھیکہ دار بھٹیاں ضلع گورداسپور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ مئی ۱۹۲۲ء: ۱۴ رمضان ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹۔نمبر ۲۸ ص ۳)

قادیانی انعام کی حقیقت

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جب سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے براہین احمدیہ میں انعامی اشتہار دیا ہے مرزائی امت کے حق میں فرض یا کم سے کم سنت موکدہ ہو گیا کہ وہ بھی انعامی اشتہار دیا کریں باقی رہالینا دینا سو کچھ بات نہیں

لینے دینے کے سر خاک ڈالو پاک محبت اچھی ہے

چنانچہ اسی سنت موکدہ کی پیروی میں اخبار الفضل مورخہ ۸ مئی ۱۹۲۲ء میں اہل حدیث کے دو نامہ نگاروں کے لئے پچاس پچاس کے انعام شائع ہوئے ہیں۔ ایک مولوی میر محمد صاحب بھانبڑی کے لئے دوسرا بابو حبیب اللہ امرتسری کے لئے۔ ان دونوں انعاموں کی بابت تو دونوں صاحب جواب دیں گے (انعام داخل کرو:

میں تو اس کے متعلق اتنا ہی کہنا کافی جانتا ہوں کہ کتاب الیواقیت والجواہر مطبوعہ مصر کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے طبع بالمطبعۃ المیمنیۃ علی نفقۃ مسطفی البابی الحلبی واخویہ

سید علی باب ایرانی کے دعاوی کے ماننے والے لوگوں کو بابی کہتے ہیں پس آپ پر لازم ہے کہ مبلغ پچاس کی انعامی رقم انجمن اسلامیہ قادیان میں دے کر منشی مہر الدین صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ کی دستخطی رسید میرے نام ارسال کر دیجئے ،حبیب اللہ کلرک امرتسر) ہم اپنے انعام کی بابت پوچھتے ہیں کہ وہ کیوں آج تک نہیں ملا، یا کیوں جمع نہیں کرایا۔ یاد نہ ہو تو سنو

قاضی ظہور احمد اکمل قادیانی نے جو اعلان کیا تھا کہ اہل حدیث اگر اپنا دعوی بابت حدیث دجال ثابت کر دے، تو ہم مبلغ تین سو روپیہ اس کو انعام دیں گے۔ اس کی منظوری ۲۴ فروری کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں دی گئی جس کے جواب میں بجائے روپیہ جمع کرانے کے ۹ مارچ کے الفضل میں لکھ مارا کہ تم بھی تین سو انعامی جمع کراؤ۔ جس کے جواب میں اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۲۲ء میں لکھا گیا کہ تین سو جمع کرانا مجھ پر فرض نہیں، تاہم میں یہ معاملہ بھی منصف کے سپرد کر دوں

گا اگر منصف فیصلہ کر دے گا کہ مجھے بھی جمع کرانے آتے ہیں، تو اسی مجلس میں جمع کرا کر اصل امر کا فیصلہ کرایا جائے گا۔ اس کے بعد ۲۸۔ اپریل کے اہل حدیث میں پھر تقاضا کیا گیا لیکن آج تک:

چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند

قادیانی ممبرو! وعدہ کر کے پھر جانا تمہارے ہاں احکام شرعیہ میں کون سا درجہ رکھتا ہے۔

سنو! ہم آئندہ ایک انعامی مضمون لکھیں گے جس کے واقعات کی تردید کے لئے ایک سو روپیہ انعام رکھیں گے۔ اور تمہارے کہنے پر مسلمہ فریقین امین کے پاس جمع کرا دیں گے۔ اور تمہارے پیش کردہ ثالثوں میں سے ایک کو ثالث بھی مان لیں گے۔ سنو اس مضمون کا عنوان ہوگا:

مرزا صاحب فن روائت میں خائن تھے۔

یہ ہمارا نوٹس ہے تاکہ تم ابھی سے کمر کس لو۔ دیکھو ہماری بہادری کہ پہلی رقم بھی فوراً جمع کرا کر رسید تم کو بھیج دی تھی جو آج تک تم نے نہ رقم لی، نہ رسید ہم کو واپس دی۔ نہ ہم نے رسید طلب کی کیونکہ ابھی تک اس نزاع کو زیر بحث جانتے ہیں۔

اس لئے ہم نے جس مضمون کے لئے تین سو انعام جمع کر دیا تھا وہ ہنوز بحال ہے۔ مگر تعجب ہے کہ امت مرزائیہ نہ ہم سے انعامی روپیہ وصول کرتی ہے، نہ اپنے نبی کو ہمارے الزام سے منصف کے سامنے بری کرتی ہے۔ سچ ہے

و لن يصلح العطار ما افسد الدھر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ مئی ۱۹۲۲ء۔ ۲۱ رمضان ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۲۹ ص ۳)

انعامی مضمون یک صد روپیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ پرچہ میں جس انعامی مضمون کا ہم نے اعلان کیا تھا وہ بحولہ وقوتہ آج شائع کرتے ہیں۔

اہل علم جانتے ہیں کہ علماء اسلام میں باوجود اختلاف مسائل کے ایک دوسرے کی دیانت پر بھروسہ کیا جاتا تھا۔ آئمہ اربعہ کے مقلدین گو جدا جدا مذہب رکھتے ہیں مگر دیانت اور صداقت کے لحاظ سے ایک دوسرے کی روایات کو قبول کرتے چلے آئے ہیں کیونکہ فن روایت میں راست گو صداقت شعار تھے کسی مخالف مذہب کی مخالفت اور بات ہے اس کی دیانت اور راست گوئی اور چیز ہے یہاں تک کہ محدثین کا اصول ہے کہ کوئی شیعہ بھی اگر دیانتدار راست گو ہے تو اس کی روایت بھی اگر اسکی مذہبی بدعات کی تائید میں نہ ہو تو قبول کی جائے کیونکہ روایت کی قبولیت اس کی صداقت پر مبنی ہے ہمارا دعوی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی روایت بیان کرنے میں ایک شیعہ جتنے بھی معتبر راوی نہ تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ مرزا صاحب اگر کسی حدیث کو بیان کریں تو صرف ان کے الفاظ پر بھروسہ نہ کیا جائے تاوقتیکہ اصل کتاب کو نہ دیکھا جائے۔ یہی معنی ان کے خائن اور بے اعتبار ہونے کے ہیں۔

محدثین متاخرین میں حافظ ابن حجر اور علامہ عینی حنفی اپنے اپنے مذہب کے بڑے حامی ہیں مگر فن روایت میں ان کا اعتبار ہے ان کی مخرج حدیث پر مدار کار رکھا جاتا ہے لیکن ہمارا پنجابی نبی باوجود ادعاء نبوت و رسالت کے اس قابل نہیں کہ ان کی روایت پر مدار رکھا جائے تاوقتیکہ اصل کتاب نہ دیکھی جائے

یہ ہے ہمارا دعوی جس کا ثبوت ہمارے ذمہ ہے۔ پس سنئے:

مرزا صاحب آنجہانی نے دعوی کیا ہے کہ حضرت عیسی کے نزول کے متعلق آسمان کا لفظ کسی حدیث میں نہیں آیا چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

و العجب من القوم انهم يفهمون من نزول عيسى نزوله من السماء و يزيدون لفظ السماء من عندهم و لا تجد اثراً منه في حديث۔ (حمامۃ البشریٰ۔ص۱۸)

یعنی تعجب ہے علماء اسلام حضرت عیسی کے نزول سے سمجھتے ہیں کہ وہ آسمان سے اتریں گے اور سماء کا لفظ اپنے پاس سے زیادہ کرتے ہیں اور تم کسی حدیث میں اسکا نشان نہ پاؤ گے۔

یہ ہے مرزا صاحب کا دعوی ۔ بہت خوب ! اس دعوی کو ہم چنداں موردعتاب نہ بناتے بلکہ معمولی عدم علم پر مبنی قرار دے دیتے اگر مرزا صاحب کی دوسری عبارات اسی کتاب میں نہ ہوتیں آپ اسی کتاب حمامۃ البشری کے صفحہ ۸۸۔۸۹ پر جو لکھتے ہیں وہ قابل غور ہے۔فرماتے ہیں:

فی حدیث ابن عباس قال سمعت رسول الله ﷺ یقول ینزل اخی عیسی ابن مریم علی جبل افیق اماما هادیاً حکماً عادلًا بیده حربة تقتل الدجال تضع الحرب اوزارها

یعنی ابن عباس نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے حضرت عیسی امام عادل ہو کر اتریں گے۔ وغیرہ

کتاب کنز العمال کی ساتویں جلد صفحہ ۲۶۸ ، اور مختصر کنز بر حاشیہ مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۵۶ پر یہ حدیث موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

ینزل اخی عیسی بن مریم من السماء علی جبل افیق اماماً عادلًا

اس حدیث میں آسمان سے اترنے کا لفظ صاف ہے ۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اسی حدیث کو نقل کرتے ہیں مگر سماء کا لفظ ہضم کر جاتے ہیں کیونکہ ان کے دعوی مندرجہ اسی کتاب حمامۃ البشری صفحہ ۱۸ کے خلاف ہے ۔ کیا ایسا شخص جو حدیث کے کسی لفظ کو اپنے دعوی کے برخلاف پا کر چھوڑ جائے پھر اس طرفہ پر یہ طرہ کہ غرائے اور دعوے سے کہے کہ کسی حدیث میں لفظ سماء کا نہیں ملتا ۔ انصاف سے کہنا ایسا شخص فن روایت میں صادق ہے یا خائن؟

احمدی دوستو!

آپ ہی اپنے ذرہ جور و ستم کو دیکھو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ مئی ۱۹۲۲ء مطابق ۲۸ رمضان ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۳۰ ص ۳)

بقیہ: مباحثہ سرگودھا

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

جواب نمبر۴، از احمدی

میر محمد اسحاق نے عدم ختم نبوت پر دلیل دیتے ہوئے کہا کہ

علاوہ ازیں نبوت خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کی آیت اور حدیث سے بند نہیں کیونکہ یہ آیت ۵ ہجری میں نازل ہوئی اور ادھر ۹ ھ میں رسول کریم ﷺ کے گھر ابراہیم صاحبزادہ پیدا ہوا اور وہ ستر روز کے بعد فوت ہوا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا

لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً۔(ابن ماجہ ج۱)

یعنی میرے بیٹے ابراہیم کے نبی ہونے میں صرف اس کی موت روک بنی ورنہ اگر رہتا تو ضرور نبی ہو جاتا۔

صاحبان اگر آیت خاتم النبیین نبوت کی روک ہو تو رسول کریم ﷺ یہ کیوں فرماتے کہ اگر زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ بلکہ جب آیت خاتم النبیین اتر چکی تھی تو پھر اگر ابراہیم زندہ رہتے تب بھی نبی نہ بن سکتے تھے کیونکہ رسول کریم ﷺ اگر خاتم النبیین سے نبوت بند سمجھتے تو یوں فرماتے

لو عاش ابراھیم لما کان نبیاً

کیونکہ نبوت بند ہے اور آیت ختم النبیین اتر چکی ہے اس لئے یہ لڑکا زندہ بھی رہتا تب بھی نبی نہ ہوتا۔

لیکن رسول کریم ﷺ نے برخلاف اس کے یہ فرمایا کہ اس کی موت ہی اس کے نبی ہونے میں روک ہوئی۔ ورنہ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی روک نہیں۔ غرض یہ حدیث آپ کے بعد نبی آسکنے کی بڑی زبردست دلیل ہے۔(تشحیذ الاذہان۔ اگست)

جواب الجواب از محمدی

حد ثنا عبد القدوس بن محمد ثنا دا ئود بن شبیب البا ھلی ثنا ابرا ھیم بن عثما ن ثنا الحکم بن عتیبه عن مقسم عن ابن عباس قا ل لما ما ت ابرا ھیم بن رسو ل الله ﷺ صلی علیه رسو ل الله و و قا ل ان له مر ضعاً فی الجنة و لو عا ش لکا ن صدیقاً نبیاً و لو عا ش لعتقت اخوا له القبط و ما استرق قبطی ۔

(تر جمہ ۔ جب ابرا ہیم فوت ہو گئے تو آ پ نے اس پر نماز پڑھی اور فر ما یا جنت میں ان کو دودھ پلا یا جا تا ہے اور اگر یہ زند ہ رہتا تو صدیق اور نبی ہو تے اور اگر یہ زند ہ رہتا تو ان کے ننہال کے لوگ قبطی آ زاد کئے جا تے اور کوئی قبطی غلا می میں نہ لیا جا تا ۔ (رفع العجا جۃ ج ۱ص ۵۱۰)

میں کہتا ہوں کہ یہ روا یت غیر معتبر ہے کیونکہ اس روا یت کی سند میں ایک راوی ابرا ہیم بن عثما ن ابو شیبہ ہے جو ثقہ نہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل کتابوں میں لکھا ہے

رفع العجا جۃ جلد ا صفحہ ۵۱۰ پر لکھا ہے

اس حد یث کی صحت میں محد ثین کو کلام ہے اس کی اسناد میں جو ابو شیبہ ابرا ہیم بن عثما ن قاضی واسط کا وہ منکر الحد یث ہے

میزان الاعتدال میں ذہبی نے لکھا ہے کا ذب کہا ہے اس کو شعبہ نے ۔ روا یت کیا ہے عثما ن دارمی نے ابن معین سے کہ نہیں ہے ابرا ہیم ثقہ اور کہا احمد نے کہ ضعیف ہے اور بخاری نے کہ سکوت کیا ہے نقا دین ر جا ل نے اس سے اور کہا نسائی نے کہ متروک الحد یث ہے ۔ دیکھو کتاب امداد السنۃ ۔ طبع مطلع نور ۔ کان پور صفحہ ۳۷

عمدہ القا ری شر ح صحیح بخاری میں عینی لکھتے ہیں

اور ابو شیبہ ابرا ہیم بن عثما ن الکو فی قاضی واسط جد ابی بکر بن ابی شیبہ کا ہے کا ذ ب کہا ہے اس کو شعبہ نے اور ضعیف کہا اس کو احمد اور ابن معین اور بخاری اور نسا ئی و غیر ہ نے ۔ دیکھو امداد السنۃ صفحہ ۳۴

تہذیب الکمال مصنفہ ابی حجاج المزی میں لکھا ہے

ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان اس سے مناکیر ہیں کہ انہیں مناکیر میں سے یہ حدیث ہے کہ تحقیق حضرت ﷺ پڑھتے رمضان مین بیس رکعت اور وتر اور تحقیق ضعیف کہا ہے اس کو احمد اور ابن معین اور بخاری اور نسائی اور ابو حاتم رازی اور ابن عدی اور ابو داؤد اور ترمذی اور احوص بن الفضل الملائی نے اور کہا ترمذی نے کہ اس حدیث میں منکر الحدیث ہے اور کہا جرجانی نے حافظ الحدیث ہے اور کہا ابو علی نیشا پوری نے کہ قوی نہیں ہے اور کہا صالح بن محمد بغدادی نے کہ ضعیف ہے نہیں لکھی جاتی حدیث اس کی اور کہا معاذ عنبری نے کہ لکھا میں نے طرف شعبہ کے کہ پوچھتا تھا میں شعبہ سے آیا روایت کروں میں ابراہیم ابن شیبہ سے پس کہا شعبہ نے کہ نہ روایت کر تو اس سے پس تحقیق وہ مرد برا ہے۔ (امدادالسنۃ۔ص ۳۶)

مسک الختام شرح بلوغ المرام چھاپہ نظامی جلد اصفحہ ۲۸۷ میں ہے

ابی شیبہ ضعیف کیا اس کو احمد اور ابن معین اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی وغیرھم نے اور کاذب کہا اس کو شعبہ نے اور کہا ابراہیم نے نہیں ہے ثقہ۔

ان تحریروں سے معلوم ہوا کہ ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ قاضی واسط کا ضعیف راوی ہے جھوٹا ہے، منکر الحدیث ہے، متروک الحدیث ہے۔ امام یحیٰ بن معین، بخاری نسائی ابو حاتم رازی ابن عدی ابو داؤد ترمذی الاحوص بن الفضل العلائی جیسے اماموں نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ پس احمدی مناظر کی پیش کردہ روایت غیر معتبر ثابت ہوئی اور اس سے استدلال کرنا بے جا ہے۔

احمدی مناظر کی تحریروں کا ردّ کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکلا کہ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے یہ مراد ہے کہ آپ آخر النبین ہیں۔ یعنی یہ کہ سب نبیوں کے پیچھے مبعوث کئے گئے ہیں اور آپکے بعد کسی کو منصب نبوت (تشریعی وغیر تشریعی) نہ ملے گا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ شوال ۱۳۴۰ھ ۲ جون ۱۹۲۲ء۔ جلد ۱۹ نمبر ۳۱ ص ۳۔۴)

مباحثہ سیالکوٹ

مولانا محمد عبدالمجید خادم سوہدروی لکھتے ہیں:

کل قادیانی پارٹی کے اخبار فاروق مطبوعہ ۱۵ شعبان ۱۳۴۰ھ میری نظر سے گذرا اور سب سے پہلا مضمون جسے میں نے بغور مطالعہ کیا وہ مباحثہ سیالکوٹ تھا جس پر مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے پورے سترہ کالم سیاہ کئے ہوئے تھے جس سے صرف ٦ مارچ والے مباحثہ کو (جو حضرت مولانا و استاذنا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی سے ہوا تھا) زیر نظر رکھ کر حسب عادت مستمرہ حکایات گذشتہ و داستان پارینہ کا اعادہ مقصود تھا مضمون کو طولانی بنانے کے لئے فاتح قادیان اور سحبان ہند کے چند سابقہ مناظروں کا تذکرہ کرنے کے بعد سب سے زیادہ جس بات پر زور دیا گیا وہ حنفی بھائیوں خصوصاً پیر حیات محمد کی ذات اور پیر جماعت علی شاہ علی پوری کے مریدوں کو کوسنا تھا احمدی مولوی اس بات پر بڑا ناراض تھا کہ حنفیوں نے سیالکوٹ میں مجھے بلایا اور اپنے ساتھ مناظرے کو کہا اس لئے میں دوڑتا ہوا آیا مگر مجھے دھوکا دے کر مولوی ابراہیم صاحب اہل حدیث کے پیش کر دیا نیز احمدی مولوی اس بات سے ناراض ہے کہ حنفیوں نے اپنے اخبار الفقیہ میں اس مباحثہ کو ذکر کر کے مولوی ابراہیم صاحب کی توصیف کیوں کی ہے چنانچہ اس کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

> قبل از شروع مباحثہ محمد سلطان نمبر دار ہموسان نے کھڑے ہو کر پیر حیات بابا کے متعلق سابقہ گفتگو کو جو بطور قرارداد تھی دہرایا جس کی بنا پر مکرمی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے اٹھ کر فرمایا کہ اس قرارداد کی بنا پر اب چاہیے کہ پیر حیات بابا ہمارے مقابلہ میں مباحثہ کے لئے اٹھے۔ نہ یہ کہ مباحثہ کے لئے بجائے اتنے حنفی علماء کے ہوتے ہوئے مولوی ابراہیم سیالکوٹی کو جو حنفی نہیں بلکہ فرقہ اہل حدیث سے ہیں پیش کیا جائے پھر پیر حیات بابا کے متعلق کہا گیا کہ کہاں ہیں؟ ذرا اٹھ کر اپنی شکل تو دکھا دیں لیکن انہوں نے پردہ خفت و ذلت کا نقاب منہ پر ڈالے ہوئے انکار ہی رکھا اور

ایسے ہی دیگر حنفی علماء کے انکار از مباحثہ کے سبب ہم نے مولوی ابراہیم صاحب کے ساتھ ہی مباحثہ کرنا منظور کر لیا (مگر بڑی مشکل سے)...لیکن اب مجھے حیرت ہے کہ حنفی نامہ نگار کو (الفقیہ میں) رپورٹ لکھنے سے شرم نہ آئی؛ ہاں مباحثہ کی رپورٹ کوئی اہل حدیث لکھتا تو بات بھی تھی لیکن رپورٹر کا حنفی ہو کر اور جماعت علی شاہ کا مرید ہو کر پھر رپورٹ لکھنے کے لئے قلم ہاتھ میں لینا اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹنا اور اپنے ہاتھ سے اپنی ذلت کے سوداکے ساتھ اپنا منہ کالا کرنا ہے اس لئے کہ مباحثہ تو پیر حیات بابا سے قرار پایا ہوا تھا جو حنفی بھی تھا اور جماعت علی شاہ کا مرید بھی۔اب بجائے اس کے کہ پیر حیات بابا یا کوئی اور حنفی مولوی مباحثہ کے لئے میدان میں نکلتا مولوی ابراہیم صاحب اہل حدیث کو اپنی جگہ پیش کرنا کیا اس سے حنفیوں کی ناک کا کچھ باقی رہتا ہے اور کیا یہ ان کے لئے کچھ کم ذلت ہے؟ کیا مولوی ابراہیم صاحب کے پیش کرنے سے اور اپنا قائم مقام بنانے سے جماعت علی شاہ کے مریدوں نے خصوصاً اور دوسرے حنفی مولویوں نے عموماً عملاً اس بات کا اعلان نہیں کیا کہ احمدیوں کے ساتھ مباحثہ کرنے کا جماعت علی شاہ کے مریدوں اور دوسرے حنفیوں سے کسی کو بھی حوصلہ نہیں۔اور یہ کہ وہ سب کے سب مردے اور صرف نام کے مولوی اور گھروں میں لاف وگزاف مارنے والے ہیں اور احمدیوں کے ساتھ مباحثہ اور مقابلہ کرنے کی ان میں سے کسی کو بھی تاب نہیں ورنہ کیا سبب تھا کہ اتنے حنفی علماء کے ہوتے ہوئے کہ جن میں بعض جماعت علی شاہ کے مرید بھی تھے کسی ایک کو بھی حوصلہ نہ ہا کہ وہ احمدیوں کے ساتھ مباحثہ کرتا۔آخر پیش کیا گیا تو ایسا مولوی جو نہ جماعت علی شاہ کا مرید ہے اور نہ حنفی بلکہ فرقہ اہل حدیث سے ہے کہ جسکو اپنی جگہ پیش کرنا انکے لئے کم ذلت نہیں اور ان کے پیر کا دشمن جانی اور ذلت کی وہ چھری یا آری ہے کہ جس نے ہر ایک حنفی مولوی اور جماعت علی شاہ کے ہر ایک مرید کی ناک کو جڑ سے کاٹ کر رکھ دیا اب ان حالات کے ہوتے ہوئے کسی حنفی اور جماعت علی شاہ کے مرید کے مباحثہ کی روئداد لکھ کر شائع کرانے کی

کوشش کرنا اپنے سب ہم مشربوں اور ہم مذہبوں کی ذلت اور ذلت کے ساتھ بینی بریدہ حالت میں دکھانے کے لیے اعلان کرنے کی کوشش ہے جو محض نامہ نگار کی سادگی ہے۔،

حضرات! یہ تھوڑا سا نمونہ ہے فاروق کی اس عبارت کا جو اس نے اپنے صفحہ ۳۔۴ میں لکھی ہے۔ اب آپ خود انصاف فرماویں کہ کیا اس سے احمدیوں کا مابین اہل حدیث و احناف بُغض و عناد اور پھوٹ و فساد ڈلوانا مقصود نہیں تو اور کیا ہے؟

میرے حنفی بھائیو! کیا تم میں سے کوئی فاروق کی اس عبارت اور طنز و تشنیع کا جواب دے گا؟ کہاں ہیں ملا ملتانی وزیر آبادی جو اہل حدیث کی مخالفت اور معاندت پر تلے بیٹھے ہیں وہ کیوں ایسے موقعہ پر معہ دو تین صندوق کتابوں اور سرکاری گارد و تھانیدار صاحب کے نہیں جا پہنچتے؟ کیا انہوں نے صرف اہل حدیث ہی کی دشمنی کا ٹھیکہ لے رکھا ہے؟

آہ! برادران ملت! تمہاری اس آپس کی مخالفت نے آج غیروں کو بھی تم پر ہنسنے کا موقعہ دے دیا کیا اچھا ہوتا کہ تم ایک ہوتے اور اس حدیث کی فلاسفی سمجھ جاتے جس میں فرمایا گیا ہے کہ تم ایک ہاتھ کی مثل ہو جس کی پانچوں انگلیاں مختلف ہیں مگر ضرورت پڑنے پر سب مل جاتی ہیں اور کام نکال لیتی ہیں۔

ارے تم اصول میں تو ایک تھے صرف فروعات میں اختلاف تھا کیوں صرف آمین رفع یدین پر مرے جاتے ہو آؤ اب بھی وقت ہے کہ ان اختلافات کو میٹ دو اور تمام نزاعات کو سمیٹ لو اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو تا کہ آئندہ تمہارے مخالفوں کو تم پر ہنسنے کا موقعہ نہ ملے۔

اڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں:

منطق کا اصول ہے کہ ماہیۃ مشترکہ میں غیرت نہیں ہوتی انواع اور اجناس سافلہ میں جو تمیز ہے وہ عالیہ میں منفی ہے۔ اس اصول سے مرزائیوں کے مقابلہ میں حنفی اور اہل حدیث کی تمیز نہیں وہاں سب ایک ہیں چنانچہ مرزا صاحب قادیانی زمانہ انتقال میں جب لاہور آئے تھے تو لاہور میں جتنے جلسے اون کی مخالفت کے ہوئے تھے اون میں حافظ جماعت علی شاہ صدر اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی مقرر ہوتے تھے۔

امرتسر میں جب مولوی غلام رسول راجیکی سے مباحثہ ہوا، تو علماء احناف کے ہوتے ہوئے قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند۔

ان سب سے بڑھ کر جلسہ قادیان ایک بڑی مثال ہے جہاں مختلف خیال کے علماء ایک فوج کی شکل میں قادیانی قلعہ پر گولہ باری کرتے ہیں، اور بیک زبان کہا کرتے ہیں

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ شوال ۱۳۴۰ھ ۲ جون ۱۹۲۲ء۔ جلد ۱۹ نمبر ۳۱ ص ۵)

خواص نبوت حقہ

(۱۰ فروری کے اہل حدیث میں صفحہ ۷ پر فیروز پوری نامہ نگار کا ایک مضمون خواص نبوت پر نکلا تھا، جس میں موصوف نے ثابت کیا تھا کہ مرزا صاحب نبوت کے مدعی تو بنے مگر نبیوں کی سی خو خصلت آپ میں پائی نہیں جاتی۔ اسی مضمون کا تتمہ آج عرصہ بعد درج ہوتا ہے۔ اس دیر کے ذمہ مضمون نگار صاحب نہیں ہیں بلکہ دفتر اہل حدیث ہے جو دوسرے مضامین ضروریہ کی وجہ سے اس مضمون کو درج نہ کر سکا۔ امید ہے ناظرین گہری نظر سے اس مضمون کو پڑھیں گے۔ اڈیٹر اخبار اہل حدیث)

۱۔ جناب مرزا صاحب براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۰۸ء میں لکھتے ہیں:

> چونکہ اصل کلام الٰہی موجود ہے اسکے پڑھنے والے کو چاہیے کہ ایسی تاویل کی پرواہ نہ کرے جو پیش گوئی کے ظہور سے پہلے کی گئی ہو اور اسکو اجتہادی غلطی سمجھ لیں۔ (حاشیہ ص ۷۳)

اس تحریر میں جناب مرزا صاحب قادیانی اپنی قوت حسیہ یعنی قوت ذہن کو بڑی دانائی سے ناقص تسلیم کرتے ہیں۔

۲۔ پھر نوع بشری میں سب سے افضل وہ ہے جس کی قوت متخیلہ اس قدر صحیح اور مضبوط ہو کہ محسوسات اسکو اپنی طرف متوجہ نہ کرنے پائیں بلکہ نفس سے جو ادراکات پیدا ہوتے ہیں وہ مجسم ہو کر سامنے آئیں مگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۱۹۰۷ء میں

حقیقۃ الوحی میں لکھا:

مجھے خدا نے خبر دی ہے ... پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی کو جس کا نام محمدی بیگم ہے لڑکا پیدا ہوگا اور لڑکا اس بڑے زلز لے کے لئے نشان ہوگا جو قیامت کا نمونہ ہے۔ (ص۱۰۶ حاشیہ)

نیز آپ کو الہام ہوا:

ر بّ ا خّر وقت ھذا ا خّرہ اللّٰہ الی وقت مسمی

(حقیقۃ الوحی ص۱۰۰) یعنی اے خدا اس کا وقت پیچھے کر دے۔

اس پر میں پوچھتا ہوں کہ اگر دعا قبول ہو چکی تھی تو پیر منظور محمد لدھانوی کی بیوی محمدی بیگم لڑکا جنتی مگر پیر محمد کی بیوی محمدی بیگم عرصہ سے فوت ہو چکی ہے اور وہ موعود لڑکا نہ جنی۔

اور سنئے، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو الہام ہوتا ہے:

اذا جاء نصر اللہ الست بر بکم قا لوا بلی (براہین احمدیہ جلد پنجم)

کیا یہ نصرت ہے کہ جو لوگ ساتھ ہوئے تھے وہ بھی دعوی نبوت سن کر علیحدہ ہو رہے ہیں۔

پس یہ حالات ہیں جو مرزا صاحب کی قوت متخیلہ کو نبی کی قوت متخیلہ کے مقابلہ میں ناقص ثابت کرتے ہیں۔ اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ مرزا صاحب کی قوت متخیلہ کو محسوسات نے اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا اور جسکی قوت متخیلہ کو محسوسات اپنی طرف متوجہ کر لیں وہ نبی نہیں ہوتا: قال اللہ تعالی

فلا یظھر علی غیبہ ا حداً ا لّا من ار تضی من رسو ل۔

یعنی انبیاء پر غیب نہایت نہایت مصفی کھولا جاتا ہے جس میں غلطی کا امکان نہ ہو۔ چنانچہ ان معنی کو مرزا صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے لکھتے ہیں:

جب کہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کے رو سے کمال درجہ تک پہنچ جاوے اور اس میں کوئی کمی اور کثافت باقی نہ رہے اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر سب نبیوں کا اتفاق ہے (الوصیت۔ص۱۳)

۳۔ پھر نوع بشری میں سب سے افضل وہ ہے جس کی قوت نفسانی یعنی عملی اسقدر قوی ہو کہ جمادات پر بھی بحکم الٰہی اثر ڈال سکے۔ جناب موسیٰ اپنے عصا سے پتھر کو مارتے ہیں فا نفجر ت منه ا ثنتا عشرة عينا (پس بہہ نکلے اس سے بارہ چشمے) یہ اجرام علوی پر دسترس کا ثبوت ہے مگر مرزا صاحب جو ان کی اپنی جماعت کے متعلق ان کے اپنے الفاظ سے پایا جاتا ہے وہ اشتہار ملحقہ بہ شہادت القرآن صفحہ ۲ سے واضح ہے جو ناظرین پر اخبار اہل حدیث ۱۰ فروری ۱۹۲۲ء کے مطالعہ سے روشن ہو چکا ہے۔ اور جس کی تائید خلیفہ قادیان نے بھی الفاظ ذیل میں کی ہے الفضل ۱۴ جولائی ۱۹۲۱ ص ۸:

میں (محمود) نے تم (موجودین قادیان) کو پہلے بھی سمجھایا تھا اور اب بھی سمجھاتا ہوں کہ اپنے اخلاق درست کرو۔

الفضل ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۵ تا ۷:

۱۔ میں (محمود) نے تمہاری (ساکنان قادیان کی) حالت پر اس وقت بھی غور کیا جب کہ مجھ پر تمہاری کسی قسم کی ذمہ داری نہ تھی اور اس وقت بھی غور کیا جب کہ تمہاری تمام تر ذمہ داری مجھ ہی پر پڑ گئی لیکن میں نے تمہیں دونوں زمانوں میں کچا پایا اور اس بات کو مشاہدہ کیا کہ جو مسیح موعود کے منہ سے تمہارے متعلق نکلی تھی کہ میں جدھر تمہیں لے جانا چاہتا ہوں ابھی تو تم نے ادھر منہ بھی نہیں کیا تو کون سا وقت آئے گا جب تم منہ ادھر کرو گے۔

۲۔ مسیح موعود کا زمانہ گذر گیا اور اس کے خلیفہ اول کا زمانہ بھی گذر گیا۔ اب تم دوسرے خلیفہ کے زمانہ میں گذر رہے ہو تم نے اب بھی ادھر منہ نہیں کیا۔

۳۔ تم میں ثبات دکھانیوالے ایک دو ہیں اور وہ بھی ہندوستان سے باہر ہیں

۴۔ تمہاری حالت بہت خطرناک ہے۔

پس خدارا خود ہی فیصلہ کریں مجھے تو قادیانی احباب کے اعمال سے جس کا نقشہ جناب خلیفہ صاحب نے خود کھینچا ہے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اس قوت عملی سے بھی محروم تھے جو نبی کے لئے مخصوص ہے۔

۴۔ مسئلہ رجعت: (کسی فوت شدہ بزرگ کا دوسری دفعہ دوسری شکل میں دنیا میں آنا مسئلہ رجعت ہے)۔ شریعت اسلام میں مسئلہ رجعت کی نسبت کوئی ذکر نہیں ہے البتہ تاریخ سے ثابت

ہوتا ہے کہ مذہب رجعت کا پلا بانی مذہب شیعہ غلاۃ کے فرقہ سبائیہ کا پیشرو تھا۔ ابن سبا نے یہ بدعت ۳۳ھ میں پھیلانی شروع کی اور ۳۵ھ میں بصرہ کوفہ اور مصر تک پھیل گئی اور آج چودھویں صدی ہجری میں مرزا صاحب قادیانی نے بھی ابن سبا کی تقلید کی اور فرمایا:

میں بار ہا بتلا چکا ہوں کہ میں ... بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں ... میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

مرزا صاحب قادیانی نے دعوی تو بروزی طور پر نبی بلکہ خاتم الانبیاء کا کر دیا مگر قوت ذہن کا یہ حال ہے فرماتے ہیں:

مجددوں پر ایمان لانا فرض ہے اور منکران کا فاسق ہے (ازالہ اوہام۔ص۱۵۴)

حالانکہ مجددین کی تعیین میں کوئی نص قطعی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ سے ثابت نہیں پس دعوی مجددیت جس کی تعیین میں کوئی نص قطعی کتاب اللہ وسنت سے ثابت نہیں اسکے مدعی کو قبول کرنا کیونکر فرض ہوسکتا ہے۔ ہاں وہ لوگ جو مذہب اہل سنت و الجماعت کے رو سے منصب امامت یعنی بادشاہت پر مقرر ہوں ان کی اطاعت سے انکار کرنا گنہگار بناتا ہے جیسا کہ قرآن اور سنت سے ثابت ہوتا ہے

یاایها الذین آمنوا اطیعوا الله و الرسول و الی الا مر منکم

مگر دوسرے آئمہ جو علوم دین اور ہدایت باطنی اور ارشاد طریقت کرتے ہیں اور امام کہلاتے ہیں ان کی امامت ان معنوں میں نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اس بارے میں بھی جناب مرزا صاحب کی قوت ذہن کمزور تھی مگر بروزی نبی ضرور کہلائے۔

میں کبھی آدم کبھی موسی کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

راقم:

خادم اسلام یکے از فیروز پور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ جون ۱۹۲۲ء مطابق ۱۲ شوال ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۳۲ ص ۷۔۸)

فیروز پوری مباحثہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

فیروز پور میں ایک صاحب سرکاری ملازم ہیں جن کا پتہ ہے منشی فرزند علی ہیڈ کلرک قلعہ میگزین۔ آپ اپنے ماتحت کلرکوں بلکہ دیگر حلقوں میں بھی مرزائیت کی تبلیغ وسیع کیا کرتے ہیں آپ نے اپنی تبلیغ کا سلسلہ مسلمان افسران تک پہونچایا تو ہمدردان اسلام کو خیال ہوا کہ اس سلسلہ کو روکنا چاہیے اور مناظرہ مقرر ہوا۔

۳۔ جون کو ایک صاحب افسر انہار کی کوٹھی پر میرا ان سے مباحثہ ہوا گو مجلس خاص تھی لیکن سو سے کچھ زیادہ لوگ موجود تھے۔ منشی فرزند علی نے حسب قرار داد معیار ہائے صداقت انبیاء بیان کئے۔ جن پر معمولی سے سوالات کے ساتھ سب کو تسلیم کیا گیا۔ مگر جب دوسرے مضمون صداقت مرزا میں ان معیاروں کو مرزا صاحب پر چسپاں کرنے کا وقت آیا تو آپ نے بجائے چسپاں کرنے کے گھنٹے میں سے ۵۰ منٹ ختم نبوت کے مسئلہ کو توڑنے پر صرف کر دیئے۔

صدر کے کہنے پر دس منٹ میں صداقت مرزا بتائی جس میں صرف یہ بتایا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی مرحوم نے مرزا غلام احمد قادیانی کے حق میں قبل دعوی نبوت بڑی اچھی رائے دی تھی۔ لکھا تھا کہ ان جیسا خادم اسلام آج تک پیدا نہیں ہوا۔

میں نے کہا کہ اسی شہادت پر مدار ہے تو پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ اس شہادت کا اثر خود شاہد مرحوم (مولانا بٹالوی) پر کیا تھا۔ وہ کہتے تھے مجھے اس بارے میں دھوکہ لگا ہے۔ اسی لئے وہ مرزا صاحب قادیانی کے سخت مخالف تھے۔

اس کے بعد میں نے مرزا صاحب قادیانی کی ایک دو پیش گوئیاں پیش کیں جن کی صداقت پر مرزا صاحب نے خود سارا مدار رکھا تھا۔

منجملہ ان کے آسمانی منکوحہ کے خاوند مرزا سلطان محمد کی موت کی پیش گوئی تھی جس کی بابت رسالہ انجام آتھم میں صاف لکھا ہے کہ اس کی موت انٹل تقدیر ہے میری زندگی میں اگر نہ مرے، تو میں جھوٹا۔ مگر تا حال پٹی میں وہ زندہ ہے حالانکہ

فرانس کی جنگ میں اسے گردن میں گولی لگی اور سر میں سے نکل گئی تاہم وہ آج تک (۱۹۲۲ء) زندہ ہے۔

میری پیش کردہ پیش گوئیوں کے جواب سے قریباً خاموشی رہی جس کا حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا

قادیانی امت پر تعجب ہے کہ ساری دنیا کے مقابلہ میں تو خم ٹھونک کر آتے ہیں مگر اہل حدیث کے سامنے جھینپتے ہیں۔ یہاں تک کہ نہ انعام مقررہ دینے پر آمادہ ہوتے ہیں، نہ ادھر سے پیش کردہ انعام لینے کو سر اٹھاتے ہیں۔

ناظرین کو یاد ہوگا حدیث دجال کے متعلق قادیان سے تین سو روپیہ دینے کا اعلان ہوا تھا ہم نے ان کے حسب منشاء لینے پر آمادگی ظاہر کی تو خاموشی۔

ہم نے اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۶ مئی ۱۹۲۲ میں ایک مضمون لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فن روایت میں خائن تھے۔

ہم نے اس کا مکمل ثبوت دیا اور اس کی تردید پر ایک سو روپیہ انعام رکھا۔ مگر قادیانی امت نے اس طرف مطلق رخ نہ کیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ جون ۱۹۲۲ء مطابق ۱۹ شوال ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۳۳ ص ۴)

مباحثہ سٹھیالی

مولوی میر محمد واعظ بھامبڑی متصل قادیان سے لکھتے ہیں:

موضع سٹھیالی ضلع گورداسپور میں مسلمان زمین داروں کا ایک بارونق گاؤں ہے۔ اس جگہ چوہدری غلام محمد نمبر دار ایک تھانے دار کے کہنے پر مرزائی ہوگیا۔ رفتہ رفتہ سات آٹھ آدمی اس نے اپنے ساتھ ملا لئے۔ ان کو دیکھ کر گاؤں کے اکثر آدمی مذبذب ہوگئے۔ اس حالت کو دیکھ کر چوہدری منصب دار سکنہ موضع مذکور خاکسار میر محمد کے پاس آیا۔ ذکر کیا کہ ہم لوگ احمدیوں کے ساتھ مناظرہ مقرر کر چکے ہیں ہمارے ساتھ چلو۔ چوہدری محمد حسین و محمد یعقوب و حافظ فضل دین اور خاکسار سٹھیالی میں حاضر ہوئے۔ نمبر دار مذکور فوراً قادیان سے چار مناظر لایا جن میں ایک مولوی غلام رسول

راجیکی اور ایک جلال الدین سکھوانی تھے۔ یہ واقعہ ۲۰ فروری ۱۹۲۲ء کا ہے۔شرائط مناظرہ مقرر ہوئے کہ
تصدیق دعوی مرزا صاحب پر بحث ہوگی۔
تین یا چار غیر مذاہب کے منصف ہوں گے۔
مغلوب گروہ اپنے خیال سے اسی مجلس میں توبہ کریگا یا ایک سو روپیہ تاوان بھرے گا۔

منصفان کے لئے قصبہ کاہنووان میں چوکیدار بھیجا گیا وہاں سے حکیم غلام محمد صاحب آئے ان کے ساتھ ہندومسلمانوں کی ایک بڑی جماعت آئی۔
نانک سنگھ وغیرہ چار ہندو خواندہ منصف بنائے گئے۔

خاکسار نے ایک سو روپیہ سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کہ خاکسار دعوی تصدیق مرزا پر چار سوال کرے گا۔
۱۔مرزا کی پیش گوئیاں صحیح ہیں؟
۲۔ جوعلامات حدیثوں میں درج ہیں وہ تمام مرزا صاحب پر وارد ہیں۔
۳۔ مرزا صاحب از روئے قرآن اور بقول خود مسلمان ہیں؟
۴۔مرزا صاحب مرد تھے یا عورت یا دونوں؟

یہ اعتراضات سنتے ہی قادیانی مناظروں کے حواس الٹ گئے۔منصف ماننے سے فرار ہوئے۔روپیہ رکھنے سے انکار کیا۔خاکسار کو روپیہ تاوان کا واپس کیا۔ سات آدمیوں نے مرزائیت سے توبہ کی۔باقی تمام گاؤں مسلمان ہوگیا۔وہاں ایک دکان دار مرزائی تھا تمام گاؤں نے اس کا بائیکاٹ کر دیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔اپریل ۱۹۲۲ء مطابق ۱۳ شعبان ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۲۴ ص ۹)

مرزائیوں نے اس مناظرے کے نتیجے سے اختلاف کیا۔جیسا کہ میر محمد صاحب کی درج ذیل تحریر سے ظاہر ہے۔

آج کل یہ احقر موضع کھرانوالی ریاست کپورتھلہ میں منشی جمال الدین مدرس کی خدمت میں حاضر ہے ان کے ہاں پرچہ الفضل دیکھا جس میں پچاس روپیہ انعام کا اشتہار ہے کہ اگر واعظ میر محمد بھانبڑی موضع سٹھیالی یا اس کے کے علاقہ میں ایسے چار شخص ثابت کرے جو حلفیہ کہہ دیں کہ ہم نے میر محمد کے وعظ کے باعث مذہب

احمدی سے توبہ کی ہے تو میر محمد کو پچاس روپیہ انعام دیا جائے گا۔

خاکسار میر محمد، چوہدری غلام محمد نمبر دار کی خدمت میں ملتمس ہے کہ فوراً روپیہ چوہدری منصب دار سکنہ سٹھیالی کے ہاں امانت رکھا کر مجھے اطلاع بخشیں اور اس کے ہاتھ کی رسید بھانبڑی روانہ فرمائیں۔ بایں مضمون کہ مبلغ ۵۰ روپیہ انعامی غلام محمد نے تمہارے ہاں ہاں امانت رکھ دیا ہے جو چار آدمی کے قسم کھانے پر تم کو بلا عذر دیا جائے گا۔ اگر منصب دار منظور نہ ہو تو کاہنو وان سے جو منصف بوقت مناظرہ حاضر تھے ان میں سے جس صاحب کو پسند کرو ان کے ہاں روپیہ رکھ دو۔

راقم میر محمد واعظ بھانبڑی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ جون ۱۹۲۲ء مطابق ۱۹ شوال ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۳۳ ص ۱۲)

مولوی جمال احمد مرزائی جواب دیں

جناب مولانا ابوسعید محمد شریف، بھٹیاں ضلع گورداسپور سے لکھتے ہیں:

۲۵۔ اپریل ۱۹۲۲ء کو ایک وفد مرزائیوں کا ہمارے موضع میں تبلیغ کے لئے آیا بعد نماز عشاء مولوی محمد جمال احمد نے وفات مسیح پر تقریر کی جس میں آپ نے آیت انا لله و انا اليه راجعو ن، اور حدیث جس کا مضمون تھا کہ حضرت عیسیٰ ایک سو بیس سال کی عمر طبعی پا کر فوت ہو گئے۔

ہم حیران تھے کہ ہمارے اور ان کے درمیان یہ بحث مرزا جی کی نبوت منوانے کے لئے فیصلہ کن نہیں ہے تو بھی مرزائی مبلغین اس مسئلہ وفات مسیح کو لے کر تضیع اوقات کرتے ہیں۔ کیوں نہیں مرزا جی کی صداقت کی جانچ کو تیار ہوتے تا کہ فیصلہ آسانی سے ہو جائے۔

میں نے کہا مولوی صاحب حدیث مذکور سے عمر مسیحؑ کی ایک سو بیس سال آپ نے ثابت کی۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی ۱۲۵ سال بتاتے ہیں۔ (دیکھو مرزا جی کی کتاب، مسیح ہندوستان میں، ص ۵۳)۔

آپ نے کہا وہ تاریخی حال کسی دوسرے مذہب کی کتاب کا آپ نے بیان

کیا ہے،اگر حدیث ہےتو آپ پیش کریں۔ میں نے کتاب مذکور سے مجمع عام میں سنا دیا سنئے مرزا جی فرماتے ہیں :

اور احادیث میں معتبر روایتوں سے ثابت ہے کہ ہمارے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسیح کی عمر ۱۲۵ برس کی ہوئی ہے۔

پھراس پر اورطرہ سنئے ۔مرزا جی اپنی مایہ ناز کتاب راز حقیقت کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح کوصلیب کا واقعہ ۳۳ سال کی عمر میں پیش آیا تھا۔ اور تذکرۃ الشہادتین میں لکھا ہے :

احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ (صلیب) کے بعد عیسی بن مریم نے ایک سوبیس سال عمر پائی ۔ پھرفوت ہوکر اپنے خدا کو جاملا۔ ص ۲۶

ان ہر دوعبارتوں سے آپ کی عمر ۱۵۳ سال ہوتی ہے ۔ اب ہم مولوی صاحب سے پوچھتے ہیں کیا اس قدر جھوٹ بولنے والا باوجود دعوی محدثیت مجددیت کے نبی ہوسکتا ہے۔مہربانی فرما کر ان احادیث کو بقاعدہ محدثین صحیح ثابت کیجئے ،مولوی صاحب نے کہا کہ ایسا اختلاف تو قرآن شریف میں بھی ہے جیسا کہ ایک جگہ ہے زمین پہلے بنائی دوسری جگہ ہے و الارض بعد ذلك ... زمین آسمان کے پیچھے بنائی

ادھر سے جواب دیا گیا کہ مولوی صاحب آپ احادیث مذکورہ کی صحت پیش کریں مولوی صاحب سے جب اچھی طرح مواخذہ ہوا تو فرمایا قادیان چل کر بتائیں گے ۔ میں نے کہاجناب قادیان میں بھی آپ سے حدیث متنازع تحفہ گولڑویہ دجال کےمتعلق سوال کیا تھا۔آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اس حدیث کے بہت طرق ہیں اگر چہ تم کنز العمال کو غلط کہتے ہو۔ میں نے کہا تھا دکھایئے مگر آپ نے نہ دکھائی ۔ اب اگر یہ موعود حدیث (متعلق بہ دجال مندرجہ تحفہ گولڑویہ) ہی ثابت کردیں تو کیا اچھا ہو ۔مگر مولوی صاحب کوئی بھی ثابت نہ کر سکے ۔ ہاں فرمایا تو یہ فرمایا کہ مسیح کی عمر کی روایت ایک سوپچیس لو یا ۱۲۰ لو یا ۱۵۳ لو،نتیجہ بہرحال سب کا موت ہے ۔ میں نے عرض کیا اگر ثابت کردیں تو نتیجہ نکالیں ۔ ورنہ موت بعدنزول کے تو ہم بھی قائل ہیں ہم کب کہتے ہیں کہ مریں گےنہیں

الغرض اپنی احادیث صحیح ثابت کرنے کا وعدہ کیا ۔ میں نے کہا لکھ دو ۔

چنانچہ جانبین سے تحریر ہوگئی کہ اگر حدیث صحیح ثابت مطابق اصول محدثین کر دیں تو ہم قائل ممات ہو جائیں گے اگر نہ کر سکیں تو وہ حیات کے قائل ہو جائیں گے۔ اس تحریر پر بھی مرزائی بہت سی چہ میگوئیاں کرتے رہے چنانچہ ہمارے گاؤں کا ایک مرزائی جو اب قادیان میں رہتا ہے جس کا م اللہ دین ہے اور اس کو فلاسفر کا لقب ملا ہوا ہے اس نے مولوی جمال احمد مرزائی کو مشورہ دیا کہ تحریر میں صحت کا ذمہ نہ لو، بلکہ عربی عبارت دکھانے کا ذمہ لو۔ افسوس اسی کو کہتے ہیں ہٹ دھرمی۔

پس میں مولوی صاحب سے گذارش کرتا ہوں کہ احادیث معہودہ مطابق تحریر بذریعہ کسی اخبار یا قلمی تحریر جواب دیں جس اخبار یا رسالہ میں لکھا دیں ایک مجھ کو بھی ارسال کریں اگر مجلس علماء مقرر کرنی ہو تو اس سے اطلاع دیں

نوٹ۔ یاد رہے ہمارا سوال ان کتابوں سے نہیں جن میں یہ روایات درج ہیں بلکہ ہمارا سوال ان کی سندالرجال سے ہے جو اس طرح ہوتی

حد ثنا فلا ن قا ل حد ثنا فلا ن عن فلا ن عن النبی ﷺ

تا کہ رجال کی صحت پر حدیث صحیح غیر صحیح کا فیصلہ ہو جائے۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۳ جون ۱۹۲۲ء مطابق ۲۶ شوال ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۳۴ ص ۴)

ایسی بھی کیا ضد ہے

(دونوں پارٹیوں کی چپقلش)

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ امت مرزائیہ کے بڑے حصے دو ہیں۔ مشہور قادیانی اور لاہوری ہیں۔ ان دونوں کا بہت کچھ اختلاف ہے جو ہونا لازمی ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اختلاف کو یہاں تک بڑھایا گیا ہے کہ ایک گروہ کوئی سچی بات بھی کہتا ہے تو دوسرا اس کی تردید کرتا ہے۔ مولانا حالی مرحوم نے گویا انہی کے حق میں لکھا ہوا ہے:

جو نکلے جہاز ان کا بچ کر بھنور سے
تو تم ڈال دو ناؤ اندر بھنور کے

اس کی تازہ مثال آج ہم پیش کرتے ہیں قادیان کے رسالہ ریویو بابت

جون ۱۹۲۲ء میں ایک مضمون نکلا تھا جس میں مضمون نگار نے بڑی خوش اسلوبی سے مرزا صاحب کو صاحب کتاب نبی ثابت کیا ہے چنانچہ اس کے اصلی الفاظ یہ ہیں:

اگر نئی کتاب کے لئے ایک اور طرز پر غور کیا جائے تو حضرت مرزا صاحب نے واقعی ایک نئی کتاب موجودہ دنیا کے سامنے پیش کی ہے اگر چہ کتاب تو قرآن کریم ہی ہے مگر اس کے معانی اس کے نکات (مثلاً خر دجال سے مراد ریل ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث) و اسرار اس کی تفسیر اور معارف جو اس وقت حضرت مرزا صاحب نے دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں اسکی وجہ سے دنیا کہتی ہے کہ مرزا صاحب کا نیا قرآن ہے، ان کی نئی کتاب ہے جو جدید کلام، جو جدید تفسیر اور جو پر معارف حقائق حضرت مرزا صاحب نے پیش کئے ہیں ان کی وجہ سے واقعی ان موجودہ مسلمانوں سے گویا ایک نیا قرآن دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور نئے علم کلام کی بنیاد ڈالی ہے اسوجہ سے یہ بھی کہنے کی گنجائش نہ رہی کہ نئی کتاب ہی ضروری ہے پھر جو حضور پر وحی نازل ہوئی وہ بھی نئی ہے۔

اس عبارت کا آخری فقرہ بالخصوص غور کے قابل ہے۔ آج تک جماعت احمدیہ کا یہ دعوی تھا اور بار ہا خود حضرت مسیح موعود (مرزا) نے اس الزام کی کہ آپ کوئی نئی کتاب لے کر آئے ہیں یا کوئی نیا قرآن آپ نے بنایا ہے بانگ دہل تردید کی۔ لیکن آج ہمیں بتایا جاتا ہے کہ یہ الزام دراصل صحیح تھا اور فی الحقیقت آپ نے نیا قرآن بنایا تھا۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ جو وحی آپ پر نازل ہوئی وہ بھی نئی ہے۔

اڈیٹر اہل حدیث لکھتے ہیں: کیسا صاف مضمون ہے مگر لاہوری پارٹی کا آرگن پیغام صلح سخت چین بجبیں ہو کر اعتراض کرتا ہوا لکھتا ہے:

ہم جناب میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ دعوی جو ان کے ایک مرید کی طرف سے ریویو آف ریلیجنز جیسے رسالہ میں (جو صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت اور گویا قوم کی آواز ہے) کیا گیا ہے، ان کے معتقدات کے آیا موافق ہے یا مخالف؟ اگر موافق ہے تو اس کا اعلان خود ان کی طرف سے بھی ہونا ضروری ہے (بھلے آدمی! ریویو کو خود ہی قوم کی آواز صدر احمدیہ کی ملکیت لکھتے ہو پھر خلیفہ سے الگ اعلان چاہتے ہو۔ اڈیٹر اہل حدیث) اور اگر

نہیں تو براہ کرم اس کی علانیہ تردید فرمائیں
ایسا ہی ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آیا قرآن کریم کی تفسیر اور اس کے حقائق ومعارف کو بیان کرنا ایسا ہی ہے جیسے ایک نئی کتاب کا لانا ؟ ایسی صورت میں جو نئے حقائق ومعارف سابقہ مجددین ومفسرین نے اپنے اپنے وقت میں بیان کئے ان کو کیا کہا جائے گا اور پھر کونسی وہ نئی وحی ہے جو حضرت مسیح موعود پر نازل ہوئی۔ (پیغام صلح لاہور۔ص ۷)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

جیسے اور مسائل اختلافیہ ہیں ہمارا خیال بلکہ دعوی ہے کہ بحیثیت تعلیم مرزا قادیانی پارٹی اصلیت پر ہے اور لاہوری پارٹی کھسکی ہوئی ہے۔اسی طرح اس مسئلہ میں بھی ہمارا دعوی ہے کہ قادیانی جماعت اس اصل تعلیم پر ہے جو مرزا صاحب قادیانی نے ان کو دی ہے ہم اس کو مدلل بیان کرتے ہیں۔

اسلام میں جتنے احکام ہیں سب ابدی ہیں۔مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکوۃ وغیرہ۔ یہ سب احکام باوجودیکہ ہمارا متفقہ عقیدہ ہے کہ ابدی ہیں، تاہم کوئی لفظ ان کی ابدیت کے لئے نہیں آیا۔لیکن ان کے سوا ایک ایسا حکم بھی ہے جس کی ابدیت کے لئے صاف لفظ آیا ہے چنانچہ ارشاد ہے

الجهاد ماضٍ الى يوم القيامة مع امير براً كان او فاجراً

یعنی جہاد قیامت تک جاری رہے گا امیر کے ساتھ مل کر وہ امیر نیک ہو یا بد

مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ جہاد ایک اسلامی حکم ہے اس کی منسوخی قیامت تک نہ ہوگی۔ بس یہ تو صریح حکم ہے۔اب اس کے متعلق پنجابی نبی (مرزا غلام احمد قادیانی) کا ارشاد سنیئے۔کس دلیری اور جرأت سے فرماتے ہیں:

دینی جہاد کی ممانعت کا فتوی مسیح موعود کی طرف سے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے
دیں کے لئے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ص ۲۶)

احمدی ممبرو! ایمان اور انصاف سے کہنا یہ حکم شریعت محمدیہ کے ایک ابدی اور ضروری حکم جس کی بابت ارشاد ہے ذروۃ سنا مہ الجھاد (الحدیث) کا نسخ ہے یا نہیں؟

پھر مرزا صاحب قادیانی کی نسبت جو تمہاری تیسری پارٹی ظہیریہ (اتباع منشی ظہیر الدین) کا خیال ہے کہ مرزا صاحب قادیانی، صاحب شریعت نبی تھے تم ان کی تکذیب کیوں کرتے ہو۔ چنانچہ اڈیٹر پیغام صلح لاہور نے پرچہ مذکور ہی میں لکھا ہے:

> ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ میاں صاحب (محمود) اور ان کے مریدین کا قدم دراصل مولوی ظہیر الدین صاحب (ساکن ضلع گوجرانوالہ پنجاب) کے قدم پر ہے ۔ میاں صاحب نے جو نبوت حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کی اس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ آہستہ آہستہ آپ کو صاحب کتاب نبی بنائیں اور یہی وہ بات ہے جو مولوی ظہیر الدین صاحب ایک مدت سے کہہ رہے ہیں۔ (پیغام صلح لاہور)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ گو مرزا قادیانی نے باشریعت نبی ہونے سے انکار کیا ہے لیکن یہ انکار ان کا مسلمانوں کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کیلئے ہے۔ ورنہ وہ بعض احکام ایسے بھی دیئے گئے ہیں جو شریعت محمدیہ کے لئے ناسخ ہیں۔ سچ پوچھو تو بات بھی یہی ہے کہ جب نبی بنیں تو پھر ناقص اور ادھورے کیا بنیں جن پر یہ مثل صادق آئے:

تیلی بھی کیا اور روکھا کھایا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ جون ۱۹۲۲ء مطابق ۴ ذی قعدہ ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۳۵ ص ۳-۴)

فاروق کی نرم کلامی

جناب ابوعبدالجبار صاحب بلارم سے لکھتے ہیں:

اخبار فاروق بابت ۲۱۔ اپریل ۱۹۲۲ء جو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے میرے ایک احمدی دوست کے منبر پر رکھا ہوا تھا۔ میں نے مطالعہ کیا اور خاص

اس مضمون کو جو عبداللہ آتھم والی پیش گوئی کے بعنوان ، کلمۃ اللہ العلیا بجواب رسالہ الہامات مرزا ، تھا نہایت غور سے دیکھا۔لیکن افسوس کہ باوجود سال ہا سال کی لگا تار کوشش کے بھی احمدی جماعت اس کے سچا ثابت کرنے میں عاجز رہی ہے اور انشاء اللہ تعالی کوئی پیش گوئی بھی سچی ثابت نہ ہوگی ۔ بلکہ جہاں کسی نے الہامات مرزا ، کی تردید میں قلم اٹھایا تو انشاء اللہ بجائے تردید کے تائید ہی ہوگی اور ہو رہی ہے کیونکہ جہاں تک مجھ کو تجربہ ہے یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ احمدی مناظر اصل جواب سے محض خالی رہتا ہے اور تبرے بازی سے پر۔ چنانچہ اخبار مذکور کی تقریر اور طریق مناظرہ کو دیکھ کر کچھ تعجب نہیں ہوا کیونکہ مرزا صاحب تو ماشاء اللہ تقریر اور تحریر میں فاروق سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھے ، جو محتاج بیان نہیں ، جس سے مسلمان عیسائی اور آریہ بخوبی واقف ہیں ۔ البتہ میں فاروق کو اس امر پر توجہ دلاتا ہوں کہ مرزا صاحب تقریر و تحریر جو آنجناب اپنے مخالفین کے مقابلہ میں کیا کرتے تھے ، افسوس اس کو بہت جلد بھلا دیا۔ خدا بھلا کرے مرزا صاحب کا کہ وہ تو اپنی زندگی ہی میں جنت کو تمہارے لئے ریزرو کرا ہی چکے تھے اب معلوم نہیں کہ تمہیں خوف کس بات کا لگا ہے جو بخیلی کرتے ہو۔ کیوں نہیں دریا دلی سے کام لیتے ۔اور ہم بھی تو تمہارے قلمی تیر و تبرا اپنے سینے و جگر پر لینے کے لئے ہر وقت موجود ہیں تو پھر کیا ہے ۔

اب ذرا اڈیٹر فاروق کی تحریر ملاحظہ فرمائیں کیسا رقم طراز ہے ۔لکھتا ہے :

> تف ہے اس مختل دماغ پر جس سے ایسی بیہودگی سرزد ہوتی ہے ۔ اور حیف ایسے ڈبل مفسر (ثناءاللہ) پر جو یہ لچر دعوی کرتا کرتا ہے ۔ اس یاوہ گو ، ہرزہ درا کو باوجود دعوی ہمہ دانی حق کی مخالفت میں اتنی بھی ہوش نہ رہی کہ اپنی کتاب حق پرکاش اور ترک اسلام میں لکھی ہوئی بات کو ہی باور رکھتا ۔
> قرآن مجید سے تو بوجہ پلید الطبع اور غلبی ہونے کے ناواقف محض تھا ہی ، اپنی کتابوں سے بھی بے خبر ہے ۔ سن او امرتسری جاہل جب کہ تو نے صریح الفاظ میں یہ امر تسلیم کر لیا...وغیرہ

دیکھئے یہ ہے فاروق کی نرم کلامی اسی کو کہتے ہیں حق کی تائید ۔ واہ رے وا ۔

ہم سمجھتے تھے فاروق گمنام ہو گا
مگر وہ تو عالم میں مشہور نکلا

خاکسار تقریباً چھ سال سے اخبار اہل حدیث دیکھ رہا ہے لیکن جہاں تک میرا خیال ہے کبھی میں نے مولانا ثناء اللہ کو کسی مخالف سے مخالف پر بھی ایسے رکیک الفاظ استعمال کرتے نہیں دیکھا۔

اب میں اس کے فیصلہ کے لئے اپنے ناظرین کو عموماً اور فاروق کو خصوصاً تو جہ دلاتا ہوں کہ جواب دینے کا یہی طریق ہوا کرتا ہے ؟ کیا ایسے جوابات سے ہماری تائید اور احمدیوں کی کمزوری ظاہر نہیں ہوتی ۔ کہ جواب تو بن پڑتا نہیں ، لگے گالیاں دینے ۔ پس میں فاروق کو براہ ہمدردی یہی کہونگا کہ یار اب یہ ڈھول پرانا ہوگیا بار بار اسی کو بجاتے رہنا عقل سے بعید ہے ۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نوٹ لکھتے ہیں:

جناب آپ کی خفگی ہم رفع کئے دیتے ہیں سنئے ! باپ کا جسمانی طور سے اولاد پر اور نبی کا روحانی طور سے امت پر کم وبیش اثر ہوتا ہے ۔ اہل حدیث اپنے نبی ﷺ کے مکارم اخلاق کا پابند ہے تو فاروق اپنے پنجابی نبی سے متاثر ہے جن کی شیریں کلامی کی مثال یہ ہے جو علماء اسلام کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

او بدذات فرقہ مولویاں ۔ (انجام آتھم ص ۲۱)

بس آپ اپنی خفگی واپس لیں ۔ کسی قادیانی کی تحریر سے رنجیدہ نہ ہوا کریں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ جولائی ۱۹۲۲ء مطابق ۱۱۔ ذی قعدہ ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۳۶ ص ۵)

فاروق میں ایک فتوی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی جماعت کے اکابر میں ایک صاحب حافظ روشن علی بھی ہیں جن کے علم وفضل پر قادیانی جماعت کو ناز ہے ۔ ان کا ایک فتوی اخبار فاروق مورخہ ۹ جون میں نکلا ہے جو قابل دید وشنید ہے اس کی تمہید بتانے کے لئے اتنا بتا دینا مناسب ہے

کہ قادیانی امت کی دوسری جماعت (لاہوری پارٹی) کہا کرتی ہے کہ ہم مرزا صاحب کو نبی یا رسول نہیں مانتے بلکہ مجدد کہتے ہیں۔ اس لئے ان کے منکروں کو کافر بھی نہیں کہتے۔ ہاں جو کوئی مرزا صاحب کو کافر کہے اس کو بماتحتی حدیث کافر کہتے ہیں۔ اس پر ایک سوال فاروق میں درج ہوا جو مع شیریں جواب کے درج ذیل ہے۔

سوال نمبر۳۴۔ جو کہ حضرت (مرزا) کا مکفر مکذب نہیں ہے اس کا جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں، بلکہ حضرت صاحب کو مسلمان سمجھے اور ان کو اور ان کے کافر کہنے والوں کو کافر کہے اور ان کو مجدد سمجھے مگر انکے اکثر دعاوی پر ایمان نہ رکھے۔

جواب نمبر۳۴۔ احمدیوں کو دھوکہ دینے کے لئے اور اپنے ساتھ ملانے کے لئے اور ہمدردی حاصل کرنے کے لئے اور ان کو ان کی جماعت سے اکھیڑنے کے لئے اور جو خدا نے وحدت کا انعام احمدیوں پر کیا ہے، اس سے محروم کرنے کے لئے اور اپنی عظمت احمدیوں کو منوانے کے لئے ایسا کیا کرتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نہایت نیک اور بزرگ عالم سمجھتے ہیں اور وقت کے مجدد بھی۔ لیکن یہ سارا قول ان کا دھوکہ دہی ہے یا خود دھوکہ کھاتے ہیں کیونکہ جب ان سے پوچھا جائے کہ کوئی بزرگ اور مجدد یا پکا مومن خدا پر افتراء بھی کرتا ہے۔ مرزا صاحب تو مسیح موعود ہونے کا دعوی کرتے ہیں، تو ایسے لوگ جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ ہم اس دعوی کو نہیں مانتے، تو ایمان نام ہے تصدیق کا۔ جب وہ تصدیق نہیں کرتے تو تکذیب کرتے ہیں، نہ اپنے لفظوں میں کہ وہ یہ کہیں کہ مرزا صاحب جھوٹے اور کافر ہیں لیکن درحقیقت وہ مکفر اور مکذب ہیں کیونکہ اس لئے نہیں مانتے کہ وہ ان کو مفتری سمجھتے ہیں اور ان کا یہ کہنا کہ جو مرزا صاحب کو کافر کہے وہ خود کافر ہے، یہ اس وقت قابل توجہ ہوسکتا ہے کہ وہ ہندوستان اور پنجاب کے قریباً دوسو مولویوں کے نام لکھ کر شائع کریں کہ وہ کافر ہیں تو پھر ان کے جنازے کا فتوی دیا جائے۔ حافظ روشن علی۔ (فاروق۔ ۹ جون ص ۸)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس زلف پہ پھبتی شب دیجور کی سوجھی
اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

لاہوری پارٹی کے ممبرو! کیا کہتے ہو؟ ہم سے پوچھو تو ہم اس مفتی صاحب کو بریلی تشریف لے جانے کا مشورہ دیں گے کہ وہاں دماغی بیماریوں کے لئے ایک مشہور شفا خانہ ہے،۔

بھلے آدمی! یہ تو بتاؤ سوال کا کیا جواب دیا۔ سوائے اس کے کہ لاہوری پارٹی پر غصہ کا اظہار کر دیا۔ ورنہ اصل سوال کو تو تم نے چھوا بھی نہیں۔

سوال تو صرف یہ ہے کہ:

ایک شخص مرزا صاحب قادیانی کو مسلمان مانتا ہے مگر نبی نہیں مانتا۔ اسکا جنازہ پڑھا جائے یا نہ؟

تم نے اس کا جواب دیا؟ اسی کو کہتے ہیں:

سوال از آسمان جواب از ریسمان

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ جولائی ۱۹۲۲ء مطابق ۱۱۔ ذی قعد ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۳۶ ص ۵۔۶)

مرزائیوں سے مباحثہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

۲۹ جون ۱۹۲۲ء کو موضع کھیاڑے متصل ننکانہ ضلع شیخوپورہ کے قریب موضع بیری میں مناظرہ تھا اور قادیانیوں کی طرف سے حافظ روشن علی قادیانی مناظر تھے۔ دو مضامین تھے صداقت مرزا۔ اور حیات و وفاۃ مسیح۔

گفتگو شروع ہوئی۔ بحث ہوئی اور مرزائیوں نے کہا کہ ہم مدعی ہیں اس لئے ہمیں بحث شروع کریں گے ہمیں ختم کریں گے۔ انہیں بتایا کہ مرزا صاحب مسئلہ تناسخ میں بالمشافہ بحث کے لئے تیار تھے کہ پہلے تقریر ہم کریں گے کیونکہ ہم معترض ہیں۔ (تبلیغ رسالت۔ ج ا ص ۷) پس قادیانی علم مناظرہ کا اصول یہ ہوا کہ دعوی اور دلیل

سننے سے پہلے ہی معترض تقریر کرے ۔اس لئے آپ کا فرض ہے سکوت سے ہمارے اعتراض سنیں ۔حافظ روشن علی تھوڑی ردوکد کے بعد مان گئے

اعتراض کا خلاصہ یہ تھا کہ قرآن میں آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ میرے بعد تیس دجال کذاب آئیں گے ان کی علامت یہ ہوگی کہ وہ نبوت کے مدعی ہوں گے ۔مرزا صاحب چونکہ نبوت کے مدعی ہیں لہذا وہ جو کچھ ہوئے آپ سوچ لیں ۔

حافظ روشن علی نے ساری کوشش اس بات پر ختم کی کہ ختم نبوت ان معنوں میں نہیں جو عام لوگ سمجھ بیٹھے ہیں بلکہ آپ کے بعد نبی آ سکتے ہیں ۔اس میں حافظ روشن علی کامیاب نہ ہوئے

دوسری بات خاص یہ ہوئی کہ میں نے مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئی میں یہ دکھایا کہ آپ نے لکھا ہے کہ منکوحہ آسمانی کا خاوند مرزا سلطان محمد ساکن پٹی کا میری زندگی میں مرنا تقدیر مبرم ہے (انجام آتھم ۔ص ۳۱) حالانکہ مرزا صاحب مر گئے اور سلطان محمد زندہ ہے ۔ اور تقدیر مبرم نہ ٹلنے والی تقدیر کو کہتے ہیں ۔

اس کے جواب میں مجھے کہا گیا کہ مجدد سرہندی نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ جیلانی نے کسی رسالہ میں لکھا ہے کہ تقدیر مبرم پر مجھ کو تصرف دیا گیا ہے اس لئے وہ بھی بدل جاتی ہے ۔

حیرانی ہوئی کہ تقدیر مبرم بھی بدل جائے؟ مجدد صاحب کی کتاب لے کر میں نے خود دیکھا تو یہ لکھا تھا کہ اس قول کے معنی یہ ہیں کہ تقدیر معلق دراصل دوقسم ہوتی ہے ایک میں صورۃ و لفظاً شرط سے تعلیق ہوتی ہے دوسری میں بغیر لفظ کے ذہنی تعلیق ہوتی ہے، اس قسم ثانی کو بعض دفعہ کوئی ولی اللہ مبرم سمجھ جاتا ہے حقیقت میں وہ مبرم نہیں ہوتی ، چنانچہ یہ مضمون میں نے جلسہ عام میں سنا دیا۔

ناظرین ! اگر کسی کے قسم یہ عبارت کبھی پیش ہو تو صاف کہہ دیں کہ ہم شیخ جیلانی کے کلام کے جوابدہ اس وقت ہوں گے جب صحیح سند سے ان کا یہ کلام ہم کو مل جائے ۔سردست تو ان کی کسی کتاب میں ہم کو نہیں ملتا ۔اس لئے ہم فرمان خداوندی جو تقدیر مبرم کے متعلق ہے یعنی ما یبدل القول لدیّ کو نہیں چھوڑ سکتے ۔

مباحثہ کا اثر بہت اچھا ہوا اور جس ملا نے موضع بیری میں یہ تخم ریزی کی تھی اس کو لوگوں نے اپنے گاؤں سے نکال دیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ جولائی ۱۹۲۲ء جلد ۱۹ نمبر ۳۷ ص ۳۔۴)

قادیانی قرآن دانی

جناب مولوی محمد عبدالکریم میرٹھی پاراچنار علاقہ قورم سے لکھتے ہیں:

مکرم معظم جناب مولانا صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم

خادم یہاں ماہ اپریل میں پہنچا۔اسی وقت سے مرزائیوں سے گفتگو کا سلسلہ جاری ہے جناب کی آگاہی اور ناظرین کی دلچسپی کے لئے مختصراً عرض کرتا ہوں۔

یہاں دونوں قسم کے مرزائی ہیں یعنی لاہوری اور قادیانی۔مگر غالباً تین یا چار اور وہ بھی پنجابی۔

سب سے پہلے لاہوری حضرت سے گفتگو کا موقع ہوا غنیمت سمجھ کر خادم نے مرزاجی کو اسلام سے کورے ہونے کے ثبوت میں ان کے ہی اقوال پیش کئے۔

پہلا وہ قول جس میں مرزاجی فرماتے ہیں کہ،

نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔،

دوسرا وہ جس میں فرماتے ہیں کہ،

یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ میں نبوت کا دعوی کر کے اسلام سے نکل جاؤں۔،

لاہوری حضرت نے فرمایا کہ جس میں نبوت کا اقرار ہے اس سے مراد نبی بغیر شریعت ہے۔اور جہاں انکار ہے اوس سے مراد نبی معہ شریعت ہے۔

خادم نے عرض کیا کہ مرزاجی کے دونوں اقوال میں شریعت کے ہونے نہ ہونے کا کوئی ذکر نہیں،آپ یہ تاویل کیوں کرتے ہیں۔ اس موقع پر مثال: پیراں نمی پرند مریدان ہے پرانند،بالکل چسپاں ہوگئی۔خادم نے ہر چند اصرار کیا مگر وہ اپنی ہی ضد قائم رہے۔بالآخر خادم نے مرزاجی کا وہ قول پیش کیا جس میں وہ فرماتے ہیں کہ

میں ہو بہو اللہ ہو گیا۔،زمین آسمان اور ستارے وغیرہ بنائے۔،

لاہوری حضرت فرمانے لگے کہ یہ خاص حالت ہوتی ہے جیسے منصور کا انا الحق کہنا۔

خادم نے عرض کیا کہ منصور کا انا الحق کہنا شریعت محمدیہ میں جس نگاہ سے دیکھا گیا اور اس کا جو انجام ہوا کیا مرزا جی اس کے مستحق نہیں تھے۔

جب یہاں تک بات پہنچی تو فوراً اپنا پورا نا اور بوسیدہ ہتھیار (جو انہیں مرزا جی سے سینہ بسینہ ملا ہے) لے کر تیار ہو بیٹھے، یعنی حیات وممات مسیح کے پیچھے پڑ گئے۔

خادم نے ہر چند کہا کہ اگر وہ مر بھی گئے تو مرزا جی کس طرح ان کے جانشین ہو گئے۔اس صاف بات کو مثالیں دے کر بڑی وضاحت سے ثابت کیا مگر وہ کب ماننے والے تھے۔مجبور ہو کر خادم نے بھی وہ حدیث پیش کی جس میں رسول مقبولﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

حضرت مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوں گے

اور یہ بھی کہا کہ اگر وہ مر گئے ہوتے تو مخبر صادقﷺ ایسے صاف الفاظ میں ان کی واپس تشریف آوری کی خبر کیوں دیتے۔

مگر افسوس ہمارے مخاطب نے حدیث رسول کو تسلیم نہ کیا اور ایک ضعیف حدیث لا مھدی ا لا عیسی پیش کی۔

اس کا جواب ملنے پر ایک آیت جس کو وہ حضرت عیسی بن مریم کی موت کے لئے زبردست اور نہایت ہی واضح دلیل خیال کرتے تھے پیش کی۔

فرمانے لگے کہ قرآن شریف میں خدا ارشاد فرماتا ہے

کل نفس ذائقة الموت

اس لئے عیسی بھی مر گئے۔

سبحان اللہ کیسی اٹل دلیل ہے۔خادم نے عرض کیا کہ میں اس کو بالکل صحیح اور درست خیال کرتا ہوں چنانچہ حسب ارشاد مخبر صادقﷺ حضرت عیسی بن مریم بھی آسمان سے نازل ہوں گے اور پھر اس آیت کی عملاً تصدیق فرمائیں گے۔کہیے اب کیا اعتراض ہے۔

فرمانے لگے کہ آنحضرتﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت عیسی ابن مریم

ایک سوبیس سال کی عمر میں مر گئے ۔

خادم نے حدیث طلب کی ۔

فرمانے لگے مکان سے بھیج دوں گا ۔

دو مہینے کے قریب ہو گئے باوجود تقاضا کے اب تک نہ بھیجی ۔

یہ ہے مرزائیوں کا مبلغ علم اوران کی قرآن دانی کا نمونہ ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ جولائی ۱۹۲۲ء جلد ۱۹ نمبر ۳۷ ص ۴)

خلیفہ محمود کو دعوت مباہلہ

جناب نور محمد نقش بندی سجادہ نشین بن مولانا غلام مرتضی سکنہ قلعہ لال سنگھ ڈاکخانہ شرق پور ضلع شیخو پورہ لکھتے ہیں:

آپ کی پارٹی کے مولوی عبدالعزیز سکرٹری انجمن احمدیہ سکنہ بھینی شرقپور کی عرصہ سے میرے ساتھ خط وکتابت ہورہی ہے ۔ پچھلے دنوں ان کا وفد ہمارے پاس آیا اور شرائط مناظرہ طے ہوئے ۔ مگر اب مناظرہ سے گریز کرتے ہوئے خاکسار کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے ۔ جو ہم نے قبول کرلیا ہے ۔

انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم نے خلیفہ قادیان سے اجازت مباہلہ بھی حاصل کر لی ہے ۔ کیا یہ سچ ہے؟ آپ اس کا جواب دیں ۔

چونکہ اس معرکہ روحانی میں نامور علماء تشریف لائیں گے اس لئے ضروری ہے کہ آپ بھی بذات خود میدان مباہلہ میں آویں ۔ تاکہ حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے ۔

اگر آپ نہ آسکیں تو قادیان سے کوئی رکن قاضی اکمل یا اڈیٹر الفضل یا منشی قاسم علی اڈیٹر فاروق وغیرہ کو بھیج دیں ۔

یہ خاکسار ہر طرح مباہلہ کرنے کو ہر وقت تیار ہے ۔

آپ کے جواب آنے پر تاریخ مباہلہ وشرائط وغیرہ مقرر کئے جائیں گے جس پرچہ میں آپ جواب دیں وہ پرچہ خاکسار کو روانہ کردیں ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ جولائی ۱۹۲۲ء جلد ۱۹ نمبر ۳۷ ص ۴۔۵)

انعام نہ لیں نہ دیں

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں
کیسا پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ۶ جنوری کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں ہم نے قادیانی امت ایک انعامی نوٹس دیا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی کی روایت یخرج الدجال یختلون الدنیا حدیث کی کسی کتاب میں دکھاؤ تو مبلغ تین سو انعام لو۔

اس پر جو خط وکتابت ہوئی وہ ۱۷ فروری کے اہل حدیث میں درج ہو چکی ہے۔اس کے بعد انہوں نے از خود انعام دینے کی تجویز نکالی جس کے لئے ہم تیار ہوئے تو وہ پھر گئے۔

اس کا ذکر اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۴ فروری، ۳، ۱۷، اور ۲۴ مارچ ۱۹۲۲ء میں درج ہے۔

اس کے بعد ہم نے انعامی یک صد والا مضمون ۲۶ مئی کے اہل حدیث میں لکھا جس میں مرزا صاحب قادیانی کی کتاب حمامۃ البشری اور کنز العمال کے حوالہ سے بتایا کہ مرزا صاحب قادیانی فن روایت میں معتبر نہ تھے۔اس کے جواب دینے پر یک صد روپیہ انعام تھا۔

انعام چاہے کم تھا مگر عزت اور ناموس بہت زیادہ تھی۔اگر مرزائی اس مضمون پر چپ رہتے تو ان کے مذہب کو بڑا صدمہ پہنچتا اس لئے وہ کچھ بولے مگر ایسا بولے کہ نہ بولنے سے بدتر۔ان کا جواب سننے سے پہلے ہمارا دعوی سن لیں جو جدید الفاظ میں نہیں بلکہ انہی الفاظ میں ہے جو ۲۶ مئی کے پرچہ اہل حدیث امرتسر میں ہم لکھ آئے ہیں۔وہ یہ ہے:

محدثین متاخرین میں حافظ ابن حجر اور علامہ عینی حنفی اپنے اپنے مذہب کے بڑے حامی ہیں مگر فن روایت میں ان کا اعتبار ...روایت پر مدار رکھا

جائے...مرزا صاحب باوجود ادعا.....قابل نہیں کہ اس کی روایت پر مدار رکھا جائے...تاوقتیکہ اصل کتاب نہ دیکھی جائے (ص۳ کالم۱)

اس دعوی کا ثبوت اسی پر چہ میں مفصل دیا گیا ہے۔ اس کے جواب میں قادیان کے الفضل کا اڈیٹر ٦ جولائی کے پر چہ میں یوں گویا ہوا:

اول مولوی ثناء اللہ اپنے دعوی کو متعین کریں تا کہ جو شخص مسلمہ فریقین فیصلہ کرنے کے لئے مقرر ہو وہ فیصلہ کر سکے یعنی یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے حدیث ابن عباس مندرجہ حمامۃ البشری صفحہ ۸۸۔۸۹ میں بد دیانتی کی ہے اور جان بوجھ کر لفظ من السماء کو اپنے دعوی کے خلاف پا کر ہضم کر گئے ہیں۔ مولوی صاحب اپنے اس دعوی کا ثبوت دیں گے اور ہم اس کی تردید کریں گے۔ (الفضل قادیان ٦ جولائی ص۳)۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارا دعوی وہی ہے جو ۲٦ مئی میں ہے کہ (محدثین متاخرین میں حافظ ابن حجر اور علامہ عینی حنفی اپنے اپنے مذہب کے بڑے حامی ہیں مگر فن روایت میں ان کا اعتبار ...روایت پر مدار رکھا جائے...مرزا صاحب باوجود ادعا.....قابل نہیں کہ اس کی روایت پر مدار رکھا جائے...تاوقتیکہ اصل کتاب نہ دیکھی جائے (ص۳ کالم۱) اب کوئی جدید دعوی نہ کر سکتے ہیں نہ کرنا چاہتے ہیں پس وہی دعوی یاد رکھئے۔ آپ کا دوسرا فقرہ یہ ہے

چونکہ معاملہ اہم ہے اور ہر شخص پر اعتماد نہیں ہوسکتا کہ وہ فیصلہ ایمان داری سے کرے گا اس لئے فیصلہ کنندہ کا فیصلہ بحلف مؤکد بعذاب ہوگا۔ اور اس کو اپنی قسم میں ظاہر کرنا ہوگا کہ فتنہ فرو کرنے کے لئے جھوٹ بولنا میرے نزدیک جائز نہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

میں سابقہ پرچوں میں لکھ چکا ہوں کہ منصف پر کسی قسم کا دباؤ ڈالنا شرع اور قانون میں ثابت نہیں۔ اس لئے میں تو اس تجویز کی تائید نہیں کرسکتا۔ لیکن کوئی ایسا منصف آپ کو ملے جو میرے نزدیک بھی معتبر ہو اور وہ حلف مؤکد بعذاب لے کر فیصلہ لکھنا پسند کرے تو مجھ بھی انکار نہ ہوگا، بہر حال ایسے منصف کو تلاش کرنا آپ کا کام

ہے۔ تیسرا فقرہ آپ کا یہ ہے

سوم۔ شخص مسلمہ فریقین جو حلف مؤکد بعذاب سے فیصلہ کرے اس طرح منتخب کرلیا جائے کہ یا تو ہم فرقہ اہل حدیث سے تین آدمی نامزد کرتے ہیں اور انہیں میں سے جس شخص کے انتخاب پر مولوی ثناء اللہ اتفاق کریں وہ فیصلہ کرے گا۔ اور یا مولوی ثناء اللہ جماعت مبایعین سے تین آدمی نامزد کریں ان میں سے فریقین جس پر اتفاق کریں وہ فیصلہ کرے۔ مولوی ثناء اللہ کا فرض ہوگا کہ جس شخص پر فرقہ اہل حدیث میں سے فریقین کا اتفاق ہو اس سے شرائط کی تعمیل کرائیں اور اگر ایسا شخص ہم سے بالاتفاق فریقین منتخب ہوتو اس سے شرائط کی تعمیل کرانا ہمارے ذمہ ہوگا۔ جو شخص منتخب ہو وہ پنجاب میں سے ہو اور فیصلہ کرنے کی قابلیت واہلیت رکھتا ہو۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ بھی منظور ہے آپ جماعت اہل حدیث میں تین اہل علم غیر مخاصم منتخب کر کے ان سے دریافت کریں کہ وہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں گے اور ان کے تحریری اقرار کے پہونچنے پر ان کی بابت میں اپنی رائے کا اظہار کرونگا۔

میرے نزدیک یہ شرط آپ کی ایسی ہے کہ کوئی شریف آدمی اس کام میں دخل نہ دے۔ اس کا ثبوت لدھیانہ کے مباحثہ میں ملتا ہے کہ آپ کے مقبولہ منصف منشی فرزندعلی صاحب فیروز پوری نے باوجود شرط حلف کے حلف نہ اٹھائی تھی۔ خیر میں اس پر زور نہیں دیتا۔ آپ اپنی کوشش خرچ کریں اگر کوئی منصف آپ کو مل جائے جو مؤکد بعذاب حلف اٹھانے کو تیار ہوتو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں ایسے منصف کو بہکاؤں نہیں

آپ کا چوتھا فقرہ

چہارم۔ یہ مجلس گورداسپور میں منعقد ہوگی

مولانا امرتسری کہتے ہیں امرتسر ایک ایسی جگہ ہے جہاں آپ کے نبی مرزا صاحب نے مباحثہ بلکہ مباہلہ بھی کیا۔ آپ لوگ خود بھی اسی شہر میں انعام لینے آئے تھے لہذا امرتسر کو سب مقامات پر ترجیح ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ جولائی ۱۹۲۲ء جلد ۱۹ نمبر ۳۸ ص ۴۔۵)

ایک افتراء اور اس کا جواب

مولوی محمد علی امیر احمدی جماعت ڈلہوزی میں رونق افروز ہیں اور اپنے مذہب کی تبلیغ میں کوشاں ہیں ۔ ۷ جولائی ۱۹۲۲ء کو خطبہ میں آپ نے حلفاً فرمایا کہ مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ مولانا ابوالکلام مولانا سید سلیمان ندوی وفات مسیح کے قائل ہیں جس کی وجہ سے بہت سے مسلمانوں کے دل پراگندہ ہو رہے ہیں اس لئے ہر سہ مولانا کی خدمات میں التماس ہے کہ وہ اپنا عقیدہ وفات مسیح بذریعہ اخبار اہل حدیث مسلمانوں پر واضح کریں تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ مولوی محمد علی نے واقعی ٹھیک فرمایا ہے یا غلط ۔
فقط : عبدالمجید خریدار اہل حدیث از ڈلہوزی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

دونوں مولانا صاحبان کی بابت تو میں نہیں کہہ سکتا اپنی بابت کہتا ہوں کہ میری نسبت ایسا خیال محض افتراء ہے ۔

میری تفسیر ثنائی جلد دوم میں مرزا صاحب کے اس دعوی کی مکمل تردید ہے پھر اسی مسئلہ پر رام پور میں مباحثہ ہوا ۔ احمدی جماعت کے چوٹی کے لوگ تھے جن میں خود مولوی محمد علی ایم اے ممتاز حیثیت سے تھے ۔ وہاں بھی حیات و وفات مسیح پر بحث ہوئی ۔ علماء اسلام نے خاکسار کو اپنا وکیل بنایا اس بحث کا فیصلہ کیا ہوا ؟ حضور نواب صاحب کے سرٹیفیکیٹ سے معلوم ہو سکتا ہے جو یہ ہے :

> رام پور میں قادیانی صاحبوں سے مناظرہ کے وقت مولوی ابوالوفا محمد ثناء اللہ صاحب کی گفتگو ہم نے سنی مولوی صاحب نہایت فصیح البیان ہیں اور بڑی خوبی یہ ہے کہ برجستہ کلام کرتے ہیں انہوں نے اپنی تقریر میں جس امر کی تمہید کی اسے بدلائل ثابت کیا ہم ان سے بیان سے محظوظ و مسرور ہوئے ۔ محمد حامد علی خان

اس سے بعد امرتسر میں حیات وفاۃ مسیح پر بحث ہوئی اس سے بعد بھی کئی جگہ ہوئی پھر نہیں معلوم مولوی محمد علی صاحب نے کس بنا پر یہ جرأت کی ۔ مولوی محمد علی

صاحب چاہیں تو وہ بھی اسی مسئلہ پر بحث کر لیں۔ حاضر ہوں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ جولائی ۱۹۲۲ء جلد ۱۹ نمبر ۳۸ ص ۵)

مرزائی جماعت کا مرزا صاحب سے اختلاف

بابو حبیب اللہ صاحب کلرک نہر اپر باری دوآب امرتسر لکھتے ہیں:

سورہ البقرہ میں ہے اذ قتلتم نفساً فادارئتم فیھا... الآیہ

بنی اسرائیل ایک شخص مارا گیا تھا۔ اس کا قاتل معلوم نہ تھا۔ اس کے وارث ہر کسی پر دعوی کرتے تھے۔ اللہ تعالی نے اس مردہ کو زندہ کیا۔ اس نے بتایا کہ ان وارثوں نے ہی مارا تھا۔ عبداللہ بن عباس، مجاہد، عکرمہ، قتادہ، عبیدہ اور ابی العالیہ سے اس بارے میں ایسی ہی روایتیں آئی ہیں۔ دیکھو ابن جریر جلد اول صفحہ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۷۲، ۲۷۳، ابن کثیر جلد اول صفحہ ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۹۱، درمنثور جلد اول صفحہ ۷۶۔ ۷۷، ۷۸، ۷۹

مرزا قادیانی ازالہ اوہام طبع ۱۳۰۸ھ صفحہ ۷۴۹۔ ۷۵۰ پر لکھتے ہیں:

ایسے قصوں میں قرآن شریف کی کسی عبارت سے نہیں نکلتا کہ فی الحقیقت کوئی مردہ زندہ ہو گیا تھا اور واقعی طور پر کسی قالب میں جان پڑ گئی تھی۔ بلکہ اس آیت پر غور کرنے سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے ایک خون کر کے چھپا دیا تھا اور بعض بعض پر خون کی تہمت لگاتے تھے۔ سو خدا تعالی نے اصل مجرم کے پکڑنے کے لئے یہ تدبیر سمجھائی تھی کہ تم ایک گائے کو ذبح کر کے اس کی بوٹیاں اس لاش پر مارو۔ اور وہ تمام اشخاص جن پر شبہ ہے ان بوٹیوں کو نوبت بہ نوبت اس لاش پر ماریں۔ تب اصل خونی کے ہاتھ سے جب لاش پر بوٹی لگے گی تو لاش سے ایسی حرکات صادر ہوں گی جس سے خونی پکڑا جائے گا۔

اب اس قصہ سے واقعی طور پر لاش کا زندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف ایک دھمکی تھی کہتا چور بیدل ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے

۔لیکن ایسی تاویل سے عالم الغیب کا عجز ظاہر ہوتا ہے اور ایسی تاویلیں وہی لوگ کرتے ہیں کہ جن کو عالم ملکوت کے اسرار سے حصہ نہیں ۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق علم عمل الترب یعنی مسمر یزم کا ایک شعبہ تھا جس کے بعض خواص میں سے یہ بھی ہے کہ جمادات یا مردہ حیوانات میں ایک حرکت مشابہ بحرکت حیوانات پیدا ہو کر اس سے بعض مشتبہ اور مجہول امور کا پتہ لگ سکتا ہے ۔ (روحانی خزائن جلد۳ ص۵۰۴)

قاضی ظہور الدین اکمل اپنی کتاب ظہور المہدی طبع ۱۳۳۳ھ ضیاء الاسلام پریس قادیان کے صفحہ ۶۲ پر لکھتے ہیں:

حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان عورت ایک یہودی کی دکان پر گئی اس نے اس کے ساتھ تمسخر کیا جس پر اس نے مسلمانوں سے فریادرسی کی جھگڑا ہوا۔ مسلمان مارا گیا۔ یہ اس نفس کا ذکر ہے۔ فرمایا مارو اس قاتل کو ،اس نفس مقتول کے بعض کے بدلے میں ۔

اور مولوی سرور شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ نفس سے مراد مسیح بن مریم ہے قتلتم یعنی تم نے قتل کا ارادہ کیا (ابتداء فعل) پھر مسیح کے بارے میں اختلاف ہوا تو فرمایا اس واقعہ کے بعض حصہ کو بعض پر پیش کر و اصل حالت معلوم ہو جائے گی کہ وہ مقتول علی الصلیب نہیں ہوا۔

میر محمد سعید حیدر آبادی اپنی تفسیر احمدی، مرتضائی آگرہ کے صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں:

ایک یہودی نے ایک مسلم عورت کو ماردیا وہ قریب الموت حالت میں بتا گئی کہ اس کا قاتل کون تھا پس حکم ہوا اس کو مار دو

ہمارے معظم دوست فرماتے ہیں کہ اس سے مراد قتل عیسی ہے جس کی براُت اللہ نے ظاہر فرمادی ہے۔

ہمارے مرشد حضرت محمود احمد صاحب فرماتے ہیں کہ اس سے مراد کعب بن اشرف ہے جو شریر فسادی یہودی تھا۔

نوٹ؛ آیات مندرجہ بالا کی تفسیر میں مرزا صاحب کچھ کہتے ہیں اس کے برخلاف حکیم نورالدین صاحب مولوی سرور شاہ صاحب اور میاں محمود احمد صاحب اپنی

رائے سے کچھ اور ہی تفسیر کرتے ہیں ۔غرضیکہ مرزا صاحب کو مسیح موعود مہدی مسعود کرشن اوتار اور نبی مان کر بھی علماء احمد یہ ان کے ساتھ اختلاف رکھتے ہیں اور ان کی تحریر کے خلاف محض اپنی رائے سے تفسیر کرتے ہیں حالانکہ مرزا صاحب لکھتے ہیں

مومن کا یہ کام نہیں کہ تفسیر بالرائے کرے بلکہ قرآن شریف کے بعض مقامات بعض دوسرے مقامات کے لئے خود مفسر اور شارح ہیں ۔

(ازالہ اوہام ۔ص ۳۲۸)۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ جولائی ۱۹۲۲ء ۲ ذی الحجہ ۱۳۴۰ نمبر ۳۹ جلد ۱۹ص ۷)

باپ کا مخالف بیٹا

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کتاب سرمہ چشم آریہ خاص اسی مسئلہ میں لکھی تھی کہ شق القمر کا معجزہ جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے واقع میں ہو چکا ہے مگر بیٹے (محمود خلیفہ قادیان) کا قول در بارہ شق القمر سننے کے قابل ہے ۔

شق القمر ایک کشف اور پیش گوئی تھا:

سوال : کیا شق القمر کا معجزہ کفار کی خواہش پر دکھایا گیا ؟

فرمایا اس میں ایک پیش گوئی تھی کہ عرب کی حکومت مٹا دی جائے گی ۔ چاند واقع دو ٹکڑے نہیں ہوا تھا اور کشف ایسے ہو سکتے ہیں کہ دوسرے بھی ان میں شامل ہوں ۔

چنانچہ اس مجلس والوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا اور ہندوستان کے ایک راجہ نے بھی اس کو دیکھا تا کہ آئندہ کے لئے گواہی ہو ۔ یہ خیال کہ فی الواقعہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا صحیح نہیں ۔ (الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء ص ۷ کالم ۳)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

کیا ہی نِکات بلکہ نقات ہیں جن پر ناز کیا جاتا ہے ۔ حیرانی اس بات کی ہے کہ ان لوگون کا دعوی ہے کہ زمانہ رواں میں مسلمانوں کے اختلافات اس حد تک

پہنچ گئے تھے کہ کوئی شخص خدا کی طرف سے حکم عدل ہوکر آئے تو انہیں فیصلہ کرے۔ چنانچہ حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود ہوکر آئے انہوں نے مسلمانوں کے اختلافات کو حکم عدل کی صورت میں مٹا دیا۔ بہت خوب! مگر آپ خود اپنے مسیح موعود سے اختلاف کرتے ہیں۔ یہی حال مولوی محمد علی کا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی تو حضرت عیسی کو بے باپ مانتے ہیں مگر مولوی محمد علی حسب دستور باپ سے پیدا شدہ کہتے ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی کو مسیح موعود حکم عدل مان کر بھی اس سے اختلاف کرنا اس مثل کی گویا تصدیق ہے: تیلی بھی کیا اور روکھا کھایا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔اگست ۱۹۲۲ء، مطابق ۹ ذی الحج ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۳۹ ص ۴)

حضرت عیسی مسیح کی آمد ثانی

امام عبدالوہاب شعرانی کی زبانی

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

حکیم خدا بخش احمدی عسل مصفی طبع ۱۹۱۳ء حصہ اول صفحہ ۵۲۳ پر لکھتے ہیں:

شہادت امام شعرانی۔

وہ اپنی کتاب طبقات ج لد ثانی بصفحہ ۴۴ لکھتے ہیں

و کا ن یقو ل ان علی ابن ا بی طا لب رفع کما رفع عیسی علیه السلا م و سینزل عیسی ۔ وہ کہتے تھے کہ علی بن ابی طالب بھی اسی طرح اٹھائے گئے جس طرح عیسی اٹھائے گئے اسی طرح حضرت عیسی بھی لعنت کی موت سے بچ کر طبعی موت کے بعد آسمان پر گئے۔

(مطلب یہ کہ بقول مصنف عسل مصفی امام شعرانی، حضرت عیسی کی وفات کے قائل ہیں)

واضح ہو کہ امام شعرانی ایک شخص سید علی الخواص نامی کا ذکر کرتے ہوئے ان کی بابت اپنی کتاب طبقات الکبری (طبع ۱۳۱۵ مصر) جلد ۲ صفحہ ۳۹ پر لکھتے ہیں:

و کا ن یقو ل ان علی بن ابی طا لب رفع کما رفع عیسی و سینز ل کما ینز ل عیسی ۔ سید علی الخواص کہتے تھے کہ کہ تحقیق حضرت علی اٹھائے

گئے جیسے اٹھائے گئے عیسی ، اور حضرت علی نازل ہونگے جس طرح عیسی نازل ہوں گے۔

یہ عبارت تو بتا رہی ہے کہ سید علی الخواص حضرت عیسی اور حضرت علی کے رفع اور نزول کے قائل تھے۔ ذرا حکیم صاحب کی چالاکی ملاحظہ کیجئے عبارت و سینزل کما ینزل کو پوری طرح نقل نہیں کیا اور نہ ہی اسکا ترجمہ کیا۔

میں کہتا ہوں کہ امام شعرانی ، حضرت عیسی کے آسمان پر بجسد عنصری اٹھائے جانے اور آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہونے کے قائل تھے جیسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

امام شعرانی اپنی کتاب الیوا قیت و الجوا هر فی بیان عقا ید الاکابر جلد۲ کی بحث ۶۵ کے صفحہ۲۹۱۔۲۹۲ پر لکھتے ہیں:

اگر تو سوال کرے کہ حضرت عیسی کے نزول پر کیا دلیل ہے تو جواب یہ ہے کہ حضرت عیسی کے نزول پر دلیل اللہ کا قول

و ان من اهل الکتاب ا لا لیو منن به قبل مو ته

ہے۔ یعنی جب حضرت عیسی نازل ہوں گے تو اہل کتاب ان پر جمع ہوں گے اور انکار کیا معتز لہ اور فلاسفہ اور یہود اور نصاری نے عیسی کے جسد کے ساتھ آسمان پر جانے سے ، اور کہا اللہ اللہ تعالی نے حضرت عیسی کے بارے میں و انه لعلم للسا عة اور لفظ علم کو عین اور لام زبر کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ اور ضمیر بیچ انه کے راجع ہے طرف حضرت عیسی کے اور حق بات یہ ہے کہ حضرت عیسی اپنے جسم سمیت آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور اسکے ساتھ ایمان لانا واجب ہے۔ کہا اللہ نے بل رفعه الله الیه بلکہ اٹھالیا اللہ نے طرف اپنی۔ ابو طاہر قزوینی نے کہا ہے کہ جان تو کہ عیسی کے آسمان مین جانے کی کیفیت اور اس کے اترنے اور آسمان میں ٹھہرنے کی کیفیت اور کھانے پینے کے سوا اس قدر ٹھہرنا اس قبیل سے ہے کہ عقل اس کے جاننے سے قاصر ہے اور ہمارے لئے اس میں بجز اس کے کوئی راستہ نہیں کہ ہم اس کے ساتھ ایمان لاویں اور اللہ کی اس قدرت کو تسلیم کر لیویں (اور فلاسفہ وغیرہ جو اس مسئلہ کے منکر ہیں)، اس کا بہت طویل ذکر کیا ہے۔ پس اگر کوئی سوال

کرے کہ اس قدر عرصہ تک کھانے پینے سے بے پرواہ رہنا
یہ کس طرح ہوسکتا ہے حالانکہ خدا تعالی نے فرمایا
وما جعلنا هم جسداً لا يأكلو ن الطعا م
تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ طعام کھانا اس شخص کے لئے ضروری ہے جو زمین میں ہے کیونکہ اس پر ہوا گرم و سرد غالب ہے اس لئے اس کا کھانا پینا تحلیل ہو جاتا ہے جب پہلی غذا ہضم ہو جاتی ہے تو اللہ اس کو اور غذا اس کے بدلے میں عنایت کرتا ہے کیونکہ اس دنیا غبار آلودہ میں اللہ کی یہی عادت ہے لیکن جس شخص کو اللہ آسمان کی طرف اٹھا لے اللہ اسکے جسم کو اپنی قدرت سے لطیف اور نازک کر دیتا ہے اور اس کو کھانے پینے سے ایسا بے پرواہ کر دیتا ہے جیسا اس نے فرشتوں کو ان سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ پس اس وقت اس کا کھانا تسبیح ہوگا اور پینا تہلیل ہوگا جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے رب کے پاس رات گذارتا ہوں میرا رب مجھے کھانا کھلاتا ہے اور پانی پلاتا ہے۔ اور مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ دجال ملعون کے پہلے تین سال قحط کے ہوں گے پہلے سال میں آسمان تیسرا حصہ بارش کم کر دے گا اور زمین تیسرا حصہ زراعت کا کم کر لے گی اور دوسرے سال میں دو حصے بارش کے کم ہو جائیں اور دو حصے زراعت کے کم ہو جائیں گے اور تیسرے میں بارش بالکل بند ہو جائے گی۔ پس اسماء بنت زید نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اب تو ہم آٹا گوندھنے سے پکنے تک بھوک سے صبر نہیں کر سکتے۔ اس دن مومنوں کا کیا حال ہوگا۔ فرمایا جو چیز اہل آسمان کو کفایت کرتی ہے تسبیح اور تقدیس سے، وہی اس دن مومنوں کو کفایت کرے گی۔ شیخ ابوطاہر نے فرمایا ہم نے ایک شخص خلیفہ خراط نامی کو دیکھا کہ وہ شہر ابہر میں (جوشرقی بلاد سے ہے) مقیم تھا اس نے ۲۳ سال کچھ نہیں کھایا اور دن رات اللہ کی عبادت میں مشغول تھا اور اس سے اس میں کچھ ضعف نہیں آیا تھا۔
پس جب تو نے جان لی یہ بات تو کچھ بعید نہیں یہ بات کہ تحقیق ہو قوت حضرت عیسی کی تسبیح و تہلیل۔ اور اللہ جانتا ہے ان سب باتوں کو۔

نوٹ: اس جگہ امام شعرانی کا یہ لکھنا (حق بات یہ ہے کہ عیسی اپنے جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ایمان واجب ہے) صاف ثابت کر رہا ہے کہ امام صاحب حضرت عیسی کے بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے جانے کے قائل تھے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۴۔اگست ۱۹۲۲ء مطابق ۹ ذی الحج ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۳۹ ص ۴۔۵)

امرتسر میں مرزائی مباحثہ:

مسئلہ نبوۃ مرزا پر ۳۰ جولائی کو مباحثہ ہوا محمدیوں کی طرف سے بابو حبیب اللہ کلرک مناظر تھے اور احمدیوں کی طرف سے شیخ محمد حسین مرہم عیسی لاہوری پارٹی کے مبلغ مجیب تھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۴۔اگست ۱۹۲۲ء، ۹ ذی الحج ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۳۹ ص ۱۳)

فیروز پوری مباحثہ پر تنقید

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

۳ جون ۱۹۲۲ء فیروز پور میں قادیانیوں سے مباحثہ ہوا تھا منشی فرزند ہیڈ کلرک مناظر تھے جو اپنی جماعت کے ایک قابل فرد ہیں۔

وہاں جو کچھ ہوا وہ سامعین کو خوب معلوم ہے۔ وہاں منشی فرزند علی نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی اشاعۃ السنہ سے مرزا صاحب قادیانی کی تعریف نقل کی تھی۔ جس کا جواب دیا گیا تھا کہ یہ تعریف اس وقت تک محدود تھی جب تک مرزا صاحب نے خلاف شریعت امور کا ارتکاب نہ کیا تھا۔ مسئلہ نبوت میں دعوی سے قبل کے حالات کا صحیح ہونا بہت ضروری ہے لیکن اسی قدر کافی نہیں بلکہ دوران دعوی میں بدعملی بھی موجب اعتراض ہے۔ اسی لئے اس شہادت کا اثر خود شاہد مرحوم پر کچھ نہ رہا اور وہ اول المخالفین بن گئے تھے۔

اس جواب کو فریق مخالف نہ کافی نہ سمجھا اور بعد مباحثہ فریق محمدی کو چند سوالات دیئے جن میں ایک مولوی محمد حسین صاحب مرحوم کی شہادت کو دہرایا۔

ہم حیران ہیں کہ ایک ایسی بات پر یہ لوگ ضد کرتے ہیں جو روزمرہ پیش آتی ہے اس لئے ہم اس کو مثال کے ذریعہ سمجھاتے ہیں

گواہ کی حیثیت قبل اداءِ شہادت اچھی ہونی ضروری ہے ۔ بدمعاش نہ ہو۔ سزایاب نہ ہو۔ وغیرہ۔ اس حیثیت سے تو اس کی شہادت قابل سماعت ہوسکتی ہے لیکن عین دوران شہادت میں اس سے کوئی فعل ایسا سرزد ہو جو اس کی گواہی میں شک ڈالتا ہو، مثلاً وکیل کے کسی صاف اور صحیح سوال کا جواب نہ دے، یا کوئی ایسی حرکت کرے جس سے کسی فریق کی جانب داری پائی جاتی ہو، تو ایسے گواہ کی گواہی غلط ہو جاتی ہے۔ اس پر یہ نہ کہا جائے گا کہ اس کی پہلی حیثیت اچھی ہے۔ پہلی حیثیت اسی صورت میں مفید ہوسکتی ہے جب وہ انتہاء تک اچھی رہے۔ ہاں دوران دعوی میں غلط کاری بتانا مخالف کا کام ہے اور اس کا جواب دینا مدعی کا فرض۔

دوسرا اعتراض آسمانی منکوحہ کے متعلق تھا۔ اس کی بابت فریق ثانی نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اعتراض بھیجا ہے۔

مولوی ثناء اللہ نے کثیر حصہ اپنے وقت کا محمدی بیگم اور سلطان محمد والی پیشگوئی پر صرف کیا جس سے بجز اپنے ہم خیالوں کے وقتی طور پر خوش کرنے کے اور کوئی فائدہ متصور نہ تھا۔ ہم کلام اللہ کی رو سے ثابت کر چکے ہیں کہ بعض پیش گوئیاں خصوصاً وہ جن میں عذاب کا وعدہ ہو تو بہ و استغفار اور رجوع کرنے سے ٹل جایا کرتی ہیں اور ہم نے سلطان محمد کا رجوع اس کے دستی خط کا عکس دکھا کر روز روشن کی طرح ثابت کر دیا تھا تو ان حالات ہوتے ہوئے مرزا سلطان محمد سے موت کا ٹل جانا اور کا زندہ رکھے جانا کسی قرآن دان اور قرآن پر ایمان رکھنے والے کے نزدیک موجب تعجب نہیں بلکہ حیرت اور اعتراض کا مقام تب ہوتا اگر باوجود اس قدر اصلاح اور رجوع کے بھی موت کا عذاب ان کو آ پکڑتا۔ اور ظاہر ہے کہ جب تک مرزا سلطان محمد زندہ ہے تو محمدی بیگم کا دوسری جگہ نکاح ہونا ممتنع ہے اور اگر سلطان محمد پر بھی عذاب کے لانے سے تمہاری خوشی ہوسکتی ہے تو اس کا علاج حضرت مرزا صاحب نے اسی انجام آتھم میں جس میں سے مولوی صاحب نے متعدد حوالے پڑھ کر سنائے صفحہ ۳۲ پر لکھا ہوا تھا کہ احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالی

مقرر کرے اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس پیش گوئی کے دو حصے تھے:

۱۔سلطان احمد کا مرنا۔۲۔ منکوحہ کا نکاح میں آنا۔

کتاب شہادۃ القرآن کے صفحہ ۸۰ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے سلطان محمد کی زندگی ستمبر ۱۸۹۳ء میں ۱۱ ماہ باقی بتائی ہے جو اگست ۱۸۹۴ء میں ختم ہو جانی چاہیے تھی۔ اس مدت کے گزرنے پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی، تو مرزا صاحب قادیانی نے اس کے متعلق ۱۸۹۶ء کو رسالہ انجام آتھم میں وہ مضمون لکھا جس کا حوالہ صفحہ ۳۲ سے معترض نے دیا ہے ہم اس مضمون کو اول سے آخر تک نقل کر دیتے ہیں ۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

> میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو۔ اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائے گی۔ اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کر دے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔ اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے اور وقتوں میں تو کبھی استعارات کا دخل ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بائیبل کی بعض پیش گوئیوں میں دنوں کے سال بتائے گئے ہیں۔ جو بات خدا کی طرف سے ٹھہر چکی ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ ذرہ شرم کرنی چاہیے کہ جس حالت میں خود احمد بیگ اسی پیش گوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور وہ پیش گوئی کے اول نمبر پر تھا۔ تو پھر اگر خدا کا خوف ہو تو اس پیش گوئی کے نفس مفہوم میں شک نہ کیا جاوے کیونکہ ایک وقوع یافتہ امر کی یہ دوسری جزء ہے۔
>
> جس حالت میں خدا اور رسول اور پہلی کتابوں کی شہادتوں کی نظیریں موجود ہیں کہ وعید کی پیش گوئی میں گو بظاہر کوئی شرط نہ ہو تب بھی بوجہ خوف تاخیر ڈال دی جاتی ہے۔تو پھر اس اجماعی عقیدہ سے محض میری عداوت کے لئے منہ پھیرنا اگر بدذاتی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے؟

فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالی مقرر کرے اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں (انجام آتھم)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس عبارت کے دو حصے ہیں۔ ایک حصے میں معترضین کے اعتراضوں کا جواب دیا ہے۔ اعتراض یہی تھا کہ مرزا سلطان محمد خاوند منکوحہ آسمانی اگست ۱۸۹۴ء کے بعد کیوں زندہ رہا۔ اس کا جواب تو یہ دیا کہ میعاد تو بہ واستغفار سے ٹل جاتی ہے (سردست اس پر ہمیں بحث نہیں) ۔دوسرا حصہ جو ذکر میں پہلے ہے، وہ بالکل صاف ہے کہ سلطان محمد کی موت مرزا صاحب قادیانی مدعی کی موت سے پہلے واقع ہونی تقدیر مبرم ہے۔ اگر سلطان محمد، مرزا صاحب قادیانی سے پہلے نہ مرے، تو مرزا صاحب آنجہانی اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔

ہم نے پہلے حصے پر اعتراض نہیں کیا تھا کیونکہ اس کی ضرورت نہ تھی۔ دوسرے حصے کو پیش کیا تھا جس کے جواب میں قادیانی مناظر نے پہلا حصہ پیش کیا۔ چنانچہ اب بھی وہ اسی پر مصر ہیں جس کو دیکھ کر ہمیں حیرانی ہوتی ہے کہ یہ لوگ کس فہم و ذکا سے کام لیتے ہیں

ما لهو لاء لا يكا دو ن يفقهو ن حد يثاً

کیا مرزا صاحب قادیانی کی عبارت مذکورہ اردو زبان میں نہیں ہے؟ کیا اس کے سمجھنے میں کسی قسم کی دقت ہے۔

ہمارے مخاطب کا فرض ہے کہ اس عبارت کی تشریح واضح طور پر کر دیں اور یہ بتا دیں کہ ہم نے جو اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے یہ صحیح ہے یا غلط؟ رہا مسئلہ منکوحہ کے نکاح کا سو اس کی بابت مرزا قادیانی کا صاف اقرار ہے جو انہی کے لفظوں میں نقل ہے:

> خدا تعالی نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز کو فرمایا کہ میرزا احمد بیگ ولد گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت موانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو لیکن آخر کار ایسا ہی ہو گا۔ (ازالہ اوہام طبع اول۔ص ۳۹۶)

کیا اس خدائی وعدے کے مطابق نکاح ہوا؟
کیا اس عبارت میں کسی قسم کی گنجائش ہے؟
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱۔اگست ۱۹۲۲ء نمبر ۴۱ جلد ۱۹ مطابق ۱۶ ذی الحج ۱۳۴۰ھ ص ۳۔۴)

قادیانی کذب بیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جھوٹ بولنا ہر مذہب اور ملت میں برا ہے خصوصاً مذہبی معاملات اور مباحثات میں تو اس کی مثال بعینہ وہی ہے جو کہی گئی ہے گونہہ کا گونہہ مرغی کا گونہہ ۔ مرغی چونکہ انسانی پاخانہ کھا جاتی ہے اس لئے اس کی بیٹھ انسانی پاخانہ سے زیادہ بدتر ہے ہماری رائے میں یہی مثال مزہبی مباحثوں میں اور مذہبی مناظروں کی رپورٹوں میں جھوٹ بولنے کی ہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قادیانی بلکہ دوسرے بدعتی بھی اس عیب کو ہنر جان کر اپنی شکستوں کو فتح سے مبدل کر کے دکھاتے اور سناتے ہیں ۔ آج ہم ان دونوں گروہوں کی کذب بیانی پر بحث نہیں کریں گے بلکہ ان کے تحریری بیانات سامنے رکھ دیں گے ۔

گذشتہ ایام میں موضع کھیارے متصل ننکانہ مرزائی دوستوں سے مباحثہ ہوا جس کا ذکر اہل حدیث ۱۴ جولائی میں درج ہے ۔ وہاں جو کچھ ہوا سب نے دیکھا خدا نے محمدی فوج کی مدد کی ۔ مگر قادیانی رپورٹروں (عبدالعزیز اور جلال دین) الفضل اور فاروق میں جو رپورٹیں دی ان سے بطور نمونہ چند فقرے نقل کرتے ہیں:

پہلا مسئلہ ختم نبوت تھا جس پر آیت ختم النبیین اور چند احادیث پڑھیں جو اس مضمون کی کتب احادیث میں آئی ہیں اس گفتگو کو الفضل ۲۰ جولائی میں صفحہ ۸ پر یوں لکھا ہے

چونکہ مولوی ثناءاللہ کی تقریر کا اکثر حصہ تمسخرات میں گذرتا تھا لہذا میں اس حصہ کو چھوڑ کر اصل فریقین کے بیان کرتا ہوں جو بطور استدلال بیان کئے گئے ہیں

مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا حدیث میں لا نبی بعدی آیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ اس امت میں تیس دجال ہوں گے جو دعوی نبوت کریں گے پس مرزا صاحب انہی میں سے ایک ہیں

اس بیان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ میں نے اپنے بیان میں صرف حدیث نبوی پڑھی تھی آیت قرآنی نہیں پڑھی۔ چنانچہ احمدی مناظر نے اس فعل قبیح کا الزام بھی مجھ پر لگایا جس کے الفاظ یہ ہیں۔ احمدی مناظر کی تقریر مخبر نے یوں لکھی ہے

حافظ روشن علی نے کہا افسوس کہ آپ (ثناء اللہ) نے حدیث کو قرآن شریف پر مقدم کر دیا اور آپ قرآن سے کوئی ثبوت نفی نبوت کا پیش نہ کر سکے

اب تو یقیناً ثابت ہو گیا کہ محمدی مناظر ثناء اللہ نے اپنے دعوی ختم نبوت پر کوئی آیت نہ پڑھی۔ بہت عجب۔

اب دوسرے مخبر کی بھی سنیئے جس کا نام ہے مولوی جلال الدین (جو خود جلسہ میں شریک بلکہ مرزائیوں کی طرف سے صدر تھا) وہ اخبار فاروق مورخہ ۲۸ جولائی میں اسی مباحثہ کی رپورٹ لکھتا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں

ثنائی اعتراض اور اس کا جواب۔

مولوی ثناء اللہ نے اعتراض کیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا۔ حدیث میں آیا ہے کہ میرے بعد تیس دجال ہوں گے ان کی علامت یہ ہوگی کہ وہ نبوت کے مدعی ہوں گے اور اسی طرح حدیث لا نبی بعدی پیش کی۔

اس بیان میں صاف اقرار ہے کہ محمدی مناظر نے قرآن شریف سے آیت خاتم النبیین پیش کی اور پہلے بیان میں اس کی نفی کی۔ لہذا ہم اس بارے میں کچھ نہیں کہتے۔ بجز اس کے کہ حدیث نبوی کے الفاظ سنا دیں جو ایک وقت دو شخصوں کے مختلف بیانوں پر حضور ﷺ نے فرمایا تھا احد کما کاذب ۔

نیز الفضل میں لکھا ہے (جو نقل ہو چکا) کہ حافظ روشن علی مناظر نے مجھ پر الزام لگایا کہ میں نے قرآن پر حدیث کو مقدم کر دیا یعنی قرآن پیش نہیں کیا اور حدیث پیش کر دی۔ مگر مولوی جلال دین نے حافظ روشن علی کا بیان یوں نقل کیا

حافظ صاحب نے مدلل طور پر بیان فرمایا کہ ختم نبوت سے جو معنی آپ سمجھ بیٹھے ہیں وہ صحیح نہیں

اس سے معلوم ہوا کہ آیت خاتم النبیین میں نے پیش کی تھی۔

ان دونوں بیانوں میں بھی اختلاف ہے۔ پہلے بیان کے مطابق حافظ روشن علی نے مجھ پر الزام لگایا تھا کہ میں نے قرآن پیش نہیں کیا۔

پس اب دونوں مناظر اور مخبر در بار خلافت قادیان میں فیصلہ کرائیں کہ سچا کون ہے۔ ہماری رائے تو صرف یہی ہے

احد کما کاذب۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸۔اگست ۱۹۲۲ء مطابق ۲۳ ذی الحجہ جلد ۱۹ نمبر ۴۲ ص ۲۔۳)

☆ مرزائیوں سے دو مباحثے مختصر سے امرتسر میں ہوئے ہیں۔ ایک مولوی عبدالرحیم شاہ واعظ اور نے دوسرا بابو حبیب اللہ کلرک نے کیا۔ اور کامیاب رہے۔ (اہل حدیث امرتسر ص ۱۴۔ ۲۸ جولائی ۱۹۲۲ء)۔

یہ مباحثے مرزائی پارٹی کے مبلغ شیخ محمد حسین مرہم عیسے سے ہوئے تھے جو امرتسر آئے تھے اور مجلسی طور پر ہوئے تھے۔ عبدالرحیم شاہ اور بابو حبیب اللہ پیش ہوتے رہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸۔اگست ۱۹۲۲ء مطابق ۲۳ ذی الحجہ جلد ۱۹ نمبر ۴۲ ص ۴)

خواجہ حسن نظامی دہلوی، قادیان میں

اڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں کہ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی ایک صوفی مذاق آدمی ہیں۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید بھی ہیں۔ یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے پیر کو تعظیمی سجدہ کے جواز کا رسالہ لکھا ہے، جس کا جواب اہل حدیث امرتسر میں نکلتا رہا۔ آپ کا ایک مضمون اخبار مدینہ بجنور ۱۳۔ اگست میں شائع ہوا ہے جس میں آپ اپنے فرضی طویل سفر کا حال لکھتے ہیں۔ اس فرضی سفر کی تاریخ شروع جنوری ۲۰۵۰ء ہے۔ یعنی آج سے ایک سو اٹھائیس سال آئندہ کو۔

آپ نے اپنے سفر کی ابتداء دہلی سے بتائی ہے۔ پھر ادھر اودھر گھومتے ہوئے قادیان پہنچے ہیں۔ وہاں کا حال دور اندیشانہ نظر یا بقول صوفیا کشفی نگاہ میں

قادیان کا حال لکھتے ہیں۔ ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہے۔

قادیان:

سہارن پور سے انبالہ اور لدھیانہ امرتسر ٹھہرتا ہوا کہ اب اسکا نام بت الہ ہو گیا ہے کیونکہ قادیان کے مقابلہ میں ایک شخص یہاں پیدا ہوا تھا جو کہتا تھا کہ میں صورت بشری میں پیکر الہ ہوں، اور قادیان کے مرزا کو جھوٹا کہنے کے لئے میرا ظہور ہوا ہے۔ اہل بٹالہ اس کو بتِ الہ کہتے تھے۔ اور اسی وجہ سے اس قصبہ کا نام بت الہ ہو گیا ہے۔

میرا خیال تھا کہ قادیان میں میرزا قادیان کی اولاد میں سے کوئی ملے گا مگر وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ سب لندن میں چلے گئے ہیں کیونکہ ان کے پاس چندہ کا روپیہ بہت جمع ہو گیا تھا۔ اور دوسری خلافت کے دور میں قادیان کو ایک ایسا ناظر بیت المال مل گیا تھا جس نے چندروز میں خزانہ بھر پور کر دیا اور روپیہ کی زیادتی کے سبب مرزا صاحب کے جانشینوں کو سیر لندن کا شوق پیدا ہوا۔ مگر قادیان کے ایک اصلی باشندے نے لندن جانے کی یہ وجہ بیان کی کہ میرزا یہوداسود نامی کوئی صاحب تختِ خلافت پر بیٹھے تھے انہوں نے مہاتما گاندھی کی غیر فانی شہرت و ہر دلعزیزی سے عاجز ہو کر ہجرت کا ارادہ کیا اور جماعت کے مشورہ عام کے بموجب لندن کی طرف ہجرت قرار پائی۔ قادیان میں آج کل کوئی مرزائی نہیں ہے مرزا صاحب کی قبر کے پاس بہت بڑا گئوشالہ بنایا گیا ہے

عجیب جگہ:

قادیان میں جس جگہ میرزا قادیانی رہتے تھے، وہاں آج کل ایک سرائے بن گئی ہے جس میں اونٹ بیل گھوڑے گاڑیاں وغیرہ بھی ٹھیرتی ہیں۔ اور مسافر بھی قیام کیا کرتے ہیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ اس سرائے میں کوئی آسیب رہتا ہے اس واسطے کہ جو مسافر یہاں قیام کرے اس کو پچھلی رات خواب دکھائی دیتا ہے کہ ایک سومنہ کا ایک خوفناک آدمی سامنے کھڑا ہے اور اس کے ہر منہ سے آواز آتی ہے

چندہ لاؤ چندہ لاؤ۔خواب دیکھنے والا ڈر جاتا ہے اور صبح بیدار ہوتے ہی یہاں سے بھاگنے کا انتظام کرتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ کا مزار

قادیان کے مغربی رخ ایک باغ بنایا گیا ہے اس میں امرتسر کے مولوی ثناء اللہ کا مزار ہے۔ جہاں ہر جمعرات کو قوالی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں جو شخص مولوی ثناء اللہ کی قبر کو وار کر پانی پی لے ،اس کو قادیان کی سرائے میں وہ چندہ مانگنے والا بت دکھائی نہیں دیتا۔

میرزا صاحب کی قبر سنسان پڑی ہے اور ان کے حریف اعظم مولوی ثناء اللہ کے مزار پر بڑی رونق ہے۔ میں یہاں کئی دن رہا۔اہل حدیث کی قوالیاں میں نے بھی سنیں۔غرض اس طرح میں سفر کرتا ہوا کابل پہنچ گیا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خواجہ حسن نظامی صاحب کی عبارت میں جو یہ فقرہ ہے:

اہل حدیث کی قوالیاں میں نے سنیں،

اس سے مراد آپ کی جلسہ ہائے وعظ ہیں گانا بجانا مراد نہیں۔

قبر کو وار کر پانی سے مراد آپ کی یہ ہے کہ چونکہ ثناء اللہ کو لوگ فاتح قادیان کہتے ہیں اس لئے اس آئندہ زمانہ میں ثناء اللہ کا صرف نام لے لینے سے مرزائی اثر زائل ہو جائے گا۔

ایسی باتوں کے سمجھنے کے لئے صوفیانہ اصطلاح کی پابندی چاہیے بقول

سر مستان منطق الطیر ست جامی لب بہند
جز سلیمانے نیائد فہم ایں گفتار را

دیکھئے قادیانی پریس خواجہ صاحب کے اس کشف کا کیا جواب دیتا ہے

امید: اس کشفی سیر سے توقع ہوگئی ہے کہ آئندہ اسلامی جلسہ قادیان میں خواجہ صاحب بھی شریک ہوں گے کیونکہ راستہ تو دیکھ ہی چکے ہیں اب خطرہ کیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵۔اگست ۱۹۲۲ء مطابق ۳۰ ذی الحج ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۴۳ ص ۶۔۷)

نازل ہونا مسیح کا آسمان سے

مرزا آنجہانی کی الہامی زبان سے

جناب محمد حنیف خادم، دہرہ دون سے لکھتے ہیں:

معزز ناظرین: مرزا صاحب قادیانی کا دعوی تھا کہ حضرت عیسی کے نزول کے متعلق جتنی حدیثیں آئی ہیں ان میں آسمان کا لفظ کہیں نہیں آیا۔ کسی ضعیف سے ضعیف حدیث میں بھی نہیں ملتا۔

معتقدین مرزا کا بھی یہی دعوی ہے۔ بلکہ بعض جو شیلے مرزائی اپنے مخالفوں سے نہایت شد و مد کے ساتھ یہ مطالبہ کیا کرتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو حدیث کی کسی کتاب میں آسمان کا لفظ دکھاؤ کہ مسیح آسمان سے اترے گا۔ اپنے مولوی ثناء اللہ سے کہو کہ بذریعہ اخبار اہل حدیث امرتسر اس روایت کو شائع کر دیں۔

ناظرین! اگر چہ امیر الموحدین جناب مولانا ثناء اللہ کئی مرتبہ اخبار اہل حدیث میں امام بیہقی کی کتاب الاسماء سے روایت نقل کر کے دکھا چکے ہیں جس میں صاف مرقوم ہے کہ حضرت عیسی آسمان سے نزول فرمائیں گے، مگر افسوس مرزائیوں کی ہٹ دھرم پارٹی جو اپنی جبلی عادت سے مجبور اور اپنے نبی (مرزا قادیانی) کی سنت پر پوری طور سے عامل ہے۔ تاویل بے دلیل کر کے صاف انکار کرتی ہے۔

بزرگ ناظرین! اب میں وہ حدیث جس کا ترجمہ خود ان کے امام زمان مسیح قادیان کی زبان الہام ترجمان سے نکلا ہوا ہے جو انہوں نے اپنے دعوی مسیحیت کے ثبوت کے ضمن میں پیش کیا ہے مع حوالہ نقل کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے فرمایا:

> میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا تو دو چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔ اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک

اوپر کے دھڑ کی ، ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔
(رسالہ احمدی خاتون جلد۲ نمبر۴۔۵صفحہ۳۳)

قارئین کرام ! اسے غور سے پڑھیں اس میں صاف اور کھلے حرفوں میں آسمان کا لفظ موجود ہے جو مرزا صاحب کے دعوی کی تکذیب کے لئے کافی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ لفظ ،آسمان ، حدیث کا ترجمہ نہیں ہے ، ایزاد مرزا ہے تو جناب مولانا امرتسری کا یہ فرمانا کہ مرزا صاحب واضعان حدیث میں سے تھے بالکل صحیح اور درست ہوگا اور ایسے شخص کے حق میں حضور ﷺ کا صاف ارشاد ہے

من کذب علیّ متعمداً فیتبوأ مقعده فی النار..الخ..
جو کوئی میری نسبت جھوٹ تراشے جو میں نہ کہا ہو وہ اپنا گھر جہنم میں بنائے

اور اگر یہ لفظ ،آسمان ، حدیث کا ترجمہ ہے تو مرزا صاحب قادیانی کا یہ فرمانا کہ لفظ آسمان ، حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ،صریح کذب بیانی ہے۔ لہذا دعوی غلط ۔ اور نیز مرزا صاحب کے تمام دعوے مسیحیت ومہدویت اور نبوت سب باطل ہوئے اور ان کے مفتری علی اللہ ہونے میں کچھ شک وشبہ باقی نہیں رہا۔

جناب محمد حنیف از دہرہ دون مزید لکھتے ہیں کہ: مرزا کہتے ہیں

میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا دو چادریں اس نے پہنی ہوں گی ۔ اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ۔ ایک اوپر کے دھڑ کی ایک نیچے کے دھڑ کی ۔ یعنی مراق اور کثرت بول ۔
(رسالہ احمدی خاتون ۔ ج ۲ نمبر۴۔۵ص۳۳)۔

اس میں مرزا غلام احمد نے خود حضرت مسیح کا آسمان سے اترنا بتایا ہے ۔
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ ۔ اگست ۱۹۲۲ء ۔ ۳۰ ذی الحج ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر۴۳ ص ۷)

پاراچنار علاقہ کورم میں مرزائیوں کو شکست فاش

اٹھے نہ شور گرگ نے بکرا چبالیا

(توضیح مرام مصنفہ غلام احمد قادیانی۔ص۲)

جناب فیروز الدین جالندھری، پاراچنار علاقہ کورم سے لکھتے ہیں۔

جناب مولانا صاحب مدظلہ العالی۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چند روز سے یہاں کے مرزائیوں کی حالت نہایت عجیب ہو رہی ہے میں چاہتا ہوں کہ مختصراً بیان کرکے ناظرین اہل حدیث کو بھی محظوظ ہونے کا موقع دیا جائے براہ کرم درج اخبار فرما کر عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں

کچھ روز سے جناب مولوی عبدالجبار سکنہ رئسان ضلع کوہاٹ یہاں تشریف لائے ہوئے ہے۔آپ نے متعدد وعظ فرما کر اہالیان پاراچنار کو نہایت محظوظ فرمایا۔ قادیانی فتنہ کی طرف سے جناب نے اس طرف بھی توجہ فرمائی۔بحمدہ پہلی ہی مجلس میں کامیابی ہوئی۔ ایک شخص ملا کوچان ساکن علاقہ افغانسان جو کہ بیس پچیس برس سے مرزا قادیانی کے مذہب میں گرفتار ہوگیا تھا اور جس کی حالت بعینہ مرزا قادیانی کے اس مصرعہ کے مطابق ہوچکی تھی:

دیو لعین نے ہتھے پہ اس کو لگا لیا (توضیح مرام)

جناب مولوی صاحب کے مقابلہ پر آیا۔ادھر کیا تھا فوراً بصدارت جناب آصف خان صاحب ہیڈ کلرک کورم ملیشیا ۲۳ جولائی کو جامع مسجد میں مجلس مناظرہ گرم ہوئی۔ جناب مولوی صاحب نے عیسیٰ کے معجزات کے ثبوت میں یہ دو آیات پیش کیں

و رسو لاً الی بنی اسرا ئیل ۔ انی قد جئتکم بآیة من ر بکم انی ا خلق لکم من الطین کهیئة الطیر فا نفخ فیه فیکو ن طیراً با ذن الله و ابریء ا لا کمه والا بر ص و ا حی المو تی با ذن الله .. الخ۔ (سورہ آل عمران آیت ۴۴)

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر کرے گا اور یہ کہ تحقیق آیا ہوں میں تمہارے پاس ایک نشانی پروردگار تمہارے سے یہ کہ بناتا ہوں میں واسطے تمہارے مٹی سے مانند صورت جانور کے پس پھونکتا ہوں میں بیچ اس کے پس ہو جاتا ہے جانور ساتھ حکم اللہ کے اور چنگا کرتا ہوں میں پیٹ کے اندھے کو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے کو ساتھ حکم اللہ کے۔

۲ ـاذ قا ل الله ياعيسى ابن مر يم اذكر نعمتى عليك و على والد تك اذ ايد تك برو ح القدس تكلم الناس فى المهد وكهلا و اذ علمتك الكتا ب و الحكمة و التوراة و الانجيل و اذ تخلق من الطين كهيئة الطئر با ذنى فتنفخ فيها فيكو ن طيراً با ذنى و تبرىء ا لا كمه و الا بر ص با ذنى و اذ تخر ج المو تى با ذنى و اذ كففت بنى اسرا ئيل عنك اذ جئتهم بالبينات فقا ل الذين كفروا ان هذا الّاسحر مبين ـ(سورہ المائدۃ آیت ۱۱۱)

(یعنی جسوقت کہ اللہ تعالی ارشادفر مائے گا کہ اے عیسی مریم کے بیٹے یا دکر تو نعمت میری اوپر اپنے اوراوپر ماں اپنی کے جس وقت کہ قوت دی میں نے تجھ کوساتھ جان پاک کے، باتیں کرتا تھا لوگوں سے بیچ جھولے کے اورادھیڑ میں اور جسوقت کہ سکھایا میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت اورتوریت اورانجیل اور جس وقت بناتا تھاتو مٹی سے جیسے صورت جانور کی ساتھ حکم میرے کے پس پھونکتا تھابیچ اس کے پس ہو جاتا تھا پرندہ ساتھ حکم میرے کے اور چنگا کرتا تھا مادرزاد اندھوں کواور سفیدی والوں کوساتھ حکم میرے کے اور جس وقت نکالتا تو مردوں کو ساتھ میرے حکم کے اور جس وقت بند کیا بنی اسرائیل کو میں نے تجھ سے جب لا یا تھا تو ان کے پاس دلیلیں پس کہا اون لوگوں نے جو کافر ہوئے ان میں سے نہیں یہ مگر جادو ظاہر۔

ان ہر دو آیات کے بعد جناب مولوی صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ عبارت ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۲ سے پیش کی:

یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا...سو کچھ تعجب نہیں کہ خدا تعالی نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک کے مارنے سے ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے۔ یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو...اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنالیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں ...بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں ... ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے

ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمر یزری طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں ...مگر یادرکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل (معجزات عیسی) کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالی کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

نتیجہ صاف ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے علی الاعلان حضرت عیسی کی توہین کی اور ان کے معجزات کو صاف صاف مسمر یزم اور لہو ولعب لکھا ہے۔ کون معجزات، وہ جو اللہ پاک نے اپنے برگزیدہ اور مقرب نبی کی تائید میں عطا فرمائے ،۔ چونکہ آیات قرآنی سے صاف عیاں ہے کہ ان معجزات کو جادو کہنے والے کافر ہیں اس لئے مرزا صاحب قادیانی بھی ان کو مسمر یزم اور شعبدہ لکھنے کی وجہ سے کافر ہیں۔

یہ مضمون نہایت صاف تھا ملا کو چان نے فوراً تسلیم کرلیا اور علی الاعلان اس عقیدہ سے توبہ کی۔ نیز مرزا قادیانی کو اسلام سے خارج ہونے کا اعلان کیا۔ اللہ پاک استقامت بخشے آمین۔ جناب مولوی صاحب موصوف کے تشریف لانے سے اللہ پاک نے ملا صاحب کو ایک گمراہ کن کے منہ سے نکالا

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردہء تقدیر پدید

مرزائیوں کی دونوں پارٹیاں اس نقصان عظیم کو کیسے برداشت کرتیں فوراً جدید مباحثہ کے لئے آمادہ ہوگئیں۔ دونوں کو دعوت دی گئی۔ دوسرے ہی مباحثہ کی ٹھہری۔ جامع مسجد میں اہل اسلام مباحثہ کے شائق ایک کثیر تعداد میں جمع ہو گئے مگر مرزائیوں نے وہاں جانے سے انکار کیا۔ اور اپنے ہی مکان پر مباحثہ کرنے کو ترجیح دی اسی فکر میں ہوئے کہ اس بلائے ناگہانی کو کیسے دور کیا جائے مگر خود کردہ را علاجے نیست۔ کچھ مبہوت سے ہوکر ششدر ہو گئے۔ یہ رنگ اور جمود دیکھ کر منشی عبدالکریم صاحب ہیڈ کلرک سپلائی ڈپو نے سلسلہ جنبانی کی اور مرزائیوں کی دونوں پارٹیوں کو اون کے مکان (سول ہسپتال) میں ہی مخاطب کر کے فرمایا کہ یہاں جگہ بہت تنگ ہے عوام الناس شائقین کی گنجائش یہاں ناممکن ہے اور یہاں بحیثیت ایک سرکاری عمارت

ہونے کے بلا اجازت گورنمنٹ مباحثہ کرنا مناسب نہیں اس لئے بہتر ہے کہ آپ حضرات جامع مسجد میں تشریف لے چلیں۔ دونوں نے بیک زبان فرمایا کہ ہمیں وہاں فساد کا خطرہ ہے لیکن اگر وہ یہاں تشریف لانا نہیں چاہےءتو ہم وہاں جانے کو بھی تیار ہیں بشرطیکہ حفظ امن کا ذمہ لیا جائے۔ یہ سنتے ہی منشی صاحب موصوف بہمراہی بابو فداحسین اکاؤنٹنٹ بورڈس رجمنٹ جامع مسجد میں تشریف لے گئے عام مجمع نے بیک زبان یہی درخواست کی کہ مباحثہ جامع مسجد میں ہو۔ حفظ امن جناب وکیل تجار دولت افغانستان شربت علی خان نے وعدہ فرمایا۔ دونوں حضرات نے واپس آ کر تمام ماجرا سنایا سنتے ہی مرزائی بہت گھبرائے اور طرح طرح کے حیلے حوالے تراشنے لگے منشی صاحب مذکور اور چند دیگر اصحاب کے نہایت ہی اصرار پر بہت ہی مشکل سے آمادہ ہوئے شکر ہے

لائے اوس بت کو التجا کر کے ۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

مسجد میں پہنچے۔ نہائت اہتمام کے ساتھ اصحاب مندرجہ ذیل کی موجودگی میں مباحثہ شروع ہوا۔ جناب خان صاحب شربت علی خان وکیل تجار دولت افغانستان جناب مولوی سید ابوالقاسم قزلباش (شیعہ) جناب مولوی عبدالجلیل (مولوی فاضل) وغیرہ

مرزائی مناظر مولوی غلام حسین نے کہا کہ حیات وممات مسیح پر بحث کرنا سب سے مقدم ہے کیونکہ جب موت ثابت ہو جائے گی تو مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔ جناب مولوی عبدالجبار صاحب نے فرمایا کہ مرزا غلام احمد کے دعاوی مسیحیت ومہدویت کو حضرت عیسی کی حیات وممات سے کچھ تعلق نہیں لیکن چونکہ مسیح موعود یا مہدی مسعود کا مسلمان ہونا لازم ہے اس لئے سب سے مقدم یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے مسلمان ہونے یا نہ ہونیپر مباحثہ کیا جائے۔ سخت بحث کے بعد مرزائی اس مبحث کے لئے آمادہ ہوا۔

جناب مولوی عبدالجبار صاحب نے ایک اصول مسلّمہ فریقین تحریر فرمایا کہ جو شخص کسی نبی کی اہانت کرے یا اون کے معجزات کا انکار کرے وہ شخص یقیناً کافر ہے مرزائی مناظر نے اس اصول کی تحریراً تصدیق کی

جناب مولوی عبدالجبار نے وہی دونوں آیات مذکورہ بالا پیش کیں اور مرزا

قادیانی کی وہی عبارت ازالہ اوہام سے پڑھ کر سنائی (جو کل ملا کو چان صاحب کے مقابلہ پر پیش کی تھی) اور مکرر سہ کرر پڑھ کر نہایت وضاحت سے ثابت کیا کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسی کے معجزات کو مسمر یزم شعبدہ اور لہو ولعب لکھ کر اون کی توہین اور تذلیل کی جس طرح کفار نے آپ کے معجزات کو سحر کہا تھا اسی طرح مرزا ساحب بھی اون کو مسمر یزم اور شعبدہ وغیرہ کہنے کی وجہ سے حسب فرمان خداوندی کافر ہے۔

مرزائی مناظر نے کہا کہ آپ مرزا صاحب کی عبارت کا مطلب نہیں سمجھتے۔ انہوں نے تو ان معجزات کو تسلیم کیا ہے۔عبدالجبار نے فرمایا کہ بے شک لکھا ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے:

یہ عاجز اگر ان کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا۔،

کیا یہ حضرت عیسی کے معجزات کی توہین نہیں۔

منشی عبدالکریم صاحب ازالہ اوہام کی عبارت اور صاف کر کے نتیجہ نکالا مگر مرزائی مناظر اپنی جگہ سے کب ہٹنے والا تھا یہی کہتا رہا کہ تم مرزا صاحب کی عبارت (اردو) نہیں سمجھتے۔عجب نظارہ تھا۔

ناظرین! اگر ہم لوگ مرزا صاحب قادیانی کی عبارت مذکور نہیں سمجھتے تو آپ ہی انصافاً بتائیں کیا اس میں حضرت عیسی کے معجزات سے انکار اور اون کی توہین نہیں؟

اس وقت مرزائی مناظر کی حالت نہایت ہی عجیب تھی ہاتھوں میں رعشہ پڑ گیا منہ خشک اور چہرہ زرد ہو گیا گو یا ہوش وحواس باختہ اور بالکل رفو چکر ہو گئے

یہ کسمپرسی کی حالت دیکھ کر لاہوری پارٹی کے ایک معزز رکن مخاطب ہوس ئے مگر بولنے سے بدتر بقول:

اگر ماند شبے ماند شبِ دیگرنمی ماند

چند منٹ میں خاموش ہو گئے گو یا دونوں پارٹیوں کے حال زار نے فبهت الذی کفر کی عملاً تصدیق کر دی۔ اودھر بار بار قادیان سے کوئی شخص اپنا یہ شعر نہایت رنج والم کی حالت میں پڑھتا ہوا سنائی دیا

دین دار پیر دیتاہے مومن جسے خطاب
نا اہل پیروں نے وہ کافر بنا لیا

(توضیح مرام)

ہاں یہ بے چارے نہایت حسرت و یاس کے ساتھ زبان حال سے یہ شعر پڑھتے ہوئے جامع مسجد سے رخصت ہوئے نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن۔

بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

مختصر یہ کہ مباحثہ نہایت کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵۔اگست ۱۹۲۲ء مطابق ۳۰ ذی الحج ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۴۳ ص ۷۔۹)

قادیانی انعام لینے کو تیار ہوں:

میں نے جو ۱۵۔اپریل کے اہل حدیث میں سٹھیالی کے مباحثہ میں چار مرزائیوں کا تائب ہونا لکھا تھا جس پر قادیانی اخبار الفضل نے ۵۰ روپئہ انعام دینے کا وعدہ کیا تھا، میں اس کا ثبوت دینے کو تیار ہوں انعامی رقم کسی مسلمہ امین کے پاس رکھ دیں اور ثبوت کے لئے منصف مقرر کریں پھر دیکھیں کہ ثبوت کیسا گذرتا ہے۔میر محمد واعظ بھانبڑی متصل قادیان

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم ستمبر ۱۹۲۲ء مطابق ۸ محرم ۱۳۴۱ھ جلد ۱۹ نمبر ۴۴ ص ۱۳)

مرزائی مذہب کی بنیاد

مولانا ابونعیم محمد عبدالعظیم حیدر آبادی لکھتے ہیں:

مرزائیوں کی تقاریر اور ان کی تالیفات سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ان کے مذہب کی بنیاد صرف حسب ذیل تین امور پر ہے:

۱۔وفات مسیح ۲۔مجددیت فی الاسلام ۳۔انکار ختم نبوت بمعنی متعارف

یہی وہ تین امور ہیں جن پر مرزائیوں کو فخر ہے اور جن کے مالہ و ماعلیہ سے ہر فرد مرزائی کو لازماً واقف کرایا جاتا ہے۔اور ہر ایک جلسہ میں بحث کے وقت اولاً یہی مسائل پیش کئے جاتے ہیں۔مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ مسائل ہر بحث و مباحثہ میں کیوں پیش کئے جاتے ہیں کیونکہ اگر کوئی شخص ان امور کو فرض محال تسلیم بھی کر لے، تب بھی ان سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوی کا اثبات نہیں ہو سکتا۔

اب میں ان تینوں دعاوی کی نسبت تفصیلاً عرض کرونگا جن کے ملاحظہ کے بعد ہر منصف مزاج کو مرزا صاحب کی نبوت میں ضرور تامل ہوگا۔

الف: وفات مسیح کے متعلق مرزائی آیت قرآنی

یاعیسی انی متو فیك ورافعك الیّ

کے لفظ متو فیك سے حضرت عیسی کی وفات کو ثابت کرتے ہیں۔لیکن نہایت تدبر کے ساتھ اس جگہ یہ امر قابل غور رہتا ہے کہ عربی زبان میں، تو فی ، کے معنی مرنے اور ،بھر لینے ، کے آتے ہیں۔

اس لحاظ سے قرآن مجید میں جہاں جہاں لفظ تو فی استعمال ہوا ہے اس کے معنی کہیں بھر لینے کے اور کہیں مرنے کے قرائن سے لئے گئے ہیں۔

پس اس لحاظ سے اس آیت خاص میں لفظ متو فی کے معنی محض مرنے کے لینے کی نسبت خاص قرینہ کی ضرورت واقع ہو جاتی ہے اور قرینہ خود قرآنی آیات سے اس وجہ سے نہیں لیا جا سکتا کہ خود قرآن مجید میں یہ لفظ دونوں معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔

اب اسکے بعد حدیث کا درجہ باقی رہ جاتا ہے۔پس مرزائیوں کو کلام نبوی سے یہ بتلانا ہوگا کہ حضرت عیسی فوت ہو چکے ہیں، ورنہ بغیر اس قرینہ کے اس آیت میں خصوصیت کے ساتھ متو فیك کے معنی مرنے کے نہیں لئے جا سکتے۔

اور جو حضرات ،بھر لینے، کے معنی لیتے ہیں ان پر کوئی اعتراض قائم نہیں کیا جا سکتا۔

اور یہ ظاہر ہے کہ انشاء اللہ ﷺ مرزائی طبقہ حدیث نبوی سے کوئی دلیل حضرت عیسی کی وفات پر پیش نہیں کر سکتا۔

اس کے قطع نظر آیت زیر بحث میں متو فیك کے بعد را فعك الیّ کے الفاظ حضرت عیسی کو زندہ آسمان پر اٹھا لینے کے معنی دیتے ہیں کیونکہ اگر اس جگہ خدا کا مقصود عیسی کی وفات سے ہوتا تو آیت میں صرف لفظ متو فیك بالکل کافی ہوتا۔اور را فعك الیّ کی ضرورت نہ ہوتی۔اور یہ ایک بدیہی بات ہے کہ بھر لینے کے ساتھ آسمان پر اٹھا لینے کے الفاظ کا تناسب برابر قائم ہو جاتا ہے۔اس وجہ سے متو فیك کے ساتھ جس کے معنی بھر لینے کے ہیں رافعك الیّ استعمال فرمایا گیا ہے۔

اور اگر ہم بفرض محال یہ تسلیم کر لیں کہ عیسی فوت ہو چکے ہیں،تب بھی حضرت

عیسی کی وفات سے جناب مرزا صاحب کی نبوت ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ کہنا کہ چونکہ حضرت عیسی وفات پا چکے ہیں اس لئے مرزا صاحب نبی ہیں، ایسا ہے جیسا کہ زید کہے کہ چونکہ دنیا کے تمام قطب مر چکے ہیں اس لئے میں قطب ہوں۔

پس جس طرح کہ اقطاب کا مرنا زید کے قطب ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتا ،اسی طرح حضرت عیسی کا وفات پانا مرزا صاحب کی نبوت کی دلیل نہیں بن سکتا۔ پس اس لحاظ سے مرزائیوں کا اس بحث کو لئے لئے پھرنا اور اس کی تبلیغ کرنا اور اس کا ذہن نشین کرانا اور حضرت حضرت عیسی کی ذات مقدس کے اس طرح پیچھے پڑ جانا بالکل لغو اور بے سود ہوگا۔ امید کہ مرزائی پارٹی اس مسئلہ پر نظر ثانی کرے گی اور آئندہ سے اسکو نبوت مرزا کی دلیل میں پیش نہ کرے گی۔

ب: مجددیت فی الاسلام، مرزائی اپنی چالا کی سے کہا کرتے ہیں کہ، ہر صدی پر ایک مجدد کے آنے کی جو حدیث ہے، اسی حدیث کے لحاظ سے مرزا صاحب بھی مجدد وقت تھے۔

اول تو یہ حدیث اصول محدثین کی رو سے ساقط الاعتبار مانی گئی ہے۔ مگر تاہم اگر اس حدیث کو صحیح مان بھی لیا جائے تو بہت ہی فکر وغور کے ساتھ سوچنے پر یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ مرزائی پارٹی کس درجہ دھوکا دیا کرتی ہے کیونکہ مجدد اور نبی کے مراتب میں بے حد فرق ہے۔

چونکہ اس حدیث میں مجدد کے ہر صدی میں ہونے کا ذکر کیا گیا نہ کہ ہر صدی پر نبی کے آنے کا، اس لئے اس حدیث سے بھی مرزا صاحب کی نبوت کے اثبات کی کوشش محض لغو ہو جاتی ہے۔

اگر یہ کہا جاتا ہے کہ مجدد ترقی کر کے نبی بن جاتا ہے تو اس کے لئے اول تو کوئی دلیل پیش ہونی چاہیے وہذا الحال، اس کے علاوہ جس قدر مجددین یعنی اولیاء کبار وآئمہ عظام حضرت رسالت مآب ﷺ کے بعد اس وقت تک گذرے ہیں وہ باوجود اعلی درجہ کے کاملین سے ہونے کے کسی نبوت کے مدعی نہیں ہوئے۔ جس لحاظ سے یہ اصول بالکل غلط ٹھہر جاتا ہے کہ مجدد ترقی کر کے نبی ہو جاتا ہے۔ پس ایسی حالت میں مجددیت کی حدیث بحق مرزا صاحب پیش کرنا اور اس کے بعد مرزا صاحب کو نبوت کی

خلعت سے سرفراز کرنا محض دھوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہوسکتی ہے۔ بہر حال یہ حدیث بھی مرزا صاحب کی نبوت کی دلیل نہیں ہوسکتی۔

ج: انکار ختم نبوت، اس مسئلہ پر بھی مرزائی اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اور آیت و لکن رسول الله و خا تم النبیین سے لفظ خاتم کو بفتح تاء پڑھتے ہیں، اور بیان کرتے ہیں کہ یہاں خاتم کے معنی نبوت کے خاتمہ کے نہیں ہیں بلکہ مہر کے ہیں۔ اور مہر کی غایت ہوتی ہے کہ خط و کتابت کی تصدیق ہو جائے۔ پس اس لحاظ سے حضرت رسول اکرم ﷺ پچھلے نبیوں کے مصدق ہیں نہ کہ آخر نبی۔

لیکن افسوس کہ مرزائی پارٹی کو مرزا صاحب کے فرط محبت میں کسی بات کا خیال نہیں رہتا۔ نہ کسی دلیل وسند کی فکر ہوتی ہے اور نہ کسی سمجھ وادراک سے کام لیا جاتا ہے۔ اول تو اس آیت میں لفظ خاتم کو بعضوں نے بفتح تاء اور بعضوں نے بکسر تاء پڑھا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی مرزائیوں کے پاس سوائے اس لفظی بحث کے اور کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ اگر مرزائی لفظی بحث کے علاوہ کوئی اور دلیل پیش کریں گے تو ٹھیک ہم بھی مان لیں گے کہ نبوت کا خاتمہ نہیں ہوا۔ لیکن انشاء اللہ یہ ہرگز کوئی دلیل ختم نبوت کی نفی میں پیش نہ کرسکیں گے۔

اس آیت میں خاتم النبیین سے مقصود آخر النبیین ہے، چنانچہ تمام تفاسیر میں اس کے معنی آخر النبیین ہی کے بیان کئے گئے ہیں۔ اسکے علاوہ خود حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لا نبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور دوسری حدیث ترمذی کے صاف الفاظ یہ ہیں کہ

عن انس قال قال رسول الله ان الرسا لة و النبوة قد انقطعت فلارسو ل الله بعدی و لا نبی بعدی ، یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے اب میرے بعد کوئی رسول یا نبی نہ ہوگا۔

اس حدیث میں انقطعت کا لفظ نبوت کے خاتمہ کو اچھی طرح ثابت کرتا ہے۔ پس ان دلائل شرعیہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت زیر بحث میں لفظ خاتم النبیین سے آخر النبیین مراد ہے جیسا کہ اکثر مفسروں نے اپنی تفسیروں میں بیان کیا ہے۔ لہذا ان وجوہ سے مرزائیوں کا اس آیت کو بھی دلیل نبوت مرزا صاحب قرار

دینا ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا۔ فتفکروا و تدبروا

ناظرین اس تشریح سے مرزائی مذہب کی حقیقت کا حال معلوم ہو گیا ہوگا کہ کس قدر لغو و بے بنیاد دلائل پر اس مذہب کی بنیاد قائم ہوئی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی مجھے اس وقت یہ بھی بتلا دینا ہے کہ اگر چہ حضرت رسالت مآب ﷺ کے بعد بہت سے اشخاص نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے لیکن کسی نے اس قدر چالاکی اور ہوشیاری کو کام میں نہیں لیا جس قدر کہ جناب مرزا صاحب آنجہانی نے اس معاملہ میں اپنی فراست سے کام لیا ہے۔ یعنی مرزا صاحب کو نبوت کے ادعا کے ساتھ خاص رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس سے ہمسری بلکہ برتری مقصود تھی۔

غور سے سنئے مرزا صاحب نے تقریباً ان آیات قرآنی کو جو حضرت رسول اکرم ﷺ کی شان مبارک میں نازل ہوئے تھے وحیاً اپنی ذات کی طرف منسوب کیا جیسا کہ آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد۔ میں حضرت عیسیٰ کی بشارت حضرت محمد ﷺ کے متعلق تھی اور اس آیت کے لفظ احمد سے مقصود حضرت رسالت مآب ﷺ کی ذات انور تھی لیکن مرزا صاحب نے باوجود، غلام احمد، ہونے کے اس لفظ کو اپنی جانب منسوب کر کے اس امر کے مدعی ہو گئے کہ اس آیت میں جس احمد کے آنے کا ذکر کیا گیا ہے وہ میں ہی ہوں اور مرزا صاحب نے اس مقام پر اپنی غلامی کا بھی کوئی خیال نہیں فرمایا۔ غور سے دیکھئے کہ یہ ادعاء حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ہمسری کو ثابت کرتا ہے یا نہیں؟

دوسرا، حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے منبر اور روضہ کے درمیان ایک جنت کی کیاری ہے اسکے مقابل مرزا غلام احمد صاحب نے فرمایا کہ قادیان کے اطراف کی زمین بہشتی زمین ہے۔

تیسرا، حضرت ﷺ کے ساتھ بی بی زینب کا نکاح آسمان پر ہوا تھا۔ مرزا غلام احمد صاحب نے بھی اسکے مقابل محمدی بیگم کے ساتھ آسمان پر نکاح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اگر چہ مرزا صاحب نے اس میں جی بھر کر رسوائی اٹھائی لیکن مثل ذات رسالت ﷺ کے آسمان پر نکاح ہونے کے مدعی تو ہو گئے تھے۔

چوتھا، حضرت ﷺ نے عبید اللہ بن جراح صحابی کو امین الامۃ کے خطاب

سے سرفراز فرمایا تھا اس کے مقابل مرزا صاحب نے حکیم نورالدین وغیرہ کو حکیم الامۃ وغیرہ کے خطاب عطا کئے تھے۔ ان حالات پر غور کرنے سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی نبوت کوئی معمولی درجہ کی نہ تھی یہ دراصل مدعی حضرت رسول کریم ﷺ کی ہم سری کے تھے۔

اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی برتری کا خیال یہ تھا کہ حضرت رسالت مآب ﷺ نے تو انبیاء سابق کی توہین و تذلیل سے سخت ممانعت فرمائی تھی لیکن مرزا صاحب قادیانی، کشتی نوح میں فرماتے ہیں:

مریم کی وہ شان ہے کہ جس نے ایک مدت اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔

اس سے صاف صاف ظاہر ہے کہ نعوذ باللہ جناب مرزا صاحب نے حضرت عیسی پر ولدالزنا ہونے کا الزام لگایا۔

اور اس سے بڑھ کر ضمیمہ انجام آتھم میں آپ رقم طراز ہیں کہ،

حضرت عیسی کی تین دادیاں نانیاں زنا کار تھیں،

اس طرح حضرت عیسی کی ذات مقدس پر خلاف احکام مذہب اسلام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو حملہ کیا ہے وہ اس بات کو بتلاتا ہے کہ یہ اپنے کو تمام انبیاء سے برتر سمجھتے تھے۔

مرزا صاحب نے حضرت امام حسین کی شان میں بھی یہ لکھا ہے کہ:

صد حسین است در گریبانم

لیکن ذات رحمۃ للعالمین ﷺ نے کبھی کسی چھوٹے بڑے اور اگلے پچھلے لوگوں کی شان میں معمولی سے معمولی کوئی ایک برا لفظ کسی وقت استعمال نہیں فرمایا اور مرزا صاحب کی یہ برتری تھی کہ انبیاء و اولیاء پر بھی حملہ کر دینے سے باز نہ آتے تھے۔

پس تمام مسلمانوں کو ایسے مذہب سے جس نے انبیاء و رسل کے مدارج کا کوئی خیال نہ رکھا ہو اور جو حضرت محمد ﷺ کے آخر النبیین ہونے کا قائل نہ ہو اور جس مذہب کے بانی نے حضرت رسول کریم ﷺ کے ہمسر ہونے کا ادعا کیا ہو اور جس کے اصول مذہب محض لغو اور بے بنیاد ہوں، ہمیشہ محترز رہنا چاہیے اور ان کو فوراً ایسے مذہب سے توبہ کر

کے سیدھے اور سچے مذہب اسلام پر عمل پیرا ہونا چاہیے

اللهم اهد نا الصراط المستقيم صرا ط الذين انعمت عليهم غير المغضو ب عليهم و لا الضالين آ مين ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ ستمبر ۱۹۲۲ء ج ۱۹ نمبر ۴۷ ۔ ۲۹ محرم ۱۳۴۱ھ ص ۳ ۔ ۵)

مقدمہ مدراس میں لفظی مغالطہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ایک لفظ جب دو اصطلاحوں میں استعمال ہوتا ہے تو ناواقف آدمی اس سے دھوکا کھاسکتا ہے لیکن دانا ہر اصطلاح کو الگ الگ سمجھ کر غلطی میں مبتلا نہیں ہوتا۔

مثلاً نحویوں کے نزدیک کلمہ مقسم ہے، اسم فعل حرف اسکے قسم ہیں ۔ اور معقولیوں کے نزدیک کلمہ فعل ہے جو پہلی بالکل تعریف کے خلاف ہے۔

اسی طرح مسلمان اور ہندو کا لفظ اہل مذاہب کے نزدیک اپنی اصطلاحات میں ایک معنی رکھتے ہیں تو قانونی اصطلاح میں کچھ اور ۔ ہندو ایک چوہڑے سے اتنی نسبت تبائن رکھتا ہے کہ اس کے ہاتھ لگنے سے اس کا کھانا اور کپڑا سب نجس ہو جاتا ہے مگر مردم شماری کی اصطلاح میں چوہڑے ہندوؤں کی ذیل میں شمار کئے جاتے ہیں ۔ مسلمان کی تعریف اہل اسلام کے نزدیک یہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کو واحد لاشریک اور پیغمبر اسلام ﷺ کو نبی برحق بوصفِ خاتم الانبیاء تسلیم کرے مگر قانونی طور پر اس میں اختصار کیا گیا کہ جو اللہ کو واحد لاشریک مانے اور آنحضرت ﷺ کو نبی برحق تسلیم کرے وہ مسلمان ہے ۔ اس تعریف پر ان دونوں تعریفوں کا نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کسی فرقہ یا شخص کا کسی شخص کو نبی ماننا (بہاء اللہ ہو یا مرزا) وہ اہل اسلام کی تعریف سے خارج ہے اور قانونی تعریف میں داخل ہوسکتا ہے۔

مدراس میں ایک مقدمہ اس مضمون کا ہوا ہے کہ قادیانی امت مسلمان ہے یا نہیں؟ اہل اسلام کی طرف سے پہلی تعریف کے مطابق زور دیا گیا ہے کہ مسلمان نہیں، مگر ہائی کورٹ نے اپنی قانونی تعریف کے مطابق قادیانی امت کو مسلمانوں کا فرقہ

شمار کیا اسپر عیسائی اخبار نور افشاں لاہور نے کیا خوب لکھا ہے کہ مرزا نے تو انگریزوں کو دجال بنایا مگر اس دجال نے ان کو مسلمان بنایا۔ ہمارے خیال میں اس مقدمہ میں ہائی کورٹ کے ججوں سے بڑی غلطی ہوئی کہ انہوں نے اپنی قانونی تعریف کو ملحوظ رکھتے ہوئے فریقین (قادیانی اور محمدی) کے مذہبی عقاید کا لحاظ نہیں کیونکہ انہوں نے صرف اقرار رسالت محمدیہ کو مسلمان ہونے کے لئے کافی سمجھا حالانکہ یہ دونوں فریقوں کے مذہب میں نہیں ہے۔ فریق محمدی کے تو اسلئے خلاف ہے کہ وہ رسالت محمدیہ کے ساتھ خاتم النبوت انہی معنی میں جن میں وہ سمجھے ہوئے ہیں جزواً داخل مانتے ہیں اسلئے وہ مرزا کے نبی ماننے والوں کو اس تعریف سے خارج سمجھتے ہیں قادیانی جماعت کے اس لئے خلاف ہے کہ وہ بھی محض رسالت محمدیہ کا اقرار کرنا کافی نہیں سمجھتے بلکہ نبوت مرزا کو بھی جزو ایمان جانتے ہیں چنانچہ موجودہ خلیفہ قادیان اپنی کتاب انوار خلافت میں صاف لکھتا ہے جو شخص مرزا صاحب کی نبوت کا منکر ہے ہم اس کو کافر سمجھتے ہیں۔ اور اخبار الفضل ۱۴ ستمبر ۱۹۲۲ء کے صفحہ ۷ پر فیصلہ مدراس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

ہم نے یہ کب کہا ہے کے ہائی کورٹ کے فیصلہ یا قانون انگریزی میں جو مسلمان کی تعریف کی گئی ہے وہ ایسی صحیح ہے کہ اس سے ہم کو پوری طرح اتفاق ہو۔

جس کا مطلب صاف لفظوں میں یہ ہے کہ قانونی تعریف قادیانی جماعت کو بھی منظور نہیں۔ اس لئے فیصلہ مدراس فریقین کے مذہبی عقیدہ کے خلاف ہے ہائی کورٹ مدراس کے ججوں نے فریقین کے مذہبی عقائد کا لحاظ نہیں کیا۔ اس لئے اس فیصلہ کی نسبت افسوس سے کہا جاتا ہے کہ یہ فیصلہ مسلمانانِ دنیا کے بالکل برخلاف ہے مسلمانان مدراس کو خدا توفیق دے کہ وہ اس فیصلہ کا مرافعہ پریوی کونسل لندن میں کریں قادیانیوں کو بھی اپنے عقاید کی بنا پر محمدی جماعت سے اتفاق کرنا چاہیے۔ آج تک جو انہوں نے عدالت ابتدائی اور اپیل میں خلاف کی کوشش کی ہے وہ ان کے مسلّمہ عقاید کے خلاف ہے۔ باقی رہا ان دونوں پارٹیوں کا آپس میں جھگڑا:

محتسب را درون خانہ چہ کار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ ستمبر ۱۹۲۲ء مطابق ۷ صفر ۱۳۴۱ھ جلد ۱۹ نمبر ۴۸ ص ۲)

دوسری کھلی چٹھی بخدمت مولوی محمد علی

مندرجہ کشف الاسرار

یعنی اردو ریویو انگریزی ترجمہ قرآن مترجمہ و مفسرہ مکتوب الیہ

ماسٹر غلام حیدر سابق ہیڈ ماسٹر مقیم سرگودھا پنجاب لکھتے ہیں:

مولوی صاحب! گذشتہ سال خاکسار نے اپنے انگریزی ٹریکٹ میں آپ کو بذریعہ کھلی چٹھی کے اطلاع دی تھی کہ آپ نے اپنے انگریزی قرآن کے اکثر مقامات مقامات میں اس تفسیر کو جو بروئے احادیث صحیحہ جناب سرور کونین محمد رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے بالکل نظر انداز کر کے اپنی تفسیر بالرائے کو ترجیح دی ہے اور یہ بھی عرض کیا تھا کہ آپ نے اس ذمہ داری کو بڑی جرأت کے ساتھ قبول کر کے پبلک کی گمراہی کا وبال اپنے سر پر اٹھایا ہے اندریں صورت خاکسار نے محض لوجہ اللہ برادرانہ لہجہ میں مودبانہ طور پر صادق توبہ کی طرف آپ کو دعوت دی تھی جس کو آپ نے حقارت سے اب تک ٹال رکھا ہے۔

ترتیب و جمع قرآن کا حال لکھنے میں آپ محض احادیث کا ہی سہارہ لیں، خلافت کے مضمون میں بھی احادیث سے مدد لیں۔ اسلام کے ارکان خمسہ میں بھی احادیث ہی کو آپ مدنظر رکھیں۔ تاریخی بیانات میں بھی احادیث ہی آپ کی معاون ہوں (جزاک اللہ) مگر قرآن شریف کے صحیح معنی یا معجزات (خارق عادت افعال) بیان کرنے کے متعلق وہی احادیث آپ کے عقیدہ میں ایسی زہر آلو ہو جاتی ہیں کہ گویا کسی جعلی یا موضوع ماخذ سے نکلی ہیں۔

برادرم!

فلا و ربّك لا يؤمنو ن حتى يحكمو ك فى ما شجر بينهم ثم لا يجدوا فى انفسهم حر جاً مما قضيت ويسلّموا تسليماً (پ٥ع٦)

قادیانی جماعت کا اسلام، مرزا جی کو پیغمبر منوانا ہے آپ کا اسلام مرزا جی کو

مسیح موعود اور مجدد منوانا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ منوانا ہر دو کی مشن سے خارج ہے۔ جب تک آپ مرزا جی کے مقلد ہیں آپ میں فیصلہ محمدی کے قبول کرنے کی صلاحیت اور قابلیت کی توقع رکھنا بالکل عبث ہے (اتخذوا احبار هم ور هبا نهم ار با باً من دو ن الله ۔پ ۱۰ع۱۱) کے ماتحت جوالزام آپ نے بعض پیر پرستوں پر اپنے قرآن میں لگایا ہے وہ بخدائے لایزال آپ پر عائد ہو رہا ہے کسی پیر پرست مسلمان نے یا کسی سلف کے مسلّم مجدد نے حضرت مسیح پیغمبر خدا کے معجزات یعنی بینات وآیت اللہ کو جو وہ باذن اللہ کرتے تھے یہود کی طرح سحر مبین (سورہ صف) مسمر یزم اور مکروہ وقابل نفرت عمل نہیں کہا اور نہ اپنے معتقدوں سے (ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔اس سے بہتر غلام احمد ہے) کا ورد کرایا ہے۔ نہ ان میں سے کسی نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حقیقت ابن مریم ودجال ودابۃ الارض وغیرہ سے بےعلم بتلایا ہے، نہ غلامی ترک کر کے خود کو احمد منوانے کی تعلیم دی ہے پھر باوجود ان واقعات صحیحہ کے آپ مرزا صاحب قادیانی کو مسیح اور مجدد اور سری کرشن اوتار مان رہے ہیں لہذا ایک دفعہ پھر خاکسار آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آپ کے مرزا صاحب کا معاملہ تو اللہ تعالی کے ...ہو چکا ہے .....اور امارت کی باطل خوشی اور ضد کو صداقت پر قربان کر کے سابقون اولون میں داخل ہو جانے کو ترجیح دیتا ہے امید ہے کہ

و اذا دعوا الى الله و رسو له ليحكم بينهم اذا فر يق منهم معرضو ن (پ۱۷۔ع۱۴)

کی آیت کا مصداق بن کر آپ اپنی جماعت کے واسطے برا نمونہ قائم نہ کریں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ ستمبر ۱۹۲۲ء مطابق ۷ صفر ۱۳۴۱ھ جلد ۱۹ نمبر ۴۸ ص۲ و ۶)

مرزا بحیثیت مجدد اور بحیثیت مسیح موعود

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ایک مضمون اخبار پیغام صلح لاہور ۲۷ محرم، ۲۰ ستمبر ۱۹۲۲ء میں مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور کا نکلا ہے۔ اس مضمون میں امیر موصوف نے مرزا غلام

احمد صاحب قادیانی کے متعلق سارا زور لگا کر ان کے دعاوی کا ثبوت دیا ہے، جس کے دیکھنے سے کسی ناواقف کو غلطی لگے تو ممکن ہے، مگر واقف کے نزدیک یہ مضمون محض شاعرانہ تخیلات کی مثال ہے۔

ہم حیران ہیں کہ یہ جماعت متکلمین کہلاتی ہے ان کا دعوی ہے کہ تبلیغ اسلام اور مناظرہ کا کام ہمارے لئے مخصوص ہے۔ مگر مرزا صاحب قادیانی کے متعلق جب کبھی ان کا کوئی مضمون نکلتا ہے، سارے کا سارا کلام شاعری سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا

ہم نے جو ان لوگوں کا طرز استدلال آج تک سمجھا ہے اس کو علم منطق میں مغالطات کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ان کے سارے علم کلام کا نمونہ منطقی طریق پر یہ ہے کہ ایک شخص کسی مصنوعی جانور کو دیکھ کر منطقی صغری کبری بنا کر یوں کہے

هذا طائر و كل طائر يطير فهذا يطير

(یعنی یہ جانور ہے اور ہر جانور اڑا کرتا ہے پس یہ بھی اڑے گا)۔

بظاہر تو صغری کبری کی شکل بنا دی مگر دراصل یہ ایک مغالطہ ہے۔ ہم اگر اپنے اس دعوے کو محض دعوی کی صورت میں چھوڑ دیں تو ہمارا ان کا کیا فرق؟ اس لئے ہم اس مضمون کی جو لاہوری پارٹی کے امیر (مولوی محمد علی) نے بڑی محنت سے لکھا ہے تنقید کرتے ہیں:

قابل مضمون نگار نے مرزا صاحب قادیانی کی زندگی کے دو حصے کئے ہیں جیسے ہم نے بھی کتاب تاریخ مرزا میں دو حصے کئے ہیں۔

۱۔ قبل براہین احمدیہ۔ ۲۔ بعد براہین احمدیہ۔

براہین احمدیہ سے پہلے زمانہ کا کام مرزا صاحب قادیانی کا یہ لکھا ہے کہ انہوں نے براہین ایسی کتاب لکھی کہ اس پر زبردست ریویو لکھے گئے۔ پھر لکھا ہے کہ براہین کے زمانہ میں مرزا صاحب قادیانی کی قبولیت عام تھی۔

ہم حیران ہیں کہ واقعات کو کس طرح چھپایا جاتا ہے ۔ یہاں تک اس صنعت سے کام لیا گیا ہے کہ ریویو نگار کا نام بھی نہیں لکھا کہ کون تھا۔ اس لئے ہم بتائے دیتے ہیں کہ ریویو نگار مولانا محمد حسین بٹالوی تھے جو دوسرے دور میں مرزا صاحب قادیانی کے اول المخالفین ہوئے۔ کیوں ہوئے؟ اس کا سبب مرزا غلام

احمد صاحب قادیانی کے خیالات کا تغیر تھا۔

ہماری حیرانی کی کوئی حد نہیں رہتی جب ہم کسی مرزائی سے مرزا غلام احمد صاحب کے کارناموں میں براہین احمدیہ کا ذکر سنتے ہیں۔ براہین احمدیہ کیا ہے؟ ہم سے پوچھو تو مرزا صاحب قادیانی کے آئندہ کام کے لئے ایک فہرست کار ہے۔ یعنی قرآن مجید اور رسالت کے دلائل دینے کا ایک وعدہ ہے ۔...اس میں چند دعاوی اور الہام بھی ہیں۔ اسی لئے براہین احمدیہ کے زمانہ ہی میں دور اندیش علماء مرزا صاحب قادیانی سے بدظن تھے۔ چنانچہ مولوی غلام دستگیر مرحوم قصوری نے صرف براہین احمدیہ کے خیالات پر فتوی مرتب کر کے بغداد اور عرب کے کئی ایک علماء سے دستخط کرائے تھے۔ مولانا غلام العلی مرحوم امرتسری بھی اس زمانہ میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مخالف تھے آپ نے کئی دفعہ فرمایا کہ یہ شخص نبوت کا دعوی کریگا۔

اس کے علاوہ ہم پوچھتے ہیں کہ براہین احمدیہ کو کس نے چھوڑا؟ اس کا جواب واقعات صحیحہ سے یہ ملتا ہے کہ خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے اتباع نے اس کو چھوڑا۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ آج جب کبھی مرزائیوں سے گفتگو ہوتی ہے تو یہ لوگ بتعلیم مرزا صاحب قادیانی کہا کرتے ہیں کہ بس جی ہمارا تمہارا جھگڑا صرف اس میں ہے کہ حضرت عیسی فوت ہو گئے ۔ اتنا اختصار کرتے ہیں کہ سننے والا حیران رہ جائے، کہ ہیں اتنا چھوٹا سا اختلاف ۔ حالانکہ مرزا صاحب قادیانی، براہین احمدیہ میں حضرت عیسی کو زندہ مانے ہوئے ہیں ۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۴۹۹ براہین احمدیہ۔

اس زمانہ کو تو مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے بھی زمانہ اتفاق قرار دیا ہے۔ اصل اختلاف کا زمانہ براہین احمدیہ کے بعد ہے، اس کی وجہ لکھتے ہیں کہ عیسائیت کا ردّ۔ عیسائیت بڑے زور سے اسلام پر حملہ آور تھی۔ خدا نے مرزا غلام احمد صاحب کو عیسائیت کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ آگے لکھتے ہیں:

> چونکہ اس مقابلہ میں مسلمانوں (میں ایک) کمزوری تھی یعنی حضرت عیسی کو جسد عنصری کے ساتھ چوتھے آسمان پر زندہ ماننا اور انہیں کھانے پینے تک کا محتاج نہ سمجھنا اور لاآن کما کان کا جو خدائے تعالی کی صفت ہے، مصداق ماننا۔ یعنی یہ کہ ان کے جسم عنصری میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ اسلئے اس غلطی کا

دور کرنا عیسائیت کے مقابلہ میں سب سے پہلا کام تھا۔

ایک طرف یہاں سے عیسائیت کے حملہ کا اسلام پر زور پڑتا تھا اور دوسری طرف طرف عیسائیت کی بنیاد حضرت مسیح کا زندہ آسمان پر چڑھنا تھا، اس لئے جب اس مذہب کے مقابلہ کے لئے آپ کو تیار کیا گیا تو آپ کو مسلمانوں کی اس غلطی پر متنبہ بھی کیا گیا اور بتایا گیا کہ حضرت عیسی دوسرے انبیاء کی طرح فوت ہو چکے ہیں۔ اگر آپ کے ہاتھ میں یہ ہتھیار نہ دیا جاتا تو نہ اسلام کو عیسائیت کی زد سے بچایا جا سکتا تھا اور نہ ہی عیسائیت پر اسلام کے حملے کا زور پڑ سکتا تھا۔

ایک ہی بات تھی جس میں نہ صرف اسلام کا بچاؤ تھا بلکہ اسی میں عیسائیت کی شکست کا راز مضمر تھا۔ اس پر اللہ تعالی نے آپ کو اطلاع دی اور حکم دیا کہ عیسائیت اور اسلام کے مقابلہ میں اس ہتھیار کو برتو۔ یہیں سے مسلمانوں میں آپ کی مخالفت شروع ہوئی (پیغام صلح لاہور ۲۷ محرم ۱۳۴۱ھ ص ۳-۴)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس بیان میں وہی مغالطہ ہے جس کی مثال ہم منطقی اصطلاح میں دے آئے ہیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ صاف لفظوں میں غلط لکھا ہے کہ خدا کی طرح الآن کما کان لایزال صفت سے موصوف حضرت عیسی کو مانتے ہیں۔

ہم حیران ہیں کہ اتنے بڑے بڑے مدعیان علم جو دنیا کے مذاہب کو للکارتے ہیں، وہ بھی مناظرہ میں فریق ثانی پر محض افتراء سے کام لیتے ہیں۔ مگر ان کا بھی کیا قصور جب کہ خود بڑے مرزا صاحب بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ وہ ایسے ایسے افتراء کرتے کہ کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ ہوتا۔

مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم اور مولوی اسماعیل علی گڈھی مرحوم کی بابت کئی جگہ لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ ہم اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے۔ چنانچہ وہ مر گئے لہذا وہ جھوٹے تھے (دیکھو قادیانی اشتہار انعامی پانچ سو وغیرہ)

میرے حق میں لکھا کہ ثناء اللہ کا گذارہ کفن فروشی پر ہے (اعجاز احمدی۔ ص ۲۳)

کیسا بازاری افتراء ہے جس کے بیان شان کے لئے ہمارے پاس لفظ نہیں:

تف اے چرخ گردوں تف

ہاں جناب سنئے! ہم مسلمان ایسے عقیدے کو جو آپ نے ہماری نسبت کہا ہے کفر جانتے ہیں۔ہم تو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ذاتی طور پر ہے حضرت عیسیٰ ابن مریم نہ ازلی نہ ابدی نہ ذاتی نہ ظلی۔ بلکہ ایک ممتد عمر کے بعد مثل دوسرے لوگوں کے فوت ہوں گے اور ممتد عمر والے پہلے بھی ہو چکے ہیں۔ چنانچہ حضرت نوح کا ساڑھے نو سو سال تک قبل طوفان وعظ فرماتے رہنا قرآن مجید سے ثابت ہے۔مختصر یہ کہ ہمارا عقیدہ بعینہ وہی ہے جو مرزا صاحب قادیانی نے اپنی مایہ ناز کتاب براہین احمدیہ میں لکھا ہے جس کو اب ترک کیا جاتا ہے۔

یہ تو ہے آپ کے افتراء یا نافہمی کا جواب۔اب سنئیے اصل حقیقت:

عیسائی مذہب جس کے نیست و نابود کرنے کو مرزا صاحب قادیانی مجدد اور مسیح موعود بن کر آئے اس کی بنیاد موت مسیح پر قائم ہے۔عیسائی مذہب کا اصول صرف ایک ہے جس پر اس کو ناز ہے اور جس پر ایمان لانا انکے نزدیک باعث نجات ہے، وہ یہ ہے کہ مسیح ہمارے لئے مرا اور کفارہ ہوا۔

اگر کوئی شخص عیسائی مذہب کو نیست و نابود کرنا چاہے تو اس کا فرض ہونا چاہیے کہ وہ وفات نہیں بلکہ حیات مسیح کو ثابت کرے۔ تاکہ نہ بانس رہے نہ بانسری بجے۔نہ مسیح فوت ہوں نہ کفارہ ثابت ہو۔

برخلاف اس کے مرزا صاحب قادیانی نے جو طریق اختیار کیا کہ وفات مسیح ثابت کرنے سے عیسائی مذہب پر حملہ کیا تو یہ نہ سوچا۔نہ ان کو مامور یا الہام کرنے والے سمجھایا کہ مسیح کی بابت تو انجیل میں کے صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ:

مسیح نے چلّا کر جان دی۔ (انجیل متی باب ۲۷)

پھر یہ عقیدہ (وفات مسیح کا) ان کی تردید ہوا یا تائید؟ اس بارے میں ہم اپنی طرف سے مزید کچھ لکھنا نہیں چاہتے بلکہ عیسائیوں کے الفاظ نقل کئے دیتے ہیں جن سے معلوم ہو جائے گا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے عیسائی مذہب پر وفات مسیح کے مسئلے سے کتنا احسان کیا۔

ایک پادری مصنف منارة البیضاء، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مخاطب کر کے لکھتا ہے :

(مرزا صاحب) ذرا سوچو عیسائی دین کے ساتھ دشمنی کر کے تم کیا کر سکے؟ کچھ نہیں۔ مطلق کچھ نہیں۔ تم تو اتنا بھی نہ کر سکے جو والٹیر کر سکا جو بریڈلا کر چکا۔ اتنا بھی نہ کر سکے جو والٹیر کر سکا کیونکہ وہ ایک فلاسفر تھا جادو زبان تھا، قومی لیڈر تھا۔ اس کی تصانیف اب تک زبان فرنچ کے ادب میں داخل ہیں۔ تم سے بڑے بڑے دشمن ہو گذرے ہیں اور اس وقت موجود ہیں۔ انہیں کی رکابیاں تم چاٹ رہے ہو۔ اور جب ان کے اعتراضات مسیحیت کے خلاف سناتے ہو تو دراصل اپنے گلے پر چھری چلاتے ہو۔ اور اس احمق کی سی روش اختیار کرتے ہو جو اسی ڈال کو کاٹتا تھا جس پر کھڑا تھا۔ پس آپ کی دشمنی نے عیسائیت کو بال بھر نقصان نہیں پہونچایا، بلکہ اس سے عیسائیت نے فائدہ اٹھایا۔ ہم اعتراف کرتے ہیں کہ عیسائیوں کو مسلمانوں کے مقابلہ بہت مدد دی۔ پس اگر تمہارا وجود بلا ہے تو اسلام کے لئے اور مسلمانوں کے لئے۔ تم نے خداوند مسیح کی موت اور اس کا صلیب پر چڑھنا ثابت کیا، یہی ایک خدمت ایسی ہے جس کے صلہ میں عیسائی آپ کی جان بخشی کرتے ہیں

(منارة البیضاء۔ ص ۳۷)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں :

یہ کتاب ۱۹۰۷ء میں پنجاب ریلیجئس سوسائٹی لاہور نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زندگی میں چھپوائی تھی جس کے متعلق یقین ہوسکتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی نظر سے ضرور گذری ہوگی۔ پھر اس کا جواب مرزا صاحب قادیانی نے کیا دیا؟ احمدی مجیب پیش کریں۔

ناظرین! یہ ہے مرزا صاحب عیسائیت کشی جس کو پادری لوگ بڑے امتنان سے قبول کرتے ہیں اور واقعات بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

لطیفہ: ہم خود حیران ہیں کہ مرزا صاحب نے مسئلہ وفات مسیح اختیار کیا تو کیا عیسائیت کو فنا کرنے کو مگر سب سے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں جو دلائل اس مسئلے پر

دیئے وہ سارے کے سارے قرآن شریف سے دیئے۔کیا عیسائی اس کے جواب میں یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ یہ دلائل ان لوگوں کو سناؤ جو قرآن مجید کو مانتے ہوں۔ جب ہم قرآن مجید کو مانتے ہی نہیں، تو یہ دلائل ہمارے سامنے بجوئے نارزد۔

بقول مولوی محمد علی لاہوری، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے وفات مسیح کا مسئلہ عیسائیت کشی کے لئے اختیار کیا تھا اور ثبوت قرآن سے دیا تو مرزا صاحب کا علم کلام معلوم:

چہ خوش گفت سعدی در زلیخا
الا یا ایھا الساقی ادر کأساً و ناولھا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶۔اکتوبر ۱۹۲۲ء مطابق ۱۴صفر ۱۳۴۱ھ۔ جلد ۱۹ نمبر ۴۹ ص ۵۔۶)

اسمہ احمد

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

سورہ صف میں ہے:

و اذ قال عیسی بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول الله الیکم مصدقاً لما بین یدیّ من التوراۃ و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ فلما جاء ھم بالبینات قالوا ھذا سحر مبین۔(ترجمہ: اور جس وقت کہا عیسی بیٹے مریم کے نے اے بنی اسرائیل تحقیق میں رسول ہوں خدا کی طرف سے طرف تمہارے ماننے والا واسطے اس چیز کے کہ آگے میرے ہے تو ریت سے خوش خبری دینے والا اس پیغمبر کی کہ آئے گا پیچھے میرے سے نام اس کا احمد ہے پس جب آیا ان کے پاس وہ پیغمبر ساتھ دلیلوں ظاہر کے کہا انہوں نے یہ جادو ہے ظاہر)۔

آج تک تمام مسلمان سنی اور شیعہ اور مفسرین اہل سنت و جماعت اور اہل تشیع کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مندرجہ بالا بشارت آنحضرت ﷺ کے لئے ہی ہے اور احمد آپ ہی تھے مسلمانوں کے اس اجماعی عقیدہ کے برخلاف مرزا غلام احمد قادیانی کے فرزند میاں بشیر الدین محمود قادیانی نے ایک عجیب وغریب عقیدہ گھڑ لیا ہے جس کو

میں حسب ذیل درج کرتا ہو۔

میاں محمود احمد قادیانی اپنی کتاب انوار خلافت طبع اکتوبر ۱۹۱۶ء امرتسر، کے صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں:

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ آیا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام احمد تھا یا آنحضرت ﷺ کا اور کیا سورہ صف کی آیت جس میں ایک رسول کی جس کا نام احمد ہوگا بشارت دی گئی ہے، آنحضرت ﷺ کے متعلق ہے یا حضرت مسیح کے متعلق؟

میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے اور احمد آپ ہی ہیں لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم ﷺ کا ہے اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ کی ہتک ہے لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود کے متلق ہی ہے۔

میاں محمود احمد قادیانی نے جو دلائل اپنی کتابوں انوار خلافۃ اور القول الفصل میں دیئے ہیں اب میں ان کا ردّ کرتا ہوں۔ ذرا غور سے سنو۔

دلیل نمبر ا۔ الف، آپ کا (یعنی آنحضرت ﷺ) کا نام درحقیقت احمد نہ تھا۔ (القول الفصل۔ص ۲۹)

ب۔ اور آنحضرت ﷺ کی صفت احمد تھی نام احمد نہ تھا۔ (القول الفصل۔ص ۲۹)

ج۔ آپ احمد تھے اور ضرور تھے لیکن احمد آپکی صفت تھی نہ کہ آپ کا نام۔ (القول الفصل۔ص ۱۹)

میں کہتا ہوں کہ اس دلیل کا جواب دوطرح پر ہے، ایک احادیث مرفوعہ سے ، دوسرا خود مرزا صاحب قادیانی کی کتابوں سے۔ ذرا غور سے سنوَ

روایت نمبر ا:

خصائص الکبری جلد ۲ صفحہ ۱۹۳؛ معجزات نبی الوری جلد ۲ صفحہ ۵۰۶؛ مواہب اللدنیہ جلد ا صفحہ ۴۸۴، ۳۹۶؛ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ جلد ۵ صفحہ ۲۰۵، شرح الشفا جلد ا صفحہ ۳۶۶ پر لکھا ہے:

اخرج احمد و ابن ابی شیبه و البیقی عن علی قال قال رسول اللهﷺ اعطیت ما لم یعط احد من الانبیاء نصرت بالرعب و اعطیت مفاتیح الارض و سمیت احمد و جعل لی التراب طهوراً و جعلت امتی خیر الامم۔

(حضرت علیؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے وہ شئے دی گئی جو انبیاء میں سے کسی نہیں دی گئی مجھ کو رعب کے ساتھ نصرت دی گئی مجھ کو روئے زمین کی کنجیاں دی گئیں اور میرا نام احمد رکھا گیا اور میرے لئے زمین پاک کی گئی اور میری امت خیر الامم کی گئی)۔

روایت نمبر۲:

تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۴ پر ہے:

ابن مردویہ نے ابی بن کعب سے روایت کی تحقیق نبی ﷺ نے فرمایا میں دیا گیا ہوں وہ شئے جو نبیوں میں کسی کو نہ دی گئی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول وہ کیا، فرمایا مجھ کو روئے زمین کی کنجیاں دی گئیں اور میرا نام احمد رکھا گیا اور میرے لئے زمین پاک کی گئی اور میری امت خیر الامم کی گئی۔

تیسری روایت:

خصائص الکبری جلد ۱ صفحہ ۷۸، شرح الشفاء جلد ۱ صفحہ ۴۹۸، مواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۱۹۴ پر لکھا ہے:

اخرج ابن عدی و ابن عساکر عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ اسمی فی القرآن محمد و فی الانجیل احمد و فی التوراۃ احید و انما سمیت احید لانی احید امتی عن نار جهنم۔ (ابن عدی اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کہ، کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا نام قرآن میں محمد ہے اور انجیل میں احمد اور توریت میں احید۔ اور مرا نام احیداس لئے رکھا گیا ہے کہ میں اپنی امت کو جہنم کی آگ سے بچاؤں گا)

نوٹ: یہ تین روایتیں اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ آپ ﷺ کا نام احمد ہے

روایت نمبر۴:

بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۱؛ فتح الباری پارہ ۱۴ صفحہ ۳۱۲، عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ

۵۰۹ ؛ ارشاد الساری جلد ۵ صفحہ ..مشکوۃ ترجمہ اردو جلد ۴ صفحہ ۲۳۱؛ مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۳۷۶؛ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۵۰۶ ؛ مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۵۰۰ ، خصائص الکبری جلد ۱ صفحہ ۷۷ ، درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۱۴ پر ہے :

روایت ہے جبیر بن مطعم سے کہ کہا سنا میں نے نبی ﷺ سے فرماتے تھے کہ تحقیقت میرے لئے نام ہیں ، میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں، مٹاوے گا اللہ میرے ذریعے کفر کو۔ اور میں حاشر ہوں کہ اٹھائے جاویں لوگ میرے قدم پر۔ اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے کہ نہ ہووے بعد اسکے نبی۔

نوٹ : یہ روایت صحیح بخاری، مسلم، موطا، سنن دارمی، ترمذی اور نسائی میں آئی ہے (درمنثور جلد ۴ صفحہ ۲۱۳) اس روایت سے حاصل ہوا کہ آپ کا نام محمد اور احمد ہے۔

ب : اب میں مرزا صاحب کی کتابوں سے اس بات کا ثبوت دیتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کا نام احمد تھا

تحریر نمبر ۱ : سراج منیر کے صفحہ ۸۰ پر لکھتے ہیں :

ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلی درجہ کا جوانمرد اور زندہ اور خدا کا اعلی درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفی و احمد مجتبی ﷺ ہے۔

تحریر نمبر ۲ : دافع البلاء کے صفحہ ۲۰ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں :

اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس (مسیح) کا ثانی پیدا کرونگا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام

زندگی بخش جام احمد ہے
کیا پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے

باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا
میرا بستان کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

نوٹ: ان ہر دو تحریروں میں مرزا صاحب نے آنحضرت ﷺ کا نام احمد تحریر کیا ہے۔
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶۔اکتوبر ۱۹۲۲ء مطابق ۱۴صفر ۱۳۴۱ھ۔ جلد ۱۹ نمبر ۴۹ ص ۷۔۸)

مرزا صاحب بحیثیت مسیح موعود

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس مضمون کا ایک حصہ گزشتہ پرچہ میں درج ہو چکا ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ مضمون مولوی محمد علی امیر جماعت احمد یہ لاہوری کے جواب میں ہے۔انہوں نے اخبار پیغام صلح میں مرزا صاحب قادیانی کو بحیثیت مجدد اور مسیح موعود پیش کر کے ان کا کام یہ بتایا ہے کہ حضرت عیسی کی موت کو ثابت کرنے آئے تھے جس کا جواب دیا گیا۔

اور عیسائی اہل علم کی شہادت سے ثابت کیا گیا کہ وفات مسیح سے عیسائی مذہب کی تردید نہیں ہوتی بلکہ تائید ہوتی ہے۔مرزا صاحب قادیانی کی سچائی اگر یہی ہے تو اس شعر کی مصداق ہے

دوست ہی دشمن جان ہو گیا اپنا حافظ
نوش دارو نے کیا اثر سم پیدا

آج ہم اس مضمون کا دوسرا حصہ ناظرین کے سامنے مع جواب پیش کرتے ہیں جو لاہوری امیر مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے۔ مدعی کسی غرض سے واقعات کو چھپانا چاہے تو بھی کامیاب نہیں ہوسکتا بعض واقعات ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کا چھپانا اس کی طاقت سے باہر ہوتا ہے اس لئے وہ بجائے چھپانے کے ان کی تاویل یا تحریف کرتا ہے۔مثلاً یہ واقعہ کہ وفات مسیح کا مسئلہ مرزا صاحب قادیانی کا ایجاد نہیں بلکہ مرزا صاحب قادیانی اس مسئلہ میں سرسید احمد خان مرحوم کے پس رو ہیں، ایک ایسا

واقعہ ہے کہ سب کے نزدیک مسلّم ہے۔

سرسید احمد خان کی تفسیر مرزا صاحب قادیانی کے دعوی سے پہلے کی چھپی ہوئی ہے اس لئے خیال گذرتا ہے کہ وفات مسیح کا مسئلہ ہی اگر مسیح موعود کا کام تھا، تو سر سید احمد خان، مسیح موعود ہوتے۔

مولوی محمد علی لاہوری اس واقعہ سے انکار نہیں کر سکے بلکہ اس کی تاویل کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

مسیح موعود کا دعوی:

وفات مسیح کا سوال نزول مسیح کے سوال سے وابستہ تھا اعلی درجہ کی حدیثوں میں بکثرت ایسی پیش گوئیاں پائی جاتی تھیں جن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ عیسائیت کے ساتھ آخری مقابلہ کے لئے ابن مریم کا نزول ہوگا۔ وفات مسیح کے قائل پہلے بھی ہو گئے تھے ابتدائی زمانہ میں تو صحابہ کا اس پر اتفاق نظر آتا ہے حدیثوں میں

لو کان موسی و عیسی حیین کے قطعی لفظ موجود ہیں۔

یعنی اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے، جس سے قطعی طور پر معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کے نزدیک وہ زندہ نہ تھے حضرت عیسیٰ کی عمر احادیث میں لکھی ہوئی موجود ہے حضرت عیسیٰ ۱۲۰ برس زندہ رہے پھر امام مالک کا مذہب اب تک کتابوں میں موجود ہے

قال مالک مات۔ امام مالک کہتے ہیں حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے۔ ہمارے اس زمانہ میں سرسید احمد خان وفات مسیح کے قائل تھے۔

(پیغام صلح لاہور ۲۷ محرم ۱۳۴۱ھ ص ۴)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

صاف اقرار ہے کہ یہ مسئلہ کوئی مرزا صاحب قادیانی کی ایجاد یا استنباط نہیں بلکہ بقول ان کے جملہ صحابہ اسے مانتے آئے ہیں۔ آیتوں اور حدیثوں میں اس مسئلہ (وفات مسیح) کی بکثرت تصریح ملتی ہے (تاہم زمانہ تصنیف براہین احمدیہ تک مرزا صاحب پر یہ آیات اور احادیث سب مخفی رہیں اور آپ حیات مسیح کے قائل رہے اور لطف یہ کہ اس قلت علم اور نقصان فہم

پر بھی آپ مجدد تھے۔ حیرت! ۔ثناءاللہ)

ہاں جناب سنئے! آپ نے جو یہ حدیث لو کان موسی و عیسی بتقلید مرزا صاحب قادیانی نقل کی ہے اس کو حدیث کی کسی مستند کتاب سے صحیح ثابت کر دیں تو لدھانہ کے سہ صد میں ایک صد آپ کی نذر ہوگا۔

اور سنیئے! امام مالک کا قول بھی صحیح سند کے ساتھ ثابت کر دیں تو یک صد اور آپ کی نذر ہوگا۔ اور سنئے! سرسید احمد خان مرحوم وفات مسیح کے ایسے قائل تھے کہ مرزا صاحب قادیانی کے گویا استاد تھے۔ مرزا صاحب قادیانی کے امام مولوی عبد الکریم قادیانی اپنی کتاب سیرۃ مسیح موعود (سوانح مرزا) صفحہ ۹۴ میں بڑی سچائی سے اعتراف کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

اس سے پیشتر سرسید نے بھی وفات مسیح کے متعلق اپنی رائے ظاہر کی اور مضمون لکھا مگر واضح ہو کہ سرسید سے پہلے بہت سے حکمائے یورپ بھی یہی رائے ظاہر کر چکے ہیں۔ فضلائے یورپ کی کتابیں اس بارہ میں موجود ہیں اور ہر ایک آزاد خیال اور نیچر پر غور کرنے والا بلا لحاظ کسی کتاب کے گواہی کے بالبداہت اس کی تجہیل وتحمیق پر آمادہ ہو جاتا ہے جو کسی شخص کی ایسی انوکھی زندگی کا قائل ہو۔ جناب سید بھی طبعاً اس بات سے گھبراتے ہیں جس سے یورپ کے فلسفی گھبراتے اور بیزار ہوتے ہیں ضرور تھا کہ عادتاً سید صاحب بھی اس پر سرسری کچھ کچھ کہتے۔ اس میں آپ منفرد نہیں ہیں اور نہ مجھے یہ ثابت کرنا ہے اور نہ ضروری ہے کہ حضرت (مرزا قادیانی) نفس بحث موت مسیح میں منفرد ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

صاف اعتراف ہے کہ مسئلہ وفات مسیح میں سرسید متقدم ہیں۔ پس بحکم الفضل للمتقدم وفات مسیح سے جو تمغہ (مسیح موعود بننے کا) ملنا تھا وہ ہندوستان میں سرسید احمد کو ملنا چاہیے۔ مرزا صاحب قادیانی کی زندگی کا مقصد اگر یہی تھا تو کہنا پڑے گا:

پس از صد سال ایں معنی محقق شد بخاقانی
کہ بورانی ست بادنجاں و بادنجان بورانی

مولوی محمد علی نے اس بحث سے آگے بھی قدم اٹھایا ہے جناب لکھتے ہیں:

لیکن نزول کی پیش گوئیوں کی طرف توجہ نہ ہوئی تھی احادیث میں تو ابن مریم کی اسی امت میں سے ہونے کے صاف الفاظ موجود ہیں

اما مکم منکم ۔ امکم منکم

حضرت مسیح اسرائیلی اور اس امت میں آنے والے مسیح کے دو الگ الگ حلئے موجود ہیں لیکن جو لوگ پچھلے زمانہ میں وفات مسیح کے قائل ہوئے انہوں نے ان پیش گوئیوں کی طرف توجہ نہ کی اور اس زمانہ میں بعض لوگوں نے احادیث کو پایہ اعتبار سے ساقط قرار دے کر نزول مسیح کا انکار ہی کر دیا۔ اگر یہ حدیثیں صرف ایک نزول مسیح کے متعلق ہی ہوتیں تو بھی ان کا انکار نہ ہوسکتا تھا۔ بخاری اور مسلم میں یہ احادیث موجود ہیں ایک دو نہیں ۱۴ مختلف صحابیوں سے اس قسم کی احادیث مروی ہیں ۔ ان کا انکار گویا حدیث کی صحت پر سخت حملہ ہے لیکن اس کے ساتھ جب اس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ ان احادیث کا لازم وملزوم کا تعلق بعض اور احادیث سے ہے جیسے یاجوج ماجوج کا خروج ، دجال کا نکلنا ، عیسائیت کا غلبہ وغیرہ تو پھر ان تمام احادیث کو رد کر کے حدیث کی صحت کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ مجدد صدی چہاردہم کو عیسائیت کے مقابلہ کے لئے کھڑا کر کے یہ اطلاع دی کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں تو ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا کہ نزول مسیح سے جو پیش گوئیاں تعلق رکھتی ہیں ان کے مصداق بھی آپ ہی ہیں اسی مضمون کو آپ نے یوں ادا کیا ہے:

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
ابن مریم مصلحت را نام من بنہادہ اند

(پیغام صلح لاہور۔ مذکور۔ ص ۴)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

میں چاہتا ہوں کہ مسئلہ نزول مسیح کے متعلق عالمانہ رنگ میں احمدی جماعت کو ایک دفعہ پھر تبلیغ کر دوں۔ پھر ماننا نہ ماننا ان کے اختیار میں ہے۔ کچھ شک نہیں کہ

ہر زبان خصوصاً عربی زبان بالخصوص شرعی زبان میں یہ قاعدہ ہے کہ ہر لفظ کے اصلی معنی لئے جائیں گے جب تک کوئی قرینہ ان معنی کے لینے سے مانع نہ ہو۔علم عقائد میں اس کی تصریح ہے:

النّصوص تحمل علی ظوا ھر ھا ما لم تصرف عنھا قرینۃ۔

مرزائی جماعت کے رکن اعظم خلیفہ اول مولوی نورالدین اس اصول پر ان لفظوں میں دستخط کرتے ہیں:

ہر جگہ تاویلات اور تمثیلات سے استعارات وکنایات سے اگر کام لیا جائے تو ہر ایک ملحد منافق بدعتی اپنی آراء ناقصہ اور خیالات باطلہ کے موافق الٰہی کلمات طیبات کو لاسکتا ہے اس لئے ظاہر معانی کے علاوہ اور معانی لینے کے واسطے اسباب قویہ اور موجبات حقہ کا ضروری ہے۔خط مولوی نورالدین ملحقہ ازالہ اوہام۔

نعم الوفاق: بس اب ہم ان احادیث کی حقیقت دیکھتے ہیں جن میں ابن مریم کا نزول آیا ہے کہ وہ کس کیفیت کا ہے ان میں سے ایک یہاں نقل کی جاتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ و الذی نفسی بیدی لیو شکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً .. الحدیث۔(بخاری مسلم)

یعنی آنحضرت ﷺ نے قسمیہ فرمایا ہے کہ قسم ہے اللہ کی ضرور ابن مریم تم میں اتریں گے جو عادل حاکم ہوں گے۔اس حدیث پر مزید بحث کی ضرورت نہیں کیونکہ مرزا صاحب مسیح موعود کی آمد ثانی کو خود شاہانہ تسلیم کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

ھو الّذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ.. یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ (براہین احمدیہ۔ص ۴۹۸)۔

پس نزول مسیح کی حقیقت یہ ہوئی کہ آنے والا ایک شاہانہ صورت میں آئے گا۔اب دیکھنا یہ ہے کہ شاہانہ جلال کے ساتھ آنا ممکن ہے یا محال؟ اس کی بابت ہم

کسی ایرے غیرے کی شہادت نہیں لیتے، خود مرزا صاحب کی شہادت موجود ہے ۔ وہ شہادت بھی اس زمانہ کی ہے جب کہ مرزا صاحب قادیانی مسیحیت موعودہ کے خود مدعی تھے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔ (ازالہ اوہام طبع اول۔ص ۲۰۰)

یہ عبارت تین مفہوموں پر شامل ہے:

ایک تو حضرت مسیح موعود کی شان شاہانہ کا اظہار کرتی ہے۔

دوم اس کے امکان کا اعتراف ہے۔

سوم یہ کہ مرزا صاحب جس صورت میں آئے وہ نزول مسیح کی حقیقت نہیں ہے۔ پس

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

حدیث امامکم ، اور امکم والی کا مطلب مرزا صاحب قادیانی نے صحیح نہ سمجھا تو ان کی امت سے کیا توقع ہوسکتی ہے۔ تاہم بغرض اظہار حق ہم اپنا فرض ادا کئے دیتے ہیں ۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم۔

یعنی حضور ﷺ فرماتے ہیں تم مسلمانو! کیسے ہوگے جب مسیح ابن مریم تم میں اتریں گے اس حال میں کہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

اس حدیث کا مطلب لفظی ترجمہ ہی سے سمجھ میں آتا ہے کہ ابن مریم اور ہیں اور امام اور ۔ یہ نہیں کہ ابن مریم ہی امام ہوں گے ۔ ہمارے دعوی کی دلیل خود اس حدیث کے الفاظ کے علاوہ صحیح مسلم کی حدیث قوی دلیل ہے جس میں ابن مریم اور امام وقت کی گفتگو بھی درج ہے۔فرمایا:

ینزل عیسی ابن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة الله هذه الامة۔

یعنی عیسی بن مریم اتریں گے تو مسلمانوں کا امام وقت ان کو کہے گا آیئے نماز پڑھایئے۔ ابن مریم کہیں گے نہیں تم ہی ایک دوسرے پر امیر ہو، اللہ نے اس امت کو عزت دی ہے۔

مرزا صاحب قادیانی نے جو معنی آپ کو سکھائے ہیں، جو آپ بلا تحقیق مانے ہوئے ہیں وہ اگر مراد ہوتے تو عبارت حدیث کی یوں ہوتی

هو امامکم منکم

حالانکہ ایسی نہیں، بلکہ یوں ہے و امامکم منکم۔ فافهم فانه دقیق

دوسری روایت کا مطلب بھی صاف ہے جس کے الفاظ ہیں

امکم بکتاب الله یعنی حضرت مسیح تم کو کتاب اللہ کے ساتھ رہنمائی کریں گے۔

کون منکر ہے، لیکن اس سے آپ کا مدعا کہاں ثابت ہوا کہ مسیح اسرائیلی مراد نہیں۔ حلیہ والی حدیث کا جواب تو اس وقت دیا جائے جب آپ دونوں حلیے نقل کریں گے۔ سردست تو آپ نے بتقلید مرزا صاحب یونہی چلتے چلتے کچھ کہہ دیا جس کا جواب بھی اتنا ہی کافی ہے کہ حلیوں کا اختلاف حقیقی نہیں۔

اس مضمون پر آپ نے کسی صاحب کی شہادت نقل کی ہے کہ مرزا صاحب کے مجدد اور مہدی ہونے میں ہم کو بحث نہیں۔ ممکن ہے ان صاحب کو نہ ہو۔ اپنا اپنا خیال ہے، ہم سے پوچھئے تو ہمیں مرزا صاحب قادیانی کے نبی رسول مجدد ملہم بلکہ بھلے آدمی ہونے سے بھی انکار ہے:

کسے نوشتہ خواند کسے شکستہ خواند
ہر کس بخیال خویش حدیثے دارد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء مطابق ۲۱ صفر ۱۳۴۱ھ جلد ۱۹ نمبر ۵۰۔ ص ۱۔۳)

مباحثہ منظور

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قصبہ بٹالہ متصل قادیان میں ۲۳۔۲۴ ستمبر ۱۹۲۲ء کو اہل اسلام کا جلسہ ہوا۔ جلسہ کا کل کام یہاں تک کہ تقرر تاریخ بھی خاکسار (ثناء اللہ) کے مشورہ بلکہ اجازت

سے ہوا۔ مگر علالت طبع کی وجہ سے میں شریک نہ ہو سکا۔ علماء دیو بند وغیرہ شریک جلسہ ہوئے۔ جلسہ اچھا رہا۔ مرزا صاحب قادیانی کا حق ہمسائیگی خوب ادا کیا گیا۔

اشتہاروں میں دعوت مناظرہ دی گئی مگر قادیانی جماعت نہ آئی۔ وقت گذر گیا تو اب الفضل قادیان نے ۲۵۔۲۸ ستمبر ۱۹۲۲ء کے شمارے میں انجمن بٹالہ کا فرار بیان کر کے اپنی مستعدی کا لکھا ہے۔ اور کہا:

مناظرہ کریں یا مباہلہ۔ ہم دونوں کے لئے تیار ہیں۔

پس ہم بھی اب خدا کے فضل سے صحت یاب ہیں۔ آپ بٹالہ ہی میں آئیں۔ ہم آپ کی خدمت کو تیار ہیں۔ سنئے موضوع بحث بالکل مختصر ہوگا:

مرزا صاحب نبی تھے یا دجال

اگر اس موضوع پر آپ کو بحث کرنا منظور نہ ہو، تو اس موضوع پر ہوگی

مرزا صاحب بھلے آدمی تھے؟

شروط مباحثہ اور کیفیت مناظرہ وہی ہوں گے جو مرزا صاحب قادیانی اور ڈپٹی عبداللہ آتھم کے مباحثہ میں تھے۔ ہاں اس سے ایک زائد شرط یہ ہوگی کہ کوئی اہل علم دیانت دار منصف ضرور ہوگا، خواہ کسی مذہب کا ہو۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی نے ایک زمانہ میں پادری رجب علی اور منشی اندرمن مرادآبادی کو اپنا منصف مانا تھا۔ اس لئے اس کے جواز میں شبہ نہیں۔ کیا قادیانی میدان میں آئیں گے؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء۔ ۲۱ صفر ۱۳۴۱ھ جلد ۱۹ نمبر ۵۰۔ ص ۳۔۴)

<u>مباہلہ با مرزائیاں</u>

عبداللہ ولد غلام دین احمدی چک نمبر ۲۷۶ ر کھ برانچ گوکھووال ضلع لائل پور اور علم الدین ولد پھلاقوم ارائیں چک نمبر ۲۷۲ ر کھ برانچ محمدی نے مباہلہ کیا ہے۔ فریق اول کا بیان ہے کہ میں مرزا قادیانی کو مسیح موعود مانتا ہوں اگر وہ جھوٹے ہیں تو ایک سال میں خدا مجھے اور میرے عیال کو ہلاک کرے۔ دوسرے کا بیان ہے کہ میں مرزا کو جھوٹا جانتا ہوں اگر وہ سچے ہیں تو خدا مجھ کو مع اہل وعیال کے ہلاک کر دے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء۔ ۲۱ صفر ۱۳۴۱ھ جلد ۱۹ نمبر ۵۰۔ ص ۱۳)

چور کوتوال کو ڈانٹے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

یہ ایک مثل ہے اس مقام کے لئے جہاں پر کوئی شخص خود ملزم ہو کر دوسرے پر الزام دھرے یہی کیفیت ہماری قادیانی امت کی ہے مرزا صاحب آئے اور چلے گئے۔ دنیا جیسی کچھ اندھیرے میں تھی ایسی رہی بلکہ مسلمان بعض وجوہ سے پہلے سے بھی بدتر حالت میں ہو گئے حالانکہ مرزا صاحب کا دعوی تھا کہ میں دنیا کی عموماً اور مسلمانوں کی خصوصاً اصلاح کرنے کے لئے آیا ہوں۔ کہا جائے گا کہ جب مسلمانوں نے اپنا علاج قبول نہ کیا تو اس کا کیا علاج؟ جواب اس کا آئندہ آتا ہے۔ پہلے ایک مضمون الفضل سے نقل کیا جاتا ہے وہ سننے کے قابل ہے۔ الفضل اور کسی اخبار سے نقل کرتا ہے اور اس کی تصدیق کرتا ہوا لکھتا ہے:

بیان کیا جاتا ہے کہ پونا کے قرب وجوار میں بعض ایسے مسلمان ہیں جو اپنے جیبوں میں بت رکھتے ہیں اور نماز کے وقت انہیں سامنے رکھ لیتے ہیں۔ گورکھپور کی ترائی میں بعض مسلمان تناسخ کے قائل ہیں اور مردے کو کسی نہ کسی جانور سے نسبت دیتے ہیں۔

ایک مقام کے مسلمان اس درجہ جہالت میں مبتلاء ہیں کہاں کے مولوی خطبہ نکاح معلوم نہ ہونے سے جنازہ کی دعا سے کام نکالا کرتے ہیں۔ کانگڑہ کی پہاڑیوں میں مسلمان انتہا درجہ کے شرک میں مبتلا ہیں مدراس میں ایسے مسلمان پائے جاتے ہیں جو نیم ہندو اور نیم مسلمان ہیں بعض مقامات کے مولوی مسلمانوں کو چھری دم کر کے دے دیتے ہیں جس سے وہ مولوی صاحب دوبارہ نزول اجلاس فرمانے تک جانور ذبح کرتے رہتے ہیں۔

بعض مسلمان ایسے ہیں جو ان باتوں کا احساس تو رکھتے ہیں مگر خود خدا و رسول کے احکام پر انسانی احکام کو ترجیح دیتے ہیں۔ بہت سے نام کے صوفی جھاڑ پھونک سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں اور بہت سے ٹکڑ گدا خدا و رسول و

اولیاء اللہ کے ذکر کو وجہ معاش بنا لیتے ہیں ....لیکن حیرت کا مقام ہے کہ جہاں ایک طرف اس بات کا اعتراف کیا جا رہا ہے کہ مسلمانوں میں اسلام نہیں رہا اور ساری دنیا کے عیب ان میں پائے جاتے ہیں وہاں پیغمبر اسلام کے پیرو ہو کر پیغمبر بن جانا بھی ان لوگوں کے نزدیک برائی ہے۔

(الفضل قادیان ۵۔اکتوبر ۱۹۲۲ء ص ۵)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

الفضل کو تو یہ حیرانی ہے کہ لوگ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نبی کیوں نہیں مانتے، ہمیں حیرانی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے آنے پر بھی یہ خرابی کیوں رہی جس کی بابت الفضل بھی شاکی ہے۔ہم اس کے متعلق اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ حسب عادت خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تحریر پیش کئے دیتے ہیں مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

جب کہ مجھے تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے اس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کے لئے آیا، تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اٹھانے کے لئے ضروری تھیں۔(حقیقۃ الوحی۔ص ۱۵۱)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

احمدی دوستو! اللہ تعالی کو حاضر و ناظر جان کر بتاؤ کہ مرزا صاحب جب تمام دنیا کی اصلاح کے لئے آئے تھے ساری دنیا کی اصلاح کا کیا سوال مسلمانوں کا خاص کر یہ حال ہے جو الفضل سے منقول ہے تو انصاف سے کہو کہ مرزا صاحب اپنے فرض میں پاس ہو کر دنیا سے گئے ہیں یا فیل؟ پھر تم کس منہ سے مسلمانوں کی شکایت کرتے ہو کہ یہ لوگ مصلح کی ضرورت نہیں مانتے۔ مانتے تو ہیں مگر بقول سانپوں کے ڈسے رسیوں سے ڈریں، پہلے تجربہ سے خوفزدہ ہو رہے ہیں کہ مبادا پھر کوئی ایسا مصلح آجائے جس کا دعوی تو یہ ہو کہ:

میں ساری دنیا کی قوموں کی قومیتیں مٹا کر ایک اسلامی قومیت بناؤنگا میں خاص اسی غرض کے لئے آیا ہوں۔(چشمہ معرفت)۔

مگر دیکھا تو یہ کہ آپ کے آنے سے بجائے وحدت قومی کے یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمانوں میں ایک فرقہ جدید ایسا پیدا ہو گیا جو سب مسلمانوں کو کافر کہتا ہے پھر اس فرقہ جدیدہ کے دو فرقے ہوئے۔ بجائے واحد کے جمع پھر جمع الجمع کی صورت پیدا ہو گئی باوجود اس کے قادیان کا آرگن الفضل مسلمانوں کی ناشکری کا شاکی ہے حالانکہ چاہیے یہ تھا کہ وہ اس مدعی کا شاکی ہوتا جو شیر نیستان کہلا کر شیر قالین بن گیا۔

تمہیں تقصیر اس بت کی جو ہے میری خطا لگتی
ارے لوگو! ذرہ انصاف سے کہیو خدا لگتی

غنیمت ہے کہ الفضل ایک اصولی بات میں ہم سے متفق ہے۔لکھتا ہے کہ :

اگر کوئی افتراء کر کے اپنے آپ کو نبی قرار دیتا اور خدا تعالی کی نصرت اور تائید سے محروم رہتا ہے تو بے شک اس کو مفتری سمجھو اور جو جی میں آئے کہے۔ (الفضل قادیان ۵۔اکتوبر۱۹۲۲ءص ۵)

بہت خوب! ہم بھی اسی اصول سے جس کو اپنے نزدیک اس کے شائع کردہ پروگرام میں فیل جانتے ہیں اس کو کذاب مفتری اور دجال وغیرہ کہتے ہیں اور اس کہنے کا بقول الفضل ہم حق رکھتے ہیں کسی کے برا ماننے کی بات نہیں:

نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰۔اکتوبر۱۹۲۲ءمطابق ۲۸ صفر ۱۳۴۱ھ جلد ۱۹ نمبر ۱۵ ص ۵)

اسمہ احمد

(اس مضمون کا ایک حصہ سابقہ پرچہ میں درج ہو چکا ہے۔اس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ احمد نام جو قرآن مجید میں آیا ہے یہ نام دراصل آنحضرت ﷺ کا ہے ،مرزا صاحب قادیانی کا نہیں۔خلیفہ قادیان میاں محمود نے جو دلائل اپنی کتاب القول الفصل میں اس دعوی پر دیئے ہیں کہ یہ نام مرزا غلام احمد کا ہے، یعنی مرزا صاحب بجائے غلام احمد کے دراصل احمد تھے، راقم مضمون یہ ان کا جواب دیتا ہے۔ایک دلیل پہلے پرچہ میں ذکر کر کے جواب دیا ہے آج دوسری دلیل شروع ہے جو یہ ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث)

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

دلیل نمبر۲۔

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا رسول ہے جو حضرت عیسیٰ کے بعد آیا اور اس کا نام احمد ہے۔ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یوں نہیں کر دیا بلکہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کی کتابوں میں اسی طرح لکھا ہوا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا صاحب احمد ہیں۔ (انور خلافت۔ ص ۳۵)۔ آپ کا نام احمد تھا (۳۳)، حضرت مرزا صاحب کے الہامات میں کثرت سے احمد ہی آتا ہے (ص ۳۵)، اور آپ کا نام احمد تھا اور آپ احمد کے نام پر ہی بیعت لیا کرتے تھے اور خدا نے بھی آپ کا نام احمد رکھا (القول الفصل۔ص ۲۹)

اقول: خلاصہ مطلب اس دلیل کا یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کا نام احمد تھا۔ اور زبردست دلیل اس پر یہ پیش کی گئی ہے کہ، مرزا صاحب قادیانی کے الہامات میں کثرت سے احمد ہی آتا ہے۔،

اس کا جواب میں خود مرزا صاحب کی تحریروں سے دو طرح پر دیتا ہوں

الف: تحریر نمبر۱

تذکرۃ الشہادتین فارسی صفحہ ۴۶، اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز نومبر دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۴۴۶ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خود لکھتے ہیں:

ایک وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا

یا احمد جعِلت مرسلاً

اے احمد تو مرسل بنایا گیا یعنی جیسے کہ تو بروزی رنگ میں احمد کے نام کا مستحق ہوا حالانکہ تیرا نام غلام احمد تھا اسی طرح بروز کے رنگ میں نبی کے نام کا مستحق ہے۔

اس جگہ الفاظ:

تو بروزی رنگ میں احمد کے نام کا مستحق ہوگا،

اور:

تیرا نام غلام احمد تھا،

قابل غور ہیں۔

تحریر نمبر۲

تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ۲۷ کے حاشیہ پر مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظل طور پر محمد اور احمد ہوں

پھر اس جگہ الفاظ:

ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں،

پر غور کریں۔ یعنی حقیقی طور پر احمد ہونے سے انکار کیا ہے۔

تحریر نمبر۳:

تحفہ گولڑویہ طبع ۱۹۱۴ء کے صفحہ ۱۵۶ پر مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

اس آیت و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد کے یہی معنی ہیں کہ مہدی معہود جس کا نام آسمان پر مجازی طور سے احمد ہے جب مبعوث ہوگا تو اس وقت نبی کریم جو حقیقی طور پر اس نام کا مصداق ہیں اس مجازی احمد کے پیرایہ ہوکر اپنی تجلی ظاہر فرمائے گا۔

اس جگہ الفاظ:

مہدی معہود جس کا نام آسمان پر مجازی طور پر احمدی ہے۔،

اور

نبی کریم جو حقیقی طور پر اس کا مصداق ہے،

قابل غور ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی بھی آنحضرت ﷺ کو ہی حقیقی طور پر نام احمد کا مصداق جانتے تھے۔

ب۔ اب میں مرزا صاحب قادیانی کی تحریروں سے ثابت کرتا ہوں کہ آپ کا نام غلام احمد تھا، نہ کہ احمد

تحریر نمبر ۱:

ریویو آف ریلیجنز بابت جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۱۵ پر مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

میرا نام غلام احمد اور میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضی ۔

تحریر نمبر ۲:

ریویو آف ریلیجنز جون ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۲۱۸ پر لکھتے ہیں:

ہمارا شجرہ نسب اس طرح پر ہے ۔ مرزا نام غلام احمد ابن غلام مرتضی ..الخ

تحریر نمبر ۳:

حقیقت الوحی (الاستفتاء خاتمہ) کے صفحہ ۷۷ پر لکھا ہے:

فا علموا ر حمكم الله انی انا المسمی بغلام ا حمد بن میرزا غلا م مر تضی

ان تینوں تحریروں میں مرزا صاحب قادیانی نے اپنا نام غلام احمد لکھا ہے اور مجازی طور پر محمد اور احمد ہونے کے مدعی ہیں نہ کہ حقیقی طور پر:

شیر قالین دگر ست شیر نیستان دگر ست

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء مطابق ۲۸ صفر ۱۳۴۱ھ جلد ۱۹ نمبر ۵۱ ص ۶)

مباحثہ مرزائیاں:

موضع ڈلہ ضلع گورداسپور میں مرزائیوں سے مباحثہ ہوا ۔ مولوی محمد امین نے مرزا کی کتابوں سے مدعی نبوت کا کافر ہونا ثابت کیا ۔ مرزائی بہت شرمندہ ہوئے ۔ اہل اسلام کو فتح ہوئی ۔

غلام احمد سکرٹری انجمن اسلامیہ ڈلہ ضلع گورداسپور ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء مطابق ۲۸ صفر ۱۳۴۱ھ جلد ۱۹ نمبر ۵۱ ص ۱۳)

غازی کمال پاشا اور قادیانی مرزا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس عنوان سے مضمون لکھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ قادیانی اخبارات اپنے مرزا مسیح پر ناز کرتے ہیں کہ اس کی برکت صحبت سے ہم لوگ اس قابل ہوئے کہ ممالک یورپ میں اسلام کی تبلیغ کریں حالانکہ اسلام کی تبلیغ کرنے کا مسئلہ بہت پہلے حل ہو چکا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں خود انگریزوں نے اسلام قبول کر کے تبلیغ اسلام کا سلسلہ شروع کیا تھا حالانکہ مرزا صاحب کا دعوی یہ تھا کہ میں ساری دنیا کی قوموں کی قومیتیں مٹا کر ایک اسلامی متحدہ قوم بناؤنگا، اسی لئے میں آیا ہوں۔ اس کا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ ظاہر ہے کہ جب سے جناب والا پیدا ہوئے خاص کر جب سے مدعی مسیحیت بنے اہل اسلام تنزل کے گڑھے میں گرنے شروع ہوئے یہاں تک کہ قادیانی اخبار الفضل مورخہ ۵۔ اکتوبر کو ایک عنوان خاص ان لفظوں میں لکھنا پڑا:

مسلمانوں کی زار وزبوں حالت

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے آنے بلکہ تکمیل خدمت کرنے اور تشریف لے جانے کے بعد بھی مسلمان ترقی پر نہ پہونچے بلکہ زار وزبوں حالت ہی میں رہے۔ اس کے برخلاف غازی مصطفیٰ کمال پاشا و صله الله على ما يتمنى کی خدمات حسنہ کو دیکھئے کہ دنیا میں سب سے بڑی اسلامی سلطنت قریب عدم کے پہونچ چکی تھی کہ اس اللہ کے بندے نے کمر ہمت باندھی۔ آج جو کچھ ہو رہا ہے اس کی ہمت کا نتیجہ ہے کہ سلطنت عثمانیہ اسلامیہ نئے سرے سے زندہ ہوگئی جو صوبہ انہوں نے واپس لیا وہاں حدود شرعیہ کے اجراء کا اعلان کر دیا۔ شراب خوری قطعاً بند کر دی۔ زنا کاری کو یک قلم روک دیا۔ وغیرہ

اب سوال یہ ہے کہ خدمات قومی اور اسلامی کو ملحوظ رکھ کر احمدی دوست بتائیں کہ مصطفیٰ کمال کو مرد موعود سمجھیں یا مرزا صاحب قادیانی کو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ نومبر ۱۹۲۲ء۔ مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ۔ ص ۵)

مرزا قادیانی اور ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

کسی دن یہ دونوں الہامی میدان مقابلہ میں نبرد آزما تھے۔ ایک دوسرے کے مقابلہ میں الہامی گولے چھوڑتے تھے۔ آج ہم ان کا نام ہی سنتے ہیں کام نہیں دیکھتے۔ باوجود اس کے اس سرخی سے مضمون لکھنے کی ضرورت کیا پیش آئی؟

اخبار الفضل قادیان مورخہ ۹۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء میں ایک مضمون ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے عنوان سے لکھ کر یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس کی پیش گوئی بحق مرزا صاحب قادیانی غلط ہوئی۔

اس کا جواب دینا کہ ڈاکٹر صاحب کی پیش گوئی غلط ہوئی غالبًا ہمارا فرض نہیں بلکہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کے مریدوں کا کام ہے اور ہم ان کے مرید نہیں کہ خواہ مخواہ ان کی حمایت کریں۔ ہاں ہمارا دعوی ہے کہ مرزا صاحب غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے حق میں ضرور غلط ہوئی۔ اسی ضمن میں ڈاکٹر صاحب کی پیش گوئی پر بھی روشنی پڑ جائے گی، مگر ضمنی نہ اصلی۔

بات یہ تھی کہ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی عرصہ بیس سال تک مرزا صاحب کے مرید رہے۔ آخر ان کی خوش قسمتی غالب آئی تو وہ اس پھندے سے نکلے۔ آدمی نیک تھے لیکن الہام کے مدعی بھی تھے۔ آپ کے الہامات کی صداقت یا بطالت جانچنے کا ہمیں کبھی موقع نہیں ملا کیونکہ آپ کے الہامات کبھی زیر بحث آئے ہی نہیں۔ صرف ایک الہام زیر بحث آیا جس کی نسبت دو مختلف لفظ شائع ہوئے۔ الہام یہ تھا:

مرزا ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء کو مر جائے گا۔

ان الفاظ کی بابت ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کا بیان ہے کہ میرا الہام نقل کرنیوالے محرر سے غلطی ہوئی، بلکہ الہام کے اصل الفاظ یہ تھے: مرزا ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک مر جائیگا

خیر یہ تو ہے ڈاکٹر صاحب کے الہام پر بحث کہ، کو، ہے یا، تک، ۔ اس میں شک نہیں کہ مرزا صاحب قادیانی ۴۔ اگست کو نہیں مرے بلکہ وہ ۲۶ مئی کو مرے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کو ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کے الفاظ کیا پہنچے۔یعنی ،کو، پہنچا، یا،تک ،پہونچا۔اور مرزا صاحب قادیانی نے ان کے جواب میں کیا کہا۔اوران دونوں میں سچا کون ہوا؟

یہ ہے اصل مبحث اور یہ ہے اصل کارآمد بات ۔ باقی جو کچھ الفضل مذکور میں لکھا گیا ہے سب فضول اور تضیع اوقات ہے۔پس آیئے ہم اس بارے میں جناب مرزا غلام احمد قادیانی ہی کی تحریرات سے فیصلہ کرائیں ۔ جناب ممدوح فرماتے ہیں:

اس (ڈاکٹر عبدالحکیم خان) نے یہ پیش گوئی کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴ ۔ اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤنگا۔مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہونگا۔سو یہ مقدر ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے بلا شبہ یہ سچ بات ہے جو شخص خدا تعالی کی نظر میں صادق ہے خدا اس کی مدد کرے گا۔ (چشمہ معرفت ص۳۲۲)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہم لکھ آئے ہیں کہ ہم ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کے مرید یا حمایتی نہیں کہ خواہ مخواہ ان کی پیش گوئی کو سچا ثابت کرنے پر کمربستہ ہوں ۔البتہ ہم مرزا غلام احمد صاحب کے راسخ العقیدہ مخالف ہیں کہ ان کی کوئی متحدیانہ پیش گوئی سچی نہیں ہوئی آج جس پیش گوئی پر بحث ہے یہ بھی اس قسم کی ہے ناظرین منقولہ الفاظ مرزا صاحب قادیانی کو ملاحظہ کرکے رائے لگائیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی کے الہام کا مضمون جو بنایا وہ مرزا صاحب قادیانی پر چسپاں ہوا یا نہیں ۔یعنی ۲۶۔مئی کو فوت ہو کر ۴۔اگست تک موت میں آئے یا نہیں ۔اور یہ کہ ڈاکٹر عبدالحکیم اس وقت زندہ تھے یا نہیں (بے شک زندہ تھے)

بڑی بات مرزا صاحب قادیانی کے خدا نے بتائی ہوئی ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی کے مقابل کی پیش گوئی بھی سچی ہوئی ؟ اس کا فیصلہ ہم ناظرین پر چھوڑتے ہیں ۔عبارت سامنے ہے۔ فاعتبروا یا اولی الا بصار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ نومبر ۱۹۲۲ء۔مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ ۔ص ۵۔۶)

کھلی چٹھی بنام مرزا محمود قادیانی

کیا حضرت محمد ﷺ آخری نبی نہیں

(قادیانی امت کی دو جماعتیں ہیں جن میں اصل الاصول اختلاف یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے یا نہیں؟

قادیانی جماعت بتعلیم مرزا اس کی قائل ہے اسی لئے وہ مرزا صاحب قادیانی کو نبی مانتی ہے اور منکرین مرزا کو کافر جانتی ہے۔

لاہوری پارٹی اس سے منکر ہے وہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا جائز نہیں جانتی۔ الاّ مرزا صاحب کو مسیح موعود مہدی مسعود اور مجدد وقت کہتی ہے۔

اس اختلافی مسئلہ پر دونوں جماعتوں کی تحریرات بہت کچھ شائع ہو چکی ہیں۔

حال میں بمقدمہ مولوی نواب الدین واعظ شبکوہی خلیفہ قادیان نے شہادت دی۔

اس میں خاتم النبیین کی بابت سوال کا جواب خلیفہ قادیان نے جو دیا، اس پر لاہوری جماعت کے صدر مولوی محمد علی صاحب نے ایک کھلی چٹھی لکھی ہے جس کی ایک کاپی بغرض اشاعت دفتر اہل حدیث میں بھیجی ہے۔ وہ درج ذیل ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

مکرم معظم جناب میاں صاحب...

بمقدمہ فتح محمد بنام نواب بی بی

بعدالت لالہ رام کنور صاحب بی اے ایل ایل بی سب جج گرداسپور

تاریخ ۱۶ جون ۱۹۲۲ء کو آپ نے حلفی شہادت حسب ذیل ادا کی ہے:

قرآن شریف میں محمد صاحب کے لئے کسی جگہ آخری نبی نہیں لکھا ہے۔ محمد صاحب کو خاتم النبیین ضرور لکھا ہے لیکن ان الفاظ کی تعبیر علیحدہ علیحدہ کی جاتی رہی ہے۔ لغت میں ان الفاظ کے معنی آخری نبی کسی جگہ نہیں لکھے۔ بعض غیر احمدی علماء اس کے یہ معنی ضرور نکالتے ہوں گے۔ ایک دو علماء کی رائے میں نے دیکھی بھی ہے۔

چونکہ آپ جماعت احمدیہ کے ایک حصہ کے پیشوا ہیں اور آپ کا اور ہمارا

اختلاف اسی بات پر ہے۔یعنی ہم خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرتے ہیں اور آپ خاتم النبیین کے معنی کرتے ہیں وہ جس کی مہر سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔اور آپ کا استدلال اس سے یہ ہے کہ پہلے خدا براہ راست نبی بنایا کرتا تھا اب محمد ﷺ کی مہر سے نبی بنا کریں گے۔اور ہماری طرف سے کئی بار آپ سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ کسی حدیث میں یا کسی لغت میں یا کسی تفسیر میں آپ لفظ خاتم النبیین کے وہ معنی دکھاویں جو آپ کرتے ہیں، جس کا جواب آپ نے کبھی نہیں دیا، مگر اب عدالت میں جا کر حلفی شہادت یوں ادا کی ہے کہ لغت کی کسی کتاب میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں ہیں۔بلکہ اس کے مختلف معنی کئے جاتے رہے ہیں چونکہ آپ اس مسئلہ میں ایک کتاب حقیقۃ النبوۃ لکھ چکے ہیں اور اس میں بھی لفظ خاتم النبیین کے وہ معنی جو آپ کرتے ہیں کسی لغت کی کتاب سے یا کسی حدیث سے یا کسی مفسر کے قول سے ثابت نہیں کئے۔اب ذیل میں لغت کی چند سب سے بڑی کتابوں سے خاتم النبیین کے معنی نقل کرتا ہوں جن سے معلوم ہو گا کہ آپ کا بیان جو حلف کے ماتحت دیا گیا خلاف واقعات ہے۔آپ ایسے اہم سوال پر ناواقفی کا عذر پیش نہیں کر سکتے اس لئے کہ یہ مسئلہ مدت سے زیر بحث ہے

۱۔لسان العرب:

ختام القوم و خاتِمهم و خاتمهم آخرهم

یعنی کسی قوم کا ختام یا خاتِم یا خاتم ان کا آخری ہے۔

اور اس کے ساتھ ہی ہے

و الخاتم و الخاتم من اسماء النبی ﷺ و فی التنزیل العزیز ما کان محمدا ابا احدٍ من رجالکم و لکن رسول الله و خاتِم النبیین ای آخرهم قال و قد قریء و خاتم یعنی خاتِم

اور خاتم ہمارے نبی ﷺ کے اسماء میں سے ہے اور قرآن کریم میں خاتم النبیین ہے جس کے

معنی ہیں آخری نبی۔ اور اس کی دوسری قرأت خاتم ہے۔ اور اس کے آگے آپ کا اسم عاقب دے کر ان سب کے معنی آخر الانبیاء لکھے ہیں یعنی آخری نبی۔

۲۔ قاموس:

و الخا تم ما یو ضع .... و من کل شیء عا قبته و آ خر ته کخاتمته ۔ آ خر القو م کا لخا تم ۔

یعنی خاتم ہر چیز کا اس کا انجام اور اس کا آخر بھی ہے جیسے اس کا خاتمہ اور خاتم کی طرح آخر القوم یعنی سب سے پیچھے آنے والے کو بھی کہتے ہیں۔

۳۔ تاج العروس۔

و الخا تم (آ خر القو م کا لخا تم) و منه قو له تعا لی و خا تم النبیین ای آ خر هم اور خاتم خاتم کی طرح آخر القوم کو کہتے ہیں۔ یعنی سب سے پیچھے آنے والے کو، اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا قول ہے خاتم النبیین جسکے معنی ہیں آخری نبی۔

۴۔ مجمع البحار۔

و الخا تم و الخا تِم من اسما ئه ﷺ بالفتح اسم اے آ خر هم و بالکسر اسم فاعل یعنی خاتم اور خاتم دونوں آنحضرت ﷺ کے اسماء ہیں جن کے معنی ان کا آخری ہیں

۵۔ منتہی العرب۔

خاتم کے معنی ہیں: آخر ہر چیزے و پایان وآں وآخر قوم، خاتم بالفتح مثلہ، ومحمد ﷺ خاتم الانبیاء،

یعنی خاتم اور خاتم کے ایک ہی معنی ہیں یعنی ہر چیز کا آخر اور اس کا انجام اور لوگوں میں جو سب سے پیچھے آئے اور محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔

اب یہ پانچ لغت کی کتابیں ہیں جن میں سے لسان العرب، تاج العروس اور قاموس سے بڑھ کر لغت عربی اور کوئی سند نہیں اور ان سب میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی لکھے ہیں حالانکہ آپ حلفی بیان دیتے ہیں کہ لغت میں ان الفاظ (خاتم النبیین) کے معنی آخری نبی کسی جگہ نہیں لکھے اور یہ بھی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کتابوں میں سوائے آخری نبی کے اور

کوئی معنی خاتم النبیین کے نہیں لکھے۔

دوم: جو آپ نے فرمایا ہے کہ الفاظ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی تو کسی کتاب میں نہیں کئے گئے لیکن کچھ اور مختلف معنی کئے گئے ہیں۔ کیا آپ مہربانی کر کے یہ روشنی ڈالیں گے کہ کس کس لغت کی کتاب میں خاتم النبیین کے وہ مختلف معنی کیا ہیں۔ مہربانی کر کے پورے حوالہ جات دیں۔ کیونکہ مجھے کسی لغت کی کتاب میں خاتم النبیین کے معنی سوائے آخری نبی کے کچھ نہیں ملے

سوم: یہ جو آپ نے فرمایا کہ بعض غیر احمدی علماء اس کے یہ معنی ضرور کرتے ہوں تو غیر احمدی سے آپ کی کیا مراد ہے؟ کیا وہ علماء مراد ہیں جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کے دعوی کے بعد آپ کی بیعت نہیں کی؟ یا تیرہ سو سال کے کل علماء آپ کے نزدیک غیر احمدی ہیں؟ اگر صورت ثانی نہیں تو کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ تیرہ سو سال تک علمائے امت آخری نبی معنی کرتے رہے ہیں یا نہیں۔ اور کیا یہ اجماع امت تیرہ سو سال تک غلطی پر رہا۔ سوال صرف خاتم النبیین کے معنی پر ہے اور مجھے صرف وہ حوالہ جات مطلوب ہیں جہاں لغت میں، اور وہ آپ پیش نہ کر سکیں تو حدیث میں، اور وہ بھی پیش نہ کر سکیں تو مفسرین یا شارحین حدیث کے اقوال میں کہیں خاتم النبیین کے معنی سوائے آخری نبی کے کچھ اور بھی لکھے ہوں۔

خاکسار محمد علی پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ نومبر ۱۹۲۲ء۔ مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ۔ ص ۶-۷)

کسوف وخسوف

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی گو مسیح موعود مہدی مسعود یا مجدد نہ تھے لیکن اس میں شک نہیں کہ آپ کے تحریری جال میں بہت سی انسانی مچھلیاں ایسی پھنس جاتی تھیں جن

کا نکلنا محال نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے۔

گذشتہ ہفتہ بمبئی سے ایک تاجر دفتر اہل حدیث میں آئے۔ آکر کہنے لگے ہمارا ایک میمن بھائی قادیانی ہو گیا ہے اس نے مرزا صاحب کی سچائی کی ایک حدیث لکھ کر ہم کو دی ہے اس کا جواب مانگتا ہے۔ اس حدیث کا مطلب (بقول مرزا) یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ امام مہدی کی دونشانی رمضان میں چاند سورج کو گرہن ہوگا چونکہ ۱۳۱۱ھ میں ایسا ہوا ہے لہذا میں (مرزا) امام مہدی ہوں۔

ہم نے کہا اس کا جواب اہل حدیث میں کئی دفعہ دیا گیا ہے اب بھی اس کا جواب اخبار ہی میں دیا جائے گا۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

ان لمهد ينا آ يتيں لم تكو نا منذ خلق السما وا ت و ا لار ض ينكسف القمر فی اول ليلة من ر مضا ن و تنكسف الشمس فی النصف منه ۔ (دارقطنی)۔ (ہمارے مہدی کے دونشان ہیں جب سے آسمان اور زمین بنے ہوئے ہیں وہ نشان وقوع پذیر نہیں ہوئے چاند کو رمضان کی پہلی رات میں گرہن ہوگا اور سورج کو وسط رمضان میں)۔

یہ روایت دارقطنی میں کسی محمد بن علی کا قول ہے، حضور ﷺ کا فرمان نہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی جرأت حیرت انگیز ہے باوجود کہ اس حدیث ہر جگہ دارقطنی ہی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں تاہم اتنی دلیری کہ تحریرات میں اس کو پیغمبر ﷺ کی مرفوع حدیث بتا کر مخلوق خدا کو راہ سنت سے ہٹا کر اپنی طرف لانا چاہتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

فا خبر رسول الله ﷺ خير ا لا نا م ان الشمس تنكسف عند ظهور المهدی فی النصف من هذه ا لا يا م يعنی الثا من و العشرين ۔ ترجمہ بالفاظ مرزا: پس رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ سورج گرہن مہدی کے ظہور کے وقت ایام کسوف کے نصف میں ہوگا یعنی اٹھائیویں تاریخ میں

محدثین سے سوال:

علماء محدثین سے سوال ہے کہ جو شخص کسی غیر مرفوع روایت کو اپنی غرض کے لئے دانستہ مرفوع بیان کرے وہ محدثین کے نزدیک کیسا راوی ہے؟ ثقہ یا غیر ثقہ؟

معتبر یا غیر معتبر؟
یہ ہے مرزا صاحب قادیانی کی حیرت انگیز چالا کی جوان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔
مرزا صاحب قادیانی کا کوئی راسخ الاعتقاد مرید علم کا مدعی عالم حدیث کسی صحیح سند سے یہ روایت مرفوع الفاظ میں (پیغمبر خدا کی حدیث) دکھاوے تو لدھیانوی تین سو میں سے ایک سونقد انعام لے سکتا ہے۔

اس تحقیق کے بعد اب ہم اس حدیث کی سند پر نظر ڈالتے ہیں۔ اس روایت میں ایک راوی عمرو بن شمر ہے جس کی نسبت محدثین نے لکھا ہے کہ کذاب بڑا جھوٹا غیر معتبر ہے (میزان الاعتدال)۔ دوسرا جابر جعفی ہے جس کے حق میں امام ابوحنیفہ کا قول ہے کہ اس سے بڑا جھوٹا میں نے کوئی نہیں پایا (تہذیب التہذیب)
درمیانی دوراویوں کا حال یہ ہے۔ پس اس روایت کا اندازہ کر لیجئے کہ یہ کیسی ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے بائیں ہاتھ کے کھیل سے کام لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ روایت اگر غیر معتبر ہوتی تو امام دارقطنی اس کو اپنی کتاب میں کیوں لاتے۔ (تحفہ گولڑویہ۔ص ۲۸)۔

اس کا جواب یہ ہے کہ محدثین کرام کی کتابیں دوقسم کی ہیں۔ ایک ملتزم الصحت دوم غیر ملتزم الصحت۔ ملتزم الصحت کے معنی ہیں کہ محدث اس امر کا اپنے پر ذمہ لیتا ہے کہ کوئی روایت غیر صحیح نہ لاؤنگا۔ جیسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم ملتزم الصحت ہیں۔
دارقطنی ملتزم الصحت نہیں ہے کہ اس پر یہ اعتراض ہو۔ دارقطنی مثل سنن ابن ماجہ کے ہے جس میں ہر قسم کی (صحیح ضعیف بلکہ موضوع) روایات ملتی ہیں۔

اصل بحث ابھی باقی ہے وہ یہ کہ بغرض تسہیل بحث ہم فرض کر لیتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے اور یہ بھی فرض محال کئے لیتے ہیں کہ یہ الفاظ آنحضرت ﷺ کی زبان الہام ترجمان سے نکلے ہوئے ہیں اس کے بعد ابھی یہ مرحلہ باقی ہے کہ اس روایت کے الفاظ کے مطابق واقع ہوا؟ اور جو ہوا اس واقعہ کو مرزا صاحب کی مہدویت سے کچھ تعلق ہے؟ یہ دو تنقیحات فیصلہ ہونے پر بحث کا خاتمہ ہوگا۔

امر اول۔ روایت کے الفاظ کا ترجمہ بتانے سے پہلے لفظ قمر کی تحقیق مقدم ہے۔ عربی زبان میں پہلی اور دوسری رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں تیسری رات

سے اس کا نام قمر ہوتا ہے۔قاموس وغیرہ۔

پس روایت کے معنی یہ ہوئے کہ قمر کو رمضان مین اپنی اول شب میں گرہن ہوگا اور سورج کو وسط میں ہوگا۔

یہ دونشان ایسے ہیں کہ جب سے آسمان وزمین بنے ہیں یہ دونوں نشان نہیں پائے گئے۔

آیئے اب ہم دیکھیں کہ جو کچھ رمضان ۱۳۱۱ھ میں ہوا، یہ کوئی ایسا واقعہ ہے ؟ کہ اس سے پہلے اس کا وجود نہ ملتا ہو۔

دور سے تلاش کرنے کی ہمیں حاجت نہیں، خود مرزا صاحب قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ایسے گرہن مجھ سے پہلے بھی ہوئے چنانچہ ان کے اپنے الفاظ ہیں :

> ہم نے اسبات سے کبھی انکار نہیں کیا کہ پہلے بھی رمضان میں کبھی کسوف خسوف ہوا ہو بلکہ ہم تو نظام شمسی کے قائل ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ کبھی پہلے بھی ایسا واقعہ ہوگیا ہو (الحکم قادیان ۲۴ مارچ ۱۹۰۸ء ص ۳)

یہ کلمات مرزائیہ صاف مظہر ہیں کہ مرزا صاحب رمضان ۱۳۱۱ھ والا واقعہ گرہن کو اس روایت کے مطابق نہیں جانتے تھے ورنہ یہ نہ فرماتے کہ ایسا واقعہ نظام شمسی کے ماتحت ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کیونکہ روایت میں صاف الفاظ ہیں کہ :

> جب سے آسمان وزمین بنے ہیں اس قسم کے گرہن نہیں ہوئے ہوں گے۔

جب روایت میں ایسے گرہنوں کی نظیر و مثال کی نفی ہے اور ۱۳۱۱ھ کے گرہن بے نظیر اور بے مثال نہیں تو پھر ان کو پیش کر کے اپنی مہدویت کا ثبوت دینا اپنا تحکم اور بے انصافی نہیں تو کیا ہے۔

مرزا صاحب کی چالاکی:

یہ تو ہم مانتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی، امام مہدی یا مجدد گو نہ تھے، مگر ہشیار اور چالاک ایسے تھے کہ صدیوں میں ایسے آدمی پیدا ہوئے ہیں۔غور سے سنیئے ! آپ نے مجبوراً اس بات کا اعتراف کیا کہ پہلے بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں مگر ساتھ ہی اس کے پیچ لگا دی کہ اس وقت کوئی مدعی نہ تھا۔نہ اس طرح مقررہ تاریخوں میں

ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

ہمارا دعویٰ تو صرف یہ ہے کہ جن شرائط اور لوازم کا ذکر حدیث دارقطنی میں درج ہے ایسا آج سے پہلے کبھی واقع نہیں ہوا۔ مثلاً اس حدیث میں صاف تاریخ مقرر کی گئی ہے کہ چاند گرہن اپنے گرہن کی مقررہ تاریخوں میں سے اول تاریخ میں اور سورج گرہن اپنے گرہن کی مقررہ تاریخوں میں سے ان کے نصف میں یعنی تیرھویں کو چاند اور اٹھائیسویں کو سورج گرہن ہوگا اور اس وقت پہلے سے ایک مدعی مہدویت کا دعویٰ موجود ہوگا، نہ کہ سورج گرہن اور چاند گرہن کو دیکھ کر دعویٰ کرے گا بلکہ وہ پیشتر ہی دعویٰ سے موجود ہوگا اور اس کی تائید اور نصرت کے واسطے آسمان پر اس طرح سے چاند اور سورج گرہن ہوگا اور علاوہ ازیں اور اور نشانات زمینی اور آسمانی اور دلائل اور براہین سے اپنے دعویٰ کو مبرہن کرتا ہوگا اور اس کا دعویٰ خوب اچھی طرح شہرت پا کر دور دور اطراف میں مشہور ہو گیا ہوگا۔

(اخبار الحکم قادیان ۲۴ مارچ ۱۹۰۸ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

روایت کے اصل الفاظ اوپر نقل ہو چکے ہیں ناظرین ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ جو شرطیں مرزا صاحب قادیانی نے بڑھائی ہیں وہ اس روایت میں ملتی ہیں۔ کیا اس روایت میں ہے کہ مدعی پہلے ہوگا یا پیچھے ہوگا۔ یا یہ کہ مدعی اگر کوئی نہ ہوگا تو ایسا واقعہ ہو سکے گا؟ کسی میں ہمت ہے تو ثبوت دکھاویں ورنہ خاموش کہ

ایں شور وفغاں چیزے نیست۔

مختصر یہ کہ روایت مذکورہ بحیثیت روایت غلط اور بحیثیت معنی مرزا صاحب کے مخالف اور بحیثیت اقرار مرزا، واقعہ رمضان ۱۳۱۱ھ خلاف موعود۔ للہ الحمد۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ نومبر ۱۹۲۲ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۲ ص ۱-۳)

اسمه ا حمد

(یہ مضمون میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کے جواب میں از قلم ابو حبیب اللہ امرتسری ہے۔
۲۰۔اکتوبر کے اہل حدیث میں میاں محمود کی دو دلیلوں کا جواب دیا گیا آج تیسری کا شروع ہوتا ہے میاں محمود کا دعوی ہے کہ قرآن مجید میں جو اسمه ا حمد ہے ہے اس کے مصداق مرزا قادیانی ہیں ابو حبیب اللہ اون کے دلائل کی تردید کرتے ہیں۔اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

دلیل نمبر ۳

قادیانی خلیفہ محمود احمد اپنے دعوی کی تیسری دلیل یوں بیان کرتے ہیں:
باوجود آپ کا نام احمد نہ ہونے کے آپ پر یہ پیش گوئی چسپاں ہونے کی وجہ یہ ہوسکتی تھی کہ آپ نے خود فرما دیا ہوتا کہ اس آیت میں جس احمد کا ذکر ہے وہ میں ہی ہوں لیکن احادیث سے ایسا ثابت نہیں ہوتا۔نہ سچی نہ جھوٹی نہ قوی نہ ضعیف نہ مرفوع نہ مرسل کسی حدیث مین یہ ذکر نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کو اپنے اوپر چسپاں فرمایا ہوا ہے اور اس کا مصداق اپنی ذات کو قرار دیا ہو۔(انوار خلافت۔ص۲۳)

اقول: اب میں احادیث مرفوعہ سے ثابت کرتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ نے اس بشارت کا اپنے آپ کو مصداق قرار دیا ہے۔ذرا غور سے سنو

روایت نمبر ا

مشکوۃ مترجم جلد ۴ صفحہ ۲۳۲۔۲۳۳ مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۳۶۷۔اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۹۹ مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۴۹۳۔۴۹۴ پر لکھا ہے:

روایت ہے عرباض بن ساریہ سے اس نے نقل کی نبی ﷺ کہ فرمایا تحقیق میں اللہ کے نزدیک لکھا ہوا ہوں ختم کرنے والا نبیوں کا اس حال میں کہ تحقیق آدم البتہ پڑے ہوئے تھے اپنی مٹی گوندھی ہوئی میں اور اب میں خبر دوں تم کو ساتھ امر اپنے کے کہ دعا ابراہیم کی ہے اور خوش خبری دینا عیسی کا

ہے اور خواب دیکھنا میری ماں کا کہ دیکھا انہوں نے جب جنا مجھ کو اور تحقیق ظاہر ہوا میری ماں کے لئے ایک نور روشن ہوئے انکے لئے اس نور سے محل شام سے۔ (روایت کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں)

روایت نمبر۲:

خصائص الکبری جلد اول صفحہ ۴۵۔۴۶ پر لکھا ہے:

اخرج احمد والبزاز والطبرانی والحاکم والبیہقی وابو نعیم عن العرباض بن ساریة ان رسول الله ﷺ قال انی عبد الله وخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینة وساخبرکم عن ذلك دعوة ابی ابراهیم وبشارة عیسی ورؤیا امی التی رأت وکذلك امهات النبیین یرین وان ام رسول الله ﷺ رأت حین وضعته نورا اضاءت له قصور الشام

نیز دیکھو خصائص الکبری جلد۲ صفحہ۴۔۹۔۴۶ اور تفسیر درمنثور جلد۱ صفحہ۱۳۹ وجلد؟ صفحہ۲۱۳۔۲۱۴ اور تفسیر ابن جریر جلد۱ صفحہ۴۱۴۔

روایت نمبر۳

تفسیر ابن جریر پارہ اول صفحہ۳۳۱ اور تفسیر درمنثور جلد۱ صفحہ۹۱

سأل النبی ﷺ الیهود فقال اسألکم بالکتاب الذی تقرؤنه هل تجدونه قد بشر بی عیسی ان یاتیکم رسول اسمه احمد فقالوا اللهم وجدناك فی کتابنا۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے یہودیوں سے پوچھا تم جس کتاب کو پڑھتے ہو اس میں یہ پاتے ہو کہ میری بابت حضرت عیسیٰ نے خوش خبری دی تھی کہ ایک رسول آئے گا اس کا نام احمد ہوگا۔ انہوں نے کہا ہاں ہم نے پایا

ان تینوں روایتوں سے روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خود اس آیت کو اپنے اوپر چسپاں فرمایا اور ارشاد فرمایا میں ہوں خوش خبری دینا عیسیٰ کا اور دعا ابراہیم کی۔ یہ دعائے خلیل سورہ بقرہ کے رکوع ۱۵ میں موجود ہے اور اسی طرح قرآن میں مسیح کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بشارت سوائے مندرجہ بالا بشارت کے

اور کسی جگہ نہیں ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ نومبر ۱۹۲۲ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۲ ص ۳)

ساری کبڑی ہو جائیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

پنجاب میں ایک پرانی روایت مشہور ہے کسی کبڑی عورت سے کسی نے دریافت کیا کہ تم یہ چاہتی ہو کہ تم سالم ہو جاؤ یا ساری تمہارے جیسے ہو جائیں اوس نے کہا میں چاہتی ہوں کہ یہ سب میرے جیسی کبڑی ہو جائیں تا کہ میں بھی ان پر ہنسوں جس طرح یہ مجھ پر ہنستی ہیں ۔

یہ روایت صحیح ہو یا غلط قادیانی امت پر خوب چسپاں ہے جس کی تفصیل یہ ہے آج کل اخباروں میں خبر آئی ہے کہ رفعت پاشا والی تھریس نے اپنی تقریر میں کہا کہ ترکی خلیفہ سے دنیوی حکومت الگ کر کے صرف روحانی حکومت اون کے ہاتھ رکھی جائے گی ۔ اسپر ہندوستانی مسلم پریس نے بقاعدہ شریعت مخالف آواز اٹھائی کہ یہ خلافت کیا ہوئی مسجد کی امامت ہوئی ایسا ہونا ہرگز جائز نہیں کیونکہ خلیفہ کے لئے سیاست ضروری ہے بلکہ عین سیاست ہی عین خلافت ہے قادیان کا اخبار الفضل اس خبر پر بہت خوش ہے اور معترضین پر ہنسی اڑاتا ہے کہ ترک تمہارے مشورے سے کام نہیں کریں گے بلکہ جس طرح وہ قدیم الایام سے مستقل بالذات کام کرتے رہے ہیں اسی طرح اب بھی کریں گے انہوں نے دیکھ لیا کہ خلافت کے ساتھ سیاست (حکومت) رکھنے سے نقصان ہے ۔

اللہ اللہ ! ایک زمانہ تھا کہ مرزا صاحب قادیانی خلافت کے ساتھ سیاست کا اتنا لزوم مانتے تھے کہ آیت قرآنی

هو الذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله

کو اپنے معنے میں مخصوص جانتے تھے (دیکھو براہین احمدیہ ص ۴۹۸) مگر جب آپ خلافت کے مدعی ہوئے اور سیاست کا یہ حال تھا کہ قادیان میں اپنی حفاظت کے لئے سرکار

سے ۶۔۷ سپاہی مانگتے تھے وہ بھی نہ ملے ..(تو قادیانیوں نے کہنا شروع کر دیا کہ) خلافت کے لئے سیاست (حکومت) کی ضرورت نہیں۔

آج جو ایک خبر آئی کہ ترکی خلیفہ کو سیاست سے سبک دوش کر دیا جائے، تو قادیان میں گھی کے چراغ جلے کہ ہمارے خلیفہ کی طرح سب کبڑی ہو گئیں۔ (فوٹو کاپی مسودہ درست طور سے پڑھا نہیں جا سکا اس لئے یہ مضمون نامکمل اور ناقص ہے۔ بہاء)...

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ نومبر ۱۹۲۲ء مطابق ۲۶ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۳۔ ص ۵)

مرزا قادیانی کے متعلق فیصلہ کا آسان طریق

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

جو لوگ سچے راسخ الاعتقاد ہوتے ہیں وہ اپنے نبی یا مرشد کے فیصلہ کو ناقابل اپیل (آخری فیصلہ) مانا کرتے ہیں مگر جو لوگ خود غرض ہوتے ہیں وہ نہ اپنی نبی کی سنتے ہیں نہ مرشد کی پرواہ کرتے ہیں بلکہ وہ جس بات میں فائدہ دیکھتے ہیں، اپنی ہنڈیا الگ پکانے لگ جاتے ہیں اس کی مثال میں آج ہم دکن کا ایک اشتہار پیش کرتے ہیں جو عبداللہ الہ دین سکندر آبادی کا شائع کردہ ہے۔ اس اشتہار میں چند مطالبات کئے ہیں۔

۱۔ ایک یہ کہ حضرت عیسیٰ مسیح کے نزول کے متعلق صحیح بخاری میں لفظ (من السماء) آسمان سے اترنے کا دکھاؤ تو ہزار روپیہ انعام پاؤ۔

۲۔ دوم بحکم حدیث ہر صدی میں مجدد کا ہونا روری ہے اس صدی کا مجدد کون ہے بتاؤ۔

۳۔ فیصلہ کا آسان طریق یہ ہے کہ فریقین (محمدی و احمدی) میں سے پانچ پانچ عالم دعا کریں۔ محمدی کہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے تمام دعووں میں جھوٹا تھا اگر ہم اس بیان میں جھوٹے ہیں تو خدا ہم پر لعنت کرے۔ احمدی ممبر کہیں کہ مرزا صاحب سچے تھے اگر ہم جھوٹے ہیں تو خدا ہم پر لعنت کرے۔ یہ دونوں یہ بھی کہیں کہ ایک سال تک ہم پر موت وارد ہو۔ وغیرہ۔

جواب نمبر ۱۔ صحیح بخاری میں ایک حدیث یوں آئی ہے

کیف انتم اذا نز ل فیکم ابن مر یم و اما مکم منکم

یہ الفاظ صحیح بخاری کے ہیں۔اسی حدیث کو امام بیہقی نے کتاب الاسماء و الصفات میں اپنی سند سے روایت کیا ہے جو یوں کیا ہے:

کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء و اما مکم منکم۔

یعنی جب مسیح موعود آسمان سے اتریں گے اور تمہارے امام (امیر المومنین) تم میں سے ہوں اس وقت تم کیسے ہو گے۔

اس روایت میں من السماء کا لفظ آیا ہے۔جس کسی نے روایت مذکور لکھ کر صحیح بخاری کا حوالہ دیا ہو گا اس کی مراد وہی ہو گی جو محدثین کی ہوتی ہے۔ جہاں وہ کسی روایت کو دو مختلف کتابوں سے نقل کرتے ہیں تو کہا کرتے ہیں اصله فی البخاری۔یعنی اس روایت کی اصل بخاری میں ہے۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ حرف بحرف صحیح بخاری میں ہے۔

فیصلہ آسان:

ہم اس نزاع کی صورت آسان بتاتے ہیں۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نزول مسیح کی روایت اپنی کتاب حمامة البشری میں دو جگہ لکھی ہے اور اس میں لفظ من السماء نہیں لکھا لیکن اصل روایت اصل کتاب میں دیکھیں تو مطلع صاف ہو سکتا ہے۔وہ روایت یوں ہے

قال سمعت رسول الله ﷺ یقول ینزل اخی عیسی ابن مریم علی جبل افیق .. الخ۔(ص ۸۸۔۸۹)۔

یعنی آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی حضرت عیسی پہاڑ پر اتریں گے۔

یہ روایت مختصر کنز العمال سے مرزا صاحب نے لی ہے ۔مختصر کنز العمال مسند امام احمد کے حاشیہ پر مصر میں چھپی ہے اس کی چھٹی جلد کے صفحہ ۵۶ پر یہ حدیث موجود ہے جس میں لفظ السماء موجود ہے مگر مرزا صاحب قادیانی کی دیانت اور امانت نے ان کو اجازت نہ دی کہ حدیث کے سارے الفاظ نقل کرتے ۔ یہ کون نہیں جانتا کہ کسی بات کے دریافت کرنے یا کسی عقیدہ کو دل میں جگہ دینے کیلئے صحیح بخاری کی روایت پر حصر نہیں ہوتا بلکہ جہاں کہیں سے بھی کوئی صحیح روایت ملے تو وہ روایت قابل قبول ہے۔احمدیوں کے حق میں اس روایت کی صحت اور قبولیت کا ثبوت یہی کافی ہے

کہ مرزا صاحب نے اس کو معرض استدلال میں خود لیا ہے۔بس پھر کیا ہے۔مسئلہ نزول مسیح من السماء تو صاف ہو گیا ہمارے خیال میں جس نے بخاری کا نام لکھا ہوگا وہ اسی نیت سے لکھا ہوگا جو ہم نے بیان کیا ہے۔

جواب نمبر۲

بے شک ایک غیر حدیث میں ہر صدی میں مجدد دین پیدا ہونے کا ذکر ہے۔ مگر مجدد کے معنی کیا ہیں۔ اصل سنت نبویہ کو رواج دینے والا، اور بدعات جدیدہ کا مقابلہ کرنے والا۔مجدد میں کوئی فوق العادت وصف نہیں ہوتا۔صرف اصول اسلام اور سنت نبی ﷺ کی تائید اور ترویج اس کا کام ہوتا ہے یعنی وہ خادم سنت نبویہ صحیحہ ہوتا ہے اور بس۔

ان معنی سے کیا عجب کہ صوبہ بنگال میں مولانا ابوالکلام آزاد، صوبہ بہار میں مولانا محمد علی منگیری، صوبہ متحدہ میں علماء دیوبند بھی مجدد (خادم سنت) ہوں۔

صوبہ پنجاب کا میں خاص طور پر نہ کرتا مگر آپ نے چونکہ اسی جواب پر موقوف رکھا ہے اس لئے بتانا پڑا ہے کہ بہت سے لوگ حسن ظن سے خاکسار کو خادم سنت جانتے ہیں چنانچہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی وغیرہ نے بہت دفعہ جلسوں میں اس امر کا اظہار بھی کیا ہے۔کہیے آپ کی کیا رائے ہے؟

ہاں یہ تو ہم نے مشاہیر کا ذکر کیا ہے جن کا تعلق ملک سے ہے۔ابھی وہ مجدد دین (خادمان سنت) باقی ہیں جن کا تعلق خاص خاص مقامات سے (شہر ہوں یا قصبے یا دیہات) ہے کیونکہ بعض مجدد (خادم سنت نبویہ) ایسے بھی ہوں گے جن کا اثر ایک ہی گاؤں میں ہو گا۔مجدد کے لفظ میں وحدت شخصی نہیں بلکہ وحدت نوعی ہے۔ اس میں تعدد ہوسکتا ہے غور سے پڑھو من یجدد لھا د ینھا اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ہندوستان جیسے وسیع ملک میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں مجدد اس وقت بھی ہوں گے جو اپنی اپنی قدرت خدادا کے مطابق توحید وسنت کی خدمت اور اشاعت کرتے ہوں گے (کسے باشد)

ہاں آپ کا یہ خیال ہوگا کہ ان لوگوں نے دعوی مجددیت نہیں کیا۔ یہ ایک بڑی غلطی ہے جماعت احمدیہ کی کہ وہ احادیث کے الفاظ پر نظر نہیں کرتے بلکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الفاظ کو حدیث کا جزو بنا لیتے ہیں۔

اے صاحب! حدیث شریف میں دعوی کرنے کا ذکر نہیں آیا بلکہ خدمت اسلام کرنے کا ذکر آیا ہے۔ دعوی اگر شرط ہے تو سب سے پہلے جس بزرگ کو مجدد کہا گیا یعنی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کو، ان کا دعوی دکھاؤ۔ بعد ازاں دوسری صدی میں امام شافعی کو کہا گیا ان کا دعوی سناؤ۔ اسی طرح اوروں کا دعوی دکھاؤ۔ پھر ہم سے دعوی کا سوال کرو۔ سنو! مجدد کے لئے یہ اصول ہے جو شیخ سعدی نے لکھا ہے:

ہنر بنما اگر داری نہ جوہر
گل از خار ست و براہیم از آذر

جواب نمبر۳

اے جناب غور کیجئے، ایک طرف تو فیصلہ کی صورت وہ جو احمد یہ جماعت کے سردار بلکہ نبی نے پیش کی تھی دوسری طرف وہ جو آپ جیسے غیر ذمہ دار عالم پیش کرتے ہیں آپ ہی انصاف سے کہیے کہ نبی کی صورت منظور کی جائے یا آپ کی؟ سنئے جناب! مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اشتہار مورخہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں فیصلہ کی صورت یوں لکھی تھی:

اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے!
میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھا لے۔
اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔
ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین ۔
عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء

بتائیے! یہ اس نبی کے الفاظ ہیں یا نہیں جس کے آپ پیرو ہونے پر فخر کرتے ہیں اور جس کی نبوت کے اثبات کرنے کے آپ درپے ہیں جس کی نبوت تسلیم کرنے کی لوگوں کو دعوت دیتے ہیں پھر جس بات کو وہ نبی فیصلہ قرار دے یعنی اپنے مدمقابل (خاکسار راقم آثم) سے پہلے اپنی موت کو فیصلہ الہیہ قرار دے، آپ کون کہ اس نبی کے فیصلہ کے علاوہ فیصلہ کی جدید صورت پیدا کر کے پبلک کو پہلے فیصلہ سے منحرف کریں۔

ہاں پہلا فیصلہ آپ کو معلوم نہ ہو تو سنو! مرزا صاحب نے جس کی زندگی میں اپنی موت کو صورت فیصلہ قرار دیا تھا وہی آج یہ مضمون لکھ رہا ہے اور مرزا صاحب آج ۱۴ سال ہوئے اس جہان سے اس جہان میں چل بسے:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

نوٹ نمبر ا۔ مارچ ۱۹۲۲ء کے جلسہ قادیان میں جب خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے علماء اسلام کو مباہلہ کی دعوت دی تھی تو اسی وقت جلسہ کے حاضرین میں سے ۲۲۔ اصحاب علماء اور غیر علماء نے دعوت مباہلہ قبول کر کے اعلان کیا تھا کہ ہم اس کام (مباہلہ) کے لئے تیار ہیں لیکن خلیفہ جی اور ان کے اتباع بالکل خاموش رہے۔

نوٹ نمبر ۲۔ آپ نے دس ہزاری اشتہار پہلے بھی جب دیا تھا تو اہل حدیث میں ہم نے لکھا تھا کہ رقم انعامی مہاراجہ کشن پرشاد کے پاس جمع کرا دو اور ہم سے ثبوت لو۔ مگر آپ جو اپنے نبی کی طرح کاغذی انعام ہی دیا کرتے ہیں انعامی رقم جمع کرا کر سامنے نہ آئے تھے۔ اس لئے اب پھر لکھا جاتا ہے کہ مزید تسلی چاہیں تو انعامی رقم دس ہزار کلدار مہاراجہ ممدوح کے پاس جمع کرا کے ہمیں اطلاع دیں چونکہ اتنے بڑے دعوی کا فیصلہ ایسا نہیں جو فریقین میں سے کسی کی تسلیم سے ہو سکے اس لئے اس کے فیصلہ کے لئے کسی منصف کی ضرورت ہو گی وہ بھی مقرر کریں، تو ہم آپ کو مزید ثبوت دینے کو بھی تیار ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم دسمبر ۱۹۲۲ء۔ مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ ص ۳۔۴)

قادیانی مہدی سے پہلے مہدی

جناب مولوی نور محمد میانوی جہلمی لکھتے ہیں:

ناظرین اخبار اہل حدیث امرتسر کو معلوم ہے کہ ہمارے پنجابی نبی کی امت ہمیشہ کہا کرتی ہے کہ اگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعوی میں جھوٹے تھے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو اس قدر مہلت دی گئی اور دل کھول کر اپنے مذہب کی اشاعت

کرتے رہے۔ اگر وہ اپنے دعوی میں کذاب ہوتے تو جلدی ہلاک ہو جاتے۔

سو میرے معزز دوستو! خاکسار چند سطور آج اس سوال کے متعلق پیش کرتا ہوا ان کے اس دھوکہ کا بخیہ ادھیڑتا ہے۔ امید ہے ہمارے مرزائی دوست غور سے سنیں گے اور برا نہ منائیں گے۔

۱۔ عبید اللہ مہدی افریقہ نے ۲۹۶ھ میں مہدی ہونے کا دعوی کیا اور اپنے دعوی مہدویت کا بڑے زور شور سے اعلان کیا اور لاکھوں آدمیوں نے اس کو مہدی تسلیم کیا اور ملک در ملک اس نے فتح کر کے اپنی سلطنت قائم کر لی اور اس قدر اس کی جماعت کی ترقی ہوئی جو ماہران علم سے پوشیدہ نہیں اور ۳۲۲ میں وہ اپنی موت سے مرا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالقاسم جانشین مہدی ہوا اور اپنے باپ کے مذہب کو اس قدر ترقی دی کہ دور دراز ملکوں میں اس کے مہدی ہونے کو سب نے بسر و چشم قبول کیا اور ۱۳۔ اشخاص اس کی نسل سے اس کے مذہب کی بنیاد کو قائم کرنے والے یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوئے اور ۵۶۷ھ تک اس کی اولاد میں بادشاہی رہی اور عبید اللہ مہدی ۲۴ برس ایک ماہ اور ۲۰ دن تک مہدویت کی اشاعت کرتا رہا۔ کامل ابن اثیر۔

پس مرزائی دوست خیال کریں کہ ان کے مہدی و کرشن کو عبید اللہ مہدی پر کیا فضیلت ہے؟ اور سنیئے

۲۔ محمد بن تومرت علوی سوس کا رہنے والا تھا جو بڑا فقیہہ اہل علم اور متقی تھا اس نے بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرح پہلے امر بالعروف اور نہی عن المنکر پر کار بند ہوا جب لوگوں کا اس پر کامل اعتقاد ہو گیا، تو جھٹ اس نے بھی ۵۰۵ھ میں مہدی ہونے کا دعوی کر دیا اور بعض احکام شرعیہ کو منسوخ کرنے کا اعلان کر دیا۔ جیسا مرزا صاحب قادیانی نے جہاد وغیرہ کو منسوخ کیا۔

اس کے ہاتھ پر سب سے پہلے عبد المومن نے بیعت کی اور بعد اس کے روزانہ صدہا اشخاص نے بیعت کرنا شروع کر دیا اور کئی پیش گوئیاں بھی اس نے کیں جو اس کے کہنے کے بموجب صحیح نکلیں جس وجہ سے عوام الناس پر اس کا جال خوب پھیل گیا اور اپنے مخالفین کو ہزار در ہزار کی تعداد میں قتل کر دیا۔ پھر کیا تھا، اس کی مہدویت نے اس قدر زور پکڑا کہ اس زمانہ کے بادشاہ بھی اس سے کانپتے تھے اور ۵۲۴ھ میں وہ

بیمار ہو گیا اور عبدالمومن کو اپنا جانشین کر کے مر گیا۔

عبدالمومن نے اس کے مذہب کو اس قدر پھیلایا کہ اس کے مرنے کے بعد کئی حصہ زیادہ مذہب مہدویت کو ترقی ہوئی ۔

عبدالمومن ۳۳ برس مہدی کا خلیفہ رہا اور ۵۵۸ھ میں اس نے انتقال کیا اور اپنے بیٹے محمد بن عبدالمومن کو اپنا جانشین چھوڑا جو وہ بھی دادا اور باپ کی طرح عرصہ دراز تک مذہب مہدویت کی اشاعت میں مشغول رہا۔

جائے غور ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کو تو اس ترقی ہرگز نہیں ہوئی اور نہ اس کو ملکی حکومت نصیب ہوئی ہے ۔پھر کس گھمنڈ پر مرزائی دوست کہا کرتے ہیں کہ ہمارے مہدی قادیانی کو مہلت زیادہ ملی ہے۔

ناظرین خود ہی وزن کر سکتے ہیں ۔اب دور دراز ملکوں کو چھوڑ کر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ایک پڑوسی کا ذکر کرتے ہیں جس سے کوئی مرزائی انکار نہیں کر سکتا۔

۳۔اسی ملک ہندوستان میں سید محمد جون پوری نے دعویٰ مہدویت کیا جو عرصہ دراز تک اپنے مذہب کی اشاعت کرتا رہا جسکے آج بھی ہزارہا معتقد موجود ہیں ۔صرف حیدرآباد دکن ہی میں تشریف لے جا کر ملاحظہ فرماویں کہ اس کے مریدوں کی کس قدر تعداد ہے ۔اب ذرا اس سے اوپر ایک قدم چلئے اور مہدی و کرشن کو سامنے تصور کیجئے ۔

۴۔قوم بربر کا ایک قبیلہ برغواطہ کے نام سے مشہور ہے اس میں سے یکے بعد دیگرے تین آدمیوں نے مہدویت کا نبوت کا دعویٰ کیا اور بادشاہت بھی حاصل کی اور سینکڑوں برس اس خاندان میں بادشاہت رہی اور ان کو نبی ماننے والے بکثرت موجود رہے ۔

دوسری صدی میں طریف ابوصبیح نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے مذہب جدید کو فروغ دیا اور چارصد سال تک اس کی اولاد میں بادشاہی رہی اور ساتھ ہی اس کی نبوت کے قائم موجود رہے۔

۵ ۔ بعد اس کے صالح بن طریف ۱۲۷ھ میں اپنے باپ کا ولی عہد ہوا اور اپنے باپ کے ورثہ نبوت میں سے بھی اس نے حصہ لیا،اور مہدی اکبر ہونے کا دعویٰ کیا۔اور اپنے اوپر نیا قرآن نازل ہونے کا اعلان کر دیا۔اور اپنی نمازوں میں نئے قرآن شریف کی

نازل شدہ سورتیں پڑھتے تھے۔

اور اپنی نبوت کا بڑے زور سے ثبوت دے کر مخلوقات کو اپنا قائل کیا۔ لاکھ درلاکھ اس کی نبوت کے تسلیم کرنے والے ہو گئے۔ اور ۴۷ سال تک اپنے دعوی نبوت کو قائم کر کے فوت ہوا۔ اور اپنے بیٹے الیاس کو اپنا جانشین مقرر کیا۔

اس نے ۵۰ برس حکومت کر کے اپنے آبائی مذہب کی خوب اشاعت کی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ۲۲۲ھ میں یونس جانشین ہوا۔ اس نے بھی اپنے دادا اور باپ کی طرح اپنے آبائی مذہب کی ترقی کی اور ۴۴ برس کی حکومت کے بعد مرا۔

بعد اس ابو غفر محمد صالح کا پڑوتا ۲۶۸ھ میں تخت نشین ہوا اس نے بھی ۲۹ برس سلطنت کی اور آبائی مذہب کوفروغ دیا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ ۲۹۷ھ میں جانشین ہوا اور صاحب شوکت و جلال ہوا۔ اس نے بھی اپنے باپ دادا پڑ دادا کے مذہب کی اشاعت کی۔

اور ۲۴ برس حکومت کی دوصد چودہ برس صالح کی نبوت کا زور شور رہا۔ اب اس کے ساتھ مرزا قادیانی کے زمانہ مہدویت کو ملایئے جو جمعہ جمعہ ابھی آٹھ یوم نہیں ہوئے۔ جائے تعجب ہے، قادیانی جماعت پر افسوس نہ کریں تو کیا کریں۔

۶۔ ابومنصور عیسی نے اپنے باپ ابوالانصار کے بعد تخت حکومت سنبھالی اور اس نے بھی خود نبوت کا دعوی کیا اور ۲۷ برس تک اپنے دعوی نبوت کی تبلیغ کی اور تمام مغربی قبائل کو اپنا مطیع کرلیا اور ۲۳ برس اس نے نبوت کے دعوی میں گزارے۔ ۳۶۸ھ میں فوت ہوا۔ اور پانچویں صدی کے آخر تک اس کی اولاد میں حکومت رہی۔ اور نبوت کا ذبہ کوفروغ دیتے رہے اور یہ سب اپنے اپنے وقت میں اپنے کر وفر میں مرے ہیں۔

کیا اب کوئی مرزائی دوست ان تاریخی حوالہ جات سے انکار کرسکتا ہے۔ کس منہ سے مرزائی دوست کہتے ہیں کہ ہمارے مہدی کو بڑی مہلت ملی ہے جس سے اس کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ کیا مذکورہ بالا واقعات مرزا صاحب قادیانی کے حالات سے اعلی وارفع نہیں ہیں۔ کیونکہ انہوں نے تو اپنے دعوی نبوت ومہدویت میں بادشاہت بھی کی ہے اور مرزا صاحب کو قادیان کی حکومت بھی نصیب نہیں ہوئی۔ پھر مہلت ملنے

کا اس قدر اہم سوال سمجھتے ہیں جو ہر موقع پر پیش کر دیا کرتے ہیں۔ کیا اب بھی شرم کریں یا نہ؟

مذکورہ بالا نبی کذاب مہدی کذاب کسی ایسی مہلک بیماری سے نہیں مرے جیسا قادیانی کذاب ہیضہ واسہال سے لاہور میں مرا۔ جائے عبرت ہے،

پھر لطف یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی میت سواری گاڑی میں نہ روانہ کی گئی۔ بجائے سواری گاڑی کے گدھا مال گاڑی میں میت کو لادا گیا۔

کیا یہ نبی ومہدی ہونے والی شکل تھی۔ پنجابی مثل مشہور ہے کہ

یہ منہ اور مسور کی دال۔

خداوند کریم قادیانی دجل ومذہب سے ہر ایک مومن کو بچائے۔ آمین۔

نوٹ: قادیانی دوست مہربانی کر کے اب یہ سوال مسلمانوں پر نہ کیا کریں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ دسمبر ۱۹۲۲ء مطابق ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۶ ص ۵۔۶)

اسمه احمد

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

اس سلسلہ میں اس امر پر بحث ہوتی رہی ہے کہ قرآنی لفظ اسمه احمد کس کے حق میں ہے۔ اہل اسلام اس کو آنحضرت ﷺ کے حق میں کہتے آئے ہیں۔ قادیانی امت اس کو مرزا غلام احمد کے حق میں کہتی ہے۔ اس بحث پر تین دلیلیں نقل کر کے تردید کی گئی ہے۔ آج چوتھی دلیل نقل ہے جو خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد قادیانی) نے اس بارے میں دی ہوئی ہے۔ خلیفہ قادیان کہتے ہیں:

دلیل نمبر ۴۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو احمد لکھا ہے اور لکھا ہے کہ اصل مصداق اس پیش گوئی کا میں ہی ہوں کیونکہ یہاں صرف احمد کی پیش گوئی ہے اور آنحضرت ﷺ احمد اور محمد دونوں تھے۔ (القول الفصل ص ۲۷)

اقول: اس جگہ میاں صاحب کا یہ لکھنا، اور (حضرت مسیح موعود نے) لکھا ہے کہ اصل مصداق اس پیش گوئی کا میں ہی ہوں، سراسر مغالطہ اور دھوکہ دہی ہے

کیونکہ مرزا صاحب نے یہ بشارت آنحضرتﷺ پر چسپاں کی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل تحریروں سے ثابت ہے۔

تحریر نمبر ا

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آئینہ کمالات اسلام مطبوعہ ۱۸۹۳ء مطبع ریاض ہند کے صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں:

مسیح کی گواہی قرآن کریم میں اس طرح پر لکھی ہے کہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد یعنی میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد یعنی میرے مرنے کے بعد آئے گا اور نام اس کا احمد ہوگا۔ پس اگر مسیح اب تک اس عالم جسمانی سے گذر نہیں گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبیﷺ اب تک اس عالم میں تشریف فرما نہیں ہوئے کیونکہ نص اپنے کھلے الفاظ سے بتلا رہی ہے کہ جب مسیح اس عالم جسمانی سے رخصت ہو جائے گا تب آنحضرتﷺ اس عالم جسمانی میں تشریف لائیں گے۔

تحریر نمبر ۲

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے رسالہ اربعین مطبوعہ دسمبر ۱۹۲۰ وزیر ہند پریس امرتسر نمبر ۴ کے صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں:

تم سن چکے ہو کہ ہمارے نبیﷺ کے دو نام ہیں۔ محمدﷺ اور یہ نام توریت میں لکھا گیا ہے جو ایک آتشی شریعت ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے محمد رسول الله و الذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم ذلك مثلهم فی التوراة۔

دوسرا نام احمد ہےﷺ اور یہ نام انجیل میں ہے جو ایک جمالی رنگ میں تعلیم الٰہی ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے

و مبشرابرسول یاتی من بعدی اسمه احمد

اور ہمارے نبیﷺ جلال اور جمال دونوں کے جامع تھے مکہ کی زندگی جمالی رنگ میں تھی اور مدینہ کی زندگی جلالی رنگ میں۔

نوٹ: ان ہر دو تحریروں میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اس بشارت کو آنحضرت ﷺ پر چسپاں کیا ہے۔

نتیجہ ان تمام تحریروں کا یہ نکلا کہ اس بشارت عیسوی کے مصداق آنحضرت ﷺ ہیں نہ اور کوئی اور آپ کا نام احمد تھا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ دسمبر ۱۹۲۲ء۔ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۶ ص ۶)

مرزا صاحب بحیثیت فن روائیت خائن تھے

جناب محمد شریف قریشی لکھتے ہیں:

بعض تاجروں کا معمول ہے کہ محض کھوٹی چیزیں کھری دکھا کر فروخت کی جائیں۔ جس طرح بعض سنار گر گلٹ پر چاندی کا ملمع کر کے بیچتے وقت ظاہر کرتے ہیں کہ یہ زیور کھری چاندی کا ہے تاکہ خریدار کو یقین ہو جائے سادہ لوح ان چکنی چپڑی باتوں اور حلفیہ بیان پر اعتماد کر کے ان کے دام تزویر میں پھنس جاتے ہیں۔

بارہا ایسے گندم نما جو فروشوں کی حلفوں کا امتحان لیا گیا اور بعد پڑتال وہی زیور خریداروں کے لئے باعث شدید نقصان ہوئے۔ ٹھیک اسی طرح اور یہی حال مرزا صاحب قادیانی بانی مذہب مرزائیہ کا تھا۔

بلا مبالغہ اور دعوی سے ہم یہ کہتے ہیں کہ دروغ گوئی میں آپ کو وہ کمال حاصل تھا کہ بفرض محال اگر کوئی من چلا آدمی مرزا جی کے اس فعل کو قابل رشک قرار دے کر دروغ گوئی شروع کر دے تو انشاء اللہ لگا نہ کھا سکے۔

الہامات تحقیقات اور دعاوی مرزا صاحب کی پڑتال میں جماعت مرزائیہ کے نہایت مخلص اور خیر خواہ مولانا ثناء اللہ نے مقدور بھر کوشش کی اور وقتاً فوقتاً آپ بذریعہ عام اعلان مطلع کرتے رہے کہ مرزا جی کی تحقیقات اور دعاوی پر اعتماد اور مدار نہ رکھا جائے، بلکہ خود بھی بغرض احتیاط پڑتال کر لی جایا کرے، تو خالی از فائدہ نہیں۔ کیونکہ میں از روئے تجربہ اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ مرزا صاحب قادیانی دعوی تو کچھ اور کرتے ہیں لیکن بعد تحقیق ہمیشہ بلا ثبوت دعوی ہی دعوی ہوتا ہے دگر ہیچ،

تو مولانا ممدوح نے مرزا صاحب قادیانی کا الہامی پول کھولا تو اثبات دعوی میں بحکم مشتے نمونہ از خروارے، ایک وضعی حدیث مندرجہ تحفہ گولڑویہ پیش کی اور لکھا کہ کوئی مرزائی بطریق محدثین اس حدیث کو مرزا جی کی منقولہ عبارت میں حدیث کی کسی مسند کتاب سے دکھا وے، تو لدھیانہ کا تین سو اس کی نذر ہو گا۔ بصورت خاموشی تسلیم کر لیا جائے گا کہ مرزائیہ نے اس امر میں ہم سے اتفاق کیا ہے کہ مرزا صاحب فن روایت میں ثقہ راوی نہ تھے۔ خاص مدت انتظار کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ہم آئندہ یک صد روپیہ کا انعامی مضمون لکھیں گے۔ لکھا اور ثابت کر دیا کہ مرزا صاحب فن روایت میں خائن تھے۔

مبلغ تین سو روپیہ کا انعامی اعلان دیکھ کر ایک من چلے کی رال ٹپکی۔ سمجھا کہ مفت کا تین سو ہاتھ سے جاتا ہے۔ وصول کرنے کا خیال گزرا اور لکھا کہ روپیہ جمع کرا کے رسید بھیج دیں۔ میں حدیث دکھاتا ہوں۔ لیکن افسوس وہ یہ معلوم کر کے کہ مولوی صاحب امرتسری صحیح حدیث قبول کریں گے دبک کر رہ گیا۔

ناظرین! یہ ہے امر واقعہ جس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ مرزائی خزانہ کھوٹے سکوں سے بھرا پڑا ہے۔ اور حاجت منداصحاب (مبلغین مرزائیت) کو کاروبار اشاعت میں بطور ثبوت جب وہ کھوٹے سکے مخالفین کے سامنے پیش کرتے ہیں اور وہ بغرض شناخت اصل ونقل امرت سر بھیجتے ہیں تو وہاں کھرا اور کھوٹا ہی نہیں نکھر جاتا بلکہ آئندہ ان کا رواج وچلن بھی معیوب قرار پاتا ہے۔ پھر کتنا ہی کہا جائے انعام کا لالچ دیا جائے، صداقت مرزا میں اگر انہی پر انحصار رکھ کر کہا جائے کہ اگر تم ان کا جواب دو یا ان کو صحیح ثابت کرو تو ہم مرزا جی کی صداقت کے قائل ہو جائیں گے لیکن وہ سامنے آنے کا حوصلہ نہیں کرتے۔

کون نہیں جانتا کہ قاضی اکمل نے صحیح حدیث کا مطالبہ سنتے ہی دامن چھڑایا اور اس بات کا اقرار کر لیا کہ جماعت احمدیہ کے پاس گرفت ثنائی کا جواب ہی نہیں، بلکہ ہے سچ بھی اسی طرح کہ اگر ان سے مطالبات ثنائی کا جواب بن پڑتا یا مولانا کو بہکا ہوا پاتے تو ضرور آج سینکڑوں کیا ہزاروں روپیہ صرف اڈیٹر اہل حدیث ہی سے وصول کر کے اپنی دھاک بٹھا لیتے۔ لیکن یہ کام آسان نہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ مولوی

صاحب اشدترین مخالفین سلسلہ مرزائیہ سے ہیں۔ وہ یونہی انعام نہیں رکھتے۔ دال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے، ورنہ دشمن کوزک پہنچانے میں کون کسر اٹھا رکھتا ہے۔

آہ قادیانی امت میں کوئی بھی گوش و ہوش والا موجود نہیں جو ہماری اس مخلصانہ تنبیہ سے مستفید ہوکر چونکے اوراپنے زعم غلط سے باز آ کر توبہ کرے۔

بررسولاں بلاغ شدوبس۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ دسمبر ۱۹۲۲ء مطابق ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۷ ص ۵)

قادیانی منطق کی پانچویں شکل

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

علم منطق میں استدلال کے لئے چار شکلیں مجوز ہیں۔ اہل منطق کا دعوی ہے کہ ان چار شکلوں سے باہر کوئی شکل ممکن نہیں۔ مگر قادیان میں پانچویں شکل بھی ممکن ہی نہیں بلکہ موجود ہے جس کا نتیجہ معلوم۔

دراصل یہ پانچویں شکل وہی ہے جس کو اہل منطق سفسطہ کہتے ہیں آج ہم اس اجمال کی تفصیل اس مضمون میں کریں گے انشاء اللہ۔

۶، اور ۱۳، اکتوبر ۱۹۲۲ء کے اہل حدیث میں ایک مضمون درج ہوا تھا جس کی سرخی تھی:

مرزا صاحب بحیثیت مسیح موعود

یہ مضمون دراصل جواب تھا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کا۔ مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ:

مرزا صاحب کی فضیلت میں کہا جاتا ہے کہ ان کو خدا نے عیسائی مذہب کے ابطال کے لئے وفات مسیح کا مسئلہ سمجھایا حالانکہ یہ مسئلہ سرسید احمد خان مرحوم نے ان سے بہت عرصہ پہلے شائع کر دیا تھا اور عیسائی، مرزا صاحب قادیانی کی اس اشاعت پر خوش ہیں چنانچہ اس کی تحریری شہادت بھی پیش کی تھی۔

۲۔ مرزا صاحب قادیانی بحیثیت مسیح موعود بالکل ناکام اور نامراد گئے ہیں جسکا

ثبوت ان کی تحریروں سے دیا گیا۔،

اس کے جواب میں ایک مضمون الفضل قادیان ۲۳ نومبر میں نکلا ہے جس کا آج جواب الجواب دیتے ہیں۔

مجیب نے جو کچھ ہماری ذات خاص کی نسبت بدگوئی سے کام لیا ہے، اس کا کوئی ہمارے پاس جواب نہیں اور دیں بھی کیوں جب کہ مجیب اپنے نبی کے اتباع سنت میں ہم کو برا کہے تو ہم اس کو معذور کیوں نہ سمجھیں کیونکہ ان کے نبی صاحب جب علماء سے تنگ آتے تھے تو کہہ اٹھتے تھے

او بدذات فرقہ مولویاں۔(انجام آتھم۔ص ۲۱)

اس لئے مجیب کو ہم ایک حد تک معذور جانتے ہیں اور اپنے ناظرین کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

دشنام بمذہبے کہ طاعت باشد
مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

بہرحال مجیب نے پہلے حصہ کا جواب دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے بھی بعض لوگ (زید بن عمرو وغیرہ) توحید کے قائل تھے، تو مولوی ثناء اللہ بتلائیں کہ کیا توحید کے اظہار میں معاذ اللہ زید بن عمرو اور امیہ کو رسول کریم پر فضیلت ہے؟

مطلب یہ ہے کہ جس طرح بعض لوگ آنحضرت ﷺ سے پہلے بھی توحید کے قائل تھے مگر آنحضرت ﷺ کو خدا نے توحید کی تعلیم فرما کر مامور کیا اسی طرح مرزا صاحب سے پہلے بھی لوگ وفات مسیح کے قائل تھے مگر خدا نے مرزا صاحب کو یہ مسئلہ سمجھا کر مامور کیا ہو، تو کیا اعتراض؟ حالانکہ اس تشبیہہ میں بہت فرق ہے۔ زید بن عمرو وغیرہ کو بت پرستی سے نفرت تھی، مگر وہ لوگوں میں اس کی تبلیغ نہ کرتا تھا۔ مرزا صاحب سے پہلے سرسید نے مسئلہ وفات مسیح قرآن مجید سے سمجھا تھا اور بذریعہ تفسیر القرآن اس کی تشہیر بھی کی تھی چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے سرسید احمد خان کی تفسیر کئی، دفعہ، دیکھی اور پڑھی، اور اس سے فائدہ بھی اٹھایا ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کے حق میں تو صاف ارشاد ہے

ما کنت تدری ما الکتاب و لا الایمان

(ترجمہ: اے نبی تو نہ کتاب جانتا تھا نہ ایمان لیکن ہم نے اس کو تیرے دل میں نور پیدا کیا)۔

یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ زید بن عمرو وغیرہ سے مستفیض نہیں تھے بلکہ بالقاء الٰہی تھے، اور مرزا صاحب سے پہلے سرسید احمد اپنی تصنیفات کو شائع کر چکے تھے اور مرزا صاحب ان سے مستفیض ہو چکے تھے فانی ھذا من ذالك

ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ اصول کا مسئلہ ہے کہ جب حقیقت ممکن ہو تو مجاز مراد لینا جائز نہیں مسیح موعود کی آمد جس شان وشوکت سے حدیثوں میں آئی ہے اس کی بابت مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں کہ :

ایسی شان حکومت والا مسیح بھی ممکن ہے کبھی آئندہ آ جائے ۔(ازالہ اوہام)

اس اعتراف سے ہم نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ مرزا صاحب کی مسیحیت کا ماننا ہم پر ضروری نہیں بلکہ وہ خدا رسول کی مراد بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ مجاز ہے حقیقت نہیں ۔ اس علمی اصول کی تردید فاضل مجیب ایسی طرح کرتا ہے کہ ناظرین کو ہمارا دعوی تسلیم کرنے میں کوئی تامل نہ ہوگا کہ ،قادیان میں پانچویں شکل استعمال کی جاتی ہے، آپ لکھتے ہیں:

حضرت مرزا صاحب کی اس عبارت کے نقل کرنے میں مولوی (ثناءاللہ) صاحب نے نہایت ہی بددیانتی سے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے ۔عبارت مذکورہ کے سیاق وسباق کو جو ان کے اخذ کردہ نتیجہ کو صاف طور پر رد کرتا تھا بالکل چھوڑ دیا یہی حوالہ جس کو پیش کر کے مولوی صاحب نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت مرزا صاحب حضرت عیسی کے آنے کا اعتراف کرتے ہیں ، اسی کے آگے حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ جس مسیح کے تم منتظر ہو یاد رکھو وہ ہرگز نہیں آئے گا۔

(الفضل قادیان ۲۳۔۲۷ نومبر ۱۹۲۲ء ص ۱۱۔۱۲)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کیا مقام حیرت نہیں کہ مرزا صاحب ایک علمی اصول کی بابت اعتراف کرتے ہیں اور ان کے امتی اس کی تصدیق کرتے ہیں ۔ پھر ہم حقیقت کے امکان کی صورت میں مجاز کیوں کر مان سکتے ہیں ۔مرزا صاحب اپنی نسبت مسیحیت کا دعوی کرتے

ہیں تو کرتے رہیں اصول حقیقت کے ماتحت کون دانا ان کی سن سکتا ہے۔

فاضل مجیب ہم سے ایک بڑا لاینحل سوال کرتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و اما مکم منکم۔تم کیسے ہوگے جب تم لوگوں میں ابن مریم اتریں گے اس حال میں کہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

حدیث موصوف کی اس ترکیب پر سوال کرتا ہے کہ تم نے جو واؤ حال کے لئے بتایا ہے تو بتاؤ اس کا ذوالحال کون ہے؟ حال تو فاعل یا مفعول بہ کا ہوتا ہے

واقعی بڑا سخت سوال ہے جو لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے بغیر شائد حل نہ ہوسکے۔ اب چونکہ ہم نے پڑھ لیا ہے اس لئے ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ جناب اس کا ذوالحال فیکم کی ضمیر مجرور ہے۔ دلیل پوچھیں تو کافیہ کی بحث حال میں یہ مثال پڑھ لیں مررت بہ وحدہ اور بتاویں کہ وحدہ کس سے حال ہے

لطیفہ: قادیان کے دوسرے جلسہ میں، میں نے خلیفہ قادیان کو اطلاع دی تھی کہ ہم آپ کی جماعت کے علماء کو ایک جا ملنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے سب کو حکم دیا کہ ملیں۔ عند الملاقات ہمارے سہ صدی دوست منشی قاسم علی اڈیٹر فاروق تعارف کراتے تھے اور کہتے تھے کہ مولوی فاضل ان کے سامنے بیٹھیں۔ جب سامنے بیٹھ گئے تو مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ جناب آپ کی طرح یہ بھی سب مولوی فاضل ہیں۔ میں نے مسکرا کر کہا: شیر قالین دیگرست شیر نیستان دیگرست

اسی طرح ان مجیب صاحب نے بھی اپنے نام کے ساتھ خیریت سے مولوی فاضل لکھا ہے اس پر مجھے ہنسی آتی ہے اور دل میں گذرتا اور قلم سے نکلتا ہے کہ :

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ دسمبر ۱۹۲۲ء مطابق ۲ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۸ ص ۱۔۲)

شق القمر معجزہ حضرت سید البشر

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی خاتم النبیین

و علی آله و اصحابه اجمعین
عقیدہ خلیفہ قادیان ۔ احمدیہ اخبار الفضل کی جلد۱۰ نمبر ۱۱ میں لکھا ہے
سوال: کیا شق القمر کا معجزہ کفار کی خواہش پر دکھایا گیا؟

خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے فرمایا:

اس میں ایک پیش گوئی تھی کہ عرب کی حکومت مٹا دی جائے گی چاند فی الواقع دو ٹکڑے نہیں ہوا تھا بلکہ کشف میں ایسی دکھایا گیا تھا اور کشف ایسے ہو سکتے ہیں کہ دوسرے بھی ان میں شامل ہوں چنانچہ اس مجلس والوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا اور ہندوستان کے ایک راجہ نے بھی اس کو دیکھا تھا تاکہ آئندہ کے لئے گواہی ہو۔ یہ خیال کہ فی الواقع چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا صحیح نہیں اگر ایسا ہوتا تو علم نجوم والے جو رصد گاہوں میں بیٹھے تھے وہ ضرور دیکھتے لیکن انہوں نے اس کو ریکارڈ نہیں کیا۔ (الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

اقول: میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب قادیانی کا یہ فرمانا کہ، چاند فی الواقع دو ٹکڑے نہیں ہوا تھا بلکہ کشف میں ایسا دکھایا گیا تھا، اور یہ کہ، یہ خیال کہ فی الواقع چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا صحیح نہیں، سراسر غلط ہے اور قرآن مجید احادیث صحیحہ عقیدہ اہل سنت و جماعت اور خود مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب کے خلاف ہے جیسا کہ ذیل میں ثابت کیا جاتا ہے۔ سورہ قمر میں ہے

اقتربت السّاعة و انشقّ القمر و ان یروا آیة یّعرضوا و یقولوا سحر مستمر۔ (ترجمہ: نزدیک آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی منہ پھیر لیویں اور کہتے ہیں جادو ہے ہمیشہ کا قوی)۔

نوٹ: اس جگہ و انشق القمر (اور پھٹ گیا چاند) روز روشن کی طرح ثابت کرتے ہیں کہ چاند واقع میں پھٹ گیا تھا میں دعوی سے کہتا ہوں کہ قرآن شریف میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ کشف میں ایسا دکھایا گیا تھا

احادیث صحیحہ:

بخاری جلد۲ صفحہ ۷۲۱۔۷۲۲ فتح الباری جلد۲ صفحہ ۵۲۔۳۵۱ ارشاد الساری جلد ۷ صفحہ

۳۶۴۔۳۶۵ عمدۃ القاری جلد ۹ صفحہ ۱۸۴ اور فیض الباری پارہ ۲۰ صفحہ ۶۷ پر لکھا ہے

ا : حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانہ میں چاند پھٹ کے دوٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور ایک ٹکڑا نیچے۔ پس رسول خدا ﷺ نے فرمایا گواہی دو

۲۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ پھٹ گیا چاند اور ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے پس ہو گیا چاند دوٹکڑے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گواہی دو

۳۔ عبداللہ بن عباس سے روایت کہ پھٹ گیا چاند حضرت ﷺ کے زمانہ میں

۴۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ مکے والوں نے سوال کیا کہ ان کو کوئی نشان دکھلائیں سو حضرت ﷺ نے ان کو چاند کا پھٹنا دکھلایا

۵۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ چاند پھٹ کر دوٹکڑے ہو گیا

نوٹ : بخاری شریف کی ان مندرجہ بالا پانچ روایات صحیحہ سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانہ میں چاند پھٹ کر دوٹکڑے ہو گیا میں دعوی سے کہتا ہوں کہ کسی صحیح روایت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ کشف میں ایسا دکھایا گیا تھا۔

مرزا صاحب قادیانی اپنی کتاب سرمہ چشم آریہ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور کے صفحہ ۴۸۔۴۹ پر لکھتے ہیں :

اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ مسئلہ شق القمر ایک تاریخی واقعہ ہے جو قرآن شریف میں درج ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جو آیت آیت اسکی بر وقت نزول ہزاروں مسلمانوں اور منکروں کو سنائی جاتی تھی اور اسی طرح تبلیغ ہوتی تھی اور صدہا اس کے حافظ تھے مسلمان لوگ نماز اور خارج نماز میں اس کو پڑھتے تھے۔ پس جس حالت میں صریح قرآن شریف میں وارد ہوا کہ چاند دوٹکڑے ہو گیا اور جب کافروں نے یہ نشان دیکھا تو کہا کہ جادو ہے جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے

اقتربت السا عة و انشق القمر و ان یروا آ یة یعرضوا و یقولوا سحر مستمر

تو اس صورت میں اس وقت کے منکرین پر لازم تھا کہ آنحضرت ﷺ کے

مکان پر جاتے اور کہتے کہ آپ نے کب اور کس وقت چاند کو دوٹکڑے کیا اور کب اس کو ہم نے دیکھا۔ لیکن جس حالت میں بعد مشہور اور شائع ہونے اس آیت کے سب مخالفین چپ رہے اور کسی نے بھی دم نہ مارا، تو صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے چاند کو دوٹکڑے ہوتے ضرور دیکھا۔ (سرمہ چشم آریہ ص۶۲ روحانی خزائن جلد۲ ص ۱۱۱)

۲۔ سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۶۱ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی شہرت ہندوؤں میں مولف تاریخ فرشتہ کے وقت میں بھی بہت کچھ پھیلی ہوئی تھی کیونکہ اس نے اپنی کتاب کے مقالہ یازدہم میں ہندوؤں سے یہ شہرت یافتہ نقل لیکر بیان کی ہے کہ شہر دہار کہ جو کہ متصل دریائے پھنبل صوبہ مالوہ میں واقعہ ہے اب اس کو شائند دہارا نگری کہتے ہیں وہاں کا راجہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا۔ ایک بارگی اس نے دیکھا کہ چاند دوٹکڑے ہوگیا اور پھر ملگیا۔ بعد تفتش اس راجہ پر کھل گیا کہ یہ نبی عربی ﷺ کا معجزہ ہے۔ تب وہ مسلمان ہوگیا۔ اس ملک کے لوگ اس کے اسلام کی یہی وجہ بیان کرتے تھے اور اس کے گردنواح کے ہندوؤں میں یہ ایک واقعہ مشہور تھا جس کی بنا پر ایک محقق مولف نے اپنی کتاب میں لکھا۔ (سرمہ چشم آریہ ص ۹۷۔ روحانی خزائن جلد۲ ص ۱۲۷)

۳۔ کتاب چشمہ معرفت طبع ۱۹۰۸ء مطبع انوار احمد یہ قادیان، کے ضمیمہ کے صفحہ ۴۱۔۴۲ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

قرآن شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہوگیا اور کفار نے اس معجزہ کو دیکھا اس کے جواب میں یہ کہنا کہ ایسا وقوع میں آنا خلاف علم ہیئت ہے یہ سراسر فضول باتیں ہیں کیونکہ قرآن شریف تو فرماتا ہے اقترب الساعة و انشق القمر و ان یروا آیة یعرضوا و یقولوا سحر مستمر یعنی قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا اور کافروں نے یہ معجزہ دیکھا تو کہا کہ جادو جسکا اثر آسمان تک چلا گیا۔

اب ظاہر ہے کہ یہ نرا دعوی نہیں بلکہ قرآن شریف تو مسلمانوں کے ساتھ

کافروں کو گواہ قرار دیتا ہے جو سخت دشمن تھے اور کفر پر ہی مرے اب ظاہر ہے کہ اگر شق القمر وقوع میں نہ آیا ہوتا تو مکہ کے مخالف لوگ اور جانی دشمن کیونکر خاموش بیٹھ سکتے تھے وہ بلا شبہ شور مچاتے کہ ہم پر یہ تہمت لگائی ہے ہم نے تو چاند کو دوٹکڑے ہوتا نہیں دیکھا اور عقل تجویز نہیں کرسکتی کہ وہ لوگ اس معجزہ کو سراسر جھوٹ اور افتراء خیال کر کے پھر بھی چپ رہتے بالخصوص جب کہ ان کو آنحضرتﷺ نے اس واقعہ کا گواہ قرار دیا تھا تو اس حالت میں ان کا فرض تھا کہ اگر یہ واقعہ صحیح نہیں تھا تو اسکا رد کرتے نہ یہ کہ خاموش رہ کر اس واقعہ کی صحت پر مہر لگا دیتے ۔ پس یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ضرور ظہور میں آیا تھا اور اس کے مقابل پر یہ کہنا کہ یہ قواعد ہیئت کے مطابق نہیں یہ عذرات بالکل فضول ہیں معجزات ہمیشہ خارق عادت ہی ہوا کرتے ہیں ورنہ وہ معجزے کیوں کہلائیں اگر وہ صرف ایک معمولی بات ہو۔

نتیجہ ان تمام تحریروں کا یہ نکل کہ میاں محمود احمد خلیفہ جی کا یہ خیال کہ چاند فی الواقع دوٹکڑے نہیں ہوا تھا بلکہ کشف میں ایسا دکھایا گیا تھا، سراسر غلط ہے قرآن مجید احادیث صحیحہ اور خود مرزا صاحب کے اقوال کے خلاف ہے ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ دسمبر ۱۹۲۲ء مطابق ۲ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۸ ص ۱۔۲)

قادیان میں قبر پرستی

یوں تو کون کام ہے جو اسلامی تعلیم میں ناجائز ہو اور قادیان میں جائز نہ ہو مگر آج جس امر کا ہم ذکر کرنے کو ہیں یہ ذرہ مستبعد تھا، مگر یہ بھی واقع ہونے کو ہے ۔ قادیان کے اخبار الفضل ۱۸ دسمبر میں ایک صاحب فنا فی المرزا (قاضی اکمل) کا مضمون نکلا ہے جو حرف بحرف پڑھنے کے قابل ہے اکمل صاحب لکھتے ہیں :

مزار پر انوار حضرت احمد مختار

جلسہ پر آنے والے بعض دوست یکوں کے اڈے ہی سے باہر دار العلوم میں چلے جاتے ہیں جہاں ان کے قیام کا انتظام ہوتا ہے بے شک ایسا ہی ہونا چاہیے لیکن ایام جلسہ میں یا اس کے بعد وطن واپس جانے سے پیشتر کچھ

نہ کچھ وقت مقبرہ بہشتی میں حضرت مسیح موعود کے مزار پر انوار پر حاضر ہونے کا ضرور نکالنا چاہیے ۔ کیا میرے احباب کو یہ معلوم نہیں کہ لوگ مکہ معظّمہ جاتے ہیں تو روضہ رسول پر حاضر ہونے کے لئے کئی منزلوں کے سفر کی صعوبت بہ طیب خاطر اٹھاتے ہیں بلکہ اگر بغور دیکھا جاے تو اصلی صعوبت سفر ہی ہے مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ کے درمیان ۔ یہ سب کیوں ؟ محض اس لئے کہ اپنے ہادی و رہنما کے مرقد مطہر کی برکات سے بہرہ اندوز ہوں اور گنبد خضری میں سونے والے کو اپنی زبان سے سلام پہونچائیں ، تو پھر کیا حال ہے اس شخص کا جو قادیان دارالامان میں آئے اور دو قدم چل کر مقبرہ بہشتی میں حاضر نہ ہو جس کے لئے الوصیت میں مرقوم ہے کہ یہ ان لوگوں کی آرام گاہ ہے جو اپنے کارناموں کی وجہ سے ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہیں پھر اس میں وہ روضہ مطہرہ ہے جس میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مبارک مدفون ہے جسے افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا اور جس کی نسبت حضرت خاتم النبیین نے فرمایا یدفن معی فی قبری ۔ اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبد خضری کے انوار کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضا پر پڑ رہا ہے اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں جو رسول کریم ﷺ کے مرقد منور سے مخصوص ہیں ۔ کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم رہے چونکہ مجھے ذاتی طور سے معلوم ہے کہ بعض دوست اس کا خیال نہیں کرتے اسلئے میں نے لکھ دیا ۔ الملکل ۔ خادم صیغہ تربیت قادیان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

اس سارے مضمون میں جو کچھ کہا گیا ہے ظاہر ہے کہ کسی مزید تشریح کی حاجت نہیں مطلب صرف یہ ہے کہ مزار مرزا کی زیارت کرنی ضروری ہے ۔ چند ایام ہوئے اخبار الفضل میں ایک غزل چھپی تھی جس میں ایک شعر یوں تھا

مظہر حق دیدہ ام گویا فرود آمد خدا
در شمار مکہ چوں نآ ید شمارِ قادیان

یعنی شاعر کہتا ہے میں نے قادیان میں دیکھا ، گویا خدا اتر آیا ہے ۔ اب

قادیان مکہ معظّمہ کے شمار میں کیوں نہ ہو۔

اس منقولہ مضمون میں قادیان کو مدینہ منورہ کے برابر کہا ہے تو قصبہ قادیان گویا مجمع البحرین ہوا جیسے مرزا صاحب خود بھی مجمع انبیاء تھے چنانچہ ان کا شعر ہے

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

حیرانی ہے کہ زیارت مرزا مرزا پر دلیل لائے ہیں زیارت روضہ انور حالانکہ حدیث شریف میں صاف حکم ہے کہ مسجد نبوی کی نیت سے مدینہ شریف آؤ چنانچہ صاف ارشاد ہے :لا تشدوا الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد۔ مکان کی عظمت سے سوائے تین مسجدوں کے کہیں سفر کر کے نہ جاؤ۔

روضہ نبوی کی نیت سے جانا ثابت نہیں ۔نہیں معلوم یہ فقرہ کس طرح ایک اہل علم کے قلم سے نکل سکتا ہے :

لوگ مکہ معظّمہ جاتے ہیں تو روضہ رسول پر حاضر ہونے کے لئے کئی منزلوں کے سفر کی صعوبت اٹھاتے ہیں۔

ہمارے خیال میں یہ تمہید آئندہ کو قبر پرستی کرانے کی ہے جیسی اور پیروں کے مزار پر ہو رہی ہے۔ واقعی بات یہ ہے کہ آمدنی کا ذریعہ خاصہ ہے اگر یہ مقصد نہ ہوتا تو قبر مرزا پر گنبد کی شکل کا سر پوش کیوں بنایا جاتا۔ مقابلۃً امرتسر میں حضرت عبداللہ صاحب غزنوی اور مولوی غلام العلی صاحب نور اللہ مرقدھما کی قبریں ایسی غیر امتیازی صورت میں ہیں کہ کوئی آدمی پہچان نہیں سکتا۔ برخلاف اس کے مرزا صاحب کی قبر ایسی امتیازی صورت میں ہے کہ ہر کوئی دیکھ کر کہہ سکتا ہے : خوابش بردہ بہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ دسمبر ۱۹۲۲ء مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۹ ص ۳)

قادیانی مشاعرہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان میں جو کام ہو اس میں کسی نہ کسی طرح ہماری شرکت ضروری ہے

قادیان میں مشاعرہ ہو اور اس میں ہم شریک نہ ہوں تو کسی طرح موزوں نہیں۔ گذشتہ سالوں میں بھی ایک دفعہ مشاعرہ ہوا تھا جس میں ہمنے امرتسر ہی سے شرکت کی تھی اس دفعہ بھی کرتے ہیں۔

۱۶۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء کے الفضل میں مرزا غلام احمد صاحب کو بجائے رسول قادیانی کے رسول مدنی کے وزن پر رسول قدنی کے لفظ سے مخاطب کر کے ایک نظم لکھی ہے جس کے دو بیت بطور نمونہ یہ ہیں:

دستخط قادر مطلق تیری مسلوں پر کرے
اللہ اللہ یہ تری شان رسول قدنی
سرمہ چشم تری خاک قدم بنوا تے
غوث اعظم شہ جیلان رسول قدنی

۱۳ نومبر کے الفضل قادیان میں اسی وزن پر ایک اور غزل چھپی ہے جس کا نمونہ دو بیت یہ ہیں:

سارے نبیوں کا ہے سرتاج محمد عربی
اولیاؤں کا ہے سردار مسیح قدنی
سارے نبیوں کا ہے منکر وہ خدا کا منکر
تیرا جس نے کیا انکار مسیح قدنی

ہماری شرکت بطور نمونہ دو شعر یہ ہیں:

کوئی بھی بات مسیحا! تیری پوری نہ ہوئی
یہی کامل ہے تری شان رسول قدنی
تو وہ ہے جس کی ہے کی شمس و قمر نے تکذیب
یہی بس ہے تیری پہچان رسول قدنی

قادیانی شاعروں کو چاہیے مشاعرہ کی طرح چند روز پہلے شائع کر دیا کریں تاکہ ہم بھی بروقت کچھ لکھ سکیں۔ قادیانی محفل میں لیٹ ہو کر پہنچنا ہم کو ناگوار ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ دسمبر ۱۹۲۲ء مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۹ ص ۳۔۴)

حدیث پر قادیانی حملہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خدا کی شان ہے کہ منکرین حدیث کی طرف سے تو حدیث پر حملے ہوتے ہی تھے قائلین سے بھی ہونے لگے قادیانی امت اگرچہ مطلب کے لئے نہ تو قرآن کی سنت نہ حدیث کی بلکہ نہ مرزا صاحب کی (مرزا صاحب کی سنتے تو اون کے انتقال کے بعد میرے ہاتھ پر بیعت کرتے کیونکہ مرزا صاحب کی ہدایت تھی کہ اون کے بعد سچائی پر میں ہونگا۔ اڈیٹر اہل حدیث) نہ خلیفہ صاحب کی، مگر کہنے کو تو حدیث کی قائل ہے لیکن جونہی اہل حدیث کے کسی بیان متعلقہ حدیث پر ان کو اپنے خیال میں گنجائش ملتی ہے اہل حدیث کو نہیں بلکہ حدیث پر معترض ہونے کو تیار ہو جاتے ہیں اور فوراً سر اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے سہ صدی دوست منشی قاسم علی صاحب نے ایک سلسلہ اعتراضات شروع کر دیا ہے جس میں حدیثوں میں تعارض ثابت کر کے اہل حدیث سے جواب مانگا ہے اہل حدیث سے مخصوص کیوں؟ اس لئے کہ اہل حدیث مورخہ یکم ستمبر ۱۹۲۲ء میں یہ لکھا گیا تھا کہ:

> کوئی ہے؟ جو ایسی دو صحیح اور محکم حدیثیں پیش کرے جن میں تعارض حقیقی ہو اور جمع ناممکن ہو۔

اس دعوی کے ابطال کے لئے اڈیٹر فارق نے اپنا جوہر علمی دکھایا ہے کہ کئی ایک حدیثیں متعارض ار متضاد پیش کر کے ہم سے سوال کیا ہے کہ ان میں تطبیق دیجئے۔ لیجئے جناب ہم حاضر ہیں

بلائیں زلف جاناں کی اگر لیں گے تو ہم لیں گے

نمبر اول میں دو حدیثیں پیش کی ہیں جو دونوں بخاری کی روایت سے ہیں جن میں مذکور ہے کہ بعض ازواج مطہرات کے کہنے سے آنحضرت ﷺ نے شہد پینا چھوڑ دیا تھا اون میں سے ایک میں ذکر ہے کہ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ زینب کے گھر میں شہد پیا کرتے تھے میں نے اور حفصہ نے مشورہ کیا۔ دوسری میں مذکور ہے کہ حضرت حفصہ کے گھر میں پیتے تھے تو میں نے اور حضرت سودہ نے مشورہ کیا۔

اس اختلاف کا جواب احمدی معترض چاہتا ہے اور کس شان منکرانہ سے متکبرانہ وضع سے بانکی چال چلتا ہوا کہتا ہے کہ

بخاری کی احادیث تو آپ کے گروہ کے خیال میں ایسی صحیح نہیں کہ جن کے خلاف زبان کھولنا گویا ارتداد کے قائم مقام ہے۔ فاروق ۱۷ نومبر ۱۹۲۲ء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ اوس شخص کا قول ہے جس کا نبی کہا کرتا تھا کہ، فلاں حدیث چونکہ صحیح بخاری میں نہیں ہے اس لئے وہ صحیح نہیں

بتاؤ! یہ اصول اہل حدیث کے اعتقاد سے بھی بڑھا ہوا ہے یا نہیں۔

ہاں صاحب! سنئے ان حدیثوں میں تعارض نہیں ہے بلکہ یہ دو واقعہ الگ الگ ہیں بلکہ میں آپ کو بتاؤں ابن عساکر کی ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ بیوی سودہ کے گھر میں آنحضرت ﷺ شہد پیتے تھے بلکہ ایک روایت میں لونڈی کو حرام کرنے پر اوس آیت کا نزول آیا ہے جو شہد کی حرمت پر نازل ہوئی ان روایات کو جمع کرنا مشکل یا محال نہیں بلکہ بات اصل یہ ہے کہ تینوں چاروں واقعات بجائے خود صحیح ہیں ہر واقعہ اپنے اپنے وقت میں ہوا ہوا ہے اور آیت کا نزول ان سب کے اخیر میں ہوا۔ اس سے بعد اس قسم کے واقعات ختم ہو گئے۔ ہاں اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زینب کے گھر کا واقعہ آخری ہے کیونکہ آیت نازلہ میں تتو با مونث کا صیغہ آیا ہے اس کی بابت حضرت عمر سے سوال ہوا تو آپ نے فرمایا تھا کہ یہ دونوں بیویاں عائشہ اور حفصہ ہیں اس سے ثابت ہوا کہ جس واقعہ میں بیوی حفصہ حضرت عائشہ کے ساتھ شریک تھیں یعنی جس میں زینب کے گھر میں شہد پینے کا ذکر ہے وہ آخری واقعہ ہے کذافی الفتح باقی

نصیحت بزرگانہ: میں معترض کو اس کے ایک مسلمہ بزرگ کی نصیحت سناتا ہوں۔ اگر وہ سنے گا تو سعادت پائے گا ورنہ اس کی مرضی۔، خلیفہ اول مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیروی لکھتے ہیں:

عزیز من انصاف اور انصاف کا مقتضی ہے کہ اگر ہم دو احکام شرعی کو متعارض دیکھیں تو یقین کریں کہ یہ تعارض ہمارے فہم کی غلطی ہے اگر تطبیق دو آیتوں یا حدیثوں میں ہمیں نہیں آتی تو اللہ کے ہزاروں ایسے بندے ہوں گے

جوتطبیق دے سکتے ہوں گے ہم بڑے نادان ہیں اگر اپنے عجز کو نہیں سمجھتے
(فصل الخطاب فی فاتحۃ الکتاب)..

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دا شت تر دا رند
جواناناں سعادت مند پیر دانا را

اطلاع: ہمارے اصل مخاطب اصل منکر حدیث مولوی حشمت العلی اہل قرآن عرصہ سے متروک الذکر ہو رہے ہیں۔فرصت پاتے ہی اون کی خدمت کو بھی ہم حاضر ہیں۔
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جنوری ۱۹۲۳ء۔ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ۔جلد ۲۰ نمبر ۱۰ ص ۳)

پیغام لاہور کا غلط پیغام

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

لاہوری پارٹی کا پیغام آجکل کسی ایسے ذی علم قابل اڈیٹر کے ہاتھ میں ہے جس کی عبارتیں باوجود طوالت کے شرمندہ معنی نہیں ہوتیں۔ایک بات کے جواب میں کئی باتیں کرتا ہے مگر مطلب کی ایک بھی نہیں۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ پیغام کے امیر مولوی محمد علی صاحب کے جواب میں لکھا گیا تھا کہ مسئلہ وفات مسیح کی اشاعت کرنا مرزا صاحب کی مسیحیت کا اصل مقصد تھا تو چاہیے تھا کہ سرسید احمد صاحب مرحوم مسیح موعود ہوتے جنہوں نے اس ،مسئلہ کو مرزا صاحب سے پہلے لکھا اور شائع کیا۔ بلکہ مرزا صاحب نے انہی سے لیا اس کے جواب میں اڈیٹر پیغام صلح لاہور لکھتا ہے:

سرسید بے شک وفات مسیح کے قائل تھے لیکن حضرت (مرزا) صاحب تو اس مسئلہ کیلئے خصوصیت سے مبعوث ہوئے پھر مولوی ثناءاللہ ایسے علماء نے اسی مسئلہ کی بنا پر جو سلوک حضرت ممدوح سے کیا جو کانٹے ان کی راہ میں بچھائے جو تکالیف دیں وہ بھی دنیا جانتی ہے (پیغام صلح ۲۴ دسمبر ۱۹۲۲ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم اس بیان کو غلط کہیں یا کھوٹ کہیں ،یا دھوکہ اور فریب نام رکھیں یہ ایسا بے

بنیاد بیان ہے کہ جو کچھ بھی اس کی نسبت کہیں بجا ہے۔ چونکہ ہمارا نام لیکر کہا گیا ہے اس لئے ہمارا حق ہے کہ ہم اس بیان کو محض افتراء اور بہتان بھی کہیں ہم تو ہمیشہ ڈنکے کی چوٹ سے کہتے رہے ہمارا دندان شکن مقبول رسالہ الہامات مرزا ثبوت کے لئے کافی ہے کہ ہم اپنے ناظرین کو ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ مرزا صاحب اور اون کے اتباع سے مرزا صاحب کے الہامات پر بحث کیا کرو وفات مسیح کا مسئلہ فیصلہ کن نہیں گو ہم نے اس مسئلہ میں بھی اتباع مرزا کو بارہا شکست ہائے فاش دی ہیں (مباحثہ رام پور وغیرہ یاد کرو) تاہم ہم نے اس مسئلہ کو نہ کبھی مدار کار بنایا ہے نہ کبھی اس کی وجہ سے لوگوں کو بھڑکایا ہم تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اس لئے مخالف ہیں کہ وہ اور ان کی زبان اور قلم صدق سے آشنا نہ تھے بلکہ: ما موا عید ھا ا لا الا با طیل

قابل اڈیٹر پیغام اپنے دعوی میں سچے ہیں تو ثبوت پیش کریں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جنوری ۱۹۲۳ء ۔ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ ۔ جلد ۲۰ نمبر ۱۰ ص ۳)

مرزا صاحب قبر مسیح میں

جناب نجیب اللہ صاحب دولت پوری قصبہ جز ضلع پونہ سے لکھتے ہیں

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو حضرت عیسی کے (جن کی حدیث میں نزول کی خبر ہے) مصداق ٹھہرانا قابل تسلیم نہیں ہے کیونکہ جس مسیح کے آنے کا وعدہ ہے وہ مسیح ابن مریم ہیں جو مدفون ہوں گے مقبرہ میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے ۔ نہ کہ وہ فرضی مسیح موعود جو غلام احمد ابن غلام مرتضی قادیان میں مدفون ہوں گے جیسا کہ باب نزول عیسی میں ہے

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسی ابن مریم الی الارض یتزوج و یولدلہ و یمکث خمس و اربعین سنۃ ثم یموت فید فن معی فی قبری فاقوم انا و عیسی بن مریم بین ابی بکر و عمر۔

جناب مرزا صاحب قادیانی کسی خاص قوم کے کیلئے مبعوث ہوئے تھے مثل

انبیاء سابقین کے، یا تمام دنیا (عالم) کے مثل رسول مقبول ﷺ۔
اگر خاص قوم کے لئے مبعوث ہوئے تھے تو یہ مصداق آیت کریمہ

و ما ار سلنا من رسو ل الا بلسا ن قو مه

نزول احکامات والہامات اسی قوم کی لسان (زبان) میں ہونا چاہیے۔ حالانکہ مرزا غلام احمد صاحب کے الہامات مختلف زبانوں میں (خلاف اصول قرآنی) موجود ہیں پھر بھی وہ تخیلات الہام تصور کئے جاویں تعجب ہے۔

اگر مرزا صاحب تمام عالم کی اصلاح کے لئے مثل رسول مقبول خاتم نبوت ﷺ مبعوث ہوئے تھے تو الہامات بھی مثل آنحضرت ﷺ ایک زبان میں ہونا چاہیے اور دیگر اہل زبان اس زبان سے ترجمہ کر کے مثل قرآن مکرم تعمیل کریں۔ اگر باعتبار مختلف زبان قوم مختلف زبانوں میں (خلاف دستور انبیاء صادقین) الہام مرزا کا ہونا ضروری ہے تو عربی، فارسی، اردو، مرہٹی، گجراتی، بنگلہ، مدراسی، سندھی، کچھی، ترکی، انگریزی، جرمنی، غرضیکہ تمام دنیا کی زبانوں میں ہونا ضروری ہے۔ حالانکہ الہام مرزا صاحب قادیانی خلاف اصول ہذا ہیں۔

ان ہر دو اصول کے علاوہ کوئی صورت الہام کی بغرض اصلاح امت ہو سکتی ہے؟ جس اصول کی بنا پر الہامات مرزا صاحب منجانب الٰہی منسوب کئے جاتے ہیں اگر کوئی معقول قاعدہ ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کیا ہے۔

احکام خداوندی کے مکلّف جن و انس ہیں اور یہ دو گروہ کا پیغمبر ایک (جو انسانوں میں سے ہوتا ہے) بغرض تبلیغ احکام مبعوث ہوتا تھا جیسا کہ حضور ﷺ کے واقعات جن کا تعلق جنّوں سے ہے ارشاد باری ہے

و اذ صر فنا اليك نفرا من الجنّ يستمعون القرآن فلمّا حضروه قا لوا ا نصتوا فلمّا قضى ولّوا الى قو مهم منذرين۔ قالوا يا قو منا انّا سمعنا كتاباً انزل من بعد موسى مصدقا لما بين يديه يهدى الى الحقّ و الى طر يق مستقيم ۔(الاحقاف:۲۹۔۳۰)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جنوں کے پاس تعلیم حضرت موسیٰ کی پہنچی تھی۔ اسی اصول و قاعدہ کی بنا پر جو پیغمبر منجانب الٰہی مبعوث ہوگا وہ ہر دو قوم و گروہ کا پیغمبر ہوگا

جیسا کہ ہوتا چلا آیا ہے کیا جناب مرزا صاحب قادیانی نے اپنی تعلیم کو حسب اصول ہر دو گروہ جن و انس تک پہنچایا ہے یا نہیں؟

اگر تبلیغ احکام کیا ہے تو کس طریقہ سے اور کہاں اور کیا تعلیم کیا۔ مفصل معلوم ہونا چاہیے اور اگر نہیں پہنچایا ہے تو کیوں؟

اور پھر بھی باوجود عدم تبلیغ احکام نبی تسلیم کئے جاویں خارج از عقل وانصاف ہے۔ پس ایسی صورت میں جب کہ مذکورہ بالا خرابیوں کے علاوہ مندرجہ ذیل احادیث صحیحہ کی تکذیب ہوتی ہے مرزا صاحب کو پیغمبر تسلیم کرنا گویا اپنے کو قعر ضلالت میں ڈالنا ہے

عن ابی هریرہ قال قال رسول الله ﷺ لقد کان فیماقبلکم من الامم محدثون فان یك احد فی امتی فانه عمر متفق علیه

عن عقبة بن عامر قال قال النبی ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب رواه الترمذی۔

عن سعد بن وقاص قال قال رسول الله ﷺ لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی متفق علیه مشکوة کتاب المناقب

ان احادیث سے صاف ظاہر و روشن ہے کہ اگر کوئی بعد نبی ﷺ نبی ہوتا تو حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بموجب فرمان رسول کریم ہوتے۔ نہ کہ مرزا غلام احمد بن غلام مرتضی قادیانی ہوتے۔ جو کسی طرح موزوں و مناسب نہیں جملہ جماعت مرزائیہ سے عموماً اور میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح سے خصوصاً التماس ہے اس مسئلہ پر محققانہ توجہ فوراً مبذول فرما کر مشکور فرماویں ما علینا الا البلاغ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جنوری ۱۹۲۳ء۔ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ۔ جلد ۲۰ نمبر ۱۰ ص ۴۔۵)

میری سرگذشت

میں اور مرزا صاحب قادیانی

جناب مفتی محمد فاضل حکیم چک ۷ے جنوبی، لائل پور سے لکھتے ہیں:

ہمارے چک میں نصف مرزائی اور نصف مسلمان ہیں جن کے ساتھ وقتاً فوقتاً مباحثہ و مقابلہ ہوتا رہتا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے میں نے علمی مباحثہ میں مرزائیوں کا قافیہ تنگ کیا ہوا تھا۔ مارچ ۱۹۲۲ء میں طاعون نمودار ہوگئی۔ چوہوں کا مرنا تھا کہ مرزائی امت فرار ہوگئی۔ جن کی دیکھا دیکھی اہل سنت والجماعۃ میں سے بھی آدمی اپنے اپنے مربعوں میں چلے گئے۔ خدا کی قدرت سے ہمارا اہل وعیال بعارضہ طاعون مبتلا ہوگیا۔ جن میں سے میری بیوی اور میرا جوان بھائی اور لڑکی تو قریب المرگ اور باقی دولڑکے اور تین لڑکیاں بھی سخت بیمار تھیں۔ اس وقت میرے واسطے دنیا سیاہ اور جہان تاریک تھا۔ میں اپنے مستقبل کو دیکھتا ہوا خون کے آنسو بہا رہا تھا اور ان کی زندگی سے مایوس ہوکر ان کی تجہیز و تکفین کی فکر میں لگا ہوا تھا۔ کیونکہ اس وقت طاعون کا شروع میں اس قدر زہر تھا کہ آدمی بیمار ہوتے ہی راہی ملک عدم ہو جاتا تھا۔ میں اسی آلام و مصائب میں گرفتار تھا کہ ایک آدمی نے آکر کہا کہ آج مرزائی بڑے خوش ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ یہ شخص مرزا صاحب قادیانی کا دشمن تھا اس لئے اس پر مرزا صاحب کے انکار اور بے ادبی کی وجہ سے غضب الٰہی نازل ہوا ہے۔

یہ کلمات سنتے ہی مجھ پر ایک سناٹا چھا گیا مگر میری قوت ایمانی جو مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر حق الیقین کے درجے کو پہنچی ہوئی تھیء جوش زن ہوئی۔

خوش قسمتی سے اوس وقت ایک جنازہ کے واسطے لوگ مسجد میں وضو کر رہے تھے۔ اون سب کو میں نے مسجد میں بٹھا کر کہا کہ آج میں نے ایک خاص کام کے واسطے آپ لوگوں کو یہاں بیٹھنے کی تکلیف دی ہے، وہ یہ کہ میں پروردگار کی درگاہ میں دعا کرتا ہوں اور آپ آمین کہتے جاویں اور ساتھ ہی حق و باطل کا اندازہ لگائیں۔

میری تقریر: اے برادران اسلام! میری حالت کا اندازہ سوائے میرے اور خدا علام الغیوب کے آپ کے قیاس سے باہر ہے۔ تاہم آپ کو اس قدر تو محسوس ہوتا ہوگا کہ اس وقت میری خانہ بربادی ہورہی ہے۔ مگر اس وقت مرزائیوں کی طرف سے آج مجھے خبر مندرجہ بالا پہنچی ہے اس لئے میں آپ کو گواہ رکھ کر یہ دعا کرتا ہوں

اے میرے پروردگار! تو علام الغیوب ہے تو میرے دل کی حالت جانتا ہے میں نہایت عاجزی اور التماس سے تیری درگاہ میں دست بدعا ہوں کہ اگر مرزا صاحب قادیانی کی تعلیم مبنی بر صداقت اور مرزا صاحب فی الواقع نبی اور مجدد اور کرشن وغیرہ ہیں، تو اے میرے مالک حقیقی میرے گھر کے بیماروں کو جن میں سے تین قریب المرگ ہیں، ان سبکو فوراً جام اجل پلا کر ان سے دنیا کو خالی اور میرے دل پر صداقت مرزا کی تصدیق کر دے۔ اور اگر اس کے برعکس مرزا صاحب کذاب مفتری مشرک فی النبوت، جیسا کہ خود اون کے اشتہار ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء سے ظاہر ہے، تو اے مردوں کو زندہ کرنے والے، اے دجال کو ہلاک کرنے والے، اے محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی ارسال کرنے والے۔ تو آج ہی میرے تمام بیماروں کو شفا عاجل عطا فرما۔ آمین ثم آمین

میری اس دعا پر پہلے تو مجلس میں سکتہ ہوگیا مگر بعد میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ کوئی کہتا کہ حکیم صاحب نے غلطی کی۔ کوئی کہتا تھا کہ ایسی خطرناک حالت میں ایسی دعا مانگنا ناجائز ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ ایمان کامل کا یہ تقاضا تھا۔ الغرض انہی باتوں میں تھے کہ جنازہ نکلا اور قبرستان جا کر بعد جنازہ عام اجلاس کے سامنے بندہ نے مذکورہ بالا دعا کا تکرار کیا اور خداوند عزوجل کی بارگاہ میں دوبارہ التجا کی۔

دعا کو منہ سے نکلے ہوئے ابھی ایک گھنٹہ بھی نہیں ہوا تھا کہ مریضوں کی حالت روبصحت شروع ہوگئی۔ چنانچہ ایک ہی ہفتہ میں میرے تمام مریض سوائے میری بیوی کے صحت یاب ہو گئے اور میری بیوی ۳ ماہ کے بعد صحت یاب ہوئی۔ چنانچہ وہی تمام بیمار خدا کے فضل وکرم سے صحیح وسالم موجود ہیں۔

میں جناب مرزا صاحب آنجہانی کے کذب وافتراء کا مشکور ہوں کیونکہ ان

کے کذب اورافتراء کے طفیل میرا اہل وعیال بیماری طاعون سے بال بال بچ گیا
کوئی مرزائی سنت طریق پر میرے ساتھ مع بال و بچہ اور اہل وعیال مرزا صاحب کے کذب اور صدق پر مباہلہ کرلے میں ہر وقت تیار ہوں۔
کوئی ہے جو مباہلہ کرے؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جنوری ۱۹۲۳ء۔ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ۔ جلد ۲۰ نمبر ۱۰ ص ۵)

احمدیت کیا چیز ہے
(مولوی محمد علی لاہوری کی تقریر)

کسی نبی کی امت یا کسی پیر کے مرید کا فرض اولین یہ ہے کہ اس کی تعلیم کو ہو بہو انہی لفظوں میں مانے۔ اور دوسروں کے سامنے بھی وہی پیش کرے جو اس مقتداء اور پیشوا کے لفظوں سے مفہوم ہوتا ہو۔

کسی امتی یا مرید کا یہ حق نہیں کہ اس تعلیم کو اپنے پیشوا کے منشاء کے برخلاف پیش کرے۔ انصاف یہ ہے کہ قادیانی امت کی دو پارٹیوں (قادیانی اور لاہوری) میں سے قادیانی پارٹی میں ہم پاتے ہیں کہ وہ اپنے مرشد یا بالفاظ دیگر نبی کی تعلیم کو اسی رنگ میں پیش کرتی ہے جو اس کا اصل مفہوم ہے مثلاً جب کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے حق میں نبی اور رسول کا لفظ بولا ہے تو قادیانی امت تسلیم کرتے ہے کہ بے شک وہ نبی تھے۔ جب کہا جاتا ہے کہ نبی کے منکر تو کافر ہوتے ہیں تو قادیان سے آواز آتی ہے کہ بے شک مرزا صاحب کے منکر بھی کافر ہیں

برخلاف اس کے لاہوری پارٹی کہنے کو تو مرزا صاحب قادیانی کو مجدد بلکہ مسیح موعود کہتی ہے مگر اظہار خیالات کرنے میں مرزا صاحب کی تعلیم کی پرواہ نہیں کرتی آج ہم اس کی ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ گذشتہ دسمبر میں قادیان اور لاہور دونوں جگہوں میں دونوں جماعتوں کے جلسے تھے لاہور کے جلسہ میں امیر جماعت احمدیہ لاہوریہ (محمد علی) کی تقریر تھی جس کا عنوان تھا: احمدیت کیا ہے؟ جب ہم نے یہ عنوان اشتہار میں دیکھا تھا ہم اس کے معنوں (اصل تقریر) کو دیکھنا اور سننا چاہتے تھے جو اخبار پیغام لاہور

۳۱ دسمبر ۱۹۲۲ء میں مختصر درج ہو کر آیا۔ گویا یہ تقریر مختصر ہے مگر اصول تقریر اس میں سب آ گئے ہیں جو قابل غور اور محل تنقید ہیں۔ اڈیٹر صاحب پیغام صلح لکھتے ہیں:

حضرت امیر کا دوسرا لیکچر، احمدیت کیا ہے، کے عنوان سے ہوا۔ آپ نے اس معرکتہ الآراء تقریر میں آنحضرت ﷺ کے اسمائے احمد و محمد کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپ پہلے احمد بنے یعنی سب سے زیادہ حمد کرنے والا یعنی عاشق زار، تو آپ محمد یعنی معشوق بن گئے۔ آپ نے بتایا کہ مسلمان بھی جب احمدیت کے مرتبہ پر تھے اس وقت محمدیت ان کے ہم رکاب تھی۔ اور اس عاشقی کے ساتھ ساتھ معشوقیت ان کیلئے کامیابیوں کا باعث تھی لیکن جس وقت انہوں نے احمدیت کو چھوڑا وہ عاشق الٰہی نہ رہے اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں چھوڑ دیا اب حضرت مرزا صاحب نے پھر اسی احمدیت پر انہیں قائم کرنا چاہا ہے تا پھر محمدیت کا جلوہ وہ دیکھ سکیں اور

پائے محمدیاں برمنار بلندتر محکم افتاد،

پیش گوئی پوری ہو۔،

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ تقریر کسی پہلو پر بھی صحیح نہیں ہے، مدنی طریق پر، نہ قادیانی نہج پر۔

مدنی طریق تو اس طرح کہ پیغمبر ﷺ کا نام والدین نے پہلے محمد ہی رکھا۔ آپ چالیس سال تک محض اسی نام سے موسوم رہے حتی کہ آپ کی عمر کا دوسرا حصہ بوصف رسالت شروع ہوا تو آپ نے بوصف رسالت بھی اپنا نام محمد رکھا چنانچہ کلمہ طیبہ ثبوت کافی ہے: لا اله الاالله محمد رسول الله غرض آپ اس نام کے ساتھ ایسے مشہور تھے بلکہ اب بھی ہیں کہ مسلمانوں کا نام مسلم قوم کے علاوہ محمدی یا محمدن کہا جاتا ہے حضور ﷺ کی محمدیت تو مکہ ہی میں متحقق اور مشہور ہو چکی تھی مگر احمدیت کا مکہ معظّمہ میں ثبوت نہیں ملتا۔ سورہ صف جس میں احمد کا لفظ آیا ہے اور جن حدیثوں میں احمد نام آیا ہے وہ بھی مدنی ہیں۔ پھر نہیں معلوم کس ثبوت سے یہ کہا کہا گیا ہے کہ احمد مقدم ہے اور محمد مؤخر

قادیانی تعلیم کے خلاف کیوں ہے؟ اس کا ثبوت دینے سے پہلے ہم یہ بھی

بتانا چاہتے ہیں کہ مولوی محمد علی کو یہ کہنے کی ضرورت کیا پڑی کہ احمد سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں، وہ یہ کہ قادیانی جماعت عام طور پر حسب تعلیم مرزا صاحب م، احمد سے مراد جناب مرزا غلام احمد قادیانی لیتی ہے۔ یعنی احمدی سے مراد ان کے نزدیک یہ ہے کہ مرزا صاحب کا مرید یا بالفاظ دیگر مرزائی۔ چنانچہ زمانہ اتحاد میں ایک جلسہ قادیان میں ہمارے سہ صدی دوست منشی قاسم نے انہی (مولوی محمد علی) کے حق میں یہ شعر لکھا تھا:

کیا ہے راز طشت از بام جس نے عیسویت کا
یہی وہ ہیں، یہی وہ ہیں، یہی ہیں پکے مرزائی

مگر لاہوری پارٹی اپنی نسبت کو مرزا صاحب کی طرف کرنا پسند نہیں کرتی اس لئے ان کی کوشش ہے کہ ہماری نسبت قادیان سے ہٹ کر مدینہ شریف کی طرف ہو جائے ہم اس کوشش میں ان کو مؤید ہیں مگر کیا کریں کہ جب تک وہ (قادیانی؟) کے پنجے سے پنجہ نکال کر سیدھی مدینہ شریف کی راہ نہیں لیں اس کوشش میں کامیاب نہ ہوں کیونکہ مرزا صاحب احمد کا نام خصوصاً اپنے لئے لکھتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ اور احمد اور عیسی اپنے معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے

و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد

مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں لیکن آخری زمانہ میں بڑی پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔ (ازالہ اوہام۔ ص۶۷۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ مرزا صاحب اس آیت کا مصداق محض اپنے آپ کو قرار دیتے ہیں اور صاف کہتے ہیں کہ اصل معنی سے احمد یعنی جمالی صفت والا (غیر مسلح) میں ہی ہوں، آنحضرت ﷺ نہ تھے جس کو منطقی اصطلاح میں یوں سمجھئے کہ مرزا صاحب کے نزدیک اسم محمد ﷺ بمنزلہ تصدیق کے ہے جو جامع ہے تصور اور حکم کو۔ اور احمد بمنزلہ تصور ساذج بشرط لاشیء کے ہے جس میں تصور بشرط نفی ہوتا ہے اس

لئے آنحضرت ﷺ (بقول مرزا) احمد ہرگز جس طرح تصدیق تصور ساذج ہرگز نہیں بلکہ اس کی قسم ہے چنانچہ اہل منطق اسی اصول سے کہا کرتے ہیں

العلم اما تصور او تصديق ۔

پس مولوی محمد علی کا دعوی نہ تعلیم مدنی کے موافق ہے نہ قادیانی کے مطابق ۔

آگے چلئے مولوی محمد علی کہتے ہیں:

کون سی وہ بات ہے جو اس سلسلہ میں بری معلوم ہوتی ہے اور جس کی وجہ سے مسلمان ہم سے بھاگتے ہیں اس سلسلہ نے جو کام اختیار کر رکھا ہے وہ محض تبلیغ اسلام ہے ۔ کیا یہ کام ایسا نہیں کہ تمام مسلمان اس کا ساتھ دیں کیا یہ ایسا کام ہے کہ اس کی وجہ سے اس سلسلہ کی مخالفت کرنی (ضروری ہو) ۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اشاعت اسلام کو تو ہم کیا کوئی بھی برا نہ مانے گا ۔ اہل حدیث تو خصوصیت سے آپ کے اس کام میں مددگار رہا ہے آپ کو یاد ہوگا ۔ نہ ہو تو سن لیجئے ۔

رنگون میں جتنا چندہ خواجہ کمال الدین صاحب کو ہوا اس میں خاکسار اڈیٹر سے وہاں کے مسلمانوں نے پہلے فتوی مانگا تھا جو بذریعہ تار دیا گیا اور اخبار اہل حدیث میں عام اعلان کیا گیا کہ اشاعت اسلام کے کام میں مدد دینا جائز ہے ۔ ہاں آپ بھی تو فرمایئے کہ قادیانی پارٹی آپ کو تبلیغ اسلام میں مدد دیتی ہے یا بدنام کرتی ہے ۔ ذرہ وہ مضمون خاص کر دیکھنا جو میاں محمد علی خان کے لڑکے نے انگلستان سے آپ کے مشن کے برخلاف لکھا تھا جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ اشاعت اسلام کا مشن نہیں بلکہ ایک تھیٹر ہے ، جس کی ہم نے کبھی تصدیق تا تائید نہیں کہ ہاں آپ یہ بھی بتائیں کہ قادیانی جماعت بھی اشاعت اسلام کی مدعی ہے چنانچہ ان کے مبلغ بھی آپ کے ساتھ ساتھ جاتے ہیں پھر آپ لوگ کیوں ان کو برا بھلا کہتے ہیں ۔

اے جناب ! سنیئے اور انصاف سے سنیئے ! دل کے کانوں سے سنئے ۔ ہم کوئی مذاق نہیں کرتے بلکہ امر واقعی کہتے ہیں ۔ پس سنیئے :

آپ لوگ (لاہوری) قادیانی پارٹی سے اس لئے خفا ہیں کہ وہ کہتی ہے کہ

جناب مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ خود نہ خلیفہ قادیان نبوت کا مدعی ہے نہ کوئی اور ممبر قادیان بلکہ محض مرزا صاحب کے حق میں ان کا اعتقاد ہے کہ وہ نبی تھے۔ اتنے جرم پر آپ کی جماعت ان کو اتنا برا جانتی ہے کہ کبھی ان کی خلافت کو خلافت یزید کہتی ہے کبھی فاسق کبھی فاجر غالی تو اکثر کہاں تک ان الفاظ کا ذکر کریں جو ان کو کہتے ہیں، جرم کیا ہے؟ صرف یہ کہ ان کے اعتقاد میں مرزا صاحب نے نبوۃ کا دعویٰ کیا ہے اور انہوں نے اس دعویٰ کو تسلیم کیا۔ اس پر آپ لوگ نہ ان کی کسی کام میں مدد کرتے ہیں نہ مدد کرنے کی کسی کو ترغیب دیتے ہیں بلکہ یہاں تک کہ ان کی اشاعت اسلام کی تحریک کا .... چھوٹے قلم سے بھی ذکر تک نہیں کرتے تا کہ کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ قادیانی جماعت بھی اشاعت اسلام کرتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں یہ بھی سن لو کہ جن لوگوں کا یہ اعتقاد ہو کہ مرزا صاحب نے واقعی دعویٰ نبوت کیا ہے اور وہ اس دعویٰ میں مرزا صاحب کے مصدق نہ ہوں تو ان کے نزدیک مرزا صاحب خود کتنے غضب وغصہ کے محل ہوں گے ایمان سے کہنا جتنا آپکو قادیانی جماعت سے رنج ہے مرزا صاحب کے حق میں کم سے کم اس سے ڈبل رنج کرنا ان لوگوں کا حق ہے یا نہیں ہے جو ختم نبوۃ کے قائل ہیں۔ ہمارا خیال بلکہ یقین ہے کہ آپ لوگوں نے جس دلیری سے یہ اعلان کیا ہوا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے دعویٰ نبوت کرنے والا دجال ہے، آپ کو اگر یہ یقین ہو جائے (جیسا کہ کل محمدیوں کو یقین ہے) کہ مرزا صاحب نے واقعی دعویٰ نبوۃ کیا ہے تو کیا آپ مرزا صاحب کو اس لقب (دجال) سے یاد نہ کریں گے؟ بے شک

پس اصل وجہ سلسلہ مرزائیت کی مخالفت کی یہ ہے کہ سلسلہ ہذا کا بانی مخالفین کی نگاہ میں اس قابل نہیں کہ اس کی کسی بات پر یقین کیا جائے بلکہ صاف کہہ دیا جائے کہ:

کوئی بات مسیحا تیری پوری نہ ہوئی
یہی بس ہے تیری پہچان رسول قدنی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ جنوری ۱۹۲۳ء۔ ۲۳ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ۔ جلد ۲۰ نمبر ۱۱ ص ۳۔۴)

فیصلہ الٰہی سے قادیانی کیمپ میں بے چینی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جب سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے میرے ساتھ آخری فیصلہ کا اشتہار دیا ہے جس میں لکھا تھا کہ ہم (مرزا غلام احمد قادیانی اور ثناء اللہ امرتسری) میں سے جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے، اور ان کے حسب درخواست فیصلہ الٰہی ہو گیا، یعنی مطابق دعاء مرزا قادیانی، سچے کی زندگی میں جھوٹا مر گیا، اس سے مرزائی کیمپ میں سخت بے چینی کے آثار نمایاں ہوئے۔

پہلے تو انہوں نے سر اٹھایا تو لدھیانہ کے مباحثہ میں شکست کھائی۔ مبلغ تین سو روپیہ تاوان یا انعام ہم کو دیا۔

اس کے بعد بھی بھلے آدمیوں کی طرح چپ نہ ہوئے۔ مولوی محمد علی لاہوری نے ایک رسالہ آیۃ اللہ لکھا ہے جس کے سارے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کا اشتہار آخری فیصلہ والا صرف دعا نہ تھا بلکہ مباہلہ تھا۔

چونکہ اس اشتہار میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے مباہلہ کا ثبوت ہو، اس لئے مولوی محمد علی صاحب نے اس میں جدت طرازی کرنے کو لکھا ہے کہ:

> مرزا صاحب نے کہا تھا کہ میں دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ دعا سے جو فیصلہ خدا سے چاہا جاتا ہے وہ صرف مباہلہ کے رنگ میں ہی ہوتا ہے۔ یوں تو کسی بزرگ یا ولی یا نبی کی بددعا سے کسی کی مخالف کی ہلاکت ضروری ہو جانا، یہ سنت اللہ میں داخل نہیں جب تک کہ اس دعا میں مباہلہ کا رنگ پیدا نہ ہو (آیت اللہ۔ ص۱۹)۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس رسالہ کا جواب ہمنے انہی دنوں آفۃ اللہ بجواب آیۃ اللہ دے دیا تھا۔ یہ رسالہ فاتح قادیان کے ساتھ منسلک ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں بہت سے انبیاء کی یک طرفہ دعائیں بغرض فیصلہ آئی ہیں۔ چنانچہ حضرت نوح کی

دعا ہے

رَبِّ انّی مغلو ب فا نتصر ۔ اے اللہ میں مغلوب ہوں میری مدد کر۔

حضرت موسیٰ کی دعا ہے :

ر بنا اطمس علی اموا لھم و اشدد علی قلو بھم فلا یؤمنوا حتّی یروا العذا ب ا لا لیم ۔(اے خدا ان فرعونیوں کے مال برباد کر اور ان کے دلوں کو سخت کر۔ پس یہ ایمان نہ لاویں یہاں تک کہ سخت عذاب دیکھیں)۔

کہیے! یہ یک طرفہ دعا تھی یا مباہلہ ؟

خیر اس جواب کی تفصیل ہم یہاں ہی چھوڑتے ہیں اور رسالہ آفتہ کا حوالہ دیتے ہیں ۔

دوسرے صاحب منشی قاسم سہ صدی دوست ہیں ۔انہوں نے بھی ایک اشتہار ۲۰ مارچ ۱۹۲۱ء کو دیا جس میں بہت پرانے جوڑ جاڑ لگا کر ثابت کرنا چاہا کہ یہ دعا مرزا دراصل مباہلہ ہے جو مولوی ثناء اللہ کی نامنظوری کی وجہ سے وجود پذیر نہیں ہوا۔

اس کا جواب بھی دفتر اہل حدیث سے بصورت اشتہار دیا گیا ہے کہ تمہارا خیال غلط ہے ۔مباہلہ نہیں بلکہ دعا ہے۔ اور جو تم نے ہماری اور مرزا صاحب کی پرانی تحریریں متعلق مباہلہ نقل کی ہیں وہ سب بے تعلق ہیں کیونکہ بحوالہ اخبار بدر قادیان ۳۰ جون ۱۹۰۷ مباہلہ کا سلسلہ قطع کر کے مرزا صاحب نے یہ دعا شائع کی تھی۔ اس کی تفصیل بھی اسی اشتہار کے حوالہ کر کے ایک تیسرے بھلے آدمی کا ذکر کرتے ہیں ۔

یہ صاحب بابو عمر دین جالندھری ملازم شملہ دہلی ہیں۔ ان سے تعارف کرانے کے لئے اتنا لکھنا شائد کافی ہو کہ آپ بھی اس پارٹی کے ایک ممبر ہیں جس سے لدھیانہ میں اس مسئلہ پر نعامی مباحثہ کیا تھا بلکہ اس تین سو میں ۵۰ روپۓ آپ کی جیب خاص سے بھی داخل ہوئے تھے۔ آپکی بابت ہم کمال صداقت سے کہہ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کی اردو تحریرات پر ان کو کافی عبور ہے۔ آپ بڑے پکے راسخ مرزائی ہیں سر دست اتنی ہی تعریف آپ کی کافی ہے۔

گذشتہ دسمبر ۱۹۲۲ء میں جو جلسہ قادیان میں ہوا اس میں آپ نے بھی لکچر دیا۔ چونکہ آپ لدھیانہ میں شکست خوردہ اور غنیمت میں پچاس روپۓ دیۓ ہوئے

تھے،اس لئے آپ نے اپنے لیکچر کا مضمون یہی اختیار کیا:

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ۔

جوں ہی ہم نے پروگرام میں یہ عنوان دیکھا ہمارا دل اسی مضمون کی طرف لگا رہا۔مگر چونکہ ہم جانتے ہیں کہ بابوعمرالدین کوتحریرات مرزا پرعبور ہے اس لئے ہمارا خیال تھا کہ آپ اپنے لیکچر میں تحریرات مرزا سے باہر نہ جائیں گے چنانچہ بحمداللہ ایسا ہی ہو۔

خدا بابوعمرالدین کا بھلا کرے کہ اس نے سچی سچی بات کہہ کر مولوی محمد علی اور منشی قاسم علی دونوں کا جواب دے دیا ایسا کہ ہم کو ان کے جواب سے سبک دوش کر دیا جزاه الله و هداه۔

آپ کا لیکچر قادیانی اخبار الفضل مورخہ ۴ جنوری ۱۹۲۳ء میں چھپا ہے۔ ماشاء اللہ بہت صاف ہے۔ہم حیران ہیں کہ قادیانی نے ایسا صاف لیکچر کیسے سنا اور لیکچرار کو بہشتی مقبرے میں کیوں دفن نہ کر دیا۔آپ کا اصل مضمون سنانے سے پہلے آپ کی تمہیدی تقریر زیادہ قابل دید وشنید ہے جس سے آپ کا پورا متبع مرزا ہونا ثابت ہوتا ہے۔بابوعمردین کہتے ہیں

مولوی ثناء اللہ کی پوزیشن:

مولوی ثناء اللہ کو ہماری جماعت کے تمام افراد جانتے ہیں کیونکہ یہ شخص بوجہ اپنی شرارت کے وہی درجہ مسیح موعود کے مقابلہ میں رکھتا ہے جو آدم کے مقابلہ میں ابلیس کو حاصل تھا۔آدم ثانی کا یہ ناکام دشمن زندہ ہے اور مسیح موعود کی ترقی کو دیکھتا ہے اور جل جل کر مرتا ہے وہ ایسی جگہ رہتا ہے جہاں سے اس کو قادیان آنے والے نظر آ سکتے ہیں (بلکہ ہر سال قادیان جاتا ہے ،اسی کے خوف سے مزار مرزا پر چھے دار قالب بنایا گیا ، واقعی بڑا خوفناک دشمن ہے۔ثناء اللہ)۔ پھر اخبارات کی کثرت نے اس بعد کو نزدیکی سے بدل دیا ہے جماعت احمد یہ یعنی مسیح موعود ے خدام کے کارنامے اور ان کی روزافزوں ترقی کی خبریں پڑھتا ہے اور حسد سے جل جاتا ہے۔ یہ سلسلہ کا ناکام دشمن کہتا ہے کہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ کاذب صادق کی زندگی یں مرے گا سو وہ مر گئے اور میں زندہ ہوں لہذا مرزا صاحب نعوذ باللہ جھوٹے ثابت ہوئے ۔مگر اس کا

یہ کہنا جیسا کہ آپ کو معلوم ہوگا ایک دھوکا ہے۔ (الفضل ۴ جنوری ۱۹۲۳ء ص ۶)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اچھا صاحب! یہ تو ہوا اتباع سنت مرزا جو دل کھول کر آپ نے گالیاں دیں اور ہم نے سنیں۔ اس کے جواب میں ہم نے یہ بھی کہا کہ:

انہوں نے خود غرض شکلیں کبھی دیکھی نہیں شائد
وہ جب آئینہ دیکھیں گے تو ہم ان کو بتا دیں گے

اچھا مطلب کی بات کیا کہی، وہ بھی سننے کے قابل بلکہ قابل ترین ہے۔ بابو صاحب فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں ایک اشتہار دیا اس میں بے شک خدا سے دعا کی کی صادق کی زندگی میں کاذب کو ہلاک کر مگر یہ دعا کس قسم کی تھی، صرف یک طرفہ دعا تھی ..... اس کو محض نامنظور شدہ دعا سمجھیں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: جزاک اللہ! مطلب کی بات اتنی ہوئی کہ دعا تھی جو نامنظور ہوئی۔ مالیرکوٹلہ کے مباحثہ میں منشی قاسم نے کہا تھا:

یہ دعا قبول ہوئی اور ضرور ہوئی۔

گوجرانوالہ میں مولوی غلام رسول راجیکی سے ہر چند سوال کیا گیا کہ یہ دعا قبول ہوئی یا نہیں؟ انہوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔

الحمدللہ کہ بابو عمرالدین نے صاف صاف کہہ دیا کہ دعا یک طرفہ تھی مگر نامنظور۔

غرض اس فیصلہ سے احمدی کیمپ میں ایسی بے چینی ہے کہ جتنے منہ ہیں اتنی باتیں۔ جو اٹھتا ہے گھبراہٹ میں کچھ اور ہی کہہ جاتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ نامنظور دعا کہہ کر آپ بھی نہیں چھوٹ سکتے کیونکہ مرزا صاحب اسی دعا کی بابت فرما چکے ہوئے ہیں کہ اس کے قبول کرنے کی بابت خدا نے مجھے الہام کیا تھا

اجیب دعوۃ الداع یعنی میں تیری دعا قبول کرونگا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جنوری ۱۹۲۳ء مطابق ۳۰ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۱۲ ص ۲۔۴)

حدیث پر حملہ۔قادیانیوں سے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کسی گذشتہ پرچہ میں ہم لکھ چکے ہیں کہ جو لوگ حدیث کے منکر ہیں وہ حدیث پر اعتراض کریں تو اون کا حق ہوسکتا ہے لیکن جو قائل ہیں وہ بھی اعتراض کرنے لگیں تو مقام افسوس ہے قادیانی امت حدیث کی قائل ہے ان کا نبی رسالہ شہادۃ القرآن میں منکر حدیث کو سخت توہین اور حقارت سے دیکھتا اور یاد کرتا ہے باوجود اس کے یہ لوگ کسی خاص وجہ سے حدیث پر اعتراض کرنے کو منہ کھول دیتے ہیں چنانچہ ایک نمونہ اون کے اعتراضوں کا ۵ جنوری ۱۹۲۳ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں دکھایا گیا ہے آج دوسرا نمبر دکھاتے ہیں۔

ہمارے مکرم دوست شیخ شاہ محمد صاحب جموں سے ایک احمدی (قادیانی) کا مراسلہ بھیج کر جواب کے طالب ہیں۔مراسلہ یہ ہے:

شیخ صاحب مکرم چونکہ آپ کو اہل حدیث ہونے کا دعوی ہے اس لئے میں جناب کی خدمت میں ایک حدیث پیش کرتا ہوں جس پر شریعت کے رو سے ایسا سخت اعتراض وارد ہوتا ہے جس سے وہ قابل تسلیم نہیں ٹھہرتی اور اگر وہ حدیث فی الواقع صحیح ہے تو اس صحیح معنی بتاؤ تا کہ اس پر کوئی اعتراض وارد نہ ہوسکے ورنہ کہو کہ وہ ردی ہے قابل اعتبار نہیں وہ حدیث ہے

من قال لا اله الا الله فقد دخل الجنة

یعنی جو شخص بھی صرف لا اله الا الله کہدے وہ سیدھا جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اب سوال یہ ہے کہ ہر ایک یہودی اور عیسائی اور محمدی سنی یا شیعہ تفضیلی یا لعنتی (تبرائی) اور وہ... مذہب والے جو کلھم فی النار بزبان پاک حضرت خاتم النبیین سن چکے ہیں، کیا ہمدانی ہوں یا نقش بندی کیا..ہوں یا سنت و جماعتی سب کے سب لا اله ا لا الله کے کلمہ گو ہیں اب اگر یہ سب بموجب حدیث کلمہ گو ہیں تو جنتی ہیں ان کو جنتی کہو اور سچے مانو اور ان کو ہرگز بدعتی

یا مشرک کا خطاب مت دو کیونکہ مشرک دوزخی ہوتے ہیں اور اگر یہ جنتی اور مسلمان نہیں بلکہ کافر یا مشرک ہیں تو اس حدیث کا علاج کراؤ خلاف شرع شریف ہوئی جاتی ہے بینوا تو جروا۔ راقم: خلیفہ نورالدین احمدی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

احمدی صاحب اگر غور کرتے تو اس حدیث کی تائید میں قرآن مجید میں بھی ان کو بہت سی آیات مل جاتیں جو اون آیات کا مطلب ہے وہی اس حدیث کا ہے منجملہ ایک سنئے:

انّ الذین قا لوا ر بّنا الله ثم استقا موا تتنزل علیهم الملائكة الا تخا فوا و لاتحز نوا و ابشروا بالجنة التی كنتم تو عدو ن

یعنی جن لوگوں نے زبان سے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اوس پر جم گئے اون پر فرشتے اترتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ تم خوف مت کرو غم گین نہ ہو بلکہ جس جنت کی تم کو خوش خبری دی جاتی ہے اوس کے حصول پر خوشی مناؤ

غور کیجئے جتنے الفاظ اس آیت میں ہیں اتنے ہی الفاظ حدیث مرقومہ میں ہیں آپ نہ دیکھیں تو ہم آپ کو دکھاتے ہیں

۱۔ حدیث میں قال ہے، آیت میں قالوا ہے جو دراصل ایک ہے

۲، حدیث میں لا اله الا الله ہے۔ آیت میں ر بنا الله

۳۔ آیت میں ثم استقا موا ہے حدیث کی پوری روایت میں مستیقناً بها قلبه ہے جس کے وہی معنی ہیں جو آیت میں ثم استقا موا کے ہیں

۴۔ حدیث میں د خل الجنة ہے آیت میں ابشروا بالجنة ہے جو دخول جنت ہی کا نتیجہ ہے بلکہ آیت میں کچھ زیادالفاظ بھی ہیں لاتخا فوا و لا تحز نوا وغیرہ پھر جو شخص حدیث مذکور کی تردید کرنے پر زور لگاتا ہے وہ آیت پر بھی ہاتھ صاف کر کے فارغ ہولے تو پھر ہم اس کے اصل معنی اور حدیث کے بتا دیں گے۔ دیکھئے اب سائل کی غیرت ہے کہ وہ قادیان سے بذریعہ خط آیت موصوفہ کے معنی پوچھتا ہے یا خود جا کر دریافت کرتا ہے اس کے جواب آنے تک ہم بھی خاموش ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ جنوری ۱۹۲۳ء ۷ جمادی الثانی ۱۳۴۱۔ جلد ۲۰ نمبر ۱۳ ص ۱۔۲)

حق الیقین فی معنی خا تم النبیین

جناب بابوحبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السلام على خاتم النبيين و على آله و اصحابه اجمعين

آیت قرآنی: ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول الله و خاتم النبیین و کان الله بکل شیء علیما ۔(الاحزاب)

ترجمہ: نہیں ہے محمدﷺ باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے اور لیکن پیغمبر خدا کا ہے اور خاتم النبیین ہے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے

قادیانی عقیدہ:

۱۔مرزا بشیر الدین محمود احمد انوار خلافت کے صفحہ ٦٦۔٦٧ پر یوں لکھتے ہیں:

بھلا بتاؤ ایک بادشاہ کا درجہ بڑا ہوتا ہے یا شہنشاہ کا۔ ہر ایک جانتا ہے کہ شہنشاہ کا درجہ بڑا ہوتا ہے تو رسول اللہﷺ کی نسبت خیال کرو کہ ہم آپ کی یہ شان بیان کرتے ہیں کہ آپ کی غلامی میں نبی آئیں گے، تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ دوسرے تمام نبی بادشاہ کی مانند ہیں اور آنحضرتﷺ شہنشاہ کیونکہ آپ کے فیض سے نبی بن سکتے ہیں یہی تو آپ کی عزت ہے جو خاتم النبیین کے الفاظ میں خدا تعالی نے بیان فرمائی ہے۔آپ انبیاء کی مہر ہیں جس پر آپ کی مہر ہوگی وہی نبی ہوگا۔

۲۔منشی قاسم علی اپنے رسالہ النبوۃ فی خیر الامۃ میں لکھتے ہیں:

یہ خوب یاد رہے کہ نبیوں کی مہر کے معنی اگر یہی جو ہم نے بتائے ہیں نہیں ہیں اور خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والا ہیں تو یہ نہ کوئی فضیلت کی بات ہے اور نہ کوئی کسی قسم کی خصوصیت ہی اس سے آنحضرتﷺ کی ثابت ہوتی ہے (ص۹۵)

آپ کی کامل پیروی سے آپ کا ایک امتی اللہ تعالی کے شرف مکالمہ ومخاطبہ

سے مشرف ہو کر درجہ نبوت غیر تشریعی تک مثل انبیاء بنی اسرائیل کے پہنچ جاتا ہے۔ (ٹائٹل پیج ص ۱)

۳۔ قاضی ظہور الدین اکمل ریویو آف ریلی جنز قادیان اپریل ۱۹۱۷ء کے صفحہ ۱۳۹ پر لکھتے ہیں:

پس خاتم کے معنی وہ کرو جو آیت کے سیاق وسباق کے مطابق ہوں۔ وہ کیا؟ دیکھو مجمع بحار الانوار لغت حدیث کی کتاب علا مة یعرفو ن بھا پر لکھا ہے حجة علی سا ئر ھا و مصدقا لھا یعنی جس قدر انبیاء و رسل آنحضرت ﷺ سے پہلے گذر چکے ہیں اور جس قدر آئندہ آئیں گے ان سب کی صداقت کا معیار آنحضرت ﷺ ہیں اور خاتم کے معنی ہیں مہر کے پس یہ صحیح معنی ہوں گے کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں۔ آپ کے روحانی فرزند نہ صرف مومن ہوں گے جیسے دوسرے انبیاء کے بلکہ جس پر آپ کی تصدیق کی مہر ہو گی اور اور جو آپ کا نقش اپنی روح پر پورے طور سے کر لے گا وہ کامل بروز ہو کر نبی کہلائے گا۔

۴۔ قاضی محمد یوسف پشاوری اپنے رسالہ النبوۃ فی القرآن کے صفحہ ۷۶ پر لکھتے ہیں

خاتم النبیین کے صحیح معنی صرف اسی قدر ہیں کہ نبیوں کی مہر اور اس کے معنی ہرگز یہ نہیں کہ آپ کے بعد کوئی شخص ہرگز نبی یا رسول نہیں ہوسکتا۔

اقول: ان تحریروں کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ میاں بشیر الدین محمد احمد اور ان کے مریدوں کے عقیدے کی رو سے آیت خاتم النبیین کے معنی یہ ہوئے کہ آنحضرت ﷺ نبیوں کی مہر ہیں اور آپ کے نبیوں کی مہر ہونے سے مراد یہ ہے آپ کی کامل پیروی سے آپ کا ایک امتی درجہ نبوت غیر تشریعی تک پہنچ سکتا ہے۔

اس جدید مذہب قادیانی کے برخلاف ہمارا مذہب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے مراد یہ ہے کہ لا نبی بعدہ یعنی آپ کے بعد کسی کو درجہ نبوت سے سرفراز نہ کیا جائے گا اور ہمارے اس دعوی پر مندرجہ ذیل مرفوع حدیثیں دلیل ہیں۔

روایت نمبر ۱: ہے حضرت ثوبان کہتے ہیں کہ کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے

کہ جس وقت رکھی جا وے گی تلوار میری امت میں نہیں اٹھائی جا وے گی تلوار وقتل اس سے قیامت تک اور نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ ملیں گے کتنے ایک قبیلے میری امت میں سے ساتھ مشرکوں کے اور نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ پوجیں گے کتنے ایک قبیلے میری امت میں سے بتوں کو اور تحقیق ہوں گے بیچ میری امت کے جھوٹے تیس وہ سب کے سب گمان کریں گے کہ وہ نبی اللہ ہیں (و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی) اور میں خاتم النبیین ہوں اور نہیں نبی بعد میرے اور ہمیشہ ایک جماعت میری امت سے ثابت رہے گی حق پر اور غالب نہیں ضرر پہنچا سکے گا ان کو وہ شخص کہ مخالفت کرے ان کی یہاں تک کہ آوے حکم اللہ کا

(ترمذی جلد۲ صفحہ ۴۹، جائزۃ الشعوذی جلد۲ صفحہ ۱۰۳، ابوداؤد جلد۲ صفحہ ۲۳۴، دلائل النبوۃ جلد۲ صفحہ ۱۹۶، مشکوۃ مترجم جلد ۴ صفحہ ۸۱، مرقاۃ جلد۵ صفحہ ۱۵۱، اشعۃ اللمعات جلد۴ صفحہ ۳۱۴، مظاہر حق جلد۴ صفحہ ۳۲۰، مسند احمد جلد۵ صفحہ ۲۷۸ کنز العمال جلد۷ صفحہ ۱۷۳ منتخب کنز العمال ج؟؟)

روایت نمبر۲ ۔ عن حذیفۃ انّ النبی ﷺ قال فی امتی کذابون دجالون سبعۃ و عشرون منھم اربع نسوۃ و انی خاتم النبیین (منتخب کنز العمال جلد۶ صفحہ ۲۔ خصائص الکبری ج لد۲ ص۱۳۲ تفسیر در منثور جلد۵ صفحہ ۲۰۴)

روایت نمبر۳ ۔ تفسیر در منثور جلد۵ صفحہ ۲۰۴ پر لکھا ہے:

اخرج ابن مردویہ عن ثوبان قال قال رسول اللہ ﷺ انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین

روایت نمبر۴ ۔ حضرت ابو ہریرہ سے روائے ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تھے بنی اسرائیل کہ ان میں پیغمبر سیاست کرتے تھے جب ایک پیغمبر وفات پاتا دوسرا پیغمبر اس کے قائم مقام ہو جاتا اور تحقیق میرے بعد نبی نہ ہوگا اور عنقریب خلیفے ہوں گے پس یہ بہت ہوں گے اصحاب نے کہا پس آپ ہم

کو کیا حکم کرتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قول پورا کرو اول حاکم سے پھر دوسرے سے ان کا حق ادا کرو یعنی ان کی فرمان برداری کرو اور سنو اور کہا مانو سو مقرر خدا تعالیٰ ان سے پوچھنے والا ہے ان کی رعیت سے

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۹۱، فتح الباری پارہ ۱۳ صفحہ ۳۸۳ م عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۴۵۶، ارشاد الساری جلد ۵ صفحہ ۴۲۱ فیض الباری پارہ ۱۳ صفحہ ۱۸۳)

روایت نمبر ۵ ۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق میری مثال اور پہلے پیغمبروں کی مثال اس طرح ہے کہ ایک شخص نے ایک گھر بنایا پس اس کو خوب بنایا اور خوب سجایا مگر ایک اینٹ کی جگہ ایک کنارے پر رہنے دی پس لوگ اس کے گرد گھومنے لگے اور تعجب کرتے تھے ساتھ اس کے اور کہنے لگے کہ یہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی ۔ پس فرمایا رسول خدا ﷺ نے پس وہ اینٹ میں ہوں اور میں ختم کرنے والا ہوں پیغمبروں کو ۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۱، فتح الباری جز ۱۴ صفحہ ۳۱۴، ارشاد الساری جلد ۶ صفحہ ۲۲، عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۵۱۲، مشکوۃ مترجم جلد ۴ صفحہ ۲۲۷۔۲۲۸، مرقاۃ جلد ..ص ۳۵۸، اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۹۲، مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۴۸۸، درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴، ابن کثیر جلد ۸ صفحہ ۹۰۔۸۹، ترجمان القرآن جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵)

روایت نمبر ۶ ۔ روایت ہے حضرت ابوہریرہؓ سے تحقیق رسول خدا نے فرمایا فضیلت دیا گیا ہوں میں نبیوں پر ساتھ چھ باتوں کے دیا گیا میں کلمے جامع ، اور فتح دیا گیا ساتھ رعب کے اور حلال کی گئیں واسطے میرے غنیمت اور کی گئی واسطے میرے زمین مسجد اور پاک کرنے والی اور بھیجا گیا میں ساری خلقت کی طرف اور ختم کئے گئے ساتھ میرے نبی ۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۹، خصائص الکبری جلد ۲ صفحہ ۱۹۳، مشکوۃ مترجم جلد ۴ صفحہ ۲۲۸۔۲۲۹، مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۳۶۱، اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۹۵، مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۴۹۰، ابن کثیر جلد ۸ صفحہ ۹۰ ترجمان القرآن جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵)

نتیجہ : پہلی تین مرفوع روایتوں میں رسول خدا ﷺ نے اپنے آپ کو خاتم النبیین کہہ کر الفاظ لا نبی بعدی سے اس کی تفسیر کر دی اور سمجھا دیا کہ آپ کے بعد

کسی کو درجہ نبوت سے سرفراز نہ کیا جائے گا۔

اور ان پچھلی تین مرفوع روایتوں میں آپ نے اس بات کو ظاہر کر دیا کہ آپ پر نبوت ختم ہوگئی اب آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ جنوری ۱۹۲۳ء ۷ جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ۔ جلد ۲۰ نمبر ۱۳ ص ۲۔۳)

مرزا قادیانی کی تصدیق

جناب غلام محمد پنشنر (ڈاکٹر حیوانات) از موضع دہرم کوٹ ضلع گورداسپور پنجاب سے لکھتے ہیں:

جناب من! میں مرزا صاحب کے عقائد اور خیالات سے منکر ہوں مگر حق چھپانا گناہ جانتا ہوں اسلئے میں اہل حدیث کی معرفت ناظرین اہل حدیث تک ایک واقعہ پہنچا کر اہل انساف سے دریافت کرتا ہوں کہ اس سے مرزا صاحب قادیانی کی تصدیق ہوتی ہے۔

ہمارے گاؤں میں ایک فقیر ہے جو نماز روزہ سے تو بالکل بے نصیب ہے عادت اس کی یہ ہے کہ کوئی اوس کو پیسہ دے کر کہے کہ لے رب کے نام کا۔ تو کہتا ہے میں نہیں لیتا۔ تو اپنے نام کا دے، تو لوں گا۔ بھنگ چرس وغیرہ تو اس کے نزدیک کوئی چیز نہیں۔ اس نے اپنی دکان سست ہوتے دیکھ کر اظہار کیا کہ میں نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے فرماتے تھے کہ کیسا زمانہ آ گیا نہ کوئی سید کو جانے، نہ فقیر کو۔ مرزا صاحب نبی ہو کر گئے لوگ ان کو بھی نہیں مانتے۔

میرے گاؤں کی آبادی میں مرزائی بہت ہیں اس فقیر کے اس خواب پر بہت خوش ہیں شائد کوئی مضمون بھی نکلے کیا ایسے خلاف شرع شخص کا خواب مرزا صاحب کی تصدیق کر سکتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ جنوری ۱۹۲۳ء ۷ جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ۔ جلد ۲۰ نمبر ۱۳ ص ۳۔۴)

قادیانی مشاعرہ پر دو آتشہ غزل

(رسول قدنی)

مولانا اڈیٹر صاحب دام ظلکم۔ السلام علیکم
اہل حدیث میں آپ کا قادیانی مشاعرہ دیکھ کر میری رال ٹپکی کہ میں بھی اس پاک مجلس میں شریک ہوں۔

قادیان میں جو ڈھلی تازہ مشین قدنی
لے اڑی چرخِ چہارم پہ زمین قدنی
مہدوی عیسوی دعوے ترے مٹی میں ملے
گھڑ کے لا اور کوئی لعبتِ چین قدنی
دفن تو ہوں گے مدینہ میں مسیح موعود
تجھ کو پھر کیسے پسند آئی زمین قدنی
کو رے دعوے سے مسیحائی تو ثابت نہ ہوئی
معجزے بھی تو دکھانا تھا کمین قدنی
اف رے تیری یہ تعلیٰ یہ خدائی دعوے
قبر مرزا کی الٹ نہ زمین قدنی
مبتلائے مرضِ جہلِ مرکب ہو کر
اپنا سر پیٹتے ہیں پیرو دینِ قدنی
شور و غل کیا ہے یہ بے کار مسیح قدنی
خبط میں تو ہے گرفتار مسیح قدنی
دستخط قادرِ مطلق کے ہیں جن مسلوں پر
ہم بھی دیکھیں تو وہ طومار مسیح قدنی
لے گیا حسرت دل عقد ثریا بیگم
ساری کوشش گئی بے کار مسیح قدنی

وہی مومن وہی مسلم وہی اللہ کا دوست
کرتا ہے دل سے جو انکار مسیح قدنی
حوضِ کوثر کی تو گھر بیٹھے ملی تھی ڈگری
کیوں مرا ہیضہ میں ناچار مسیح قدنی
ہو چکا فیصلہ سو بار حق و باطل کا
اب یہ ناحق کی ہے تکرار مسیح قدنی
کبھی کہتا ہے مسیحا ہوں کبھی ہوں میں کرشن
طرفہ معجون ہے گفتارِ مسیح قدنی
کوئی بھی بات مسیحا تری پوری نہ ہوئی
یہی بس ہے تری پہچان مسیح قدنی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ فروری ۱۹۲۳ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۴)

قادیانی مجدد! سبحان اللہ

جناب مولوی دوست محمد پنجابی، مدراس سے لکھتے ہیں:

عرصہ ہوا مجھے لاہور میں ایک دن ٹھہرنے کا اتفاق ہوا انہی دنوں قادیان کے خلیفہ میاں محمود صاحب بھی وہیں تھے میرے ایک احمدی دوست نے مجھے مجبور کیا کہ میں خلیفہ صاحب سے ملوں۔ ان کے اصرار پر جانا پڑا جب ان کے (خلیفہ کے) جائے قیام پر پہنچے تو وہ نماز مغرب پڑھ رہے تھے مجھے خیال آیا کہ یہاں تو احمدیوں کے بڑے بڑے علماء کا مجمع ہے اس کے سوا ایک اور بات بھی تھی جو میرے احمدی دوست نے مجھ سے کہی تھی کہ کالجوں کے بڑے بڑے پروفیسر آتے ہیں اور لاجواب ہو جاتے ہیں اس سے بڑا رعب ڈالنا اس کا مقصد تھا میں نے بارگاہ رب العالمین میں دعا کی کہ خدایا اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو میری اس طرف رہنمائی کر اور اگر مرزا غلام احمد صاحب اپنے دعاوی میں جھوٹے ہیں تو پھر تو ہی ہماری مدد فرما۔ چونکہ یہ دلی دعا تھی اور تھی بھی مخلصانہ خداوندکریم نے اس وقت ایسے مجمع میں ہماری ایسی مدد کی کہ میں خود حیران تھا اور

میرے ساتھی بھی ہمیشہ فخر یہ اس واقعہ کا ذکر کیا کرتے ہیں جو یہ ہے۔

خلیفہ صاحب کے سامنے بیٹھنے تک میں یہ فیصلہ تو کر سکا کہ کس مضمون پر ان سے گفتگو کروں پہلے ایک خواب جس میں احمدیوں کی مسجد کا رخ قبلہ کی طرف ہونے کی بجائے جنوب کی طرف دیکھا تھا اس کی تعبیر پوچھی انہوں نے کہا کہ خواب برعکس ہوتے ہیں میں نے کہا تب شمال ہوا۔ تھوڑی سی اور گفتگو کے بعد مجھے اب اصل موضوع کی طرف رجوع کرنا تھا اچانک خیال آیا کہ ان سے مجدد کی حقیقت پوچھوں۔ گفتگو تو بہت طویل ہے مگر جس غرض سے میں نے ذکر لکھا ہے مختصراً وہ لکھے دیتا ہوں میں نے پوچھا کہ مجدد کیوں آتے ہیں اور ان کا کام کیا ہوتا ہے۔ خلیفہ صاحب نے کہا کہ مردہ شریعت کو زندہ کرنا۔ پھر میں نے پوچھا مرزا صاحب نے کون سی مردہ شریعت زندہ کی؟ انہوں نے کہا کہ وفات مسیح کا مسئلہ مسلمانوں میں مردہ شریعت ہے سارے مسلمانوں کا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسی زندہ آسمان پر ہیں۔ میں نے کہا اگر یہی مسئلہ ہے تو سرسید نے پہلے اس مسئلہ کو چھیڑا وہ مجدد ہوئے انہوں نے کہا کہ مرزا صاحب نے اس کے سوا غیر مذاہب کی تردید کی (سرسید نے بھی کی ہے خطبات احمدیہ دیکھو۔ اڈیٹر اہل حدیث) اور ان سے مناظرے کئے۔ ان کے جواب میں کئی کتابیں لکھیں تب میں نے کہا کہ مرزا صاحب سے بھی کسی نے زیادہ مناظرے کئے ہوں اور غیر مذاہب کے جواب میں کتابیں لکھی ہوں تو پھر وہ مجدد ہوئے، مثلاً مولانا ثناء اللہ صاحب کی خدمات دین کے مقابلہ میں مرزا صاحب کی کوشش کی جس میں ان کے ساتھ چند لاکھ مریدوں کی مالی مدد بھی ہے کچھ حقیقت نہیں رکھتی تو آپ کے اس اصول سے مرزا صاحب تو مجدد نہ ہوئے بلکہ مولانا ثناء اللہ صاحب اس زمانے کے مجدد ہوئے۔ اس کے بعد میں نے پوچھا کوئی بات ایسی بتاؤ کہ جو اسلام میں مردہ شریعت ہو اور مرزا صاحب نے اسے زندہ کیا ہو (نماز میں رفع یدین عند الرکوع سنت متروکہ ہے مرزا صاحب اس سنت کو مانتے تھے مگر اس پر عمل کر کے اس معمولی سنت کو زندہ نہ کر سکے تو کسی بڑی مشکل سنت کو کیا کرتے۔ اڈیٹر) مگر خلیفہ صاحب مجبور تھے کہ کیا پیش کریں یہی کہتے رہے کہ لاکھوں ہیں اس کے بعد اور بھی گفتگو رہی مگر چونکہ اس کو میرے اس مدعا سے تعلق نہیں چھوڑ دیا ہے غرض میری یہ ہے کہ آپ کے مجدد زمانہ ہونے کا ثبوت مخالف کے پیش کردہ اصول سے ان کے سامنے میں نے کیا تھا، اب اگر

وہ اپنے ذاتی فائدہ کو مدنظر رکھ کر آپ کا مجدد وقت ہونا نہ تسلیم کریں تو ان کی قسمت۔
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ فروری ۱۹۲۳ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۴)

حجة الله البالغة فی تفسیر آیة انه لعلم للساعة

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

سورہ زخرف میں ہے:

و لمّا ضرِب ابن مریم مثلاً اذا قومك منه یصدّون۔
و قالوا ء آلهتنا خیر ام هو، ما ضربوه لك الا جدلا، بل هم قوم خصمون۔
ان هو الّا عبد انعمنا علیه و جعلناه مثلاً لبنی اسرائیل۔
و لو نشاء لجعلنا منکم ملائکة فی الارض یخلفون۔
و انه لعلم للساعة فلا تمترن بها و اتبعون۔
هذا صراط مستقیم (الزخرف: ٥٧-٦١)

ترجمہ: جب بیان کیا جاتا ہے

ابن مریم مثال کے طور پر تو قوم تیری اس سے تالیاں بجاتے ہیں اور کہتے ہیں معبود ہمارے بہتر یا وہ۔ نہیں بیان کرتے اس کو واسطے تیرے یہ بات مگر جھگڑنے کو بلکہ وہ قوم ہیں جھگڑالو۔ نہیں وہ مگر بندہ کہ انعام کیا ہم نے اوپر اس کے اور کیا ہم نے اس کو نمونہ واسطے بنی اسرائیل کے اور اگر چاہتے ہم البتہ کرتے تم سے فرشتے کہ بیچ زمین کے جائے نشین ہوتے (و انه لعلم للسّاعة) اور تحقیق علامت قیامت کی ہے پس مت شک لاؤ ساتھ اس کے اور پیروی کرو میری یہ ہے راہ سیدھی)

مرزا صاحب قادیانی۔ ازالہ اوہام طبع ۱۳۰۸ صفحہ ۴۲۴ پر لکھتے ہیں:

حق کی بات یہ ہے کہ انہ کا ضمیر قرآن شریف کی طرف پھرتا ہے اور آیت کے یہ معنی ہیں کہ قرآن شریف مردوں کے جی اٹھنے کے لئے نشان ہے کیونکہ اس سے مردہ دل زندہ ہو رہے ہیں قبروں میں گلے سڑے ہوئے

باہر نکلتے آتے ہیں اور خشک ہڈیوں میں جان پڑتی جاتی ہے۔

۲۔حمامۃ البشری طبع ۱۳۱۱ھ کے صفحہ ۹۰ پر لکھتے ہیں:

پس جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے یوں کہا ہے و انه لعلم للسا عة یعنی وہ البتہ ساعت ہے قیامت کی اور نہیں کہا انه سیکو ن علما للسا عة یعنی تحقیق وہ ہوگا علم واسطے قیامت کے پس آیت دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ تحقیق وہ علامت ہے قیامت کی ۔اس وجہ سے جو اس کو بالفعل حاصل ہے اور وہ بے پدر تولد نا ہونا ہے عیسی کا بغیر باپ (لاہوری پارٹی کے احمدی مرزا صاحب کے اس فیصلے کو یاد رکھیں کہ حضرت عیسی بے باپ تولد ہوئے تھے۔اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) کے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ تحقیق ایک فرقہ یہود میں سے یعنی صدوقین منکر تھے قیامت کے وجود سے پس خبر دی اللہ نے ان کو اوپر زبان بعض انبیاء کی کے کہ تحقیق ان کی قوم میں سے ایک لڑکا پیدا ہوگا بغیر باپ کے ۔اور یہ ہوگا نشان واسطے ان کے اوپر وجود قیامت کے ۔پس اس کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں کہ و انه لعلم للسا عة اور اسی طرح بیچ آیت و لنجعله آ یة للنّاس کے یعنی واسطے فرقہ صدوقین کے ۔

نوٹ: یہ معنی پہلے معنی کے خلاف ہیں کیونکہ پہلے معنی میں قرآن مجید کو علامت قرار دیا ہے اور دوسرے قول میں تولد مسیح کو بتایا ہے

۳۔اعجاز احمدی طبع نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں:

ساعۃ سے مراد اس جگہ وہ عذاب ہے جو حضرت عیسی کے بعد طیطوس رومی کے ہاتھ سے یہودیوں پر نازل ہوا تھا اور خود خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں سورہ بنی اسرائیل میں اس ساعت کی خبر دی ہے اسی آیت کی تشریح اس آیت میں ہے کہ مثلا لبنی اسرائیل یعنی عیسی کے وقت سخت عذاب سے قیامت کا نمونہ یہودیوں کو دیا گیا اور ان کے لئے وہ ساعت ہوگئی قرآنی محاورہ کی رو سے ساعۃ عذاب ہی کو کہتے ہیں سو خبر دی گئی تھی کہ یہ ساعۃ حضرت عیسی کے انکار سے یہودیوں پر نازل ہوگی پس وہ نشان ظہور میں آ گیا اور وہ ساعۃ یہودیوں پر نازل ہوگئی اور نیز اس زمانہ میں طاعون بھی

ان پر سخت پڑی اور درحقیقت ان کے لئے وہ واقعہ قیامت تھا جس کے وقت لاکھوں یہودی نیست و نابود ہو گئے اور ہزارہا طاعون سے مر گئے اور باقی ماندہ بہت ذلت کے ساتھ متفرق ہو گئے قیامت کبریٰ تو تمام لوگوں کے لئے قیامت ہو گی مگر یہ خاص یہودیوں کے لئے قیامت تھی اس پر ایک اور قرینہ قرآن شریف میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

انّه لعلم للسّا عة فلا تمتر نّ بها یعنی اے یہودیوں عیسے کے ساتھ تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ قیامت کیا چیز ہے اس کی مثل تمہیں دی جائے گی

یعنی مثلاً لبنی اسرا ئیل وہ قیامت تمہارے سر پر آئے گی اس میں شک نہ کرو۔

نوٹ: اس حوالہ میں کچھ اور ہی راگ الاپا ہے

یہ تو ہوئے نبی صاحب کے اقوال اب سنیئے امتیوں کے مولوی سید محمد احسن امروہی۔ اپنے رسالہ اعلام الناس حصہ دوم صفحہ ۶۰۵ پر لکھتے ہیں

اور آیت دوم میں تسلیم کیا کہ ضمیر انہ طرف قرآن مجید یا آنحضرت ﷺ کے راجع نہیں حضرت عیسی ہی کی طرف راجع ہے تو اس کے ظاہری معنی یہی ہیں کہ حضرت عیسی کا بغیر باپ (اب مولوی صاحب موصوف مولوی محمد علی لاہوری کے ہم خیال اور مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے سے منکر ہیں۔ اڈیٹر) کے پیدا ہونا مفید ہے علم ساعۃ کو یا حضرت عیسی کا مردوں کو زندہ کرنا جو دلالت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے احیاء موتی پر قیامت میں دلیل و موجب علم ہے بعث ونشر قیامت کے وغیرہ وغیرہ کے

نوٹ: مولوی صاحب باوجود مرید ہونے مرزا صاحب کے قول کو صاف لفظوں میں رد کرتے ہیں اور اپنے معانی میں ایک معنی نئے پیدا کرتے ہیں

اقول: مرزا صاحب قادیانی نے ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۱ء میں قرآن شریف کی طرف یہ ضمیر پھیری ہے اور ۱۳۱۱ھ میں مطابق ۱۸۹۴ء اس آیت سے مراد وہ تباہی اور طاعون اور عذاب لیا ہے جو طیطس رومی حاکم کے ہاتھوں ۷۰ عیسوی میں یہودیوں پر آیا اور مولوی سید محمد احسن امروہی اس آیت سے مراد حضرت عیسی کا بغیر باپ کے پیدا ہونا اور حضرت مسیح کا مردوں کو زندہ کرنا لیتے تھے۔

اب میں آیت و انه لعلم للسا عة کی صحیح تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس کی روا یتوں سے ذیل میں درج کرتا ہوں اور حضرت عبد اللہ بن عباس کی نسبت مرزا صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ آپ قرآن کریم کے سمجھنے میں اول نمبر والوں میں تھے (ازالہ اوہام۔ص ۲۴۷)

روایت نمبر ا : مسند احمد جلد ا صفحہ ۳۱۷۔۳۱۸۔ ابن کثیر جلد ۹ صفحہ ۱۴۴ در منثور جلد ۶ صفحہ ۲۰ اور تفسیر ترجمان القرآن جلد ۱۴ میں لکھا ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا (انه لعلم للسا عة) یہ تشریف لانا ہے عیسی بن مریم کا قبل روز قیامت کے۔

روایت نمبر ۲۔ درمنثور جلد ۶ صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے:

فرمایا سعید بن منصور و مسدد وعبدبن حمید وابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا یہ نکلنا حضرت عیسی کا ہے روز قیامت سے پہلے۔

روایت نمبر ۳۔ تفسیر ابن جریر جلد ۲۵ صفحہ ۴۸ پر لکھا ہے:

کہا ابن عباسؓ نے بیچ تفسیر آیت انه لعلم للسا عة کے کہ یہ نازل ہونا حضرت عیسی ابن مریم کا ہے

روایت نمبر ۴۔ عن ابن عباس انه لعلم للسا عة قال خروج عیسی قبل یوم القیامة رواه احمدو حاکم۔

(ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت وانہ لعلم للساعۃ کے یہ ہیں کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسی خروج کریں گے۔

(رسالہ المسیح الموعود الامام المہدی المسعود حصہ اول مولفہ مولوی نظام الدین احمدی ص ۴۰)

نوٹ : ان چار روایتوں سے معلوم ہوا کہ آیت انه لعلم للسا عة کی تفسیر میں ابن عباس نے یہی فرمایا ہے کہ حضرت مسیح ناصری نازل ہوں گے

تفسیر ابن کثیر جلد ۹ صفحہ ۱۴۶ اور ترجمان القرآن جلد ۱۴ صفحہ ۶۲ پر لکھا ہے:

قول صحیح یہ ہے کہ حضرت عیسی کی طرف پھرتی ہے اس لئے کہ سیاق کلام انہیں کے ذکر میں ہے پھر مراد اس سے اون کا نزول ہے قبل قیامت کے

جیسا کہ کہا اللہ تعالیٰ نے اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے یعنی موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا عیسیٰ اون پر گواہی دینے والا اس معنی کی موید دوسری قرأت و انه لعلم للساعة ہے یعنی وہ علامت ونشانی و دلیل ہیں قیامت کے وقوع پر مجاہد نے کہا یعنی نشانی ہے واسطے قیامت کے خروج حضرت عیسیٰ کا قبل روز قیامت کے اور اسی طرح حضرت ابو ہریرہ وحضرت ابن عباس وابو العالیہ وابو مالک وعکرمہ وحضرت حسن وقتادہ وضحاک وغیرھم سے بھی مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے حدیثوں سے تواتر ہوا ہے اس بات پر کہ آپ نے حضرت عیسیٰ کے نزول کی خبر دی ہے قبل روز قیامت کے کہ وہ امام عادل و حکم مقسط ہو کر اتریں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ فروری ۱۹۲۳ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۱۴ ص ۱۱۔۱۲)

احمد اور محمد

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی نیرنگیوں کے تو ہم عرصہ سے قائل ہیں مگر قادیانی امت کی لاہوری پارٹی کی نیرنگیاں عجیب تر ظہور پذیر ہو رہی ہیں جسکا نمونہ اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۲ جنوری میں دکھایا گیا ہے

مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور یہ کی تقریر تھی کہ آنحضرت ﷺ پہلے احمد تھے۔ بعد میں محمد ہوئے۔ اس پر لکھا گیا کہ آنحضرت ﷺ کا نام والدہ نے محمد ﷺ رکھا تھا۔ آنحضور ﷺ نے تعلیم اسلام شروع کرتے ہی کلمہ اسلام یوں بتایا لا اله الا الله محمد رسول الله

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا نام محمد پہلے ہے، احمد پیچھے۔ اس پر لاہوری پارٹی کا اخبار پیغام صلح پہلے تو اہل حدیث کی سخت ہتک اور توہین کرتا ہوا یوں گویا ہوتا ہے

اہل حدیث حضرت امیر کی تقریر پر تنقید کرتے ہوئے میاں محمود احمد صاحب کے سامنے زانوئے ادب تہ کرتا ہے (۱۷ جنوری ۱۹۲۳ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

زانوئے ادب تہ کرنا اون لوگوں کا فرض ہے میاں محمود قادیانی جن لوگوں کے پیشوا کا بیٹا ہے جب وہ ہی اس کو غالی احمق، فاسق، فاجر اور اس کی خلافت کو خلافت یزید یہ وغیرہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں تو کسی دوسرے سے کیا امید کہ وہ اس کے آگے زانوئے ادب تہ کرے۔ یہ تو پیغام کی محض غلط گوئی ہے

ہاں اگر اس کا نام زانوئے ادب تہ کرنا ہے جو اہل حدیث کے نزدیک سراسر تحقیق حق پر مبنی ہے کہ میاں محمود اصل تعلیم مرزا پر ہے تو معاف فرمایئے ایسا کہنے سے اہل حدیث کبھی نہیں رک سکتا جب کہ حدیث شریف میں آ چکا ہے رحم الله عمر يقول حقا ولو كان مرا خدا عمر پر رحم کرے یہ سچ کہہ دیتا ہے چاہے کڑوا ہو۔

خیر اصل مضمون کا جواب دیتا ہوا پیغام صلح لاہور لکھتا ہے:

> ہم اس مولوی فاضل کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ، احمد، اور محمد کے معنوں کی رو سے آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی زندگی گویا اسم احمد کی مظہر تھی کہ مکہ میں آپ شان جمالی سے زندگی بسر کرتے تھے اور مدنی زندگی اسم محمد کی مظہر کہ مدینہ پہنچ کر آپ کے اندر شان جلالی بھی پیدا ہو گئی تھی
>
> اس سے کب لازم آیا کہ آپ کا اسم مبارک محمد نہ تھا یا والدین نے یہ نام نہ رکھا تھا بات تو حضور ﷺ کی زندگی کے دو حصوں کے متعلق ہے پہلا حصہ احمد یت کا مظہر ہے دوسرا محمد یت کا اور ان کا تقدم تاخر ظاہر ہے عیاں را چہ بیان مگر معلوم نہیں مولوی فاضل صاحب اس معمولی بات کو کیوں نہیں سمجھتے
>
> (پیغام صلح لاہور ۱۷ جنوری ۱۹۲۳ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آپ کے اس جواب کا خلاصہ یہ ہوا نہ کہ آنحضرت ﷺ کا اسم گرامی محمد تھا تو زندگی کے پہلے حصے میں مگر اسکا اثر اور کام ظاہر ہوا زندگی کے دوسرے حصے میں۔ اور احمد تھا تو پیچھے مگر اثر اس کا ظاہر ہوا پہلے۔ تو کیا ہم اس کی مثال میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ

اڈیٹر پیغام جو بی اے ہیں ان کی کالج کی تعلیم پہلی زندگی میں تھی جب وہ پرائمری میں پڑھتے تھے اور پرائمری کی تعلیم زندگی کے اوس حصے میں تھی جب وہ کالج میں داخل تھے اس مثال کو جو شخص سچا جانے اوس کو چاہیے کہ سید ھابریلی کا ٹکٹ ریل خریدلے یا بالفاظ دیگر اپنے دماغ کا علاج کرائے۔

اے جناب بی اے صاحب! آپ اتنا تو سوچیں کہ بقول آپ کے اور آپ کے مجدد مرزا صاحب کے آنحضرت ﷺ کی سیاست ملکی جنگ و جہاد اور فتوحات وغیرہ اسم گرامی محمد کے اثر تھے تو کیا امر مانع تھا کہ خدا کی طرف سے یہی امر ظاہر ہوتا کہ آنحضور کا نام والدہ احمد رکھیں۔اور مدینہ شریف میں پہنچ کر آپ کا نام محمد مشہور ہوجاتا جب یہ نہیں ہوا تو آپ کو اس ماننے میں کون امر مانع ہے کہ آپ حسب ترتیب زمانہ اسم گرامی محمد کا اثر مکی زندگی میں تسلیم کریں اور احمد کا اثر مدنی زندگی کو مانیں

ناظرین! حیران ہوں گے کہ اس میں کون سی فلاسفی رکھی ہے کہ لاہوری پارٹی کے حضرت امیر صاحب اور اون کا اخبار اور اخبار کا ایک بی اے اڈیٹر اسی پرزور دیتا ہے کہ یونہی ہے کہ اسم احمد کا اثر پہلے ہوا ہے اور محمد کا پیچھے ہم کچھ تو ۱۲ جنوری کے اہل حدیث امرتسر میں اس کی تہ کی طرف اشارہ کر چکے ہیں آج اسکو ذرا واضح کر کے بتاتے ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھاہے جس کی عبارت اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۲۳ء میں نقل ہو چکی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت میں جمال اور جلال دونوں تھے جمال سے انکی مراد مخالفوں کی تکالیف کو برداشت کرنا ہے اور جلال سے مراد ان کا جواب دینا یعنی حکومت وسیاست جہاد وغیرہ چونکہ برداشت کی زندگی مقدم تھی جو مکہ معظّمہ میں تھی اسلئے وہ اسم احمد کا ظہور تھا اور جو مدینہ طیبہ میں جلالی زندگی تھی وہ محمد کا اثر تھا اس مرزائی دعوی کو نباہنے کی ساری کوشش ہو رہی ہے۔

اچھا اب یہ سوال باقی ہے کہ مرزا صاحب کو اس عکس القضیه کرنے کی کیا ضرورت تھی۔اگر وہ بترتیب واقعہ ہی مان لیتے کہ اسم محمد جمالی ہے اور اسم احمد جلالی، تو نہ تو ترتیب بدلتی نہ اعتراض ہوتا۔پھر مرزا صاحب قادیانی کو کیا بھڑکانا تھا کہ انہوں

نے خواہ مخواہ اپنے آپ کو مورد اعتراض بنایا۔

اس کا جواب دینا اور سمجھنا بہت ضروری ہے پس بغور سنئے :

مرزا صاحب کا نام تھا غلام احمد، مگر آپ کو شوق غالب ہوا کہ میں غلامی سے نکل کر کسی طرح احمد بن جاؤں اس لئے سوچتے سوچتے یہاں پہنچے کہ حضرت عیسی نے جو بطور پیش گوئی فرمایا تھا یأتی من بعدی اسمه ا حمد (یعنی میرے بعد جو رسول آئے گا اس کا نام احمد ہوگا) یہ احمد میں ہوں چنانچہ آپ نے اپنے ازالہ اوہام میں اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق بتایا جس کی عبارت اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۲۳ء میں نقل ہوئی ہے۔

اس پر سوال ہونے لگے کہ آپ جب احمد رسول ہیں تو جو کام پیارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ نے (جن کا نام ہم احمد جانتے ہیں) کئے ہیں مثلاً ملکی فتوحات حکومت سیاست وغیرہ وہ آپ بھی کیجئے تو آپ نے اس سوال کو اٹھانے کیلئے یہ بات بنائی کہ یہ کام اسم احمد کے اثر سے نہیں ہوئے احمد کو جمالی (برداشت کا) نام تھا بلکہ یہ کام اسم محمد کے اثر سے ہوئے ہیں میں احمد ہوں اس لئے دشمنوں کے مصائب برداشت کرتا ہوں محمد نہیں ہوں جو سیاست اور حکومت کروں۔

بس یہ ہے دراصل ساری بحث کا مدار کار اور مرزائی لکیر جس کو قادیانی امت کی دونوں بلکہ ساری پارٹاں پیٹ رہی ہیں لیکن کیا ان کے پیٹنے سے یہ ٹیڑھی لکیر سیدھی ہو جائے گی اس کا جواب وہی ہے جو ایک عربی شاعر نے کہا جب اس نے ایک بڑھیا عورت کو دیکھا کہ بازار جا رہی ہے پوچھا بڑی بی! کہاں جاتی ہو۔ اس نے کہا میں عطار کے ہاں وسمہ لینے جاتی ہوں پوچھا کیا کرو گی بتایا سر سے سفید بالوں کو لگاؤں گی۔ اس پر شاعر نے کہا

تروح الی العطار تبغی شبابها
و لن یصلح العطار ما افسد الدهر

یعنی جو چیز اپنی عمر کے لحاظ سے خراب ہو چکی ہے اس کو عطار کبھی درست نہ کر سکے گا

یہی حال ہے ہمارے پنجابی نبی کی احمدیت کا ہے جس پر مولوی سعد اللہ لدھانوی مرحوم نے کیا اچھا شعر کہا تھا

غلامی چھوڑ کر احمد بنا تو۔ رسولِ حق باستحکام مرزا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ فروری ۱۹۲۳ء مطابق ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۱۵ ص ۱۔۲)

کھلا نوٹس بنام مولوی عصمت اللہ نو احمدی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اگر آپ وہی عصمت اللہ ہیں جن کا وطن موضع اڑمڑ ضلع ہوشیار پور ہے اور ایک زمانہ مدرسہ اسلامیہ ہوشیار پور میں معلم تھے اوس سے بعد دیہاتی بنکوں میں نوکر ہوئے پھر وہاں سے بھی کسی خاص.. سے الگ ہوئے۔ اگر آپ وہی عصمت اللہ ہیں جو دفتر اہل حدیث سے مبلغ ۵۶ روپے کی کتابیں بوعدہ ادائیگی لے گئے تھے۔ اور اگر آپ وہی عصمت اللہ ہیں جو ریل گاڑی میں ایک دفعہ ملے تھے اور تقاضا کرنے پر رقم ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا جسے آج سال ہا سال ہو گئے ہیں۔ اتنے عرصہ میں آپ کا کہیں پتہ نہ چلا صرف محمد حسن خان صاحب سوداگر لونگی ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور سے آپ کا پتہ چلا تھا تو اون کی معرفت آپ کو تقاضا بھیجا گیا تھا۔

اب چونکہ آپ لاہور کی جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر اخباری حیثیت میں نمایاں ہوئے ہیں مگر مقام کا پتہ پھر بھی نہیں بتایا، اس لئے بذریعہ کھلے نوٹس کے آپ کو یاد دلا کر مذکورہ رقم کا تقاضا کیا جاتا ہے آپ کے تبدیل مذہب سے خیال ہوتا ہے کہ دل میں خوف خدا رکھتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ حقوق بندگان ادا کرنے کا بھی آپ کو خیال ہوگا پس آپ نوٹس دیکھتے یا سنتے ہی دفتر اہل حدیث کا حق ادا کریں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ۔ ابوالوفاء ثناءاللہ مالک دفتر اہل حدیث امرتسر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ فروری ۱۹۲۳ء مطابق ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۱۵ ص ۲۔۳)

دو نئے نبی

مرزا محمود جواب دیں

جناب مولانا ابوالمحمود ہدایت اللہ سوہدروی سکرٹری انجمن اہلحدیث وزیرآباد لکھتے ہیں:

جب کوئی بنجر یا شور علاقہ قابل زراعت ہوتا ہے تو یہ ناممکن ہے کہ صرف ایک ہی گاؤں میں پیداوار ہو اور باقی تمام علاقہ باوجود قابلیت زراعت کے بھی ویران پڑا رہے۔

پنجاب میں نبوت کی آب پاشی ہوتے ہی قصبہ قادیان کی اول نمبر زمین بہت جلد بارآور ہوئی اور ختم نبوت کے دیرینہ قفل پر ایسے ایسی کاری ضرب پڑی کہ قفل پاش پاش ہو گیا دروازہ کھلتے ہی (یا اندر سے تخم رسالت بوتے ہی اندر سے) ان اوصاف ومدارج کا پیغمبر نمودار ہوا کہ جو کہ تمام نبیوں کا چاند تھا (انجام آتھم ص ۵۸) پیغمبری کیا چیز ہے وہ خدا کا مسل نویس ہو گیا خدا کا بیٹا ہو گیا (البشریٰ۔ج ا ص ۴۹) خدا کی توحید ہو گیا (اربعین نمبر ۳) بلکہ یقیناً خدا ہو گیا پھر اس نے زمین آسمان پیدا کئے اور فرمایا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح (آئینہ کمالات اسلام۔ ص ۵۶۴۔۵۶۵)

دستخط قادر مطلق تری مسلوں پہ کرے
اللہ اللہ یہ تری شان رسول قدنی

(الفضل قادیان ۱۶۔اکتوبر ۱۹۲۲ء)

پنجاب میں نبوت کی آبپاشی تو ہو ہی چکی تھی آخر ہلکی اراضی سے تخم رسالت نے اپنی شاخیں نکالیں بے قفل دروازہ پھر کھلا تو ایک کی بجائے دو مرسل ہم گنہ گاروں کے سامنے ہیں۔

پہلے حضرت معراج کی ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے نام کے نبی بخش لقب یوسف الصدیق آپ کے پاس ۲۷ سال سے جبریل حاضر ہو رہے تھے اب متواتر وحی

نے آپ کی مصلحت کی بنیادوں کو متزلزل کر دیا تو چند ایک اشتہارات کے ذریعہ تبلیغ رسالت میں کود پڑے۔

دوسرے حضرت گنا چور ضلع جالندھر پنجاب کے باشندے نام کے عبد اللطیف لقب خدا کا نبی اور رسول اور مہدی۔ آپ کی نبوت کی بشارت آنحضرت ﷺ دانیال نبی و ولی نعمت اللہ ابن عربی اور مسیح قادیانی نے دی ہے آپ بہت بڑے پایہ کے پیغمبر ہیں۔

اب میاں محمود صاحب اور جماعت قادیان سے صرف ایک سوال ہے کہ جب نبوت کا دروازہ کھل گیا اور اس دروازہ سے آنے والے ایک شخص مرزا صاحب کو آپ نے پیغمبر برحق تسلیم کر لیا تو یہ جو دو حضرات اسی دروازہ سے نکل کر مدعیان نبوت ہوئے ہیں ان کو مرسل ربانی تسلیم کرنے میں آپ کو کیا عذر ہے؟ ہر دو مدعیان کے اشتہارات دیکھ کر جواب دیں یہ نہ ہو کہ

جو دیکھا عکس آئینہ میں گھبرا کر وہ یوں بولے
ارے تو کون ہے ہٹ سامنے سے کیوں مقابل ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ فروری ۱۹۲۳ء مطابق ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۱۵ ص ۳)

میں حیدر آباد میں کیا کر رہا ہوں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:

حیدر آباد دکن اور اسکے مضافات میں چپکے چپکے قادیانی تحریک پھیل رہی ہے جس کی وجہ سے اچھی ایک بھاری تعداد جماعت قادیانی (مرزائی) ہو چکی ہے اس لئے احباب دکن کی خواہش تھی کہ میں اس طرف پہنچوں حالانکہ تصنیفات پہنچ سکتی ہیں مگر احباب کا خیال تھا کہ بہت سے لوگ تصنیفات سے مستفید نہیں ہو سکتے چنانچہ وہ وقت آ گیا جو علم الٰہی میں میرے سفر دکن کے لئے مقرر تھا کہ میں ۱۳ جنوری کو گھر سے نکل کر بذریعہ ڈاک ۱۶ جنوری کو سکندر آباد (حیدر آباد) پہنچا دہلی سے مولوی محمد صاحب اور امرتسر سے مولوی محمد امین صاحب میرے ساتھ پہنچے جلسہ ہائے وعظ کئی ایک ہوئے جن

کا ذکر یہاں (حیدرآباد) کے مقامی اخبارات میں ہوتا رہا وہ جلسے کس غیرمعمولی رونق کے تھے؟ اور ان میں کیا بیان ہوتا ہے بطور نمونہ ایک جلسہ کا بالاختصار ذکر رہبر دکن سے نقل کیا جاتا ہے۔

پرسوں شب حسن اعلان نواب فیاض علی خان صاحب کی ڈیوڑھی کے صحن میں بصدارت مولوی محمد صاحب دہلوی ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مرزا صاحب کی نبوت پر ایک مبسوط تقریر کی ۷۔۸ ہزار آدمیوں کا مجمع تھا مولوی صاحب موصوف نے اپنی تقریر اقسام توحید کی تشریح فرمائی بتایا کہ توحید دو قسم کی ہے ایک توحید ذات دوسری توحید عبادت ہندوستان میں بہت سے ایسے فرقے ہیں جن میں سے کسی میں توحید ایسی مکمل شکل میں نہیں پائی جاتی جیسی کہ اسلام میں ہے ہندوؤں میں شرک عبادت وشرک توحید ذات دونوں پایا جاتا ہے نصرانیوں میں بھی شرک عبادت وشرک ذات ہے کہ خدا، خدا کے بیٹے، اور روح القدس کو ایک سمجھنے اور ان سب کی عبادت کرنے کی تلقین کی گئی ہے آریہ سماج کی تعلیم شرک عبادت سے بری ہے لیکن شرک ذات یہاں بھی موجود ہے کہ وہ خدا، اور ارواح کو برابر قدیم مانتے ہیں گویا مادہ اور روح پہلے سے موجود تھے اور خدا بھی جو پہلے سے موجود تھا اس نے ان دونوں کو ترکیب دے کے اس کائنات کو پیدا کر لیا لیکن اسلام ایک ایسی ذات واحد کا قائل ہے جو خود مادہ اور ارواح کا بھی خالق ہے اور اس طرح مسلمانوں کا خدا آریہ عقیدہ کے خدا پر ترجیح رکھتا ہے کہ کامل الاختیار ہے اور مادہ اور ارواح کا محتاج نہیں

اس کے بعد آپ موضوع بحث پر اس طرح آئے کہ پنجاب کو بھی ایک ایسے نبی کے پیدا کرنے کا فخر ہے جو اپنے آپ کو خدا میں شامل بلکہ خود خدا دیکھتے ہیں اور پھر ثبوت کے لئے یہ کہتے ہیں کہ میں نے آسمان بھی بنائے اور ستارے بھی بنائے وغیرہ، مولانا نے اثناء تقریر میں مرزا صاحب کے ہر دعوی کی عبارت خود مرزا صاحب کی کتابوں سے پڑھ کر سنائی اور مزید

تصدیق کے لئے خود بھی نہ پڑھی بلکہ کتاب کو اوروں کے حوالہ کیا کہ وہ خود حاضرین کو بلند آواز سے سنا دیں

اس کے بعد آپ نے مرزا صاحب کے ان الہامات پر بحث فرمائی جو آپ کی وفات اور پیدائش سے متعلق ہیں اور مولانا کا بیان اس موقع پر نہایت ظریفانہ اور دل نشین تھا آپ نے مرزا صاحب کی کتابوں سے الہام کی عبارت پڑھی اور پڑھوائی تین جگہ اپنی عمر کی نسبت مرزا صاحب نے پیش گوئی فرمائی ہے ایک جگہ تو خدا نے آپ سے بذریعہ الہام فرمایا کہ آپ کی عمر ۸۰ یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ ہوگی اور دوسرے دو معاونی الہاموں سے مرزا صاحب کی عمر کا تعین ۶۷ سے ۸۶ تک کیا گیا ہے مولوی صاحب نے اول تو حاضرین کی توجہ نفس الہام کی جانب مبذول کرائی کہ اس سے خود خدا کے علم پر حرف آتا ہے گویا اس نے خود اپنے ذہن میں ابھی تک یہ قرار نہیں دیا ہے کہ مرزا صاحب کی عمر ٹھیک کیا ہوگی حالانکہ آنحضرت ﷺ نے جنگ بدر کے وقت پیش گوئی فرمائی تھی کہ ابوجہل فلاں جگہ مر کر گرے گا وہ وہیں مرا سر موفرق نہ ہوا۔ خدا اپنے نبی کی سچائی کے ثابت کرنے کے لئے جن چیزوں کو حجت قرار دیتا ہے وہ کبھی غلط نہیں ہوسکتیں اور نہ ان میں اس قدر تذبذب ہوتا لیکن اگر اس الہام کو دستور اللہ کے مطابق بھی مان لیا جائے کہ خدا نے ایسا ہی فرمایا تھا تو آپ کی عمر ۶۷ سے ۸۶ کے درمیان کسی ایک سال پر پہنچ کر ختم ہونی چاہیے تھی لیکن یہ بھی پورا نہ ہوا آپ کو گیارہ سال قبل ہی موت آ گئی گویا ۶۶ برس میں عمر کا حساب مولوی صاحب موصوف نے احمدی کتابوں میں اور خود مرزا صاحب کے بتائے ہوئے سنہ سے لگایا اور یہ ایک معمہ ہے کہ مرزا صاحب کی عمر کی گاڑی یہاں وقت سے اس پہلے کیسے چھوٹ گئی اسی طرح آپ نے بتایا کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کے ایک کشف کو مرزا صاحب نے اپنے پر عجیب وغریب طرح سے منطبق کرنے کی کوشش کی ہے ابن عربی نے فصوص الحکم میں فرمایا ہے کہ قیامت سے قریب ایک لڑکا توام پیدا ہوگا اوس کے بعد عورتیں بانجھ

ہو جائیں گی کوئی لڑکا پیدا نہ ہوگا یہ چین میں ہوگا اس کی زبان چینی ہوگی یہ نیک لوگوں کو خدا کی طرف بلائے گا لیکن کوئی اس کی نہ سنے گا۔ مرزاصاحب نے اس بات کی کوشش فرمائی ہے کہ اس کو اپنے ہی حق میں ایک پیش گوئی ثابت فرمادیں چنانچہ آپ نے اپنی پیدائش کا قصہ اس طرح بتایا ہے کہ میں توام (جوڑا) پیدا ہوا تھا میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جو مجھ سے پہلے نکلی میں اس کے بعد پیدا ہوا یہ لڑکی چھ یا سات مہینوں کے بعد مرگئی اس کا نام جنت تھا مرزاصاحب فرماتے ہیں کہ یہ لڑکا جس کی ابن عربی نے پیش گوئی کی تھی میں ہی ہوں میں ہی لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہوں لیکن وہ میری نہیں سنتے لیکن چونکہ دنیا میں عورتیں بانجھ نہیں ہوئی ہیں اور سلسلہ توالد و تناسل برابر قائم ہے بلکہ خود آپ کی بھی اولاد ہے تو آپ نے فرمایا اس سے ابن عربی کی مراد یہ ہے کہ نیک اولاد نہیں ہوگی مولوی صاحب نے کہا کہ اس کے لئے مرزاصاحب نے خود اپنی اولاد کے لئے کوئی استثنا نہیں قائم کیا ہے رہا زبان اور پیدائش کہ چینی ہو اس کے متعلق مرزاصاحب نے جن کی زبان پنجابی تھی یہ فرمادیا کہ چین کے قدیم مغل مراد ہیں اور میں انہیں سے ہوں۔

الغرض ان دونوں باتوں کو تشریح سے بیان کرتے ہوئے آپ نے بعض اور احمدی بھائیوں کے عقائد بھی بیان کئے جو عام مسلمانوں کے لئے دل خراش ہیں۔ مثلاً مرزاصاحب نے عام مسلمانوں کو اپنے متبعین کے سوا کافر کہنا یا ان کا: صد حسین است درگریبانم، بتانا ان کے متبعین کا قادیان میں مشاعروں کے دوران میں جو مرزاصاحب کے مدحیہ اشعار کے لئے منعقد ہوئے تھے ایسی طرحوں میں جسکی ردیف رسول قدنی بروزن رسول مدنی ہے ایسے اشعار لکھنا جس میں حضرت قطب ربانی غوث صمدانی حضرت شیخ محی الدین جیلانی کو مرزاصاحب کی خاک قدم کا سرمہ چشم بنانا، یہ ایسی چیزیں ہیں جن سے عام مسلمانوں کی دلآزاری ہوتی ہے اور یہ گویا ایسا ہے کہ ان بزرگان دین پر جو جنت الماٗوی میں چین سے بسر فرمارہے ہیں پسّو

کاٹ رہے ہوں۔

اس کے بعد آپ نے اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ مرزا صاحب کے متعلق آج جو آپ نے کہا ہے وہ تو ابھی بالکل ابتدائی باتیں ہیں اصلی مقصد تو آگے آئے گا اور کہا کہ آپ سے اکثر یہ سوالات ہو رہے ہیں کہ کیا مناظرہ ہوگا؟ آپ اس کے جواب میں اس اعلان کو پسند کرتے ہیں کہ مناظرہ کے لئے میں تیار ہوں لیکن یہ مناظرہ ایسا قطعی ہو جائے کہ یہ سارے ہندوستان کے لئے نظیر ہو سکے سلطنت حیدر آباد ایک اسلامی ریاست ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ اعلیٰ حضرت کے حضور میں درخواست دیں اور محکمہ امور مذہبی کی نگرانی میں ایک قطعی مناظرہ ہو جائے۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ کوئی شریعت یا سلطنتی قانون کسی کو مذہب کے اختیار کرنے یا ترک کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا۔ اور اس قطعی مناظرہ کے بعد کسی قادیانی بھائی کو ترک مذہب پر مجبور نہیں کیا جائے گا لیکن یہ ایک ایسا ممتاز فیصلہ ضرور ہوگا جو سارے عالم اسلامی میں پیش کیا جاسکے۔

اس کے بعد ترکوں کی فتح ونصرت کی دعا کے ساتھ کوئی تین گھنٹہ کے تسلسل کے بعد یہ جلسہ برخاست ہوا۔ (رہبر دکن ۔۲۳ جنوری ۱۹۲۳ء)۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ فروری ۱۹۲۳ء مطابق ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۱۵ص ۷۔۲۸)

رسول قدنی

قادیانی اخبار الفضل میں مرزا صاحب قادیانی کو غزل میں رسول قدنی سے مخاطب کیا گیا تھا جس میں مسلمانوں کے مسلّمہ پیشوا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے حق میں ایک شعر یوں لکھا ہے:

سرمہء چشم بناتے تری خاک پا کو
غوث اعظم شہِ جیلان رسول قدنی

اس کے جواب میں اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲ فروری میں ایک نظم نکلی

جون ہی حیدر آباد دکن میں وہ اخبار پہنچا وہاں کی انجمن نے اسی نظم کو اشتہار کی صورت میں شائع کیا اسی روز جلسہ وعظ تھا حیدر آباد کے قابل شاعر حامد سلمہ نے جلسہ میں اسی وزن پر ایک نظم پڑھی جو مع رباعی کے درج ذیل ہے:

تیری تقریر سن کر حق و باطل سے ہوا آگاہ
ثناء اللہ ثناء اللہ ثناء اللہ ثناء اللہ
تیرا احساں ادا کیا ہو مگر اتنا تو کہتا ہوں
جزاک اللہ جزاک اللہ جزاک اللہ جزاک اللہ

اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل نظم رسول قدنی پڑھی، جلسہ میں ہزار ہا آدمی نے پسندیدگی سے داد دی

دیوانے ہیں ہم گیسوئے مکی مدنی کے
پھندے میں نہ آئیں گے رسول قدنی کے
باتوں میں نہ آ جاؤ رسول قدنی کے
ایام جسے آئے ہیں حائض(۱) جو ہے مشہور
ہم پاؤں پڑیں ایسے رسول قدنی کے
میرا تو یہ ایمان ہے کہ وہ دوزخی ہو گا
رتبے جو نہ پہچانے حسین و حسنی(۲) کے
منہ کی بھی بہت کھاتے ہیں اور آتے ہیں منہ بھی
یہ حوصلے دیکھو تو رسول قدنی کے
پوچھا جو فرشتوں نے کہ کیوں مر گئے جلدی
بولے کہ ہوئی دیر سنورنے میں بنی(۳) کے
یاں وصل کی خواہش ہے واں وصل سے انکار
کیا خوب ہی جھگڑے ہیں بنے اور بنی کے
لاشہ پس مردن خر دجال(۴) پہ آیا
کیا رتبے ہیں واللہ رسول قدنی کے

حامد کہیں سمجھو نہ انہیں خاتم اولاد
محمود ہیں فرزند رسول قدنی کے

(۱۔مرزا قادیانی کے الہام کی طرف اشارہ ہے کہ تیرا حیض دیکھنا چاہتے ہیں
۲۔مرزا صاحب قادیانی نے کہا ہے :صد حسین است در گریبانم ،اس کی طرف اشارہ
۳۔ بنا دلہا اور بنی دلہن کو کہتے ہیں۔
۴۔مرزا صاحب قادیانی نے ریل کو خر دجال لکھا ہے بعد مرنے کے لاہور سے بٹالہ تک مال گاڑی پر لائے گئے تھے۔اس طرف اشارہ ہے)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ فروری ۱۹۲۳ء مطابق ۲۸ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۱۶ ص ۳)

مرزائیوں کے طلسمی نبوت خانہ میں آگ

مفتی محمد فاضل حکیم از چک ۱ے جنوبی بھاگٹانوالہ، سرگودھا لکھتے ہیں:

یا ایّھا النّاظرین ! میرا ایک مضمون مباہلہ اخبار اہل حدیث امرتسر ۵ جنوری ۱۹۲۳ء میں بعنوان ،

میں اور مرزا صاحب قادیانی ،

نکلا تھا۔ وہ مضمون کیا تھا، گو یا ایک بجلی تھی جو مرزائی خرمن کشت زار کو جلا کر سیاہ کر گئی۔ جس سے متاثر ہو کر سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ نے میری طرف ایک بنڈل اشتہارات (جن کا مضمون شاید مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا) میرے نام بھیجا۔جن میں سے ہر ایک کا مضمون اور عنوان ایک دوسرے کی تردید کے واسطے اہل بصیرت کے لئے کافی و وافی تھا۔مگر ایک اشتہار بعنوان ،

حق اور باطل کی شکست کا آسان طریق ،

پر میری طرف مندرجہ ذیل چند سطور قلمی لکھی ہوئی تھیں:

اگر آپ کسی بھاری پوزیشن اور حیثیت کے حامل ہیں تو چار شخص اور جیسا کہ اس اشتہار میں درج ہے شامل کر کے مباہلہ کر لیں مگر اپنے استاد صاحبان اور مولوی ثناء اللہ (جو مباہلہ سے جی چراتا ہے) کر درمیان میں لاویں۔

تحریر مندرجہ بالا کو دیکھ کر میرا تعجب مبدل بافسوس ہوا کہ فرقہ مرزائیہ کس دلیری اور کس بہادری پر اپنی دریدہ دہنی سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو درمیان میں لانے کی شرط پیش کرتے ہیں:

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

احمدی دوستو! خدا کے واسطے کم از کم قرآن مجید کی اس آیت کے مصداق تو نہ بنو لعنة الله علی الکاذبین

کیا تم کو اپنے پیر و مرشد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی کی دعا یاد نہیں جو انہوں نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار میں بدیں الفاظ بارگاہ رب العزت مانگی تھی؛

اے خدا ہم دونوں (یعنی مرزا صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب) میں سے کاذب کو سچے کی زندگی میں ہلاک کر۔

اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اس دعا کا کیا نتیجہ ہوا؟

یہی کہ مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب جی چراتے چراتے ملقب بفاتح قادیان بقید حیات ہو گئے اور مرزا صاحب آنجہانی داخل فی الاموات ہو گئے:

کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

جاء الحق وزهق الباطل انّ الباطل كان زهوقاً

لدھیانوی مباحثہ میں فاتح قادیان نے اس قدر جی چرایا کہ جی چراتے چراتے آپ کے فرقہ باطل کو شکست دے کر مبلغ تین صد کی انعامی رقم اپنی جیب میں ڈال کر یہ آیت پڑھتے ہوئے رخصت ہوئے۔

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً

مرزا صاحب قادیانی نے اسلام کو اس قدر فروغ دیا کہ کل روئے زمین کے اہل قبلہ اور اہل اسلام کی تکفیر کرتے کرتے ملک الموت کو بھی پس پشت ڈال دیا۔ مگر برخلاف اس کے مولوی ثناء اللہ صاحب نے جی چراتے چراتے یہ کام کیا کہ،

۱۔ قرآن مجید کی تحریف کرنے والے

۲۔ خدا کا ولد بننے والے۔

۳۔ خدا کا باپ بننے والے۔
۴۔حضرت مسیح کی دادیوں اور نانیوں کو فاحشہ عورتیں لکھنے والے۔
۵۔حضرت عیسی کو گالی گلوچ نکالنے والے۔
۶۔دعوی نبوت کرنے والے
کو دندان شکن جواب ہی نہیں دیئے بلکہ ہمیشہ کیلئے صم بکم کر دیا۔
اور انہی خدمات کے صلہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو ہاتف غیب نے فاتح قادیان، اور شیر پنجاب اور مجدد کا قابل فخر لقب عطا فرمایا۔

اے امت مرزائیہ! میں آپ کو بطور نصیحت یہ مشورہ دیتا ہوں کہ شیروں کو انگشت نمائی کرنی اچھی نہیں ہوتی۔ اور اس شیر امرتسری کے پنجہ سے قبل ازیں تم کئی دفعہ زک اٹھا چکے ہو، اس لئے اس مقولہ کے مصداق نہ بنو:

آزمودہ را آزمودن جہل است

اب میں بذریعہ کھلی چٹھی انجمن احمدیہ میرٹھ کے سکرٹری صاحب کو یاد دہانی کراتا ہوں کہ میں نے لکھا تھا کہ سنت طریق پر میرے ساتھ کوئی مرزائی مباہلہ کر لے۔مگر آپ نے لکھا تھا کہ پانچ شخص اور ملا کر مباہلہ کرو۔

اس میں تو شک نہیں کہ آپ کے پیغمبر قادیانی کی اسی طرح سنت تھی کہ اپنی جان چھڑانے کیلئے کئی ایک حیلے تلاش کر لیتا تھا، جس کی اتباع میں آپ نے بھی یہ حیلہ پیش کیا کہ مولوی ثناء اللہ جیسے پانچ شخص مل کر مباہلہ کریں۔مگر ہمارے آقائے نامدار پیغمبر برحق ﷺ نے یا کسی اور نے یہ پانچ والی شرط نہیں لگائی۔نہ ہمارے واسطے یہ سنت ہے (معاف فرمائیے آپ کی غلطی ہے کہ قادیانیوں کے مقابلہ میں آپ اپنے نبی کی سنت پیش کرتے ہیں۔ لازم ہے کہ خود انہی کے نبی مرزا صاحب کی سنت پیش کیا کریں۔امرتسر میں مرزا صاحب کا مباہلہ مولوی عبد الحق غزنوی سے ہوا تھا۔کیا اس میں پانچ پانچ اشخاص تھے؟

صرف مرزا صاحب اور عبدالحق تھے، حقیقۃ الوحی ملاحظہ ہو۔

پھر یہ پانچ کی شرط کیسی؟ فرار نہیں تو کیا ہے؟ ہم اس پر آئندہ مزید لکھیں گے جس میں حیدرآبادی واقعات بھی ہوں گے انشاء اللہ۔اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) ہم سو کی ایک بات جانتے ہیں۔اگر مرد میدان ہو تو اپنے بال بچہ سمیت میرے مقابلہ پر نکلو۔اور جہاں طلب کروائیں اپنے

بال بچہ (جنکو قبل از یں یک طرفی مباہلہ میں خدا تعالی نے نئی زندگی بخشی ہوئی ہے) ہمیت حاضر ہونے کو اور جن لفظوں میں کہو مباہلہ کے واسطے تیار ہوں ۔ کیا مباہلہ کرو گے؟

کیا اس پانچ والی شرط سے ہر ایک کو حق حاصل نہیں ہوتا کہ وہ کہے کہ جب تک پانچ دعویداران نبوت مل کر دعوی نہ کریں، ہم اکیلے مرزا قادیانی کی نبوت کو ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کریں۔

دوسرے اشتہاروں کے واسطے یار زندہ صحبت باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ فروری ۱۹۲۳ء مطابق ۲۸ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۱۶ ص ۳۔۴)

مرزائیت سے توبہ

جناب حافظ نور محمد امام جامع مسجد جہلم لکھتے ہیں:

ان دنوں مرزائی جماعت لاہوری و قادیانی کے مبلغین مرزائیت کو ترقی دینے کے لئے جہلم تشریف لائے جن کے مقابلہ میں حنفی اور اہل حدیث مسلمانان جہلم نے اپنے فضلاء کو بلایا۔

چنانچہ اہل حدیث کی طرف سے مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی اور احناف کی جانب سے مولوی کرم الدین نے اپنے وعظ و بیان سے مرزائیت کی زبردست تردید کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک درجن سے زائد اشخاص جو مذبذب الاعتقاد تھے، مذہب اہل سنت والجماعت پر راسخ الاعتقاد ہوئے اور بعض اشخاس جو مرزائیت میں پھنسے ہوئے تھے مرزائی مذہب سے تائب ہوئے۔

چنانچہ ایک شخص مسمی فقیر محمد ساکن رہتاس ضلع جہلم نے جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا خاص مرید تھا اور قادیان میں بھی ایک عرصہ مقیم رہ چکا تھا، اپنا توبہ نامہ حسب ذیل لکھ دیا ہے:

میں مرزا صاحب کا مرید اور احمدی جماعت کا آدمی ہوں اب مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ بعد نبی کریم آخر الزمان محمد ﷺ کوئی نبی نہیں ہوسکتا اب میرا ایمان مطابق مذہب اہل سنت و جماعت ہے احمدیت سے تائب ہو گیا ہوں۔

فقیر محمد ساکن رہتاس ضلع جہلم بقلم خود۔
العبد فضل کریم خیاط جہلم،
العبد احمد الدین جہلم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ فروری ۱۹۲۳ء مطابق ۲۸ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۱۶ ص ۴)

میں حیدر آباد میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ریاست حید آباد دکن باوجود ایک اسلامی ریاست ہونے کے عام طور پر مذہبی مسائل سے لوگ بے خبر ہیں۔ بے خبری کا نتیجہ ظاہر ہے۔قادیانی تصنیفات کا اثر ریاست کے بعض عہدہ داروں پر پڑا تو ان کی تحریک سے ماتحتوں میں بھی آیا۔ یہاں تک کہ اچھی خاصی تعداد حیدر آباد دکن میں قادیانی امت کی بن گئی۔گذشتہ ایام میں خبر نکلی کہ ایک ضلع کے قاضی بھی قادیانی ہو گئے تھے۔ جب اس کی شکایت شہر یار دکن تک پہنچی تو اسے معزول کیا گیا۔مگر تحریک مذہبی اندر اندر اپنا کام کرتی رہی۔ یہاں تک کہ سکندر آباد متصل حیدر آباد کے ایک سوداگر عبداللہ الہ دین صاحب بھی قادیانی نبی کے امتی ہو گئے۔ یہ صاحب اپنے خیال کے بڑے پکے راسخ ہیں۔ قادیانی ہوتے ہی انہوں نے ان کو ہر قسم کی قوت پہنچانی شروع کی۔کبھی کوئی رسالہ ہے، کبھی کوئی اشتہار ہے، کبھی دعوت مناظرہ ہے، تو کبھی دعوت مباہلہ۔

اس لئے حیدر آباد اور سکندر آباد وغیرہ کے مسلمان بہت تنگ ہوئے کہ آئے دن کی چھیڑ چھاڑ سے نجات کیونکر ملے۔آخر انہوں نے نجات اسی میں سمجھی کہ امرتسر سے اسی کو بلائیں جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ٹکر کھائے ہوئے ہے اور مرزا صاحب اس کی ٹکر سے دار الفنا چھوڑے ہوئے ہیں۔

چنانچہ ان کا ایک معتمد جلسہ اہل حدیث کانفرنس دہلی منعقدہ دسمبر ۱۹۲۲ء میں پہنچا کہ مجھے لے چلے۔ ان دنوں تو میں نے علالت طبع کا عذر کیا۔آخر تقاضا پر تقاضا سے مجبوری ۱۴ جنوری کو چل پڑا۔ ۱۶ جنوری ۱۹۲۳ء کو پہنچ کر قیام سکندر آباد میں کیا اور

جلسہ ہائے وعظ دونوں شہروں (سکندرآباد اور حیدرآباد) میں ہونے لگے۔ میرے ساتھ امرتسر سے مولوی محمد امین اور دہلی سے مولوی محمد صاحب جونا گڈھی بھی پہنچے۔

آ کر دیکھا کہ قادیانی مضامین سننے کا لوگوں میں بے حد شوق ہے۔ جلسوں میں ہزار ہا آدمیوں کا مجمع ہوتا تھا۔ ایسا کہ معمولی آواز کا اتنی دور تک پہنچنا مشکل تھا۔ پھر لطف یہ کہ اس ہجوم میں ہر مذہب وملت کے لوگ ہوتے تھے۔ مسلم، غیر مسلم، مقلد، غیر مقلد، شیعہ، سنی، حتی کہ مہدوی (دکن میں ایک بہت بڑی جماعت ہے جو سید محمد جون پوری کو مہدی موعود مانتی ہے ان کو مہدوی کہتے ہیں۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) بھی بکثرت شریک ہوتے۔

میرے ساتھی علماء تو مسائل شرعیہ توحید وسنت پر وعظ فرماتے۔ میرے حصہ کا مضمون تھا، اسلام اور قادیانی مشن۔، میں نے اپنی تقریروں میں بار بار یہ تحریک بھی کی جسکو پبلک نے بہت پسند بھی کیا کہ چونکہ یہ ملک ایک اسلامی حکومت کے ماتحت ہے اور یہ ریاست بفضلہ تعالیٰ ایسی فیاض ہے کہ سارے ہندوستان بلکہ بیرون ہندوستان بھی اسکا فیض پہنچتا ہے، اس لئے اس نئے جھگڑے کا فیصلہ بھی اس ریاست میں ہونا اہل اسلام بلکہ تمام اہل ملک کو مفید ہوگا۔ جس کی صورت یہ ہے کہ حضور نظام کے حکم سے تین صاحب ماہر علوم جج مقرر کئے جائیں وہ فریقین کے بیانات سنیں میں نہیں کہتا کہ کتنی دفعہ سنیں ہاں یہ کہتا ہوں کہ کہ صحیح معلومات کا کافی ذخیرہ فراہم کرنے کے لئے جتنی دفعہ چاہیں ہر فریق سے تحریری بیان لیں اور مسل مکمل کر کے فیصلہ لکھیں پریوی کونسل کی طرح ان تین ججوں کے فیصلہ پر حضور نظام کی شاہی مہر ثبت ہو۔

ہاں اس فیصلے کا نتیجہ صرف اظہار حق ہوگا فریق مغلوب پر جبر نہ ہوگا کہ وہ اپنا مذہب چھوڑ کر غالب کا مذہب اختیار کرے۔ یہ دونوں امور آیت کریمہ سے ثابت ہوتے ہیں جو یہ ہیں

لااکراہ فی الدّین قد تبیّن الرّشد من الغیّ

یعنی دین کی ہدایت کھل چکی ہے قبول کرانے میں جبر کرنا جائز نہیں

پس اس آیت کے ماتحت اسلامی دنیا کو حقیقت حال بتانے کیلئے فیصلہ شاہی ہو جانا چاہیے جو کتاب کی صورت میں چھپ کر شائع ہو۔ جس سے تمام مسلمانوں کو فائدہ ہو۔ اس کے نظائر بھی بتائیں کہ خلیفہ مامون رشید کے زمانہ میں اس قسم کے

مباحثات ہوتے تھے۔اسی زمانہ میں نواب صاحب رام پور نے بھی یہ مباحثہ کرایا تھا۔

حیدرآبادی پبلک چونکہ فیصلہ کی متمنی تھی، اس لئے ایک محضر نامہ بدستخطی سینکڑوں مردمان حیدرآباد سرکار عالی میں انہوں نے پیش کردیا۔جس کا مضمون یہی تھا کہ قادیانی مذہب سے اہل اسلام میں بڑی بے چینی ہے۔آج کل اتفاق سے مولوی ثناء اللہ صاحب آئے ہوئے ہیں لہذا درخواست ہے کہ اس نزاع کا فیصلہ بذریعہ مباحثہ کرایا جائے۔

آج ۱۲ فروری ۱۹۲۳ء تک تو اس کے متعلق کوئی حکم سرکاری صادر نہیں ہوا۔ آئندہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

یہ کاروائی تو یہاں ختم ہوئی، ادھر دوسری کاروائی یہ ہوئی کہ قادیانی امت نے بھی جلسہ وعظ کیا۔نیت میں اخلاص کی بجائے شر دیکھئے کہ جس بنگلہ میں ہم کو ٹھہرایا گیا تھا اسی کے مالک سے اجازت لے کر اسی کے میدان میں بالکل ہماری قیامگاہ کے سامنے کیا۔کیوں: اس لئے کہ:

خطا ثابت کریں گے ہم کسی کی اور چھیڑیں گے

اسی روز اہل اسلام کا جلسہ بھی حیدرآباد میں تھا۔ہم تو ادھر چلے گئے۔یہاں لوگ آئے اور قادیانی لیکچراروں پر ہنسی کھلی اڑاتے ہوئے چلتے بنے۔غالبًا یہ اس شر کا بدلا ملا جو ہمارے قیام گاہ میں جلسہ کرنے سے ان کے دل میں مخفی تھی۔ہاں جلسہ سے پیشتر مجسٹریٹ نے بھی ان کو ہمارے قیام گاہ میں جلسہ کرنے سے روکا مگر انہوں نے فساد کی ذمہ داری اپنے سر لے کے بصد منت اجازت لی۔

دوسرا شہر جلسہ میں کیا۔وہاں بھی جب اس مضمون پر پہنچے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ایک دو پیش گوئیاں اسی طرح ہوئیں جس طرح آنحضرت ﷺ کی حدیبیہ والی پیش گوئی ہوئی۔،

یہ سنتے ہی لوگوں نے شی شی کے آوازے کسے۔بلکہ کسی من چلے نے ایک دو تو ڑے بھی ادھر ادھر چلائے، جن کی وجہ سے جلسہ میں انتشار پیدا ہو کر لیکچرار صحن سے اٹھ کر اندر چلے گئے۔وہاں جتنے آدمی سما سکے ان کو تھوڑا بہت سنایا۔اس کے بعد ان کو جلسہ کرنے کا حوصلہ نہ ہوا کیونکہ حیدرآبادی پبلک کہتی تھی کہ ہم تو اب ان کے حالات

سے خوب واقف ہوئے ہیں۔

تیسرا واقعہ یہ ہوا کہ سیٹھ عبد اللہ الہ دین کے قادیانی ہونے سے ان کے بھائیوں سے جو اختلاف ہوا، تو انہوں نے ان کو مجبور کیا کہ قادیانی علماء سے مباحثہ کرائیں۔ چنانچہ ۳۱ جنوری کو ان کے مکان پر ایک مختصر سا خانگی مباحثہ ہوا۔

مباحثہ تحریری تھا۔ اسکی مفصل روداد کتاب کی صورت میں شائع ہوگی جسکا نام ہوگا، قادیانی مباحثہ دکن۔

میں سچ کہتا ہوں کہ میرے مقابلہ میں بفضلہٖ تعالی جتنی دفعہ احمدی دوست آئے ہیں اور (بقول خود) فتحیاب ہوئے ہیں، ان سب کے مجموعہ کے برابر یہاں سکندر آباد میں ان کو فتح یابی یا بالفاظ دیگر ذلت نصیب ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باوجود قرارداد اس امر کے کہ مباحثہ دو روز ہوگا، صرف ایک ہی روز کر کے ایسے خاموش ہوئے کہ، کاٹو تو لہو نہیں۔

ہر چند انجمن اہل حدیث سکندر آباد نے اپنے سلسلہ خط و کتابت سے ان کو بلایا، مگر وہ ایسے سوئے کہ دیکھنے والا کہے،

چناں خفتہ اند کی گوئی مردہ اند۔

سوال صرف یہ تھا کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنی آسمانی منکوحہ کے خاوند مسمی سلطان محمد کی بابت کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۳۱ پر لکھا ہے کہ میری زندگی میں اسکا مرنا تقدیر مبرم (ان ٹل) ہے۔

پھر مرزا صاحب تو مر گئے وہ ابھی تک زندہ ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جھوٹے تھے۔

جواب ملا، کہ پیش گوئیوں میں ہمیشہ پردہ اخفا رہتا ہے، اس لئے کہ وہ ایمان بالغیب میں ہوتی ہیں۔ چونکہ مرزا سلطان محمد بیگ، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حق میں اخلاص مند ہو گیا تھا اس لئے نہیں مرا۔

جواب دیا گیا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خود لکھتے ہیں کہ پیش گوئی کھلی دلیل ہوتی ہے اور یہ کھلی دلیل نہیں ہوئی، لہذا یہ پیش گوئی غلط ہوئی۔

جواب ملا کہ تقدیر مبرم کی بابت حضرت مجدد الف ثانی لکھتے ہیں

کبھی ٹل جایا کرتی ہے۔
جواب دیا گیا کہ وہ کتاب پیش کرو۔ علماء کرام (عثمانیہ یونیورسٹی کے اساتذہ) بیٹھے ہیں، ان کے سامنے اگر اس عبارت کا مطلب یہ ثابت ہو، جو تم کہتے ہو، تو میں اپنا دعوی واپس لے لوں گا۔
نہ کتاب پیش کی، نہ عبارت دکھائی، نہ سنائی۔
بس ایک ہی روز کی قوت آزمائی سے ایسے ڈرے کہ پھر سامنے نہ آئے۔
اس بحث کا مفصل رسالہ شائع ہوگا۔ بہت لطیف بحث ہے۔
نوٹ: اس مباحثہ میں علاوہ حیدر آبادی احمدیوں کے قادیان سے بھی دو عالم (مولوی فضل دین وکیل اور شیخ عبدالرحمٰن) آئے تھے۔ مؤخر الذکر مناظرہ کرتے تھے باقی انکی امداد۔
الحمد للہ حیدر آبادی اور اسکے ارد گرد کے جتنے لوگ جلسوں میں آتے رہے حقیقت مرزا کو خوب سمجھ گئے۔ اسی اثنا میں مسائل توحید و سنت بھی پبلک کے کانوں میں پڑتے رہے جن سے وہ پہلے غیر مانوس تھے اب مانوس ہو گئے۔ الحمد للہ
چوتھا پہلو۔ قادیانی امت نے ایک اشتہار دیا کہ مولوی ثناء اللہ اگر تردید مرزا میں سچا ہے تو قسم کھائے۔ جس میں سال تک اپنے لئے عذاب مانگے۔ ہم اس کو مبلغ پانچ سو روپیہ انعام دیں گے۔
اس کا جواب بذریعہ اشتہار دیا گیا جو درج ذیل ہے

<u>میں قادیانی کذب پر حلف اٹھانے کو تیار ہوں</u>

برادران دکن! آپ حضرات نے میری کئی تقریریں قادیانی مشن پر سنیں جن میں ہزاروں کی تعداد میں شرکت کا ہونا ان تقریروں کی پسندیدگی کی دلیل ہے۔ اس لئے آپ جان چکے ہوں گے کہ میں اپنی تقریر میں نہ کوئی بات اپنی طرف سے بناوٹ کی کہتا ہوں، نہ کوئی کلمہ ہتک آمیز دل آزار بولتا ہوں۔ بفضلہٖ تعالی ان تقریروں کا اثر سامعین پر بہت اچھا ہوا۔
اس اثر سے رنجیدہ ہو کر جماعت احمدیہ حیدر آباد اور سکندر آباد وغیرہ نے بتوسط سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب ایک اشتہار دیا ہے جو آپ صاحبوں کی

نظر سے گذرا ہوگا۔اس اشتہار کا مختصر مضمون یہ ہے کہ:
مولوی ثناء اللہ، مرزا صاحب قادیانی کے کذب اور حضرت عیسیٰ کی حیات پر قسم کھائے۔ مدت ایک سال میں اپنے لئے عذاب مانگے وغیرہ۔تو پانچ سو روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو دیں گے۔

برادران! اس سے پہلے سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا تھا۔ مجھے وہ اشتہار جب امرتسر میں ملا تو میں نے فوراً اپنے اخبار اہل حدیث امرتسر میں لکھا کہ مبلغ دس ہزار انعامی رقم پہلے مہاراجہ کشن پرشاد صاحب کے پاس جمع کرادو اور جواب کے فیصلہ کے لئے منصف مقرر کرو۔

اس کے جواب میں سیٹھ صاحب کی طرف سے ہم کو کوئی جواب نہ ملا بلکہ ایک اور اشتہار پہلے رنگ کا ملا جس میں بجائے ہماری پیش کردہ تجویز منظور کرنے کے نئے سرے سے پھر دس ہزار کا انعام لکھا گیا۔

اس کا جواب بھی اہل حدیث میں دیا گیا جس کو انجمن اہل حدیث سکندرآباد نے بطور اشتہار حیدرآباد اور سکندر آباد وغیرہ میں شائع کردیا۔

یہ تو ہے ان کی انعامی رقموں کی حقیقت کہ لودھیانہ کے واقعہ سے ڈر کر دس ہزار سے ایک دم پانچ سو پر آ گئے۔خدا معلوم دیتے ہوئے کہاں تک پہنچیں گے۔چونکہ روپیہ لے کر حلف اٹھانے میں ان لوگوں سے ایک خطرہ بھی ہے وہ یہ کہ یہ لوگ کہہ دیں کہ مولوی صاحب نے روپیہ کے لالچ میں جھوٹی قسم کھالی ہے،اسلئے میں بغیر روپیہ کے قسم کھانے کو تیار ہوں جس کی تفصیل سنئے

برادران دکن! جن صاحبوں نے ۱۹ جنوری مطابق ۲ جمادی الثانی کو میری پہلی تقریر سکندرآباد میں سنی ہوگی، ان کو یاد ہوگا کہ میں نے اس تقریر میں مرزا صاحب قادیانی کے کذب پر صاف لفظوں میں حلف اٹھائی تھی جو ایک بھلے آدمی ایماندار کی تسلیم کے لئے کافی ہوسکتی ہے۔

مگر قادیانی جماعت نے اپنے اشتہار میں ایک اور قسم کھانے کی تحریک کی جب کہ سزا کی مدت ایک سال تک رکھی ہے،لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ اگر ایک

سال تک میں زندہ سلامت رہوں، تو ان پر کیا اثر ہوگا۔
اس لئے میں واضح الفاظ میں لکھتا ہوں کہ چونکہ حلف پر انہوں نے سال تک میری زندگی کی حد لگائی ہے، جو قرآن وحدیث میں تو ثابت نہیں مگر ان کی مسلّمہ ہے، اسلئے میں سال کے بعد تک اگر زندہ رہا تو مکرر قطعی طور پر ثابت ہو جائے گا کہ میں تکذیب مرزا میں ان کے نزدیک بھی سچا ہوں۔ پس اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ یہ لوگ اسی وقت قادیانی مذہب چھوڑ کر میری طرح تکذیب مرزا میں کمربستہ ہو جائیں۔

چونکہ میرا مقابلہ دراصل مرزا صاحب آنجہانی سے تھا، ان کے بعد بحیثیت قائم مقام ان کے خلیفہ سے ہے۔ اس لئے میں حق رکھتا ہوں کہ یہ شرط لگاؤں کہ خلیفہ قادیان مع اپنی صدر انجمن احمدیہ کے ممبروں کے اس مضمون کی دستخطی تحریر مجھے دیں کہ:

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری، مرزا صاحب قادیانی کی تکذیب اور حضرت عیسی کی حیات پر قسم کھائیں۔ سال تک قدرتی موت سے جس میں انسانی ہاتھوں کا دخل نہ ہو بچ رہیں، تو میں (میاں محمود خلیفہ ثانی مع ممبران صدر انجمن احمدیہ) مرزا صاحب قادیانی کا مذہب چھوڑ کر جمہور مسلمانوں میں بلکہ مرزا صاحب قادیانی کی تکذیب کیا کریں گے اور اپنے کل مبلغوں کو بھی یہی حکم دیں گے۔،

اس دستخطی تحریر پر میں اپنی پہلی قسموں جو میں قادیان اور سکندرآباد وغیرہ میں کھا چکا ہوں (ان کے علاوہ) نئے سرے سے کذب مرزا۔ حیات عیسی علیہ السلام پر بحولہ و قوتہ قسم کھاؤنگا انشاء اللہ

مسلمانان حیدرآباد.. بمقام شیرآباد ۲۵ جنوری کو جو جلسہ وعظ ہوا تھا اس میں ہزارہا مسلمانوں کے مشورہ سے یہ مضمون پاس ہو کر شائع کیا جاتا ہے، ورنہ میں تو احمدیوں کی حرکات اور حرکات کے مقصودات کو بھی جانتا ہوں۔

جناب مرزا صاحب قادیانی نے دعا کی تھی کہ ثناء اللہ اور مجھ میں سے جو جھوٹا ہے، خداوند اس کو سچے کی زندگی میں موت دے۔

چونکہ وہ بڑے میاں تھے ان کی یہ دعا قبول ہوگئی۔ جس کا اثر دور دور تک پہنچا۔ باوجود اس الٰہی فیصلہ کے ان لوگوں کا نئے سرے سے مجھے حلف دینا اس غرض سے ہے کہ سابق کے فیصلہ الٰہی سے اسلامی پبلک کی غفلت ہو جائے جس سے ان کی شرمندگی اور ندامت میں کمی واقع ہو:

من انداز قدت راخوب می شناسم

اسلئے اشتہار میں مجھ سے جدید حلف چاہتے ہیں اور ایک سال تک عتاب کی دہمکی دیتے ہیں، تو میں بھی حق رکھتا ہوں کہ ان کی رقم پانچ سوتو ان کو واپس کروں، مگر یہ شرط لکھالوں کہ سال کے بعد ان کا خلیفہ وہ خود اور ساری جماعت قادیانی مذہب کو غلط جان کر بحکم کو نوا مع ا لصادقین میرے ساتھ اشاعت اسلام کریں گے۔

ناظرین کرام! بس اب حلف کا دلوانا جو قادیانیوں نے تجویز کیا ہے خود ان کی منظوری پر موقوف ہے۔ ہم اپنے اقرار کو پورا کرنے کا اعلان کر چکے ہیں فلیشهد الثقلان انی صادق

نوٹ: میری طرف سے یہی جواب ہوگا چاہے فریق ثانی ہزار بار بولیں میرے طرف سے یہ معقول شرط ہمیشہ پیش رہے گی انشاء اللہ تعالی جس کے انکار سے فریق ثانی کی حق پسندی اہل دکن پر بار بار روشن ہو جائے گی جیسی اہل پنجاب پر روشن ہے

اطلاع: گو میرے ذریعہ سے خدا نے اسلامی عقاید کو قادیانی نبوت پر ہمیشہ غالب رکھا، تاہم دکن کے مسلمانوں میں قادیانی مذہب کی وجہ سے جو تفرقہ عظیم ہو رہا ہے میں اس کے رفع دفع کرنے کو ہر وقت تیار ہوں۔ جس کی صورت یہ ہے کہ بتقرر منصف ایک باقاعدہ تحریری مباحثہ ہو جو مع فیصلہ مسلمہ منصف شائع کیا جائے تاکہ ہم مسلمانوں سے یہ تفرقہ دور ہو۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

ر بنا افتح بيننا با لحق و انت خير الفا تحين ۔

خادم دین اللہ ابوالوفا ثناء اللہ امرت سری

مرقومہ ۸ جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ مطابق ۲۹ جنوری ۱۹۲۳ء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ اس اشتہار کا جواب نہیں ملا۔

پیغام لاہور سے تعجب:

میرے حیدرآبادی قیام پر قادیانی امت کی لاہور پارٹی کا اخبار پیغام لکھتا ہے کہ امرتسری تفریق بین المسلمین میں مشغول ہے۔ حالانکہ یہ صریح غلط ہے، بلکہ جھوٹے نبی کے بوئے ہوئے کانٹوں کو اکھاڑنے میں مشغول ہے۔ اعتبار نہ ہو تو حیدر آباد میں پہنچ کر مسلمانوں سے دریافت کرلے کہ میری تقریروں سے مسلمان کیسے متفق ہوئے۔ الحمدللہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ فروری ۱۹۲۳ء جلد ۲۰ نمبر ۱۷ص ۱۔۴)۔

رسول قدنی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی اخبار الفضل نے رسول قدنی کی طرح پر جو غزل لکھی وہ ایسی قبول ہوئی کہ ہر طرف سے اس پر غزلیں آنی شروع ہوگئیں حیدرآباد میں تو یہ کیفیت ہے کہ اس وزن پر روزانہ غزلیں لکھی جاتی ہیں اور جلسوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ منجملہ سب سے نرم ترین غزل درج ذیل ہے

تجھ کو جو کہتے ہے انسان رسول قدنی
ہم انہیں کہتے ہیں بلہان رسول قدنی
لکھ دیا مصلح اعظم تیری امت نے تجھے
اور بھی گھٹ گئی اب شان رسول قدنی
حشر میں حشر نہ برپا کرے امت تیری
پرزے پرزے نہ ہو دامان رسول قدنی
ایک دو چار ہوں تو یاد رہے کوئی حساب
کتب کا اڈا ہے طوفان رسول قدنی

ابرِ پنجاب سے نکلی جو چمکتی بجلی
بجھ شمع شمستان رسول قدنی
کاسہ لیسی سے چلا کام نہ دینداروں میں
کھل گئی قلعی ایمان رسول قدنی
مجتہد اور مجدد نے کئے کب دعوے
زعم باطل میں ہے حیران رسول قدنی
بات کی پیچ ہے فقط اورجلانا ہے زبان
چلنے والی نہیں دوکان رسول قدنی

محمد احسن از حیدر آباد دکن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ فروری ۱۹۲۳ء جلد ۲۰ نمبر ۱۷ ص ۴)

جماعت اسلامیہ برلن

جناب مولوی محمد عبدالغفار الخیری پھاٹک حبش خان دہلی سے لکھتے ہیں:

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ اخبار اہل حدیث یکم دسمبر ۱۹۲۲ء میں ہم نے، برلن میں اسلام، کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا تھا، کہ اگر احمدی جماعت کو جس نے مسجد کے لئے اپیل کی ہے مدد دی گئی تو لازمی نتیجہ فساد ہوگا۔

اس پر دوست محمد احمدی نے بہت خفگی اور ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔آج جو برلن سے ہمارے پاس خط آیا ہے ہم اس کا اقتباس پیش کر کے اہل اسلام کی خدمت میں عرض کریں گے کہ ان چالبازوں کو سمجھئے اور آنکھیں کھول کر دیکھئے۔کس خوبی سے مولوی عبدالجبار صاحب الخیری کے کام بند کرنے کوشش کی گئی ہے اگر آپ نے جماعت اسلامیہ برلن کو بے یارو مددگار چھوڑ دیا تو وہ دن قریب ہے کہ آپ کو جواب دہی کرنی پڑے گی:

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو۔اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

مختصر نقل حسب ذیل ہے:

میں نے تو جیسا کہ آپ کو معلوم ہے جو کچھ کیا اللہ پر توکل رکھ کر کیا۔ اور خود کبھی ایک نوٹ بھی کسی اخبار میں اپنے کاموں کے بارے میں شائع نہ کیا۔ مگر لوگ اس دنیا میں ایسے ہوتے ہیں کہ کرتے کراتے خاک نہیں، اخباروں میں بڑی دور کی ہانکتے ہیں۔

اس دنیا میں اور خاص کر اس زمانہ میں ایسے ہی چلتے ہوئے حضرات کامیاب ہوتے ہیں جیسے فیروالدین واخوانہ۔

ان فیروزالدین کے ہمراہ ان کا لڑکا بھی ہے۔ یہ اس کے سامنے ایسی فحش باتیں کرتے ہیں اور باتیں ہی نہیں بلکہ اور ایسی حرکات، جس سے نہ صرف ان کے لڑکے پر برا اثر پڑتا ہے بلکہ بہت سے نوجوان ہندی لوگ جو یہاں پڑھنے آئے ہوئے ہیں وہ درحقیقت برباد ہو رہے ہیں۔

پہلے تو بہت عرصہ تک ان کا جادو زور شور سے چلا۔ مگر آخر کار اب یہ جاسوس مشہور ہیں۔ اور ان کا ارادہ ہے کہ ہندوستانیوں کو اپنی نگرانی میں لے کر انگریزوں پر خیر خواہی ثابت کریں۔ اس لئے اور بھی انہوں نے اس قسم کی تحریکات کی ہیں جو بظاہر تو خلافت اسلامی کی غرض سے معلوم ہوتی ہیں، مگر دراصل ان کے مقاصد کچھ اور ہی ہیں۔

لوگوں کا خیال ہے کہ ان کے پاس ایک تو خود بہت روپیہ ہے اور پھر کسی پوشیدہ منبع سے روپیہ کی نہریں جاری ہیں۔

بہرحال اس میں تو ذرہ بھی شک نہیں کہ یہ شخص ہر قسم کی اسلامی تحریک کے خلاف ہے۔ چنانچہ جب اس کو معلوم ہوا کہ میں جو یہاں برلن میں مدتوں سے اسلامی خدمت کر رہا ہوں، اب ایک رسالہ شائع کرنے والا ہوں اور نیز ہندوستان کے طلبہ کے لئے ہر قسم کی معاونت وغیرہ کا سامان بہم پہنچانا چاہتا ہوں، تو غالبًا یہ شخص یہ سمجھ کر کہ کہیں اس کے قابو سے یہ باتیں نہ نکل جائیں، میرے پاس ملنے آیا اور بڑے تپاک سے ملاقات کی۔

ملاقات میں پہلے تو یہ کہا کہ وہ عرصہ چوبیس سال سے پولیس انگریزی میں نوکر تھا، مگر اب عدم تعاون کا طرف دار ہو گیا، اور اسلئے نوکری سے استعفاء

دیا۔ اپنی پرانی خدمات کے قصے بیان کر کے پھر اس نے قادیانیوں کی برائیاں کرنی شروع کیں اور مسٹر کمال الدین کی قلعی کھولی۔

غرض اس نے ان لوگوں کی ایسی برائیاں کیں کہ میں نے آج تک نہ سنی تھیں۔ مگر جب کمال الدین آئے تو دن رات ان کے ہم پیالہ وہم نوالہ اور کیونکہ وہ خود قادیانی ہیں۔

اس کے بعد کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ اخبار نکالنے والے ہیں۔ میں نے کہا کہ اخبار اب مطبع میں ہے چندروز میں شائع ہوگا۔

اس پر اس نے کہا کہ ابھی اس کو شائع نہ کیجئے۔ ذرا صبر کیجئے۔ میں آپ کے لیے ہزار ہا اشرفیاں منگا دونگا۔ آپ ایک قسم کی تشکیلات بنالیں۔ یعنی نظام وغیرہ تاکہ جو بدنامی مسٹر کمال الدین کی ہورہی ہے، آپ اس سے محفوظ رہیں، اور سارا کام مجھ پر چھوڑ دیں۔

پھر کہا میں خود یہاں مسجد تعمیرا کروا دونگا اور بہت سے وعدے وغیرہ کئے۔ ہم لوگوں کو کچھ کچھ یقین آ چلا۔

بہرحال میں نے خیال کیا کہ اخبار کو ذرا دیر میں شائع کردیا جائے گا دیکھیں اس عرصہ میں یہ کیا کرتا ہے۔

چندروز کے بعد عبدالحمید شہیدی نے آکر مجھ سے کہا کہ فیروز الدین نے مجھ سے یعنی شہیدی سے ذکر کیا ہے کہ مولانا کے لئے کم ازکم دس اشرفیاں ماہوار کا وظیفہ مقرر کردیا جائے تاکہ وہ بآسانی خاطر جمعی سے کام کریں۔

غرض کچھ عرصہ تک اس قسم کی باتیں سنتا رہا مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہا جاتا تھا کہ اخبار مذکور میں جو چھاپا جائے پہلے فیروز الدین کو دکھلا لیا جائے۔ چنانچہ ایک مرتبہ خود فیروز الدین نے کہا کہ اس اخبار میں ہندی اور جرمن لوگوں میں باہمی شادی بیاہ کے متعلق مضامیں اور اعلانات چھاپے جائیں۔ یہاں کے... اخبار ایسی باتیں نہیں کرتے کیونکہ یہ عموماً چلتے پرزوں کے ہتھ کنڈے ہیں۔

غرض اس دن سے میں نے صاف کہہ دیا کہ ہمارا رسالہ دینی رسالہ ہے اور

اس میں یہ باتیں جو خاص کر خود جرمنوں میں معیوب ہیں ہم کسی طرح نہیں چھاپ سکتے اور ہم کو اللہ پر توکل ہے اور اسی پر بھروسہ کر کے کام کرنا ہے۔
اس کے بعد انہوں نے کھلم کھلا مخالفت کرنا شروع کی۔ چنانچہ جب میں نے ایک جماعت اسلامیہ کا اساس ڈالنا چاہا، اور تمام ہندی جمع کئے گئے تو یہ فیروز دین بھی موجود تھا۔ میں نے کوئی گھنٹہ بھر تقریر کی۔ سب مسلمانوں نے دل و جان سے پسند کیا۔ اور امن جماعت اسلامیہ یعنی امامت کے اصولوں پر جس کا نظام اساسی تم کو بھیجا گیا ہے سب نے متفقہ قبول کیا۔ صرف فیروز دین نے مخالفت کی اور پون گھنٹہ اس کی مخالفت کرتے رہے۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ کہ لوگ میری رائے کے موافق رہے۔
الغرض سارے ہندی متفق ہوئے اور جماعت اسلامیہ میں شامل ہوئے، سوائے فیروز دین کے۔
اس کے بعد سے اس نے اور بھی مخالفت کی اور مضامین شائع کرائے اور روپئے منگائے۔ مگر اس وقت تک اس شخص نے اسلام کے متعلق کچھ بھی تو نہیں کیا۔ تجارت کرتا ہے اور لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے کہ تجارت کے نفع سے اتنا حصہ اسلامی کاموں میں صرف کیا جائے گا۔
عام طور پر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ انگریزوں کا بھیجا ہوا ہے اور جس طرح انگلستان اور لندن وغیرہ کے ہندوستان کے طلبہ زیر حمایت لئے جاتے ہیں اسی طرح کا کچھ جال یہ یہاں برلن میں پھیلانا چاہتا ہے اور یہاں ہی نہیں بلکہ سارے یورپ اور دیگر ممالک میں بھی۔ اللہ کی پناہ۔
اب چند روز سے جب اس شخص کو معلوم ہو گیا کہ بغیر میری معاونت کے یہ کامیاب نہیں ہوسکتا تو پھر چند روز ہوئے میرے پاس آیا اور یہ سمجھ کر کہ میں اسلام کے لئے ہر کچھ کرنے کو تیار ہوں مجھ سے کہا کہ دیکھئے تمام مسلمان طلبا ہندوؤں کے اثر میں آ کر دین چھوڑ رہے ہیں آپ کچھ کریئے اور ان کو ہندوؤں کے اثر سے بچایئے۔ وغیرہ۔
ناظرین! ہمارے چند احباب نے فیروز الدین صاحب کا حال ہماری

معرفت دریافت کیا تھا اس پر مولانا خیری نے یہ لکھا ہے آپ دیکھئے کہ کیا کیا تدبیریں اور کوششیں مولانا کے کام میں رکاوٹ ڈالنے کی کی جاری ہیں تا کہ اپنے مشن کے لئے رستہ صاف ہو جائے اس اقتباس کو بنظر تعمق مطالعہ کرنے والے حضرات سمجھ لیں گے کہ اس تمام کاروائی کا منشاء مطلب اور مقصد کیا ہے ہم کو زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ۔ دردمند دل کے لئے اتنا بہت ہے ۔

مولانا خیری نے جو بڑے بڑے مقتدر فلاسفر مسلمان کئے ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں

۱۔امریکن ڈاکٹر فلسفہ ہو برٹ یانگ (خالد)

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر فیرنسی بوڈاپسٹ کی یونیورسٹی میں حقوق بین الملل کا مدرس

۳۔ڈائرکٹر تعلیمات شورب

۴۔ پروفیسر ڈاکٹر کنیف مائر، جرمنی کی ایک بہت بڑی جماعت کا صدر اور ا خبار کا اڈیٹر

ان کے علاوہ اور بہت سے مرد و زن مشرف باسلام ہوئے ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ فروری ۱۹۲۳ء جلد ۲۰ نمبر ۱۷ ص ۹۔۱۰)

میں حیدر آباد میں : نمبر ۲

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

عرصہ کے تقاضا پر اصحاب دکن کی دعوت کو قبول کر کے ۱۳ جنوری ۱۹۲۳ء کو چلا ۔ ۱۶ جنوری کو سکندر (حیدر آباد) پہنچا ۔ اس ملک میں قادیانی مذہب کا چرچا بہت ہے بہت لوگ اچھے عہدوں پر اور بہت لوگ آسودہ بھی اس فرقہ میں شامل ہیں ۔ سننے میں آیا ہے کہ ساری ریاست میں تقریباً ۱۵ ہزار مرزائی (قادیانی) ہو چکے ہیں ۔ میں جب پہنچا اور تقریروں کا سلسلہ جاری ہوا، تو جلسہ وعظ میں ہزاروں کی تعداد میں مسلم غیر مسلم ہوتے ۔ قادیانی تعلیم سن کر بہت خوش ہوتے اور خوشی کے بعد ان کو حیرانی ہوتی کہ اس

قسم کے اقوال مرزا ہم سے چھپائے رکھے تھے۔

ان تقریروں میں میں نے مسلمانان حیدرآباد دکن کو توجہ دلائی کہ یہاں ایسی بڑی ذی شان اسلامی ریاست میں اس جھگڑے کا فیصلہ نہ ہوا تو کہاں ہوگا۔ حضرت نظام اس کام کو دینی خدمت جان کر متوجہ ہو کر مرزا صاحب قادیانی کے دعاوی پر فریقین کی تقریریں سنیں، جو تحریر کی جائیں۔ جہاں پہنچ کر ذخیرہ معلومات کافی فراہم ہو جائے تقریریں ختم کرا کر فیصلہ لکھ دیں۔ وہ فیصلہ مع تقریروں کے جو اصل الفاظ میں ہوں کتاب میں صورت میں چھاپ کر شائع کر دی جائے۔ جس کی صورت یہ ہو کہ ہندوستان کے ہر عالم کے پاس اور ہر کتب خانہ عام میں ایک ایک نسخہ بھیج دیا جائے۔ لیکن فیصلہ کا اثر یہ نہ ہوگا کہ فریق مغلوب کو غالب کا مذہب اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے کیونکہ ایسا کرنا آیت قرآنی لا اکراہ فی الدین (دین کے بارے میں جبر کرنا جائز نہیں)، کے خلاف ہے۔

اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ میری بے خبری ہی میں حیدرآبادی مسلمانوں نے حضور نظام کی خدمت میں درخواست دی کہ قادیانی مذہب کے متعلق گفتگو کرا کر فیصلہ کیا جائے تاکہ مسلمانوں میں آئے دن کے جھگڑے ختم ہوں۔ اس درخواست کا فیصلہ آج (۱۱ فروری ۱۹۲۳ء) تک نہیں ہوا آئندہ جو ہوگا ظاہر کیا جائے گا۔ (اس مضمون کے درج ہونے کے بعد اطلاع ملی ہے کہ دکن کے وزیر مذہبی امور نے اس معاملہ میں سرکاری دخل سے انکار کر دیا ہے منیجر اہل حدیث امرتسر)

دوسری طرف قادیانی جماعت نے بسر کردگی حاجی عبداللہ الہ دین صاحب سوداگر سکندرآباد جو ایک پر جوش اور مخیّر احمدی ہیں ایک اشتہار دیا جس میں مجھ کو حلف اٹھانے پر پانچ سو روپیہ انعام دینے کا وعدہ کیا اور شہر حیدرآباد وغیرہ میں بڑی اشاعت کی کہ میں حلف اٹھاؤں۔ حلف کے الفاظ بھی خود ہی قلم بند کئے جو یہ ہیں:

> میں ثناء اللہ اڈیٹر اہل حدیث خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس بات پر حلف کرتا ہوں کہ میں نے مرزا غلام احمد صاحب کے تمام دعاوی اور دلائل کو بغور دیکھا اور سنا اور سمجھا اور اکثر تصانیف ان کی میں نے مطالعہ کیں اور عبد اللہ الہ دین کا چیلنج انعامی دس ہزار روپیہ کا بھی بغور پڑھا مگر میں نہایت

وثوق اور کامل اطمان اور یقین سے یہ کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کے یہ دعاوی و الہامات جو چودھویں صدی کے مجدد و امام وقت و مسیح موعود مہدی معہود وامتی نبی ہونے کے متعلق ہیں وہ سراسر جھوٹ اور افتراء اور دھوکہ اور فریب اور غلط تاویلات کی بنا پر ہیں ۔ برخلاف اس کے عیسی وفات نہیں پائے بلکہ وہ بجسد عنصری زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور ہنوز اسی خاکی جسم کے ساتھ موجود ہیں اور وہی آخری زمانہ میں آسمان سے اتریں گے اور وہی مسیح موعود ہیں اور مہدی علیہ السلام کا ابھی تک ظہور نہیں ہوا جب ہوگا تو وہ اپنے منکروں کو تلوار سے قتل کر کے (کیا افتراء ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) اسلام کو دنیا میں پھیلا دیں گے مرزا صاحب نہ مجدد وقت ہیں نہ مہدی ہیں نہ مسیح موعود ہیں نہ امتی نبی ہیں بلکہ ان غلط دعاوی کے سبب میں ان کو مفتری اور کافر اور خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ اگر یہ میرے یہ عقاید خداتعالی کے نزدیک جھوٹے اور قرآن شریف وصحیح احادیث کے خلاف ہیں اور غلام احمد صاحب قادیانی درحقیقت اپنے تمام دعووں میں خداتعالی کے نزدیک سچے ہیں، تو میں دعا کرتا ہوں کہ اے ذوالجلال خدا! جو تمام زمین وآسمان کا واحد مالک ہے، اور ہر چیز کے ظاہر و باطن کا تجھے علم ہے، پس تمام قدرتیں تجھی کو حاصل ہیں، تو ہی قہار اور غالب اور منتقم حقیقی ہے اور تو ہی علیم وخبیر سمیع وبصیر ہے۔ اگر میں اپنے اس حلف میں محض ضد وتعصب یا ہٹ دھرمی یا نافہمی سے کام لے رہا ہوں، تو تو مجھ پر ایک سال کے اندر موت وارد کر یا کسی ایسی غضب ناک وعبرتناک عذاب میں مبتلا کر کہ جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو، تاکہ لوگوں پر صاف ظاہر ہو جائے کہ میں ناحق پر تھا جس کی پاداش میں خداتعالی کی طرف سے یہ سزا مجھے ملی ہے۔ آمین آمین آمین۔

پس یہ حلف ہزار وعظ کا ایک وعظ ہوگا عالم فاضل عوام تمام پر یہ بات جسقدر موثر ہوگی کوئی تقریر یا کوئی دلیل نہیں ہوسکتی۔ براہ کرم مولوی ثناء اللہ صاحب توجہ فرمائیں۔ ہم پانچ سو روپیہ نقد لے کر تیار ہیں۔ انصاف پسند پبلک سے ہمیں قوی امید ہے کہ وہ بھی مولوی ثناء اللہ صاحب سے خصوصاً

مباہلہ کے لئے ورنہ اس پیش کردہ فیصلہ کے لئے بزور استدعا کرے گی۔
یہ تو ایک حلفیہ شہادت ہے۔ پس ہمیں امید ہے کہ و لا تکتموا الشهادة
کے ماتحت مولوی ثناء اللہ صاحب ضرور ہمارے پیش کردہ آسان فیصلہ کو
لاطائل عذرات سے نہ ٹال دیں گے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

میں نے اپنے وعظ کے جلسوں میں جس میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان ہوتے تھے اس اشتہار کے متعلق ذکر کیا کہ چونکہ یہ معاملہ سب مسلمانوں سے تعلق رکھتا ہے اسلئے آپ لوگ میرے جواب کو پسند کریں تو میں بھی جرأت سے شائع کر دوں سب نے اس جواب کو پسند کیا جو یہ ہے:

چونکہ سال تک زندہ اور سلامت رہنے میں میں سچا ثابت ہونگا اس لئے بعد
سال خلیفہ قادیان (میاں محمود احمد قادیانی) اور مشتہر عبداللہ الہ دین صاحب بحکم
کو نوا مع الصادقین قادیانی مذہب چھوڑ کر میرا ساتھ دیں اگر اس
حال میں بھی قادیانی مذہب نہ چھوڑیں تو دس ہزار روپیہ تاوان دیں۔

اسکا جواب آج (۱۱ فروری) تک نہیں پہنچا آئندہ باید

مسلمانان حیدرآباد اقوال قادیانی سننے کے بڑے مشتاق ہیں کہتے ہیں کہ ہم تو آج تک بےخبری میں رہے، الحمد للہ کہ اب ہم خبردار ہوئے یہاں کے مقامی اخبار، رہبر دکن، میں تائبین کی فہرست چھپنی شروع ہو گئی ہے سب سے پہلا تائب کوئی صاحب مولوی مزمل اللہ ہیں آج (۱۱ فروری) کے پرچے میں جن کی توبہ درج ہے۔ امید ہے اور بھی بہت سے سعید الفطرت ظاہر ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ مارچ ۱۹۲۳ء مطابق ۱۳ رجب ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۱۸ ص ۱-۲)

ابلیس کون ہے

جناب محمد حسن صاحب کوٹ امین، لائل پور پنجاب سے لکھتے ہیں

(اہل حدیث کے جلد رواں کے کسی نمبر میں عمر دین قادیانی کے اپنے لیکچر میں جو قادیانی جلسہ

میں دیا تھا مرزا صاحب کے مقابلہ میں ابلیس کا درجہ ہے اس کے متعلق میرا مضمون مضمون ملاحظہ ہو)۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

یا ایھا القا دیان: کہتے ہیں کہ غازی اکبر بادشاہ نے ایک دفعہ اپنے حکام اور خادمین کے نام ایک حکم نامہ جاری کیا تھا کہ کسی مذہب کی تصدیق وتکذیب کے معاملہ میں دخل نہ دیا کریں اور نہ کسی کے مذہب کو برا بھلا کہا کریں کیونکہ مذاہب اور الہام کا معاملہ منجانب اللہ ہوا کرتا ہے۔ ہر ایک مدعی مذہب اور مدعی الہام من عنداللہ ہونے کا دعوی کیا کرتا ہے اگر دراصل جھوٹا ہواور ہم نے اسے سچا کہا، تو گو یا ہم نے ایک کاذب کو صادق کہا جو سراسر غلطی ہے۔اس طرح اگر وہ فی الحقیقت سچا ہو، اور ہم نے اس کو جھوٹا کہا تو یہ بھی غلطی ہوگی کہ ایک سچے کو جھوٹا کہا۔اسلئے کسی مذہبی معاملہ میں دست اندازی نہ کیا کریں مگر اقتدار حکومت اور تحکم سلطنت کے قوانین کو ہر حالت میں ملحوظ رکھا کریں (او کما قال) روینا عن ابی الفضل

خداوند جن کو اقبال عطا فرمایا کرتا ہے ان کو اہلیت اقبال بھی عطا فرمایا کرتا ہے۔ یہ اکبری خیال جس کو کسی قدر تشریح سے بیان کیا گیا ہے..

ان يك صادقاً يصبكم بعض الذی يعدكم

کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔اور

لاتصدقوا و لا تكذبوا ولكن قولوا آمنا بالله (او كما قال) ...

اس حدیث پاک کے بھی مطابق معلوم ہوتا ہے۔

ان احکام کے ماتحت ہم کسی مذہب کی تصدیق تکذیب نہیں کر سکتے اور نہ کسی مدعی الہام کو صادق کاذب کہہ سکتے ہیں۔مگر بعض الہاموں اور پیش گوئیوں کا ظہور پذیر ہو جانا ایک نہ ایک جانب کو ترجیح دیتا ہے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ والاکلمہ طیبہ اور جملہ مقدسہ جو جناب مسیح موعود مہدی مسعود آیۃ من آیات اللہ حجۃ من حجج اللہ جناب مرزا غلام احمد صاحب نے ارشاد فرمایا اس کے وقوع ہونے میں تو کسی دلیل کی ضرورت ہے نہ کسی برہان کی حاجت۔اس جملہ مقدسہ کی صداقت کے لئے صرف سید القوم ثناء اللہ کا وجود ہی کافی ہے اس لئے یہ الفاظ تو ٹھیک واجب الاذعان معلوم ہوتے ہیں اور یہ تو سید القوم جانیں اوررسول

قدنیین کے اصحاب کبار، اورحوراء جانین ۔ مارا چہ کار

اس وقت جو بات غور طلب ہے جسکے بارے میں استفتاء کیا جا تا ہے وہ یہ ہے کہ بحر رسالت کے شناور، دریائے نبوت کے تیراک اور ہر نبی کے جام نبوت کے هنیئاً مریئاً ہضم فرمانے والے ،مہدی موعود مرزا صاحب غلام احمد کے اقوال میں سے ایک قول شریف یہ بھی ہے کہ:

عیسی کجاست تابنہد پا بمنبرم

اور دوسری وحی شریف یہ نازل ہوئی کہ:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۔اس سے بہتر غلام احمد ہے

سبحا ن الله و بحمده ، تعا لی شا نه وعز بر ها نه۔ کیا ہی شان دارعظیم الشان کلام پاک ہے۔کیوں نہ ہوکلام ایسی سید ا لكلا م كلا م الملو ك ملو ك الكلا م کوئی جھوٹ تھوڑا ہی ہے ۔

آخر آپ حضور پرنور محبط جبریل تاجداررو حا نیت اورعلمبر دار صداقت اور شہسوار رسالت (مرزا صاحبقا دیانی) جو دنیا جہان کی راہ نمائی کے لئے تشریف لائے تھے جنھوں نے بادیہ ضلالت کے گم گشتگان کو اپنے جام نبوت کے فضلہ مقدسہ کی چند بوندوں سے سیراب کر کے منتہائے مقصود تک پہنچانا تھا کیوں نہ ایسے کلمات طیبہ اور الفاظ مزکی ارشاد فرماتے ۔

خیر مطلب یہ کہ آپ کا مذکورہ الہام ہدایۃ التیام بہت ہی قابل توجہ ہے کیونکہ خداتعالی کے ملہم کومحض باتوں باتوں میں ٹال دینا نا مناسب معلوم ہوتا ہے۔خصوصاً مذکورہ بالا الہام ہدایت انجام میں جس کو قادیان شریف کے حفاظ وقراءقرآن مجید کی بجائے بطور ورد، وظیفہ، اور روز پنجگانہ کے علاوہ رمضان کی تاویح میں بطور منزل تلاوت فرما کرمحظوظ ہوتے ہونگے ان کی وجوہات کی بنا پر بہت توجہ کے مناسب ہے۔

خداتعالی فرماتا ہے:

انّ مثل عیسی عند الله كمثل آ دم عیسی آدم کے مثیل ہیں

اورآدم کے مدمقابل جس نے یہ کہا تھا کہ میں اس سے بہتر ہوں (انا خیر منه) وہ کون تھا؟

اب جناب ممدوح منبع محامد واخلاق حمیدہ ولسان ستودہ کے فرمان ذی شان:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

کو دیکھنا چاہیے۔ آدم کا مقابل تو ہوا وہ، اور مثیل آدم (عیسیٰ) کے مقابل انا خیر منه (میں بہتر ہوں) کہنے والا کون ہوگا۔ ذرا تھم کر جواب دینا۔

اب کیا کریں۔ چہ فرمائند علمائے دین مبین وفضلائے وقراء وحفاظ کہ بحق الہاماتِ قد نیہ اخلاص ...کاراں و گنہگاراں بچہ وجہ ممکن باشد عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور باشند

سید القوم ثناء اللہ کے آخری فیصلہ کی بابت کہا جا سکتا ہے کہ یہ قضیہ اتفاقیہ ہے جو اذا جاء الحق و زهق الباطل کی طرح اذا مات المرزا فالثناء الله صادق بھی وقوع میں اتفاقیہ طور پر آ چکا ہے۔ لیکن اس کا کیا علاج کیا جائے کہ وہ کلمات سراپا ہدایات تو مستجاب الدعوات کی جناب والا سے رجسٹری شدہ محمدی خط کا حکم رکھتے ہیں ہر کہ شک آرد کافر گردد۔ اور ذرا سے انکار سے واصل جہنم کئے دیتے ہیں۔

عرض بخدمت قادیان

میں خلوص سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح آپ یعنی مرزا صاحب قادیانی کے مریدوں کو غصہ ہوتا ہے ویسے ہی سید القوم ثناء اللہ کے محبوں کو بھی سخت صدمہ ہوتا ہے۔ امید ہے کہ اب قادیانی زہریلے الفاظ سے اجتناب فرماتے رہیں گے اور شیطان ابلیس وغیرہ کے القابات اپنے واپس قادیان شریف میں جمع کر لیں گے۔ وہ تقریر جو ابوعمر الدین صاحب نے قادیان کے جلسہ پر بیان کی ہے جس کو اہل حدیث امرتسر ۹ جنوری ۱۹۲۳ء میں نقل کیا گیا ہے بہت ہی بزدلانہ حملوں سے مملو ہے۔ اس قسم کے الفاظ شان علم کے بہت ہی خلاف ہوا کرتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ مارچ ۱۹۲۳ء مطابق ۱۳ رجب ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۱۸ ص ۷۔۸)

مرزا صاحب کی زیارت

جناب منشی مولا بخش صاحب کشتہ امرتسری لکھتے ہیں:

پچھلے دنوں جب مرزا صاحب قادیانی کے مریدوں پر امرتسر میں مقدمات ہوئے تھے، تو مرزا صاحب، مولانا ثناء اللہ صاحب کے پاس امرتسر میں تشریف لائے تھے جن کو میں واپس بخیریت تمام ان کے قیام گاہ کے قریب پہنچا آیا تھا۔

آج جمعہ ۲۳ فروری ۱۹۲۳ء پھر مرزا صاحب کی زیارت مجھے ہوئی۔ مرزا صاحب اور قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل غالبًا قادیان کے کسی گلی کوچے کے مقام پر کھڑے تھے کہ علیک سلیک ہوئی۔ قاضی اکمل صاحب نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ مرزا صاحب قادیانی کی مخالفت مسلمانوں میں کیوں ہے؟

میں نے کہا یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ مسلمان ایک سادہ قوم ہے اگر کوئی اس کی موانست کا دم بھرے تو یہ اسپر جان قربان کرنے کو تیار ہے چنانچہ مرزا صاحب جب تک اسلام کی اشاعت کا دم بھرتے رہے مسلمان ان کے دست و بازو بنے رہے لیکن جب آپ نے اپنے دعاوی بیان کرنے شروع کر دیئے اوران کو اس قدر اہمیت اور طوالت دی کہ آپ کو یہ بھی یاد نہ رہا کہ ہم ایک جگہ کیا لکھ آئے ہیں اور دوسری جگہ کیا کہہ رہے ہیں، تو مسلمانوں میں بدگمانی پیدا ہوئی اور انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ ہماری سادگی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ایک نئے رنگ میں پیری مریدی کا سلسلہ قائم کرنا چاہتے ہیں اور بس۔ کیونکہ اسلام تو بذاتہ ایک مکمل مذہب ہے اس کو نہ نیا جامہ پہننے کی ضرورت ہے نہ اس میں کوئی کمی ہے جس کی درستی کے لئے کسی نئے صنعت کار کی حاجت ہو۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے میری گفتگو کو خاموشی سے سنا۔ قاضی اکمل صاحب کچھ جواب دینا چاہتے تھے کہ کسی نا معلوم طریقہ سے ہم سب میں جائی ہوگئی اور یہ نظارہ یہیں ختم ہوگیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ مارچ ۱۹۲۳ء مطابق ۱۳ رجب ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۱۸ ص ۱۳)

قادیانی تائبین

حیدرآباد دکن کا روزانہ اخبار رہبر دکن لکھتا ہے کہ ۱۹فروری تک مولانا ثناء اللہ صاحب کے مواعظ کے اثر سے ۱۳ قادیانی تائب ہو چکے ہیں۔ اللھم زد فزد (مینجر)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ مارچ ۱۹۲۳ء مطابق ۱۳ رجب ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۱۸ ص ۱۳)

میں حیدرآباد میں: نمبر ۳

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

حیدرآباد دکن ایک بڑی اسلامی ریاست ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آج جو یہاں کی حالت ہے پہلے کی نسبت بہت بہتر ہے۔ پہلے زمانہ میں حضور نظام کے سامنے سجدہ ہوتا تھا۔ پیروں فقیروں کے سامنے قبروں وغیرہ پر تو عام دستور ہے۔ موجودہ حضور نظام کے سامنے جب سجدہ ہوا، تو آپ نے فوراً حکم جاری فرمایا کہ کوئی انسان کسی انسان کو سجدہ مت کرے۔ عرسوں کی بدعات بھی بہت کم ہوگئیں۔ محرم کی رسوم تو ایسی ہوئیں کہ قریب عدم کے آگئیں۔ لیکن علوم اسلامیہ سے بے خبری عام طور پر جو دوسرے بلاد میں پائی جاتی ہے، یہاں بھی ہے۔ ہمارے خیال میں قرآن مجید کے ترجموں کے حلقہ درس سے عوام کو جو فائدہ ہوتا ہے اس کے برابر کسی سے نہیں ہوتا۔ بڑے بڑے علوم اور درسگاہیں تو خاص طلباء کو مفید ہوتی ہیں لیکن عوام جو ان درس گاہوں میں نہیں جاتے، ان کے لئے درس قرآن مجید جیسی کوئی چیز نہیں۔ حضور نظام کے حکم سے ایک مدرسہ دینیات ایسا بھی جاری ہے جس میں مزدور پیشہ تعلیم پاسکتے ہیں بیشک یہ طریق بھی عمدہ ہے میں نے معلوم کیا کہ تعلیم پر حضور کو بڑی توجہ ہے اس توجہ پر بھروسہ کرکے یہ امید کرنا بالکل صحیح ہے کہ اگر گوش گذار کیا جائے تو جبریہ تعلیم کا حکم ہو جانا کچھ بعید نہیں ورنہ موجودہ رفتار سے اہل ریاست علم سے بہت دور ہیں۔

حیدرآباد میں ایک سوشل سوسائٹی ہے۔ اس نے ایک جلسہ میں میری تقریر قومی تعلیم پر کرائی جس میں میں نے قومی تعلیم کا مسئلہ مفصل بیان کیا۔ جبریہ تعلیم بقدر پرائمری میں مذہبی اور اخلاقی تعلیم کا حصہ کافی رکھنا مفید ہوگا۔

ایک روز میں مکہ مسجد گیا تو دیکھا وہاں بچے قرآن مجید حفظ کر رہے ہیں۔ استاد اکبر نے چند بچوں سے قرآن مجید سنوایا۔طبیعت خوش ہوئی۔کتاب الرائے پیش ہونے پر میں نے لکھا کہ ریاست کے نابینا بچے سب اس مدرسہ میں داخل ہو کر حفظ کریں تو بہت مفید ہوگا ذمہ دار افسر حضور نظام کے گوش گذار کر دیں تو ایسا شاہی فرمان جاری ہونا کوئی بعید نہیں۔

ریاست حیدرآباد میں محرم وغیرہ کے موقع پر جتنی خرابیاں ہوتی تھیں، دنیا بھر میں شائد کہیں نہ ہوتی ہوں گی۔موجودہ فرمانروا نے ان میں اتنی بندش کر دی ہے کہ کہنے والے کہتے ہیں اب تو یہاں محرم گویا ہوتا ہی نہیں ۔ میں نے اندازہ لگایا ہے کہ ابھی شاہی توجہ کی ضرورت ہے۔

ریاست میں عرب قوم ایک اچھی تعداد میں بستی ہے اور وہ شافعی ہیں۔نماز میں سب آمین بلند کہتے ہیں۔ان کے ایسا کرنے سے یہاں کے لوگ آمین بالجہر سے مانوس ہیں۔پنجابیوں کی طرح ان کو آمین بالجہر اور رفع یدین سے وحشت نہیں۔اس لئے اہل حدیثوں کو کسی مسجد میں آمین رفعیدین کر کے نماز پڑھنے میں دقت یا رکاوٹ نہیں۔

ایک دفعہ میں نے شہر حیدرآباد کی مسجد چوک میں جمعہ پڑھا۔جمعہ کا خطبہ تو اسی طرح تھا جس کے الفاظ کانوں میں پڑیں مگر معنی نہ پڑیں ۔خیر یہ تو ایک عام اسلامی حالت ہے۔خاص بات جو دیکھی وہ یہ تھی کہ بعد نماز جمعہ خاص شافعیہ نے ظہر احتیاطی کی نماز باجماعت پڑھی ۔ میں نے ایک پڑھے لکھے عرب شافعی سے پوچھا کہ یہاں تو بادشاہ بھی مسلمان ہے، پھر کونسی شرط مفقود ہونے سے ظہر احتیاطی پڑھتے ہیں؟ اس نے کہا صحت جمعہ کیلئے ایک ہی جگہ ہونا ضروری ہے۔چونکہ جمعہ متعدد جگہ ہوتا ہے اس لئے ظہر باجماعت لازم ہے۔میں نے کہا یہ حکم امام شافعی کا ہے۔ہنس کر بولا نہیں رسم ہے۔

یہ بات عجیب دیکھی ہے کہ قادیانی مضامین سننے کے لوگ بڑے شائق ہیں گویا مجھ سے پہلے کانوں میں قادیانی آواز پہنچ چکی ہے جس کی وجہ سے بعض لوگ قادیانی نبی کے پیرو ہو چکے ہیں اور اکثر اس کی آواز سے واقف ہو چکے ہیں۔قادیانی تحریک بھی خفیہ جاری ہے۔بعض ذی اثر لوگ حاکم وکیل سوداگر قادیانی مذہب قبول

کر چکے ہیں۔ میری تقریروں سے مسلمانوں کو ایسی دل چسپی ہوئی کہ ہزاروں کی تعداد میں جلسہ میں آتے اور تقریر کے علاوہ سینکڑوں کتابیں میری تصنیف تردید قادیانی کی خریدتے اور بزبان قال کھلا کہتے ہیں کہ ہم پر خدا نے بڑا فضل کیا ورنہ ہم تو بے خبری میں پھنس جاتے۔

یہ تو اخبار کے ناظرین کو اور میری تقریروں کے حاضرین کو خوب معلوم ہے کہ قادیانی مذہب کے متعلق میرا یہی طریق ہے کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے اصلی الفاظ سنایا کرتا ہوں، اپنی طرف سے کچھ نہیں کیا کرتا۔ اگر ان میں تعارض ہو تو لوگ خود بخود سمجھ جاتے ہیں، غلطی ہو معلوم کر لیتے ہیں۔

حیدر آباد میں میرا یہی طریقہ رہا۔ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۸ فروری میں یہاں کی رپورٹ چھپی ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے شہر میں گند پھیلا دیا۔ ۱۵ فروری کے جلسہ عام میں میں نے اخبار الفضل کی اس شکایت کا ذکر کر کے حاضرین سے پوچھا کہ میں نے کبھی کوئی بات اپنی طرف سے کہی؟ سب نے کہا نہیں۔ پھر میں نے کہا یہ جو لکھتے ہیں گند پھیلا دیا، اسکی مثال یہ ہے کہ کسی بیمار کے پیٹ میں بندش ہو ڈاکٹر اس کو دستور کر کے اسکے پیٹ سے گند نکالے۔ اس گند کی بدبو سے تنگ آ کر کوئی شخص یوں کہے کہ ڈاکٹر نے گند پھیلا دیا تو کیا یہ ڈاکٹر کا گند ہے؟ یا اس بیمار کا؟

سب نے بالاتفاق کہا بیمار کا۔

پس میں نے یہ کہا میں ان معنی سے الفضل کے رپورٹر کی تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے مرزا صاحب قادیانی کے الفاظ لوگوں تک پہنچا دیئے جو درحقیقت بقول الفضل گند ہے۔ الفضل نے ۱۸ جنوری کے پرائیویٹ مباحثہ کا ذکر کر کے جو دروغگوئی کی ہے اس کی بابت آئندہ اظہار ہوگا۔ انشاء اللہ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ مارچ ۱۹۲۳ء مطابق ۲۰ رجب ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۱۹ ص ۱-۲)

حاجی یونس شروانی رئیس دتاؤلی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مولانا حاجی یونس خان شروانی رئیس دتاؤلی ضلع علی گڈھ، ایک رئیس اور ذی علم ہیں۔ حیدرآباد میں اپنے عزیزوں سے ملنے آئے تھے۔ قادیانی مذہب سے بھی آپ کو دلچسپی ہے۔ آپ نے بھی قادیانی جماعت کے سرگروہ عبداللہ الہ دین صاحب کو خط لکھا کہ مجھ سے مباحثہ کرلو یا کرالو۔

جواب آیا کہ (قادیانی) مباحثہ کو تیار ہیں۔ آپ حفظ امن کا انتظام کر کے اطلاع دیں، تو ہمارے علماء آنے کو تیار ہیں۔

حاجی صاحب نے جواب میں لکھا کہ میں تو یہاں مسافر ہوں۔ میں حفظ امن کا ذمہ دار کیسے ہوسکتا ہوں، اور انتظام کیسے کرسکتا ہوں۔ یہاں تو آپ کا فرض ہے۔ اگر آپ علی گڈھ آئیں تو سب کام میرے ذمہ ہے۔ اس کا جواب ابھی نہیں گیا تھا کہ حاجی صاحب اپنے قیام کے دن پورے کر کے علی گڈھ تشریف لے گئے۔

ہمارے خیال میں قادیانیوں کا مذکورہ جواب بالکل غلط ہے۔ ان کو چاہیے تھا کہ حاجی صاحب کو لکھتے کہ بسم اللہ آپ اکیلے یا چند احباب کو ساتھ لے کر ہمارے مکان پر تشریف لے آویں۔

مگر واقعہ یہ ہے کہ مباحثہ سے تو ان کی روح قبض ہوتی ہے۔ ایک ہی روز تھوڑا سا وقت سامنے آ کر مباحثہ کے نام سے گھبرا رہے ہیں۔ ۱۴ فروری کی شب کو ان کا جلسہ تھا جس میں احمدی اور محمدی سب ملا کر کوئی ڈیڑھ سو آدمی ہوں۔ جلسہ کے کارڈ جو شائع کئے ان میں تو یہ لکھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ کے اعتراضوں کے جواب دیئے جائیں گے۔ مگر تقریر میں شیخ عبدالرحمان (مصنوعی) مصری نے کسی اعتراض کا نام تک نہ لیا، بلکہ صرف نزول مسیح پر گفتگو کرتے رہے۔ اخیر میں مولوی محمد امین نے کہا میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، تو مصری صاحب نے کہا آپ کو ہم جانتے ہیں اور ہم کو آپ جانتے ہیں، اس لئے آپ کو اجازت نہیں۔

کیا خوب دلیل ہے حالانکہ اس جاننے کا مقتضا یہ ہونا چاہیے تھا کہ وقت دیتے نہ کہ روکتے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ واقعی ان کے جانتے یہی نتیجہ ہے کیوں؟

وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ مارچ ۱۹۲۳ء مطابق ۲۰ رجب ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۱۹ ص ۲۔۳)

حضرت مسیح کی آمد ثانی

حضرت احمد مجتبیٰ کی زبانی

جناب بابوحبیب اللہ صاحب کلرک نہراپر باری دوآب امرتسری لکھتے ہیں:

الحمد لله رب العا لمين الصلو ة و السلام على خاتم النبيين
و على آ له و اصحا به اجمعين

محمدی: جناب مرزا صاحب قادیانی کا کیا دعویٰ تھا؟

احمدی: جناب مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ کو تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۹۵ پر یوں لکھا ہے:

میرا دعویٰ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خداتعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں آئے گا۔

محمدی: مرزا صاحب کیسے مسیح موعود ہو سکتے ہیں؟ حضرت مسیح ابن مریم تو آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے اور آج تک آسمان پر ہیں اور کسی زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے۔

احمدی: حضرت مسیح مصلوب نہیں ہوئے اور نہ آسمان پر گئے اور نہ امید رکھنی چاہیے کہ وہ پھر زمین پر نازل ہوں گے بلکہ وہ ایک سو بیس سال برس کی عمر پا کر سری نگر کشمیر میں فوت ہوگئے اور وہاں محلّہ خان یار میں ان کی قبر ہے (مسیح ہندوستان میں۔ص ۱۲)

محمدی: ہم نے یہ بات آج نئی سنی ہے کہ حضرت ابن مریم کی قبر ملک کشمیر کے شہر سری نگر کے محلّہ خان یار میں ہے۔ صحیح بخاری شریف جلد اول کے صفحہ ۴۹۰ پر تو ایک مرفوع صحیح روایت میں تو یہ بات لکھی ہے کہ مسیح ابن مریم نازل ہوں گے پس اگر مسیح ابن مریم فوت ہوگئے ہیں تو ان کے نازل ہونے کی خبر کس طرح دی گئی ہے۔

احمدی: جناب مرزا صاحب حمامۃ البشریٰ مطبوعہ ۱۳۱۱ھ کے حاشیہ صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں:

و العجب من القوم انّهم يفهمو ن من نزو ل عيسى نزو له من السّما ء و يز يدو ن لفظ السّماء من عند هم و لا تجد اثراً منه

فی حدیث (ترجمہ: اور تعجب آتا ہے قوم سے کہ وہ سمجھتی ہے نزول عیسی سے ان کا نازل ہونا آسمان سے اور زیادہ کرتے ہیں سماء کا لفظ اپنی طرف سے اور نہ پاوے تو کوئی اثر اس سے بیچ حدیث کے)۔

اسی طرح مرزا صاحب قادیانی، انجام آتھم کے صفحہ ۱۲۹ پر لکھتے ہیں کہ نہیں آیا بیچ کسی حدیث کے آسمان سے اترنے کا لفظ۔

محمدی: مرزا صاحب نے حمامۃ البشری کے صفحہ ۱۸ کے حاشیئے اور انجام آتھم کے صفحہ ۱۲۹ و ۱۴۸، تحفہ بغداد کے صفحہ ۴۷؟ پر لکھا ہے کہ:

حدیث میں آسمان کا لفظ نہیں آیا ہے۔

اب میں ذیل میں دو حدیثیں نبی کریم ﷺ کی لکھتا ہوں جس میں لفظ سماء کا آیا ہے۔

روایت نمبر ۱۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۸، منتخب کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۵۶، اور حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۳ پر لکھا ہے:

قال ابن عباس قال رسول الله فعند ذلك ينزل اخی عیسی بن مریم من السماء علی جبل افیق اماماً هادیاً و حکماً عادلاً ... مربوع الخلق اصلت سبط الشعر بیده حربة یقتل الدجال فاذا قتل الدجال تجع الحرب اوزارها الحدیث

اخرجه اسحاق بن بشیر و ابن عساکر

روایت نمبر ۲۔ امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات طبع ۱۳۱۳ھ انوار احمدی الہ آباد کے صفحہ ۳۰۱ پر لکھتے ہیں:

انّ ابا هریره قال قال رسول الله ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم و امامکم منکم

نوٹ۔ ۱: ان دونوں حدیثوں میں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسی بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے۔ پس ان کا آسمان پر اٹھایا جانا اور اب تک آسمان پر رہنا ثابت ہو گیا۔

نوٹ ۲: روایت نمبر ایک میں الفاظ ینزل اخی عیسی بن مریم من السماء کے الفاظ ہیں مگر مرزا صاحب قادیانی حمامۃ البشری کے صفحہ ۸۸ پر اس روایت کو یوں

لکھتے ہیں:

و فی حد یث ابن عباس قا ل سمعت رسو ل الله ﷺ یقول ینزل ا خی عیسی ابن مریم علی جبل ا فیق اماماً ھا دیاً حکماً عا د لًا بیده حربة تقتل الد جال و تضع الحر ب اوزار ھا

رو ی عن ابن عباس قا ل قا ل رسو ل الله ینز ل ا خی عیسی بن مر یم علی جبل افیق اما ماً ھا دیاً حکماً عا د لًا بیده حربة یقتل به الد جا ل۔ (ص ۸۹)

ناظرین مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی لیاقت دیکھئے کہ دونوں صفحوں پر اس روایت کو لکھتے ہیں مگر الفاظ من السماء کو اپنے مطلب کے مخالف پا کر چھوڑ دیتے ہیں میں احمدیوں سے پوچھتا ہوں کہ کرشن اوتار صاحب نے اس جگہ امانت سے کیوں کام نہ لیا۔

احمدی: روایت نمبر ا تو حدیث کی ان کتابوں میں سے ہے جو طبقہ رابعہ میں سے ہیں اور طبقہ رابعہ کی کتب حدیث کو ہم کس طرح صحیح مان لیں۔

محمدی: شیشے کے محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر پھینکنا اچھا کام نہیں ہے۔ خود آپ کے پیرو مرشد کرشن قادیانی نے تحفہ گولڑ ویہ صفحہ ۱۲۵ کے حاشئے پر تفسیر درمنثور کے حوالے سے حدیث کی ایسی کتابوں سے روایتیں نقل کی ہیں جو کتابیں طبقہ رابعہ سے ہیں پہلے اپنے گھر کی خبر لیجئے پھر دوسروں پر اعتراض کیجئے۔

احمدی: روایت نمبر ۲ کی بابت گذارش ہے کہ اس روایت کے آگے امام بیہقی نے لکھا ہے: رواه البخاری فی الصحیح عن یحی بن بکیر و ا خر جه مسلم من و جه آ خر عن یو نس۔ حالانکہ یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ نہ تو بخاری میں ہے نہ مسلم میں۔

محمدی: عرض یہ ہے کہ کتاب الاسماء والصفات، بخاری اور مسلم کی طرح مسند کتاب ہے مشکوۃ کی طرح مخرج کتاب نہیں۔ یعنی اس میں جو روایتیں امام بیہقی لائے ہیں وہ اپنی سند کے ساتھ لائے ہیں، حدیث کی کسی کتاب سے نقل نہیں کی تاکہ ہمیں اس کے الفاظ کو حدیث کی کسی دوسری کتاب میں تلاش کرنا پڑے اس کے بارے میں دیکھو

اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۳ ستمبر ۱۹۲۲ء
امام بیہقی اسی کتاب کے صفحہ ۲۸۲ پر ایک روایت ابوداؤد.. سے لائے مرفوعاً لائے ہیں اور بخاری کا نام لیتے ہیں حالانکہ یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ بخاری میں نہیں ہے۔
احمدی: چونکہ کتاب الاسماء و الصفات مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوی کے بعد غیر احمدیوں کے ہاتھوں ۱۳۱۳ھ میں انوار احمدی الہ آباد میں چھپی ہے اسلئے قرین قیاس ہے کہ یہ لفظ مولویوں نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہو (ریویوآف ریلی جنز مارچ ۱۹۲۲ء ص ۸۵)
محمدی: واضح ہو کہ کتاب الجوائز والصلاۃ طبع ۱۲۹۷ مطبع نظامی کان پور کے صفحہ ۲۵۹ پر بھی یہ روایت اسی حوالے سے لکھی ہوئی ہے اور اس میں الفاظ من السماء موجود ہیں اور یہ کتاب مرزا صاحب کے دعوی مسیحیت سے گیارہ سال پہلے کی شائع ہو چکی ہے ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء میں جو مسلمان موجود تھے کیا انہوں نے مرزا صاحب کی عداوت سے یہ الفاظ زیادہ کر دیئے تھے؟
احمدی: یہ الفاظ حدیث میں کہاں کہ مسیح ابن مریم جسد عنصری کے ساتھ نازل ہوگا۔، مجھے جسد عنصری کے الفاظ حدیث سے دکھاؤ۔
محمدی: تم عجب ضدی آدمی ہو۔ جب احادیث نبویہ سے مسیح ابن مریم کا آسمان سے نازل ہونا ثابت ہو گیا تو مسیح کا رفع اور حیات کا مسئلہ ثابت ہے اگر کہا جائے کہ میاں صاحب قادیانی کشمیر سے آنے والے ہیں تو اس سے میاں صاحب کا کشمیر میں تشریف لے جانا اور وہاں رہنا ثابت ہوتا ہے۔ اس کے لئے یہ کہنا ضروری نہیں کہ میاں صاحب قادیانی جسم عنصری کے ساتھ کشمیر سے تشریف لانے والے ہیں۔ مرزا صاحب نے مثیل مسیح ہونے کا دعوی کیا تھا (عسل مصفی ص ۵۲۸) اور احمدی بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مثیل مسیح مانتے ہیں۔ اس لئے میں ان کو چیلنج دیتا ہوں کہ حدیث کی کسی کتاب سے مرفوع یا موقوف روایت نکال کر دکھائیں جس میں یہ لکھا ہو کہ ایک مثیل مسیح امت محمدیہ میں سے پیدا ہوگا۔
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ مارچ ۱۹۲۳ء مطابق ۲۰ رجب ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۱۹ ص ۱۔۲)

میں حیدرآباد میں: نمبر۴

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ پرچوں میں ناظرین ملاحظہ کر چکے ہیں کہ میں حسب تقاضا احباب دکن ۱۶ جنوری کو سکندرآباد (چھاؤنی حیدرآباد) میں پہنچا اس روز سے آج (۳ مارچ ۱۹۲۳ء) تک کے واقعات بالاختصار درج ذیل ہیں۔

۱۹ جنوری ۱۹۲۳ء کو پہلا جلسہ وعظ ہوا جس میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمانان حیدرآباد شریک تھے۔ بس اس ایک تقریر کا غلغلہ اٹھا کہ اس کے بعد سکندرآباد کی باری نہ آئی (آج ۳ مارچ کو سکندرآباد میں وعظ ہے)۔

بلدہ حیدرآباد و بیرون بلدہ میں جلسے ہوتے رہے۔ آج (۳ مارچ) تک مختلف مقامات پر ۲۴ جلسہ ہائے وعظ ہوئے جن میں میں اعلان کرتا رہا کہ میں قادیانی نبی کی تردید نہیں کرتا بلکہ ان کے ملفوظات آپ تک پہنچاتا ہوں۔

بس کتب مرزا سے حوالجات پڑھ پڑھ کر سنائے جاتے۔ حیدرآباد کی پبلک قادیانی نبی کا کلام سن کر حیرانی میں بزبان حال کہتی ہے:

آنچہ من شنوم بہ بیداری ست یا رب یا بخواب

کیا کوئی شخص کلمہ اسلام منہ پر لا کر ایسے ایسے الفاظ منہ سے نکال سکتا ہے مثلاً قول مرزا:

انبیاء گر چہ بودہ اند کسے
من بعرفان نہ کمترم ز کسے
آنچہ داد ست ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

نوٹ: مرزا صاحب کے یہ ملفوظات ہو بہو پہنچاتے ہوئے کہیں میرے منہ سے یہ بھی نکل گیا کہ میں حضرت صاحب کے الفاظ ہو بہو پہنچانے کا ذمہ دار ہوں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں کہ کوئی فقرہ یا لفظ خلاف محاورہ اہل زبان کے کیوں ہے مثلاً اس شعر میں۔ داد، کے دونوں مفعولوں پر علامت فعولیت (لفظ را) لائے ہیں تو یہ بھی

ایک قسم کی تجدید ہوگی۔

قادیانی مبلغوں اور حیدرآبادی جماعت مرزائیہ نے یہ طریق اختیار کر رکھا تھا کہ میری تقریر کا بذریعہ اشتہار جواب دیتے کیونکہ ان کی تقریر سننے کو تو لوگ جاتے نہ تھے۔ چنانچہ اس اعتراض کا جواب بھی انہوں نے خاص طور پر دیا جو اس قابل ہے کہ انہی کے الفاظ میں پہنچایا جائے۔ پہلے تو اعتراض میں تحریف کی جسے دیکھ کر اور سن کر غیر حاضرین کہتے ہوں گے کہ معترض کو کیا ہوگیا کہ ایسا اعتراض کرتا ہے۔

سوال کا مضمون یوں لکھا:

اعتراض (ثانی) یہ ہے کہ داد کے بعد رائے مفعولیت کا لانا خاص قادیانی بندش ہے (تحفہ احمدیہ ص۴)

حالانکہ اعتراض یہ نہ تھا بلکہ یہ تھا:

داد کے دونوں مفعولوں پر علامت مفعولیت (را) کا لانا قادیانی تجدید ہے

سوال کو دوسرے لفظوں میں بیان کرنا جتلا رہا ہے کہ اصل لفظوں میں سوال ناقابل حل ہے۔ خیر۔ سوال یہی سہی مگر قادیانی مبلغین، مولوی عبدالرحمٰن (دیسی مصری) اور مولوی فضل الدین وکیل اور دیگر احمدی علماء نامدار حیدرآباد نے جو جواب دیا وہ بھی قابل دید وشنید ہے لکھتے ہیں:

ماشاءاللہ عربی کی طرح آپ کی فارسی قابلیت بھی کچھ کم نہیں مولوی معنوی کا ایک شعر ہے

آرزو میخواہ لیک اندازہ خواہ
بر نتابد کوہ را یک برگ کاہ

فعل کے بعد مفعول پر (را) موجود ہے

معترض کی فارسی قابلیت تو خود اسی سے معلوم ہے کہ مجیب بلکہ مجیبین (جو پردہ مخفی میں رہ کر محیبات بن رہے ہیں ان) کی سمجھ میں اعتراض بھی نہ پہنچ سکا تو جواب کی حقیقت معلوم۔ اے جناب محض مفعول پر علامت مفعولیت (را) کا دکھانا منظور تھا، تو آپ کو مولوی روم مرحوم کی روح کو صدمہ پہنچانے کی کیا ضرورت تھی؟ یہی کہہ دیتے کہ دیکھو عام مثال مشہور ہے: زید و عمرو را

نہ اس شعر میں فعل (داد) ہے نہ داد کے دوسرے مفعول پر (حرف) داخل، پھر نہیں معلوم یہ جواب ہے یا عجز از جواب۔

نوٹ: مولوی ابو الفدا انور محمد صاحب ملتانی حال مدرس حیدرآباد ایک جلسہ میں اس مرزائی شعر اور اس کے جواب کے پرخچے اڑا رہے تھے تو ضرورت شعری کا ذکر ان کی تقریر میں آ گیا میں نے فوراً اٹھ کر کہا کہ ضرورت شعری یوں پوری ہوسکتی تھی کہ مصرعہ یوں بنایا جاتا: داد آں جام خودمرا بتمام۔ حاضرین اہل علم نے اس اصلاح کی تحسین فرمائی۔ قادیانی جماعت کو یہاں حیدرآباد میں کئی طرح کی مشکلات پیش آئیں سب سے بڑی مشکل یہ پیش آئی کہ ایک روز انہوں نے جلسہ وعظ کیا تو چند لوگ سننے گئے۔ راویان کا بیان ہے کہ اثناء تقریر میں مولوی عبدالرحمٰن (دیسی مصری) نے کہد یا کہ مرزا صاحب قادیانی کی کوئی پیش گوئی غلط ہوئی تو کیا ہوا، آنحضرت ﷺ کی بھی بعض پیش گوئیاں غلط ہوئی تھیں۔ مثال کے طور پر واقعہ حدیبیہ کا ذکر کیا۔ واللہ اعلم انہوں نے خود ایسا کہا یا حاضرین نے ایسا سمجھا اس پر حیدرآبادی مسلمانوں میں جو ایسی دل آزار باتیں سننے کے عادی نہیں ہیں پریشانی پیدا ہوئی تو ایک شور سا اٹھا۔ اسی شور میں خدا جانے کسی محمدی نے یا احمدی نے خود ہی ایک دو ڈلے پھینک دیئے جن کی وجہ سے منتظمین جلسہ نے باہر سے اٹھا کر چھت کے نیچے جلسہ جا جمایا۔ پولیس نے سرکار میں اس کی رپورٹ کی چونکہ احمدی جماعت سے عام پبلک میں ناراضگی ہوگئی تھی اس لئے پولیس نے قادیانی جماعت کی حفاظت جان کے لئے ان کو جلسہ وعظ کی بندش کر دی اس کے بعد حیدرآباد یا سکندرآباد میں ان کی تقریر نہ ہوتی تھی جس کا ہمیں بھی افسوس ہے مگر انہوں نے یہ طریق اختیار کیا کہ سکندرآباد کے ایک احمدی کے بنگلہ میں جلسہ وعظ کرتے رہے جس کے لئے بجائے اشتہار کے رقعہ جات بھیج کر خاص خاص لوگوں کو بلاتے چنانچہ ایک روز قریباً ۷۰۔۸۰، آدمی شریک تھے جس وقت مولوی عبدالرحمٰن نے یہ آیت پڑھی ما نرسل با لآ یا ت الّا تخو یفاً، تو ایک شخص نے سوال کیا، کیا مرزا صاحب کو رسول مانتے ہیں؟ جواب ملا اسکا جواب تفصیل چاہتا ہے پھر بتادیں گے۔ یہ کہنا تھا کہ تخمیناً پچاس آدمی بڑ بڑاتے ہوئے اٹھ کر چلے گئے۔ اس کے بعد چند ہی منٹ میں جلسہ ختم ہوگیا۔ پھر تو جب کبھی جلسہ کرتے، اس میں خود قادیانی یا اس کے

زیر اثر معمولی لوگ ہوتے جن کی تعداد دس پندرہ سے زیادہ نہ ہوتی میرے ساتھی مولوی محمد امین امرتسری ہر جلسہ میں جاتے مگر ان کو پوچھنے پاچھنے کی اجازت نہ ملتی ۔

ادھر بڑے زور کی تبلیغ دیکھ کر قادیانی جماعت نے سوچا کہ آؤ ان مسلمانوں میں تفرقہ ڈالیں تاکہ یہ لوگ ثناء اللہ کی نہ سنیں ۔ چنانچہ میرے نام کے ساتھ اہل حدیث اور وہابی لکھنا شروع کیا اور اخبار اہل حدیث امرتسر سے سچے جھوٹے حوالے نقل کر کے حیدرآبادی پبلک میں نفرت اور تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش کی ۔ اس کوشش کی مثال میں مندرجہ ذیل اشتہار درج ہے جو قادیانی امت کے اندرونہ کی خبر دیتا ہے ۔ وہ یہ اشتہار یہ ہے:

مولوی ثناء اللہ صاحب کا مذہب کیا ہے؟

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

ہمارے ناظرین کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنا اصلی مذہب چھپا کر حیدرآباد کی پبلک کے سامنے اپنے لیکچروں میں یہ بیان کیا ہے کہ میں وہابی نہیں ہوں ، چونکہ مولوی ثناء اللہ کی اصل غرض لوگوں کو مغالطہ دے کر روپیہ کمانا ہے جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے دادا استاد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی وہابی کے اس فتوی سے ظاہر ہے جو کتاب اربعین غزنویہ امرتسر میں جسے علماء امرتسر نے شائع کیا تھا، درج ہے ۔

اس لئے مولوی صاحب موصوف کو جس رنگ میں احمدیوں کی مخالفت کرنے سے زیادہ دائدہ پہنچ سکتا ہے اس رنگ میں آپ پبلک کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں ۔ اس وجہ سے ہم چاہتے ہیں کہ مختصر طور پر پبلک پر بھی یہ ظاہر کر دیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب وہابی ہیں یا نہیں اور اپنے اصلی عقاید کو چھپانے سے ان کی یہاں بھی وہی مالی غرض ہے یا نہیں ۔ ان کے اخبار اہل حدیث کی مندرجہ ذیل تحریرات سے جو بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں واضح ہو جائے گا کہ ان حضرت کا اصلی مذہب جو حیدرآباد میں آ کر مصلحتاً چھپائے

بیٹھے ہیں۔ کیا ہے:
ا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے اخبار اہل حدیث ۲۷۔ اگست ۱۹۱۵ء صفحہ ۲ کالم ا، میں تحریر کرتے ہیں کہ وہابی دراصل ایک بڑے فرقہ کا نام ہے جو دنیا میں کم وبیش پایا جاتا ہے جس کا عنوان یہ ہے:

وہابی کے معنی ہیں رحمان والا۔ سمجھتا ہے کچھ اور شیطان والا

جس سے مولوی ثناء اللہ کا مقصود ہے کہ وہابی تو خدا کے پرستار ہیں مگر شیطانی لوگ وہابی کے معنی اور ہی سمجھتے ہیں

۲۔ اور پھر اسی ۲۷۔ اگست ۱۹۱۵ء کے پرچہ اہل حدیث امرتسر صفحہ ۲ کالم ۳ میں حنفیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

یہ (حنفی) لوگ اہلحدیث یا بالفاظ دیگر وہابیوں کے مذہب سے واقف نہیں،

۳۔ پھر اسی پرچہ اہل حدیث مورخہ ۲۷۔ اگست ۱۹۱۵ء میں مکہ معظّمہ میں چار مصلوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

ان مصلوں سے امت محمدیہ میں تفرق اتصال پیدا ہو گیا ہے خدا رحم کرے اس شخص پر جو اس تفریق کے مٹانے میں سعی کرے تاکہ کعبہ شریف کی شکل اس اصلی حالت پر آ جائے جو زمانہ نبوت وخلافت میں تھی۔

نمبر ۴۔ پھر ۱۲ فروری ۱۹۱۵ء کے اخبار اہلحدیث صفحہ ۳ کالم ۳ میں لکھا ہے کہ تقلید شخصی آنخضرت ﷺ کی نبوت ورسالت میں دوسروں کو شریک کرنا ہے جو شرک فی النبوت والرسالت ہے۔ قرآن مجید کی آیتیں (کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے پادریوں اور درویشوں کو خدا بنا رکھا ہے) کے ماتحت داخل ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ تقلید کرنے والوں نے اپنے اماموں کو اپنا رب بنا ہوا ہے۔

۵۔ پھر یہی مولوی ثناء اللہ اپنے اخبار اہل حدیث ۱۰ ستمبر ۱۹۱۵ء کالم ۲ میں آئمہ اربعہ کی تقلید کرنے والوں پر یہ فتوی دیتے ہیں کہ یہ لوگ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ جب آئمہ اربعہ کا وجود دوسری صدی میں ہوا تو ان سے پہلے لوگ جو افضل الامت تھے ان قیودات مذہبی سے پاک وصاف ہوں گے۔ اس کے بعد جو تعینات مذہبی پیدا ہوئے

انہوں نے سابق اجماع کا خلاف کیا لہذا یہ سب مفارق اجماع ہونے کی وجہ سے اہل سنت سے خارج ہونے چاہییں

۶۔ پھر ۱۰ فروری ۱۹۱۱ء کے اخبار اہل حدیث صفحہ ۶ کالم ۲ میں لکھا ہے:

دل ہوا تقلید کی آفت سے غم میں مبتلا
بہر فرحت باغ سنت میں ٹہلنا چاہیے

یہ حملے تو تھے ہی لیکن بالآخر مولوی ثناء اللہ صاحب کے اخبار اہل حدیث میں آئمہ اربعہ کے چار مذہبوں کو آنحضرت ﷺ کے دین میں رخنہ ڈالنے والے بھی قرار دیا گیا ہے۔

۷۔ چنانچہ اخبار اہل حدیث ۱۷ جنوری ۱۹۱۱ء ص ۳ کالم ۴ میں یوں لکھا ہے کہ۔ واقعہ سیدھا سادھا اور منظور خدا اسلام تو یہی ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل کیا جائے اور جس طرح خدا کے رسول فداہ ابی وامی نے اسوہ حسنہ بن کر ہمیں جو راہ بتلائی ہے اس پر چلیں اور کسی غیر کی نہ سنیں اور نہ نئے نئے فرقوں اور متعدد مذہبوں میں اسلام کو تقسیم کریں .... کہا جا سکتا ہے جنہوں نے ایک کو چار حصوں میں منقسم کر دیا ہے:

دین حق را چار مذہب ساختند
رخنہ در دین نبی انداختند

جس کے یہ معنی ہیں کہ ان چار مذہبوں حنفی شافعی مالکی اور حنبلی نے آنحضرت ﷺ کے سچے دین میں رخنہ ڈال ہے

اب ان تمام حوالہ جات سے جو مولوی ثناء اللہ کے اخبار اہل حدیث سے پیش کئے گئے ہیں حیدرآباد کی پبلک کو صاف صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا اصل مذہب کیا ہے۔ آیا وہ وہابی ہیں یا نہیں۔ اور اپنے اصلی مذہب کو چھپا کر احمدیوں کے خلاف جھوٹی اور بے بنیاد باتیں تقریریں کرنے سے ان کا مقصد سوائے روپیہ کمانے کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

کیا مولوی ثناء اللہ صاحب یا کوئی ان کا ثنائی مقلد ایسا ہے جو اس سے انکار کے لئے میدان میں آئے۔ فقط۔

من جانب جماعت احمدیہ حیدرآباد وسکندرآباد مورخہ ۵ رجب ۱۳۴۱ھ۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین! یہ تھی قادیانی امت کی انتہائی کوشش! مگر واہ حیدرآبادی مسلمانوں تمہاری غیرت ایمانی کیسی سچی ہے دیواروں پر یہ اشتہار لگے ہیں تو ان پر قلمی لکھا ہوا ہے: خاوند مارتا ہے تو جورو روتی ہے۔

سب کی زبان پر جاری ہے کہ مولوی ثناء اللہ اگر وہابی ہے تو ہم بھی وہابی ہیں۔

جس روز یہ اشتہار تمام شہر اور بیرون شہر میں کافی شائع ہو چکا تھا اس روز وعظ کا مجمع اتنا تھا کہ اس سے پہلے کبھی نہ تھا۔ اس مجمع میں میں نے پکار کر کہہ دیا کہ اس اشتہار کا جواب حیدرآبادی دے سکتے ہیں، کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ روپیہ کمانے کو میں تقریریں اور وعظ کر رہا ہوں۔ حیدرآباد میں جن جن صاحبوں نے وعظ کرائے ہیں وہ بتا دیں کہ انہوں نے مجھے کیا کیا نذرانہ دیا ہے؟ حاضرین سے جواب آیا: جھوٹے ہیں۔

میں نے یہ بھی کہا، روپیہ لینے والا وہ تھا جو کہتا ہے:

> مجھے تو دس روپیہ ماہوار کی بھی امید نہ تھی بجائے دس کے تین لاکھ روپیہ مجھے پہنچ چکا ہے (حقیقۃ الوحی)

یہ ہیں دنیا کمانے والے۔

پھر میں نے یہ بھی صاف لفظوں میں کہا کہ نہ میں نے اپنا مذہب چھپایا، نہ مجھے ضرورت چھپانے کی ہے۔ پس سنئے میں اخبار اہل حدیث کا اڈیٹر ہوں میری دعا ہے اصلی معنوں میں خدا ہم کو وہابی (اللہ والا) بنا دے۔ جواب ملا۔ آمین

مباحثہ: گذشتہ پرچہ میں ملاحظہ کیا ہوگا کہ میں نے تقریروں میں تحریک کی کہ سرکاری طور پر حضور نظام فریقین کے تحریری بیان سن کر فیصلہ فرمائیں اس کے بعد اس مضمون کا ایک محضر (میموریل) حضور ممدوح کی خدمت میں رعایا کی طرف سے پیش ہوا جس پر حضور ممدوح نے وزیر مذہبی اور باب حکومت (ارباب کونسل) کی رائے طلب فرمائی۔ سنا ہے وزیر مذہبی امور (مولانا حبیب الرحمٰن شروانی علی گڈھی) نے انکاری رائے دی ہے لیکن باب حکومت میں ابھی (آج ۱۱ مارچ ۱۹۲۳ء) تک فیصلہ نہیں ہوا۔ اس لئے یہ مباحثہ تو ہنوز نامعلوم۔

سکندر آباد کے ایک سوداگر خاندان میں سے ایک بھائی ۱۹۱۵ء سے قادیانی ہو چکا ہے باقی تین بھائی محمدی ہیں ان بھائیوں نے چاہا کہ ہم اپنا اختلاف مٹانے کو اپنے مکان پر گفتگو کرائیں چنانچہ ۳۱ جنوری کو ان کے مکان پر ایک مختصر سی مجلس ہوئی تحریری مباحثہ ہوا جس میں کوئی طرف سے صرف ایک پیش گوئی پر بحث اٹھائی گئی جس میں ذکر ہے کہ مرزا سلطان محمد ساکن پٹی ضلع لاہور (ناکح منکوحہ مرزا) (بقول قادیانی) مرزا صاحب کی زندگی میں ضرور مرے گا اگر نہ مرے تو مرزا صاحب جھوٹے حالانکہ وہ آج (۳۱ جنوری ۱۹۲۳ء) تک بھی نہیں مرا اور مرزا صاحب کو مرے ہوئے آج قریباً ۱۵ سال گذرے ہیں۔ اس پیش گوئی پر فریقین کے پانچ پرچے ہوئے جو رسالہ کی صورت میں چھپ کر تقسیم ہو گئے ہیں۔

عدیم الفرصتی پر تعجب: قادیانی مبلغین جو کچھ کر رہے ہیں وہ تو صرف اتنا ہے جو اوپر ذکر ہوا مگر اخبار الفضل نے ۲۲ فروری میں اپنے مبلغوں کی مصروفیت کا جس مبالغہ سے لکھی ہے وہ اسی کے الفاظ میں سننے کے قابل ہے لکھا ہے:

> حیدر آباد دکن میں بھی ہمارے دو مبلغ یعنی شیخ عبدالرحمٰن (دیسی) مصری و مولوی فضل الدین صاحب اشتہاروں اور پرائیویٹ جلسوں کے ذریعہ سے تبلیغ کر رہے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری فرماتے ہیں:

واقعی بڑے مصروف ہیں۔ سارا دن کھانے پینے، سیر کرنے اور سر کھجلانے میں فرصت کہاں۔ باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ مارچ ۱۹۲۳ء مطابق ۲۷ رجب ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۲۰ ص ۱۔۴)

میں حیدر آباد میں: نمبر ۵

قادیان میں دروغ بافی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی کی ایک گشتی (سرکلر) ہے جو

خداتعالی کی زبانی جاری ہے کہ

انّی مهين من اراد اها نتك (جوکوئی اے مرزا تیری اہانت کا ارادہ کرے گا، یعنی وقوع بھی نہیں محض ارادہ پر، میں اس کو ذلیل کرونگا)

یہ الہام اپنے مضمون میں بالکل صاف ہے کہ حضرت مرزا صاحب قادیانی کی اہانت کرنا تو کجا، اہانت کا ارادہ کرنا بھی موجب ذلت وخواری ہے۔

اس الہام کے مقابلہ میں بتعلیم قرآن مجید عرصہ سے مجھے القاء ہے کہ:

انی معين من اراد اها نته

یعنی میں، خدا، اس کی مدد کرونگا جو مرزا، مدعی مسیحیت، کی تردید کرے گا

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زندگی ہی میں، میں اپنے القاء کو ان کے الہام کے مقابلہ میں ہمیشہ سچا پاتا رہا۔ یہاں تک کہ ان کے بلانے پر میں نے ان کے دار الحکومت (قادیان) میں جنوری ۱۹۰۳ء کو جا کر ان کو گفتگو کرنے کی دعوت دی، تو جواب آیا کہ ہم نے خدا سے وعدہ کر رکھا ہے کہ علماء سے مناظرہ نہیں کریں گے حالانکہ کوئی وعدہ نہیں۔

کوئی احمدی جوانمرد اس وعدہ کا ثبوت دے تو لدھانہ کے تین سو میں سے ایک سو انعام واپس لے سکتا ہے۔

خیر یہ تو پرانا قصہ تھا۔ تازہ واقعہ یہ ہے کہ حیدرآبادی احباب کے تقاضا پر ۱۶ جنوری کو ریاست حیدرآباد دکن پہنچا۔ چونکہ اصل بات یہی ہے کہ میں تردید مرزا کے لئے گیا تھا، اس لئے اسٹیشن پر مذکورہ دوفقروں کا میں مقابلہ دیکھتا تھا۔ ایک مرزا صاحب کا مذکورہ الہام انی مهين، دوسرا اپنا القاء انی معين۔ پھر آخر کیا ہوا؟

اس کا گواہ خود ایک مرزائی مبلغ غلام احمد (ہیرالال) ہے جو سٹیشن پر نظارہ دیکھ رہا تھا۔ جو غالبًا اپنے رسول کے الہام کی صداقت ہی دیکھنے آیا ہوگا۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ مخلوق خدا مصافحہ کرنے کو ٹوٹ رہی ہے جس کا نظارہ دیکھ کر در و دیوار سے آواز آ رہی تھیں انی معين من اراد اها نتك بالکل سچا القا ہے صدق الله العظيم

اس کے بعد حیدرآباد میں جو جو کاروائی ہوئی وہ احمدی جماعت کے رکن رکین سیٹھ عبداللہ اللہ دین صاحب سوداگر سکندرآباد کے اس تار سے معلوم ہوسکتی ہے

جو انہوں نے سات روپیہ کے خرچ سے قادیان دیا تھا۔ جس میں اپنی جماعت کی حالت زار کا نقشہ کافی لفظوں میں دکھایا تھا جس کا مختصر ذکر اہل حدیث امرتسر کے گذشتہ پرچوں میں ہو چکا ہے۔

مگر واہ ری! قادیان مشین کی دروغ بافی! دنیا بھر کی مشینوں میں کبھی نہ کبھی تعطیل ہو جاتی ہے، لیکن تجھ میں کبھی ناغہ نہیں ہوتا۔

حیدرآبادی ذلت وخواری کو اپنے ناظرین سے دور رکھنے کے لئے قادیان کے اخبار الفضل نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جس کا پول کھولنے کو آج ہم نے یہ مضمون لکھا ہے۔

یہ تو ناظرین کو معلوم ہو گا کہ چھاؤنی سکندرآباد (متصل حیدرآباد) میں ایک خاندان ہے جس کا نام علاء الدین خاندان ہے۔ اس خاندان کے چار بھائیوں میں سے سب سے بڑا سیٹھ عبداللہ ہے۔ جو مرزا صاحب قادیانی کا مصدق (احمدی) ہے۔ باقی تینوں بھائی خان صاحب احمد، غلام حسین، قاسم علی صاحبان، یہ محمدی سنی ہیں۔ ان بھائیوں میں قادیانی مذہب کے متعلق تکرار رہتی تھی۔ ابھی ہمارے عام جلسہ ہائے وعظ شروع نہیں ہوئے تھے کہ ایک روز قبل (۱۸ جنوری کو) ان بھائیوں نے چاہا کہ اپنے مکان پر خاص مجلس میں گفتگو سنیں۔ چنانچہ چاوں برادران کے علاوہ ان کے ماموں حاجی پیر محمد وغیرہ اور دو تین ممبران انجمن سکندرآباد بھی شریک تھے۔ وہاں پر پہلے گفتگو، آخری فیصلہ، والے اشتہار پر چلی۔ ان تین بھائیوں میں سے اول الذکر گویا اس خانگی مجلس کے صدر تھے۔ ایک ایک سوال کا جواب لیتے جاتے تھے۔ جب قادیانیوں کے جواب میں ۱۳ جون ۱۹۰۷ء کا اخبار بدر میں نے پیش کیا کہ اس میں مرزا صاحب اپنی دعا کو بحال رکھ کر میری موت کے منتظر ہیں اس کا جواب خان صاحب نے قادیانی پارٹی سے اس کی تردید کا بار ہا مانگا، مگر وہ نہ دے سکے۔ جب بار بار مانگنے کے بھی نہ دے سکے، تو آخر خان صاحب نے مجھ سے کہا کہ اچھا اسے چھوڑیئے، یہ لوگ مباہلہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ مباہلہ کی بابت کیا فرماتے ہیں۔ میں نے کہا میں تیار ہوں۔ مگر مباہلہ کا اثر مجھ پر فوراً ہونا چاہیے۔ اس دعوی کی دلیل میں نے تفسیر معالم التنزیل سے ایک مرفوع روایت پیش کی جس کے مختصر الفاظ یہ ہیں:

لو لا عنوا لمسخوا قردة ۔

یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر وہ لوگ مجھ سے مباہلہ کرتے تو فوراً مسخ کئے جاتے

ان معنی پر قادیانی پارٹی نے، جن میں بعض عربی دان بھی تھے، مجھ سے کہا کہ، فوراً، کس لفظ کا ترجمہ ہے۔

میں نے تحریری جواب دیا کہ لوحرف شرط ہے۔اس کے مدخول اور اس کی جزاء میں فصل جائز نہیں ہے۔اس کی کئی مثالیں لکھیں جن میں سے ایک یہ تھی

لو کا ن من عند غیر الله لو جدوا فیه اختلا فاً کثیراً

اس پر خان صاحب علاء الدین صاحب نے کہا ہم اور علماء سے بھی پوچھیں گے۔ چنانچہ دوسرے روز جامعہ عثمانیہ کے علماء کے سامنے یہ سوال بدیں الفاظ پیش ہوا:

سوال: علماء کرام مندرجہ ذیل عبارت کا کیا مطلب بیان فرماتے ہیں:

قا ل و الذی نفسی بیده ان الهلا ك قد تد لی علی اهل نجرا ن و لو لا عنوا لمسخوا قردة و خنا زیر ....الخ

(اس حدیث کے دو حصے ہیں حصہ اول ان لوگوں کے متعلق ہے جو مباہلہ میں پیش ہوتے ان کے لئے تو یہ ارشاد ہے کہ فوراً ہلاک ہو جاتے۔ حصہ دوم ان لوگوں کے متعلق ہے جو مباہلہ کرنے والوں کے ہم مذہب نصاری تھے ان کے لئے ارشاد ہے کہ سال تک وہ بھی سارے تباہ ہو جاتے مرزائیوں کی بے علمی یا خودغرضی ہے کہ وہ دوحصوں کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔)

الجواب: اس عبارت سے واضح طور سے معلوم ہوتا ہے کہ لاعنین پر اثر مباہلہ فوراً بلا مہلت ہوتا۔

مفتی عبدا للطیف پروفیسر عربی، محمد عبد القدیر پروفیسر عربی، عبد الواسع پروفیسر عربی، مناظر احسن گیلانی پروفیسر دینیات ۔

اطلاع ہمارے ناظرین کو بھی ایسا موقع ملتا ہوگا کہ مرزائی لوگ گفتگو میں تنگ آ کر فوراً مباہلہ پر اتر آیا کرتے ہیں۔ان کو مباہلہ سے انکار نہ کرنا چاہیے مگر روایت مذکورہ کے مطابق مباہلہ کا اثر فوراً ہونے کا مطالبہ کرنا چاہیے۔اگر فوری اثر نہ ہو یعنی مباہلہ کرتے ہی محمدی مباہلین پر عذاب نازل نہ ہو، تو احمدی مباہلین جھوٹے سمجھنے چاہییں ۔

خیر اس ساری تمہید لکھنے سے غرض یہ ہے کہ قادیانی دروغ بافی کا ثبوت دیا جائے۔ چنانچہ اسی مباحثہ کا (جو برادران اربعہ کے مکان پر ہوا) قادیانی اخبار الفضل میں یوں ذکر کیا گیا:

۱۶ جنوری کو مولوی ثناء اللہ صاحب وارد حیدرآباد دکن ہوکر ..کو سیٹھ احمد بھائی کے پاس مدعو ہوئے جہاں جماعت احمدیہ سے کوئی چار پانچ گھنٹے تک مباہلہ کی نسبت بقرار حکم احمد بھائی باقاعدہ گفتگو ہوئی مولوی ثناء اللہ، حضرت اقدس (مرزا) کے مقابلہ میں اپنی کامیابی کے دلائل پیش کرتے تھے اور سید بشارت احمد صاحب تردید دلائل کرتے جاتے حتی کہ اہل مجلس نے بالعموم یہ فیصلہ کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور مولوی ثناء اللہ میں کوئی مباہلہ کا ہونا ثابت نہیں۔ اس پر مولوی ثناء اللہ کھسیانے ہوکر چل دیئے۔

(الفضل قادیان ۸ فروری ۱۹۲۳ء ص ۲)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس رپورٹ میں اتنا جھوٹ ہے کہ کچہریوں میں جھوٹی شہادت دینے والے بھی اتنا جھوٹ نہ بولتے ہونگے۔ ہم اس کے ثبوت میں خود ان کے برادر غلام حسین اور قاسم علی صاحبان اور انکے ماموں صاحب کی تحریری شہادت پیش کرتے ہیں

شہادت:

اخبار الفضل قادیان مورخہ ۸ فروری ۱۹۲۳ء کے ص ۲ کالم اول میں جو اس مباحثہ کا ذکر ہے جو ہمارے مکان واقع سکندرآباد دکن میں ہوا تھا اس میں لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کھسیانے سے ہوکر چل دیئے۔ یہ جھوٹ ہے مولوی صاحب نے بڑی خوبی سے تقریر کی اور قادیانیوں کے چلے جانے کے بعد تشریف لے گئے اس کے علاوہ امباحثہ میں مباہلہ کرنے کا ذکر بھی آیا تھا مولوی صاحب موصوف نے تفسیر معالم التنزیل سے ایک حدیث بھی پیش کی تھی اس حدیث پر بڑی دیر تک بحث ہوتی رہی اسکے بعد علماء حیدرآباد سے اس حدیث کا معنی دریافت کیا گیا تو ان سب نے بالاتفاق وہی معنی بتایا جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے بتایا تھا۔ ہمیں افسوس ہے کہ الفضل میں

ہمارے سامنے کا واقعہ غلط لکھا گیا ہے۔

غلام حسین اللہ دین، قاسم علی اللہ دین۔ پیر محمد حاجی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

الفضل کی غلط گوئی کا سکندر آباد حیدر آباد میں چرچا ہوا تو قادیانی جماعت کو بڑی ندامت ہوئی یہاں تک کہ سیٹھ عبداللہ الہ دین وغیرہ نے میرے قیام گاہ پر اعتراف کیا کہ مختصر ہونے کی وجہ سے غلطی ہوئی۔ تو مرزائی پارٹی نے اس غلطی کی تصحیح کی۔ تصحیح جو بے نظیر اور بے مثال ہے لکھتے ہیں:

اخبار الفضل میں مرقوم ہے:

سید بشارت علی کا ایک مراسلہ آج پہنچا کہ الفضل میں جو میری تحریرات کے خلاصہ میں یہ فقرہ چھپا ہے کہ، مولوی ثناء اللہ کھسیانے ہو کر چل دیئے، یہ معنیً تو صحیح ہے کیونکہ اپنے خلاف فیصلہ سن کر کھسیانے ہوئے اور بحث سے چل دیئے البتہ صورۃً وہیں رہے مکان سے باہر نہیں گئے (۲۶۔فروری)

۲۷ فروری کو میری قیام گاہ پر علماء حیدر آباد کی مجلس تھی جب انہوں نے یہ تصحیح دیکھی تو بے اختیار سب ہنسے بولے کہ یہ تصحیح ہے یا عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔

ناظرین ان حواریان مسیح کی باطنی صفائی اور راست گوئی و راست پسندی دیکھئے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ کی مثال کو کیسے صحیح کر دکھایا۔ کیا ہی صورۃً اور معنیً میں فرق بتایا ہے۔ حالانکہ نہ مباہلہ مرزا پر بحث تھی نہ فیصلہ خلاف ہوا۔ نہ کوئی کھسیانے ہوا نہ مکان چھوڑا نہ کچھ ہوا نہ کچھ ہوا بلکہ محض بیرونی دنیا سے اپنی ذلت وخواری چھپانے کے لئے ایسی تحریر کی گئی۔

اطلاع: چونکہ کئی مرتبہ ہم ان حضرات کی کذب بیانی کا اندازہ کر چکے ہیں اس لئے بحکم اصول حدیث ان کی وہ روایات جو ممالک غیر میں اپنی اشاعت کی خبریں اڑایا کرتے ہیں وہ بھی اسی طرح کی بے اصل اور بے ثبوت جاننے کے قابل ہیں

دوسرا دروغ۔

الفضل قادیان مورخہ ۲۶ جنوری میں لکھا ہے:

مولوی ثناء اللہ صاحب کو حیدر آباد دکن میں ہمارے مکرم سیٹھ عبداللہ الہ دین

صاحب نے دس ہزار روپیہ انعام دینا چاہا صرف یہ حلف لے لینے پر کہ حضرت مرزا صاحب کے تمام دعاوی سراسر جھوٹ اور دھوکہ فریب اور غلط تاویلات پر مبنی ہیں اور عیسیٰ کی جسم کے ساتھ آسمان پر گئے اور اس جسم خاکی کے ساتھ اب تک زندہ موجود ہیں۔ الخ

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صرف حلف اٹھانے پر دس ہزار روپیہ دیتے ہیں حالانکہ یہ محض جھوٹ افترا اور دھوکہ اور دجل ہے۔ اہل حدیث مورخہ ۲ مارچ میں عبداللہ الہ دین کا اشتہار اور میرا جواب درج ہو چکا ہے۔ تاہم اگر اڈیٹر الفضل اس بیان میں سچا ہے تو وہ اپنے مکرم سیٹھ عبداللہ کو کہیں کہ دس ہزار روپیہ لے کر امرتسر شیخ خیر الدین مرحوم کی جامع مسجد میں یا اسی عیدگاہ میں آجائیں جہاں مرزا صاحب آنجہانی نے مولوی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کیا تھا۔ میں وہاں حلف اٹھا کر روپیہ ان سے وصول کرلونگا۔ اگر اڈیٹر صاحب اس عبارت کے معنی کچھ اور کریں تو اس عبارت کی صحیح تفسیر کے لئے ان کی مسلمہ منصف خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر لاہوری ہم کو منصف منظور ہیں۔ باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ مارچ ۱۹۲۳ء مطابق ۴ شعبان ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۲۱ ص ۱۔۳)

حیدرآباد کے واقعات بالاختصار

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو یہ تو یاد ہوگا کہ میں ۱۶ جنوری کو سکندرآباد (حیدرآباد دکن) پہنچا۔ دو مہینے وہاں رہ کر ۱۶ مارچ ۱۹۲۳ء کو واپس امرتسر آیا۔ آتے ہی ۱۷ مارچ جو قادیان کے جلسہ اسلامیہ میں چلا گیا اس عرصہ میں حیدرآباد میں جو کچھ ہوا وہ ناظرین کی آگاہی کے لئے ہر ہفتہ کچھ نہ کچھ نکلتا رہا، جو آج بالاختصار درج ہے۔

۱۹ جنوری ۱۹۲۳ء سے ہماری تقریریں عام جلسوں میں شروع ہوئیں۔ چند روز تک مولوی محمد صاحب دہلوی میرے ساتھ رہے۔ آپ تو حید وسنت پر مضامین بیان کرتے تھے اور میں قادیانی مذہب پر۔ جب آپ مجھ سے جدا ہوکر (مدراس) وغیرہ

مقامات کی کی طرف چلے گئے تو میں اکیلا ہی رہ گیا، تو دوسروں مضامین بیان کرتا۔ چونکہ عام رائے قادیانی مضامین سننے کی زیادہ خواہشمند تھی اسلئے زیادہ وقت اس کام پر خرچ ہوتا رہا۔ دو مہینے پے در پے وعظ ہوتے رہے۔ وعظ میں حاضرین ہزار ہا کی تعداد میں آتے اور بڑی دلچسپی سے سنتے تھے میرے خیال میں واقعات حیدرآباد میں صرف دو تین واقعہ ایسے ہیں جو بطور نتیجہ کے بیان ہو سکتے ہیں۔

حیدرآباد کی تقریروں میں مجھے مرزائی مبلغ کہا جائے تو جائز ہے کیونکہ عام طور پر میرا طریق وعظ یہی تھا کہ جناب مرزا صاحب آنجہانی کی کتابوں سے مضامین سنادیا کرتا تھا۔ بلکہ بعض اوقات کسی اور شخص کے ہاتھ میں کتاب دے کر پڑھوا دیتا۔ اس لحاظ سے مجھے قادیانی مبلغ کہنا بے جانہ ہوگا چنانچہ میں اس کا اعلان بھی کرتا رہا۔

میری تبلیغ کے دو طریقے تھے۔ تقریر اور تحریر۔ تقریر تو وعظ گوئی تھی اور تحریر کی دو قسمیں تھیں۔ اشاعت کتب متعلقہ مرزا جو سینکڑوں سے متجاوز شائع ہوئیں اور دوسری قسم کی تحریر اشتہارات تھے جو حسب ضرورت وہاں پر لکھے جاتے تھے۔

میرے ورود کی وجہ: سکندرآباد میں ایک خاندان سیٹھ اللہ دین کا مشہور ہے جن کے چار بیٹے ہیں جن کے نام حسب مراتب یہ ہیں: عبداللہ اللہ دین۔ احمد اللہ دین۔ غلام حسین اللہ دین۔ قاسم علی اللہ دین۔

ان میں سے اول الذکر ۱۹۱۹ء میں حیدرآبادی تحریک سے احمدی (مرزائی) ہوگیا احمدی ہوکر انہوں نے ہر قسم کی اشاعت شروع کر دی اور گجراتی اور انگریزی زبانوں میں کئی ایک کتابیں اور اشتہارات انہوں نے شائع کئے۔ ہزار ہا روپیہ اس کام میں خرچ کیا۔ برادران کو بھی بڑے زور سے تبلیغ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان برادران کو خیال ہوا کہ ہم اگر قبول کریں تو تحقیق کر کے قبول کریں، تاکہ تبلیغ بھی کرسکیں۔ چنانچہ انہوں نے بمشورہ دیگر احباب اہل حدیث و احناف مجھے دعوت دی میرے انکار پر جلسہ اہل حدیث کانفرنس کے موقعہ پر بمقام دہلی اپنا وکیل بھیجا کہ مجھے لے جائیں مجھے اپنے روزانہ مشاغل کی وجہ سے حیدرآباد میں جانا پہاڑ معلوم ہوتا تھا مگر آخر کار معلوم ہوا عسی ان تکر هوا شیئاً و هو خیر لکم

جب تقریروں کی بھرمار اور غلغلہ ہوا تو سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے ایک

اشتہار دیا کہ مولوی ثناء اللہ اگر موکد بعذاب حلف اٹھائیں تو ہم ان کو پانچ سو روپیہ انعام دیں گے۔ مضمون حلف مع جواب اہل حدیث ۲ مارچ میں درج ہو چکا ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ اپنے حلف میں سال تک عذاب مانگے۔ حیرانی یہ ہے کہ یہ لوگ کتنا بھول بھلیوں میں پھنسے ہوئے ہیں مخالفوں کو کہتے ہیں عذاب مانگو۔ کیا یہی طریق انبیاء کا تھا؟ حضرات انبیاء تو حسب ضرورت خود دعا کیا کرتے تھے

ربّ لاتذر علی الارض من الکافرین دیاراً

یہ نہیں کہ مخالفوں کو کہیں کہ تم عذاب مانگو تو تم پر عذاب آئے گا۔ قادیانی جماعت کے ایسا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اپنی دعاؤں کے قبول ہونے کا یقین نہیں بلکہ وہ جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ ما دعاء الکافرین الّا فی ضلال

خیر اس کے جواب میں میں نے اشتہار دیا کہ میں ایسی حلف کے لئے تیار ہوں مگر میرا ایک سوال ہے کہ سال تک میں موت یا عذاب شدید سے محفوظ رہا تو مجھ کو لکھ دیجئے کہ اس وقت مین سچا سمجھا جاؤنگا جس کا نتیجہ یہ ہونا چاہے کہ عبداللہ الہ دین صاحب اور خلیفہ صاحب قادیان (جنہوں نے ایسے اشتہار کی اجازت دی ہے) مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب کو چھوڑ کر توحید وسنت کی اشاعت میں لگ جاویں گے۔ یہ ایک ایسا مطالبہ تھا جسے ہر ایک منصف مزاج تسلیم کرے گا کہ واقعی نزول عذاب کی مدت جب سال تک ہے تو بعد سال سچا جاننے میں کیا عذر ہے۔ اس کے جواب میں عرصہ تک تو خاموشی رہی آخر جب چاروں طرف سے تقاضا ہوا تو عبداللہ الہ دین صاحب نے اشتہار دیا کہ میں بذات خود اس شرط کو ماننے کے لئے تیار ہوں مگر خلیفہ قادیان کو کیوں شریک کیا جاتا ہے اس کا جواب دیا گیا کہ ایک وجہ تو یہ کہ خلیفہ قادیان تمہارے مجیز (اجازت دہندہ) ہیں دوم یہ کہ عبداللہ الہ دین صاحب کی ملک میں تنی وقعت نہیں کہ ان کے کسی فیصلہ کا اثر کسی دوسرے احمدی پر بھی ہو سکے۔ خلیفہ قادیان خود ذمہ دار اور مجیز ہیں بڑی بات یہ ہے کہ باپ کے قائم مقام ہیں ان کو میدان عمل میں آنا چاہیے۔

ایک معقول سوال: سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سے ایک سوال ہے صاف صاف لفظوں میں بتاویں کہ اس اشتہار کی بابت انہوں نے خلیفہ قادیان سے

اجازت حاصل کی تھی یا نہیں؟ اس کا جواب حلفیہ مطلوب ہے۔ اگر کی تھی تو پھر ان کو اس میں شریک ہونے میں کیا عذر ہے اگر نہیں کی تھی تو آپ نے اپنے اصول (اطاعت) کے خلاف کیوں کیا۔

دوسرا پہلو: یہ تو تھا عبداللہ الہ دین صاحب کا پبلک پہلو، اس کے سوا دوسرا پہلوان کا یہ ہے کہ بھائیوں کے اصرار سے وہ ایک روز کچھ سمجھنے کو میرے پاس مع برادران کے آئے۔ اپنی تقریر کا رخ انہوں نے یوں رکھا کہ حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص امام وقت کو نہ پہچانے وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ چونکہ مرزا صاحب قادیانی امامت کے مدعی ہیں ان کو نہ ماننے سے اس وعید کا خطرہ ہے۔ میں نے کہا امام کے کئی معنی ہیں امام صلوۃ اور امام دین اور سلطان وقت۔ اس حدیث میں نہ امام صلوۃ مراد ہے نہ امام دین (جیسے آئمہ اربعہ وغیرھم) بلکہ سلطان وقت مراد ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ دوسری حدیث میں یوں آیا ہے ا لا م جنة يقا تل من ورا ئه یعنی امام مثل ڈھال کے ہیں اس کی اوٹ میں جہاد کیا جاتا ہے۔

یہ اور اس قسم کی اور روایات سننے کے بعد عبداللہ صاحب نے کہا کہ ان احادیث سے ت بے شک یہی ثابت ہوتا ہے جو آپ کہتے ہیں مگر میں کل ایسی حدیثیں لاؤنگا جن سے ثابت ہوگا کہ امام سے مراد امام روحانی ہے۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ اسی اثنا میں ذکر آیا کہ علماء احمد یہ بھی ساتھ ہوں؟ میں نے کہا ہوں تو خاموش بیٹھے رہیں اور اگر وہ گفتگو کریں تو تحریری ہوگی کیونکہ قادیان کے اخباروں میں واقعات کو بدل پر شائع کیا جاتا ہے نمونہ کے طور پر وہ حوالہ دکھایا جو اہل حدیث ۲۳ مارچ میں صفحہ۳ پر کھسیانے ہونے کا درج ہے چنانچہ عبداللہ صاحب نے خود اس امر کی تصدیق کی کہ یہ فقرہ ہمارے مراسلہ میں نہ تھا۔ مگر انہوں نے ہماری مفصل تحریر سے مختصر کر لیا۔ میں نے کہا مختصر نہیں کیا بلکہ جھوٹ لکھا ہے۔ میرے اس قول کی سب حاضرین مجلس نے تردید کی۔ دوسرے روز جب نہ آئے تیسرے چوتھے بھی نہ آئے تو میں نے ان کو ایک خط لکھا جسکا جواب دیا کہ عند الملاقات آپ نے ہماری جماعت کی سخت ہتک کی تھی اس لئے میں نہ آؤنگا۔

ناظرین! کیا ایسے لوگ بھی دعوے کر سکتے ہیں کہ ہم محقق ہیں (افسوس) مانا

کہ آپ کی جماعت کی ہتک ہوئی یا کی گئی لیکن آپ کو تو صاف صاف سمجھایا گیا تھا۔ اگر سمجھنے کی خواہش ہوتی تو اصل مضمون سمجھنے پر متوجہ رہتے زاید باتیں خود ہی حل ہو جاتیں لیکن اس کا خیال تو وہ کرے جس کو تحقیق حق سے غرض ہو۔

انعامی مضمون ۔ دوران قیام حیدرآباد میں ایک ٹریکٹ ملا جس کا نام تھا، حضرت عیسی کی وفات ۔، اس کا مصنف کوئی عبدالرحمٰن ماسٹر (قادیانی) ہے اس میں لکھا ہے کہ، حضرت عیسی کی وفات مولوی ثناء اللہ کے قلم سے۔، اس کے ثبوت میں تفسیر ثنائی جلد ۳ کا حوالہ دیا ہے اس پر میں نے اعلان کیا کہ میری تفسیر سے یہ مضمون دکھا دیں کہ حضرت عیسی فوت ہو چکے ہیں تو میں ایک سو روپیہ ابھی انعام دیتا ہوں۔ وہاں تو انعام لینے کو کوئی کھڑا نہ ہوا شاید اب کوئی مرد میدان بن کر نکل آئے۔

قادیانی پارٹی کے ممبرو! راست گوئی اور راست پسندی کا بھی کوئی حکم ہے یا نہیں تمہاری جماعت جو راست پسندی اور راست گوئی کی اتنی مدعی ہے کہ بغیر اپنے کسی دوسرے کو راست گو جانتی ہی نہیں اس کا یہی کام ہونا چاہیے کہ وہ جھوٹے حوالوں سے اپنا مذہب پھیلائے (تف اے چرخ گرداں تف)

حیدرآباد سے روانگی

دو مہینے کے قیام میں قادیانی خدمات انجام کو پہنچیں تو جلسہ قادیان کے لئے جو ۱۷ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۳ء کو ہونے والا تھا۔ عجلت سے روانگی کا ارادہ ہو رہا تھا۔ حضور نظام کی جانب سے حکم پہنچا کہ کل صبح شرف ملاقات ہوگا۔ اس باریابی اور اس کے نتیجہ کا اظہار حیدرآبادی اخبار شیر دکن مورخہ ۱۵ مارچ میں یوں کیا گیا ہے:

پرسوں جب کہ مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بارگاہ خسروی میں باریاب ہوئے تھے اس وقت آپ نے اپنی تفسیر اور بعض دیگر تصانیف بطور ہدیہ ملاحظہ خسروی میں گزارنے کا شرف حاصل کیا

مولوی ثناء اللہ صاحب کی روانگی وطن کے وقت آپ کی مشایعت کے لئے ریلوے سٹیشن پر بہت سے لوگوں کا مجمع تھا ٹرین کے حرکت میں آنے سے کچھ ہی قبل ان کو اطلاع موصول ہوئی کہ بارگاہ خسروی سے از راہ ترحم خسروانہ وعطوفات شاہانہ سو روپیہ کلدار ماہوار کا وظیفہ تاحیات جاری فرمایا گیا ہے۔ اس نوید و تمام حاضرین نے نہایت

مسرت وانبساط کے ساتھ سنا اور سب نے بارگاہ باری تعالی میں اعلی حضرت خسرو دکن کے لئے ترقی واقبال اور دینی و دنیوی مقاصد کے برآنے کی قلبی جوش کے ساتھ دعا مانگی اور مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب منصور و مسرور اپنے وطن کو تشریف لے گئے۔

اس واقعہ حیدر آبادی احباب نے مجھے بذریعہ خطوط اور تار مبارک باد دی جس کے جواب میں میں ان احباب کو مبارک باد کہتا ہوں کہ ان کے خادم کی بارگاہ سلطانی میں قدر افزائی ہونا خود ان احباب کی قدر افزائی ہے جو دل سے اس قدر افزائی کے لئے غالباً دعائیں کرتے ہوں گے کیسکے دل میں اس قدر افزائی کی عزت بحیثیت متاع دنیا کے ہوگی مگر میرے دل میں سب سے بڑی عزت اس کی یہ ہے کہ حیدر آباد اور حیدر آبادی مخلص احباب سے میرا دوسرے مما لک کی نسبت تعلق گہرا ہو گیا گویا ایک معنی سے میں خود بھی حیدر آبادی ہو گیا۔ الحمد للہ

اس واقعہ پر قادیانی جماعت نے قادیان کے جلسہ میں جس قسم کی حرکات مذبوحی کی ہیں الامان کبھی کوئی اشتہار سے کبھی کوئی اپنے دل سے ایک منصوبہ گھڑ کر مجھ سے اس کی تصدیق کراتے تھے کہ تم (ثناء اللہ) یہ لکھ دو کہ:

یہ وظیفہ مجھ کو قادیانی مذہب کی تردید کے صلے میں ملا ہے۔

اس کا جواب میں جلسہ ہی میں دے دیا کہ میں نے یہ بات نہیں کہی نہ کہتا ہوں کہ قادیانی تردید کے صلے میں ملا ہے جو سمجھے اسے پوچھو۔ میں تو واقعہ کا فقط اظہار کرتا ہوں کہ وظیفہ ملا۔ رہا یہ امر کہ کس کے صلہ میں اس کی بابت میں نے کچھ نہیں کہا۔ اللہ اعلم

قادیانی الفضل خدا جانے قادیانی اخبار الفضل نے حلف موکد بعذاب اٹھا رکھی ہے کہ سچ کبھی نہ بولوں گا۔ اللہ اللہ مسیح کے حواری جماعت صحابہ کرام کے مثیل اور راستی سے عداوت انا للہ چنانچہ ۲ مارچ کی اشاعت میں اڈیٹر الفضل ہاں خلیفہ صاحب کے خاص مصاحب لکھتے ہیں:

۱۸ تاریخ کو بعد دوپہر (قادیان میں) مولوی ثناء اللہ صاحب کا ذکر ہوا جس میں اس نے حیدر آباد کے متعلق بیان کیا کہ وہاں یہ کامیابی یہ انعام وغیرہ اور یہ سب مرزا صاحب کی خدمت کرنے کا صلہ تھا۔

لیکن دوسرے روز جب کہا گیا کہ یہ لکھ دو تو اس نے انکار کر دیا کہ میں تو یہ نہیں کہا۔ ہاں لوگوں میں مشہور تھا کہ سو روپیہ کا جو منصب ملا ہے وہ احمدیوں کے متعلق لیکچر دینے کی وجہ سے ہے۔ مگر یہ کہتے ہوئے ثناءاللہ دروغ گورا حافظہ نباشد، کا مصداق ہو گیا کیونکہ اس نے بیان کیا تھا کہ جب میں ریل میں سوار ہو گیا اور گاڑی چلنے لگی تو سرکاری ہرکارہ لفافہ لے کر آیا جس میں سو روپیہ دینے کا ذکر تھا جب اس بات کا علم مولوی ثناءاللہ کو آخری وقت میں ہوا تو لوگوں کے لیے یہ کہنے کا کہاں موقع ملا کہ یہ منصب احمدیوں کے خلاف لیکچر دینے کی وجہ سے ملا ہے اور مولوی صاحب نے کب ان سے یہ بات سنی۔ (الفضل قادیان ۲۲ مارچ ۱۹۲۳ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کسی استاد کا قول ہے

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

جب بنیاد ہی غلط ہو تو بنا کیا ہوگی۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی کی بھی عادت شریفہ تھی کہ مخالف کی بات کو اپنے مطلب کے موافق ڈھالتے، پھر اس پر اپنے مفید مطلب نتائج پیدا کر کے مریدوں کے اذہان میں ایسے جماتے ہیں کہ فرمان خداوندی فھم لا یر جعون ان پر پورا صادق ہو جاتا ہے۔

میں مرزا صاحب کی صورت کو دیکھ کر اور ان کے ایسے افترایات اور کذبات (مثال کے طور پر غلام دستگیر اور مولوی اسماعیل کا واقعہ کافی ہے ان دونوں مرحوموں کے حق میں لکھا ہے کہ انہوں نے مجھ سے بدیں طریق مباہلہ کیا تھا کہ ہم، مولوی صاحبان اور مرزا، میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے چونکہ وہ دونوں مر گئے لہذا میں، مرزا، سچا ہوں، حالانکہ یہ مقابلہ ان کا کہیں بھی نہیں۔ انعام لدھیانہ کا تین سو واپس دینے کا وعدہ ہے اگر خلیفہ قادیان اپنے باپ کی عزت رکھنے کو یہ حوالہ دکھا دے۔ اڈیٹر) کو ذہن میں لا کر بے ساختہ وہی کہا کرتا تھا جو عرب کا ایک شاعر اپنے دوست کو کہتا ہے:

تفرد بالاحکام فی اھله الھوی
فانت جمیل الوجه مستحسن الکذب

(یعنی محبت کا اثر عجیب ہے کہ حسین محبوب کا جھوٹ بھی اچھا معلوم ہوتا ہے)
بندہ ء خدا! غالباً تم بھی میری تقریر سنتے ہو گے میں نے یہ کہا تھا کہ:
میں نے تو یہ نہیں کہا کہ قادیانی تردید کے سلے میں یہ وظیفہ جاری ہوا ہاں جن لوگوں نے کہا انہوں نے سمجھا ہوگا لہذا یہ سوال ان سے ہونا چاہیے
بات اصل یہ ہے کہ قادیانی مبلغ مولوی فضل دین وکیل اور شیخ عبدالرحمٰن (دیسی مصری، یہ صاحب اپنے نام کے ساتھ مصری لکھتے ہیں حالانکہ پنجابی ہیں ہم نے ان کی تصدیق کے لئے دیسی کا لفظ بڑھایا ہے کہ ان پر غلط گوئی کا الزام عائد نہ ہو یعنی اپنے دیس ہی میں بنے ہوئے مصری۔اڈیٹر) چونکہ مجھ سے پیچھے (حیدرآباد میں) رہے تھے انہوں نے عام افواہ سنی ہو گی۔ان حضرت نے قادیان کی آب و ہوا کے اثر سے وہی افواہ میری نسبت کر دی۔دگر ہیچ
بہر حال یہ واقعہ ایسا وقوع پذیر ہوا ہے کہ قادیانی جماعت کو بھی اس سے انکار نہیں۔الحمد للہ

قادیانی جلسہ : میں بعجلت (حیدرآباد دکن سے) سیدھا وطن امرتسر میں ۱۶ مارچ کو پہنچا اور ۱۷ کو قادیان روانہ ہو گیا جہاں تھوڑی دیر ہونے کے باعث آدمی لے جانے کے لئے آیا تھا۔میرے جانے سے پہلے علماء دیوبند بسر کردگی مولانا مرتضیٰ حسن صاحب، مولانا ابراہیم سیالکوٹی مولوی فضل حق ایبٹ آبادی مقیم حال چنیوٹ و دیگر موجود تھے۔ہر قسم کی تقریریں ہوئیں اس دفعہ چونکہ منشی یعقوب علی اڈیٹر اخبار الحکم بھی موجود تھے اس لئے مرزائیوں کی طرف سے درمیان میں خلل اندازی سابق کی نسبت زیادہ ہوتی رہی مگر سرکاری افسر ڈپٹی کلکٹر اور افسران پولیس کے حسن انتظام سے امن قائم رہا۔

نیا مباحثہ : جلسہ قادیان میں اس دفعہ بھی حاضرین کی تعداد ہزاروں تک تھی مضامین متعلقہ مرزا صاحب قادیانی بیان ہوتے رہے مگر سب سے اہم مضمون یہ ہوا کہ قادیانی (مرزائی) گروہ نے اشتہار دیا کہ گذشتہ سال محمد یوں نے ہم کو مباحثہ کا چیلنج دیا تھا، پھر اس پر پختہ نہ رہے، اس دفعہ بھی وہ اس چیلنج پر مستقل ہیں تو مباحثہ کر لیں۔
جسکا جواب میں نے دیا کہ یہ دعوی غلط ہے کہ گذشتہ سال کے چیلنج پر محمدی گروہ قائم نہیں رہا بلکہ مرزائی (قادیانی) گروہ فرار کر گیا تھا کیونکہ ہم نے اسی وقت اعلان کر دیا تھا کہ یہاں قادیان میں تو مباحثہ کی اجازت نہیں مباحثہ بٹالہ میں ہوسکتا ہے۔چنانچہ حاجی

عبدالرحمٰن حاجی عبدالغنی صاحبان نے انتظام کا ذمہ بھی لیا تھا مگر مرزائی جماعت مستعد نہ ہوئی۔ اب ہم اس چیلنج پر مستقل ہیں قادیانی جماعت اگر چاہتی ہے تو بٹالہ میں چلے اور بحث کرلے مگر بایں طریق :

۱۔مباحثہ آخری فیصلہ پر ہوگا۔

۲۔ مباحثہ میں اصل فریق ثانی خلیفہ قادیان ہوگا وہ خود کریں یا ان کی نیابت میں کوئی کرے۔

۳۔مباحثہ میں منصف ضرور ہوگا

اس اعلان پر ہمارے سہ صدی دوست منشی قاسم علی (شکست یاب لدھیانہ) نے آواز دی کہ میں مباحثہ کرونگا۔ ادھر حاجی عبدالغنی صاحب بٹالوی نے کھڑے ہوکر اعلان کردیا کہ میں اس مباحثہ کے لئے پانچ ہزارروپیہ پہلے رکھے دیتا ہوں سارا انتظام ہمارے ذمہ ہوگا۔

دیکھئے ہمارے سہ صدی دوست یا اور کوئی صاحب ہمت، ہمت کرتے ہیں اور کب کرتے ہیں۔ہم اپنے دوست کو پہلے ہی سے اطلاع کئے دیتے ہیں

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

عجیب قدرتی واقعہ:

میرے قادیان جانے سے پہلے ایک واقعہ عجیب رقت انگیز ہوا۔ایک احمدی لڑکا عبدالرحمٰن لوہار عمر شاید ۱۴۔۱۵ سال ہوگا ایک ڈنڈا ہاتھ میں لئے ہوئے گھر سے کہتا ہوا بازار میں نکلا کہ، یہ ڈنڈا میں ثناءاللہ کے سر پر مارونگا۔قادیان کی آبادی سے باہر آٹا پیسنے کی ایک مشین ہے عبدالرحمٰن مذکور اس مشین پر کسی کام کو گیا جاتے ہی مشین میں پھنس کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا انااللہ

وہ ایک بیوہ عورت کا لڑکا تھا ہمیں اس بیوہ کے حال پر رحم آتا ہے خدا اس کو تسلی دے اور اس کا کفیل ہو۔قادیانی دوستو! ان فی ذلک لعبرة لمن یخشی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ مارچ ۱۹۲۳ءمطابق ۱۱ شعبان ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۲۲ ص ۱۔۳ و ۱۱)

فتنہ ارتداد میں تکذیب مرزا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل ہندوستان کے ہر شہر قصبہ بلکہ غالباً دیہات میں کسی قسم کا سیاسی یا ملکی چرچہ نہیں ہے، ہے تو فتنہ ارتداد راجپوتاں ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ آگرہ و متھرا وغیرہ کے علاقہ میں مسلمان اور ہندو، دونوں مذہبوں کے راجپوت بستے ہیں آریوں نے ان مسلم راجپوتوں کو شدّھ کر کے آریہ بنانے کی کوشش شروع کی ہے۔اس پر اسلامی حلقہ میں مذہبی اتحاد کی وجہ سے ہلچل مچ گئی۔تبلیغی انجمنوں سے واعظ گئے یہاں تک کہ قادیانی امت کے واعظ بھی گئے بلکہ سب سے زیادہ گئے۔کسی صوفی صافی کا قول ہے

و فی کل شیء له آية
تدل علی انه واحد

عارفانہ مذاق میں شاعر کہتا ہے کہ ہر چیز میں خدا کی ہستی کی دلیل ملتی ہے جو ثابت کرتی ہے کہ وہ وحدہ لاشریک ہے۔

جس طرح عارفانہ رنگ میں ایک عارف خدا کو در و دیوار سے خدا کی قدرت کے مظاہر نظر آتے ہیں، اسی طرح مجھ کو در و دیوار سے قادیان کے بزدل مہدی کی تردید کے دلائل چاروں طرف نظر آتے ہیں (قادیانی اخبار بتقلید مرزا صاحب ہمارے پیشوا امام برحق حضرت مہدی کو خونی مہدی لکھتے ہیں۔تنگ آ کر ان کے جواب میں ہم ان کے مہدی کو بزدل مہدی لکھا کریں گے۔اگر وہ اس لقب کو ناپسند کریں اور وعدہ کریں کہ وہ خونی مہدی نہ لکھیں گے تو ہم بھی بزدل مہدی لکھنا چھوڑ دیں گے۔ثناء اللہ امرتسری) اس لئے میں مندرجہ بالا شعر کو تھوڑی سی ترمیم کر کے یوں لکھتا اور پڑھتا ہوں:

و فی کل شیء له آية
تدلّ علی انّه کاذب

فتنہ ارتداد اہل اسلام کے حق میں کیسا ہی رنجدہ ہے مگر بحکم:

عسی ان تکر هوا شیئاً و هو خیر لکم

ہم عارفانہ نگاہ میں اسے بھی اسلام کے حق میں مفید ہی جانتے ہیں کیونکہ اس سے بزدل مہدی کی تکذیب ہوتی ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے براہین احمدیہ میں حضرت مسیح موعود کے حق میں مندرجہ ذیل عقیدہ لکھا تھا:

هو الذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین كله ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے، تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا (حاشیہ براہین احمدیہ۔ص ۴۹۸)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اسلام کی اشاعت چار دانگ عالم میں ہوگی۔ نہ صرف اشاعت ہوگی بلکہ باسیاست غلبہ بھی ہوگا۔ اس کے بعد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ عہدہ جب اپنے لئے پسند کیا اور اس عہدہ کا چارج لینے کے بعد بھی آپ کی رائے میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہوئی بلکہ مسیح موعود کا کام وہی بتایا جو براہین احمدیہ میں بتا چکے تھے، فرق صرف فاعل کا ہوا۔ یعنی پہلے مسیح موعود حضرت عیسیٰؑ تھے جب خود چارج لیا تو خود بدولت مسیح موعود ہو گئے ورنہ کام وہی رہا جو پہلے تھا۔ ہمارے اس دعوی کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں، اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرتﷺ کی زندگی میں ہی کمال کو پہنچ جائے۔ کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل کی فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک

ہی مذہب پر ہو جائیں، زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جوقرب قیامت کا زمانہ ہے۔ اوراس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اوراسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔ پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت ﷺ ہیں اوراس کے آخر میں مسیح موعود ہے۔ اورضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہولے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہےاوراسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہےاوروہ یہ ہے

هو الذى ارسل رسو ل با لهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله ۔ (چشمہ معرفت ۔ص۸۲۔۸۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ عبارت بآواز بلند اعلان کرتی ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں وحدت قومی اسلامی ہو جائیگی۔ غیراسلامی کوئی فرقہ یا کسی فرقہ کا کوئی فرد باقی نہ ہوگا، جو اسلامی حدود سے باہر رہ گیا ہو۔ بلکہ سب کے سب ایک ہی مذہب اسلام پر ہوکر وحدت قومی پیدا کر دینگے

اب سوال یہ ہے کہ اب راجپوتوں کو بہکانے والے کون اور راجپوتوں کا انقلاب کیوں؟ کہاں اسلامی وحدت اور کہاں یہ ناپسندیدہ نظارے۔ کیا یہ خواب پریشان ہے جو خلیفہ قادیان دیکھ کر لکھتا ہے کہ ہم راضی ہیں کہ مسلمان بھی ہمارے ساتھ مل کر حلقہ ارتداد میں تبلیغ اسلام کریں۔ کیا ابھی تبلیغ اسلام کی ضرورت ہے؟ کیا مسیح موعود نہیں آیا؟ آیا تو اس کے آنے پر تمام اقوام دنیا متحد کیوں نہیں ہوئیں؟ اس موقع پر ہم اہل منطق کا ایک قاعدہ بتاتے ہیں:

الشّيء اذا ثبت ثبت بلوازمه

یعنی جب کوئی ثابت ہوتی ہے تو اپنے لوازم کو ساتھ لئے ہوئے ہوتی ہے۔

جس کو ہم دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہتے ہیں کہ:

ممکن نہیں کہ آگ لگنے پر دھواں نہ ہو۔

تائید کے لئے ملاحظہ ہو ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۸ طبع اول۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶۔اپریل ۱۹۲۳ء مطابق ۱۸ شعبان ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۲۳ ص ۱۔۲)

حضرۃ مسیح کی آمد ثانی

احمد مجتبیٰ کی زبانی

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک نہر اپر باری دواب امرتسر لکھتے ہیں:

احمدی دعویٰ: آنحضرت ﷺ کے نزدیک عیسیٰ بن مریم نبی اسرائیلی اور تھا اور آنے والا جو اسی امت میں سے ہوگا، اور ہے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۲۔۳۳)

احمدی دلیل: صحیح بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہلاتی ہے حضرت عیسیٰ کا حلیہ سرخ رنگ لکھا ہوا ہے جیسا کہ عام طور پر شاہی لوگوں کا ہوتا ہے۔ ایسا ہی ان کے بال بھی خم دار لکھے ہیں۔ مگر آنیوالے مسیح کا رنگ ہر ایک حدیث میں گندم گوں لکھا ہے اور بال سیدھے لکھے ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۳۲، توضیح مرام، ازالہ اوہام ص ۹۰۰۔۹۰۱)

محمدی جواب ۔ یہی دلیل حکیم خدا بخش نے عسل مصفی حصہ اول صفحہ ۵۰۷۔۵۰۸، مرزا بشیر احمد نے تبلیغ ہدایت صفحہ ۳۹، مولوی محمد علی نے رسالہ مسیح موعود کے صفحہ ۱۱۴۔۱۱۵ پر، اور رسالہ عیسویت کا آخری سہارا کے صفحہ ۶۷ پر اور قاضی ظہور الدین اکمل نے ظہور المہدی کے صفحہ ۲۲۸ پر اور سید محمد احسن امروہی نے سلک العارف کے صفحہ ۳۔۴ پر پیش کی ہے اس لئے میں مختصر طور پر مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں کے پیش کردہ دلیل کا جواب ذیل میں درج کرتا ہوں

حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کے نزدیک آنے والا مسیح ابن مریم قاتل دجال حضرت عیسیٰ بن مریم مسیح ناصری ہی ہے اور ہمارے مذہب کی تائید دلائل ذیل سے ہوتی ہے

دلیل نمبر ۱:

صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۵۹ فتح الباری پارہ ۱۳ صفحہ ۱۹۹، عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۲۴۹ ارشاد الساری جلد ۵ صفحہ ۲۷۸ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۹۴ المعلم جلد ۱ صفحہ ۳۱۶ اور فیض الباری پارہ ۱۳ کے صفحہ ۳۰۱ پر لکھا ہے:

روایت ہے ابی العالیہ سے کہ حدیث بیان کی ہم سے تمہارے نبی ﷺ کے چچا کے بیٹے یعنی ابن عباس نے اس نے روایت کی نبی ﷺ سے کہ آپ نے

ارشاد فرمایا دیکھا میں نے اس رات کو کہ سیر کرایا گیا میں نے حضرت موسیٰ کو ایک مرد دراز قد بدن کا مضبوط اور سخت گویا کہ وہ قبیلہ شنوہ کے مردوں میں سے ہیں اور دیکھا میں نے حضرت عیسیٰ کو کہ ایک مرد درمیانہ قد میانہ بدن مائل بسرخی وسفیدی سیدھے بالوں والا۔

نوٹ: اس حدیث شریف سے ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ مسیح ناصری کا حلیہ اس طرح ہے میانہ قد میانہ بدن رنگ مائل بہ سرخی وسفیدی اور الی الحمرہ و البیاض جوفرمایا گیا ہے اس کے معنی صاف ظاہر ہیں اسمر اللون یعنی گندم گوں ہیں کیونکہ جب کوئی رنگ مائل بسرخی وسفیدی ہوتا ہے اس کو آدم یا اسمر اللون کہتے ہیں۔سر کے بال سیدھے لمبے۔

ب۔ بخاری جلد اصفحہ ۴۸۹، فتح الباری پارہ ۱۳صفحہ ۲۷۸۔۲۷۹، عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۴۴۷۔ ارشاد الساری ج ...فیض الباری پارہ ۱۳صفحہ ۱۷۳صحیح مسلم جلد اصفحہ ۹۶ اور المعلم جلد اصفحہ ۲۲۳ پر لکھا ہے:

روایت ہے سالم بن عبداللہ بن عمر سے اس نے روایت کی اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے کہ کہا اللہ کی قسم نہیں کہا نبی ﷺ نے واسطے عیسیٰ کے کہ وہ سرخ ہیں لیکن کہا کہ جس حالت میں میں خواب میں کعبے کا طواف کرتا تھا سو اچانک میں نے ایک مرد دیکھا گندم گوں سیدھے بال والا دومردوں کے مونڈھوں پر تکیہ دے کر چلتا ہے۔اس کے سے سے پانی ٹپکتا ہے۔یا یوں فرمایا کہ اس کے سر سے پانی گرتا ہے۔میں نے کہا یہ کون ہے لوگوں نے کہا وہ ابن مریم ہے۔پھر میں نے مڑ کر دیکھا تو غالبًا ایک مرد ہے سرخ رنگ جسیم گھنگھریالے بال والا داہنی اانکھ کا کانا، اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور کا، سو میں نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ دجال ہے اور میرے دیکھے لوگوں میں دجال سے زیادہ تر مشابہ ابن قطن ہے۔،

تفسیر ابن جریر جلد ۳ صفحہ ۱۸۳۔۱۸۴، اور جلد ۶ صفحہ ۱۴ پر لکھا ہے:

روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ تحقیق نبی ﷺ نے فرمایا سب انبیاء علاتی بھائی ہیں مائیں ان کی الگ الگ ہیں۔اور دین ان کا ایک ہی ہے اور میں قریب

تر ہوں ساتھ عیسی بن مریم کے تحقیق نہیں ہوا کوئی نبی درمیان میرے اور اس کے اور تحقیق وہ عیسی بن مریم نازل ہونے والے ہیں پس جب دیکھو اس کو پہچان لو اس کو ۔ وہ ایک مرد ہے متوسط پیدائش مائل بسرخی وسفیدی اس کے سر کے بال سید ھے لمبے گویا اس کے سر سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہیں اور نہیں ان کو تری، درمیان دو کپڑوں زرد رنگ کے ہوگا۔ پس توڑے گا صلیب کو اور قتل کرے گا خنزیر کو اور رکھ دے گا جزیئے کو اور کثرت سے ہوگا مال اور لڑے گا لوگوں سے اوپر اسلام کے یہاں تک کہ اللہ ہلاک کرے گا بیچ زمانے اس کے سب مذاہب کو سوائے اسلام کے۔ اور ہلاک کرے گا اللہ اس کے زمانہ میں مسیح ضلالت جھوٹے دجال کو اور دنیا میں امن پھیل جائے گا اس کے عہد میں یہاں تک کہ کھیلیں گے شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے بیل کے ساتھ، اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ اور کھیلیں گے لڑکے اور بچے ساتھ سانپوں کے اور نہ نقصان پہنچائیں گے وہ ان کو۔ پھر رہیں گے بیچ زمین کے جتنا اللہ چاہے اور نماز پڑھیں گے اس پر مسلمان اور اس کو دفن کریں گے۔

نوٹ: ان مندرجہ بالا دو روایتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ آنے والے مسیح، قاتل دجال کا رنگ، مائل بسرخی وسفید یعنی گندم گون ہے، متوسط پیدائش مرد ہے، ان کے سر کے بال سید ھے لمبے۔

نتیجہ ان تینوں روایتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ آنے والا مسیح قاتل دجال حضرت عیسی بن مریم مسیح ناصری ہے جن کا رنگ مائل بسرخی وسفیدی یعنی گندمی ہوگا اور سر کے بال سید ھے لمبے ہوں گے۔

دلیل نمبر۲: مسلم جلد ۱ صفحہ ۹۵ المعلم جلد ۱ صفحہ ۳۱۹ مشکوۃ مترجم جلد ۴ صفحہ ۲۱۶، مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۳۴۰، اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۷۹، مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۴۷۵ پر لکھا ہے:

روایت ہے حضرت جابر سے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روبرو لائے گئے میرے انبیاء پس ناگہاں حضرت موسی دبلے پتلے ہیں گویا کہ وہ قبیلہ شنوۃ کے مردوں میں سے ہیں اور دیکھا میں نے حضرت عیسی بن مریم کو

پس نا گہاں وہ قریب ترین ان شخصوں کے ہیں کہ دیکھے میں نے ساتھ عروہ بن مسعود ہے۔

نوٹ: آنحضرت ﷺ نے حضرت مسیح ناصری کی مشابہت حضرت عروہ بن مسعود ثقفی سے دی ہے۔

مسلم جلد۲ صفحہ ۴۰۱، مشکوۃ مترجم جلد۴ صفحہ ۱۳۲ مرقاۃ جلد۵ صفحہ ۲۲۷، اشعۃ اللمعات جلد۴ صفحہ ۳۸۰، اور مظاہر حق جلد۴ صفحہ ۳۹۰ پر لکھا ہے:

روایت ہے عبداللہ بن عمر سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نکلے گا دجال پس رہے گا چالیس۔ (کہا عبداللہ بن عمر) نہیں جانتا چالیس دن یا مہینے یا سال، پس بھیجے گا۔ اللہ عیسی بن مریم کو گویا کہ وہ عروہ بن مسعود ہیں پس وہ دجال کو طلب کریں گے پس مار ڈالیں گے اس کو۔

نوٹ: اس جگہ آنیوالے مسیح قاتل دجال کو عروہ بن مسعود کے ساتھ مشابہت دی ہے۔

ان دونوں روایتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ آنے والے مسیح قاتل دجال، حضرت عیسی بن مریم مسیح ناصری ہی ہیں۔

دلیل نمبر۳: ابن ماجہ صفحہ ۳۰۹، رفع العجاجہ جلد۳ صفحہ ۳۴۳۔۳۴۴۔ پر لکھا ہے:

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جس شب نبی ﷺ کو معراج ہوا آپ نے ملاقات کی ابراہیم اور موسی اور عیسی سے ان سب نے قیامت کا ذکر کیا۔ ابراہیم سے سب نے پوچھا لیکن ان کو کچھ علم نہ تھا قیامت کا، پھر سب نے موسی سے پوچھا۔ ان کو بھی علم نہ تھا۔ پھر عیسی سے پوچھا انہوں نے کہا مجھ سے وعدہ ہوا ہے قیامت سے کچھ پہلے کا لیکن قیامت کا ٹھیک وقت وہ تو کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے، پھر بیان کیا عیسی نے دجال کے نکلنے کا حال اور فرمایا میں اترونگا پس قتل کرونگا دجال کو پھر لوگ اپنے اپنے ملکوں کو لوٹ جائیں گے۔

نوٹ: یہ روایت بطریق عبداللہ بن مسعود مرفوعاً بھی آئی ہے (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۳۷۵، ابن کثیر جلد۳ صفحہ ۳۳۶، ابن جریر جلد ۱۶ صفحہ ۲۰، درمنثور جلد۴ صفحہ ۱۵۲، ۳۳۶، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۶۹۔۱۷۰) حضرت مسیح ابن مریم کا شب معراج میں یہ فرمانا کہ، میں ماروں گا دجال کو

ماروں گا، ثابت کرتا ہے کہ آنے والے مسیح حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں اور وہ اب تک زندہ ہیں

احمدی: اس ابن مریم کا حلیہ جسے آپ نے اسراء کی رات میں دیکھا سرخ رنگ اور گھنگھریالے بال اور چوڑا سینہ فرمایا ہے اور جس کو دجال کے پیچھے طواف کرتے دیکھا اس کا حلیہ آپ نے گندمی رنگ اور سیدھے بال بتلایا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ابن مریم کے دو حلیے بتائے ہیں اس لئے وہ دو شخص ہیں (رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ اگست ۱۹۲۰ء ص ۳۴۔۳۵)

محمدی: حضرت مسیح ناصری کا رنگ دراصل مائل بسرخی وسفید یعنی گندمی ہے، اور ان کے سر کے بال سیدھے لمبے ہیں (صحیح بخاری ج۱ ص ۴۵۹ صحیح مسلم ج۱ ص ۹۴) اور صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۸۹ پر جو لفظ جعد ان کے لئے آیا ہے اس سے مراد سر کے بال گھنگھریالے ہونا نہیں بلکہ بدن کا مضبوط اور سخت ہونا ہے جیسا کہ علامہ نووی اور ابن حجر نے لکھا ہے (نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۹۴، ۹۵، ۹۶، اور فتح الباری پارہ ۱۳ صفحہ ۲۷۷۔۲۷۸)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ اپریل ۱۹۲۳ء مطابق ۲۵ شعبان ۱۳۴۱ھ۔ جلد ۲۰ نمبر ۲۴ ص ۲۔۴)

حیدرآباد کے تعلق پر مبارک بادیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جب سے اہل حدیث اور دیگر اخباروں میں یہ خبر نکلی ہے کہ حضور نظام نے خاکسار کو یک صد روپیہ ماہوار کا منصب عطا فرمایا ہے، مخلص احباب کرام نے اس تقرر منصب کو فال نیک جان کر بخلوص قلب مبارک بادیں لکھی ہیں۔

میں ان اصحاب کو متفرق طور پر ان کے خلوص قلبی کا جواب نہیں دے سکا، اخبار کے ذریعہ ان کی محبت کا شکریہ ہے۔

میرے خیال میں یک صد کا منصب اصل مقصود نہیں بلکہ یہ ایک علامت ہے کہ جس دینی خدمت کے لئے میں حیدرآباد گیا تھا اور ٹھہرا تھا، وہ خدا کے ہاں قبول ہے۔ اوسی قبولیت کی یہ علامت ہے

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰۔اپریل ۱۹۲۳ء جلد ۲۰ نمبر ۲۵ ص ۱۳)

قادیانی مباحثہ میں محمدیوں کی فتح

مقام ٹنڈا جان محمد ضلع تھر پارکر (سندھ) میں مرزائیوں اور محمدیوں میں مباحثہ ہوا الحمد للہ نتیجہ بہت اچھا رہا چار اشخاص نے مرزائی مذہب سے توبہ کی گوجر خان۔ امیر خان راجپوت چک نمبر ۳۰۵، مولا بخش ولد عمر بخش حجام چک نمبر ۳۰۴، منشی عبدالکریم زمین دار چک ۱۶۰، (مرسلہ علی محمد نمبر دار وغیرہ چک ۳۰ ڈاکخانہ یعقوب پور ضلع میر پور سندھ) (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰۔ اپریل ۱۹۲۳ء ص ۱۳)

پنجاب کے دو نبیوں کا مقابلہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ پنجابی نبی مرزا قادیانی نے اپنے دعویٰ نبوت سے باب نبوت کو، جو باعتقاد اہل اسلام مسدود ہو چکا، تھا مفتوح کر دیا۔ اس لئے ان کے مریدوں میں سے ایک شخص عبداللطیف ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے جو نبوت اور مہدویت کے قائل ہیں۔ ان کی بابت اخبار اہل حدیث امرتسر میں ایک مضمون نکلا تھا جس میں قادیانی امت سے چند سوال کئے گئے تھے۔ ان کے جواب اخبار الفضل میں نکلے ہیں۔ ان جوابوں کے جواب الجواب عبداللطیف کے اتباع میں سے ایک صاحب نے بھیجے ہیں۔

یہ تو کھلی صداقت ہے کہ ہمارے نزدیک (پنجابی نبی) دونوں ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں۔ نہ ہم پیر کو سچا جانیں، نہ مرید کو پچا نیں۔ تاہم یہ دکھلانے کو کہ جن دلائل سے قادیانی امت کام لیتی ہے، انہی سے جب ان کا مرید کام لینے لگے، تو پیر جی کے گھر میں کہرام مچ گیا۔ سچ ہے:

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کے

اس غرض سے یہ مضمون درج ہوتا ہے، ورنہ ہمارا قول ہے:

آزمودہ را آزمودن خطا ست۔

جواب الجواب کا عنوان ہے :

جماعت قادیان کے عذرات انکار نبوت پر ایک نظر

اہل حدیث ۹ فروری ۱۹۲۳ء کے ذریعہ ایک صاحب ہدایت اللہ سوہدروی نے جماعت قادیان اور ان کے امیر سے استفسار کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے، تو نبی بخش سیالکوٹی اور عبداللطیف گناچوری کو مرسل ربانی تسلیم کرنے میں آپ کو کیا عذر ہے۔

اس کا جواب جماعت قادیان اور ان کے امیر (مرزا محمود احمد قادیانی) کی طرف سے ایک صاحب اللہ دتہ جالندھری نے ۱۵ فروری ۱۹۲۳ء کے الفضل کے ذریعہ دینے کی کوشش کی ہے اور کچھ عذرات اپنے انکار کے بیان کئے ہیں۔

ہم جناب عبداللطیف گناچوری کے خادم ہونیکی حیثیت سے جماعت قادیان کے عذرات پر سرسری نظر ڈالتے ہیں:

پہلا عذر:

جماعت قادیان کی طرف سے یہ پیش کیا گیا ہے کہ جناب مرزا صاحب کے ذریعے ضرورت نبوت ایسے احسن طریق سے پوری ہو چکی ہے کہ اب آئندہ ایک خاص زمانہ تک (کیا سینکڑوں اور ہزاروں برس تک؟) کسی نبی کی ضرورت نہیں۔

اس کے لئے ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ کیا مرزا صاحب قادیانی جس غرض کے لئے مبعوث کئے گئے تھے وہ غرض آپ کی زندگی میں پوری ہو گئی؟

اگر پوری ہو گئی ہے تو آپ کے بعد نبی کی ضرورت نہیں۔ اگر پوری نہیں ہوئی تو نبی کی ضرورت باقی ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بعثت کی غرض تھی، کسر صلیب، قتل دجال، غلبہ اسلام تمام ادیان پر۔

اب اگر صلیبی طاقت پاش پاش ہو کر نابود ہو گئی ہے اور دجال قتل ہو گیا ہے اور اسلام کو دیگر ادیان پر ایسا غلبہ حاصل ہو گیا ہے کہ تمام ادیان کے پیرو اسلام میں

جذب ہو گئے ہیں، اور اگر شاذ و نادر کے طور پر دیگر مذاہب کے کچھ لوگ باقی رہ گئے ہیں تو بالکل کس مپرسی اور مردہ حالت میں ہیں۔

پس اگر یہ حالت پیدا ہوگئی ہے تو مرزا صاحب قادیانی کے بعد فی الواقع کسی نبی کی ضرورت نہیں۔

لیکن اگر جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بعثت کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ آپ کی دعاؤں سے صلیبی طاقت پہلے سے سینکڑوں گنا زیادہ ہوگئی ہے، اور وہ دجال جس کے قتل کرنے کے لئے آپ مسیح آخرالزمان ہو کر آئے تھے، آپ کی دعاؤں سے ان کی شان وشوکت کو چار چاند لگ گئے ہیں، اور وہ اسلام جسے غالب کرنے کے لئے آپ آئے تھے، آپ کی بعثت کے بعد سے اس کی رہی سہی طاقت وشوکت بھی جاتی رہی۔ وہ دنیا کی طاقتوں میں طاقت نہ رہا۔ وہ لوگوں کی نظروں میں ایسا ذلیل ہوگیا کہ یکدم پانچ پانچ لاکھ مسلمان اسے چھوڑنے کی تیاریاں کر رہے ہیں، تو ایسی حالت میں بھی اگر مرزا صاحب قادیانی کے بعد نبی کی ضرورت نہیں، تو معلوم ہوتا ہے جماعت قادیان نبوت کے ساتھ مخول کر رہی ہے، اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نبوت کو بھی مخول میں اڑانا چاہتی ہے۔

دجال کو قتل کرنے کے لئے جناب مرزا صاحب قادیانی جیسے سینکڑوں مسیح بھی اگر آویں تو دجال کو ان سے نہ کوئی خوف اور نہ کوئی شکوہ۔ بلکہ دجال ایسے مسیحوں کو ہر وقت خوش آمد کہنے کیلئے تیار ہے جن کی دعاؤں سے اس کے اقبال اور فتوحات اور اس کی شان وشوکت میں حیرت انگیز ترقی ہو۔

محض دلائل کا غلبہ کچھ چیز نہیں جب تک اس کے ساتھ فی الواقع عملی غلبہ نہ ہو۔ محض دلائل کے غلبہ کا دعویٰ تو ہر مذہب وملت کے لوگوں کو ہے۔

الغرض واقعات عالم اس بات کی تکذیب کر رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نبوت کی ضرورت کو پورا کر دیا اور اب آپ کے بعد اسلام کو کسی نبی کی ضرورت نہیں۔

مرزا صاحب قادیانی کے الہام نے براہین احمدیہ کے وقت سے ہی مرزا صاحب کو بتا دیا تھا کہ تم اپنے مشن میں ناکام رہو گے اور ناکامی کی حالت میں ہی اس

جہان سے کوچ کرو گے۔ چنانچہ وہ الہام یہ ہے:

میں اپنی قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤنگا دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا (گویا موت کے بعد مرزا صاحب کی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا تھا، پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا اور وہ نا کام اس دنیا سے واپس گیا) لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا،

یعنی مرزا صاحب قادیانی کے بعد اللہ تعالی جلد ایک اولوالعزم نبی بھیجے گا جس کے وقت میں بڑے زور آور حملے ہوں گے و ما کنّا معذّبین حتّی نبعث رسو لا۔اور لوگ اس نبی کو قبول کریں گے۔

چونکہ وہ نبی، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو راست باز سمجھتا ہوگا اس لئے ضمناً مرزا صاحب قادیانی کی سچائی بھی ظاہر ہو جائے گی۔ جیسے آنحضرت ﷺ کی سچائی ظاہر ہونے کے ساتھ ہی حضرت مسیح ابن مریم کی سچائی لوگوں پر کھل گئی۔

مرزا صاحب قادیانی کے اس الہام کی تصدیق مرزا صاحب کے قول سے بھی ہوتی ہے۔آپ نے ۵ دسمبر ۱۹۰۵ء کے سالانہ جلسہ کی تقریر میں فرمایا:

افسوس ہمیں پیغام اجل آ پہنچا اور ہماری جماعت کی حالت ایسی ہے جیسے چھ ماہ کا بچہ ہو اور اس کی ماں مر جائے۔

اب ظاہر ہے کہ چھ ماہ کے بچے کے لئے اگر بہت جلد دودھ کا انتظام نہ ہو، تو اس کی ہلاکت یقینی ہے۔

پس اگر احمدی جماعت کے لئے خدا تعالی بہت جلدی نہ بھیجتا تو یہ جماعت پہلے مسیح کی قوم کی طرح ہلاک ہوکر اسلام کے لئے ایک دوسرا خطرناک اندرونی دجال ثابت ہوتی۔ اس لئے اللہ تعالی نے حفاظت اسلام کے لئے بہت جلد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی وفات کے تیرہ برس بعد ہی ایک اولوالعزم نبی یعنی جناب عبد اللطیف گنا چوری کو مبعوث کر دیا۔

اگر احمدی جماعت نے آپ کے انکار پر اصرار کیا تو ان کی مشابہت مسیحی قوم سے ہوگی جنہوں نے آنحضرت ﷺ کا انکار کر دیا تھا۔فتدبر

دوسرا عذر:

بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر سپاہ اور املاک کے بادشاہ بن بیٹھنے سے پاگل ہے، تو اس سے بڑھ کر وہ شخص بے عقل ہے جس میں اوصاف تو ولیوں کے بھی نہیں، مگر بنتا نبی ہے۔

ایسے شخص کا الہام شیطانی ہے کیونکہ خدا کسی سے ٹھٹھا نہیں کیا کرتا۔

جناب عبداللطیف گنا چوری کا دعوی تو ابھی بالکل ابتدائی حالت میں ہے، اس لئے ان پر اعتراض نہیں ہوسکتا لیکن آپ کے اس اعتراض کی زد جناب مرزا صاحب پر ضرور پڑتی ہے کیونکہ ان کا دعوی ابتدائی زمانہ سے سلطان مشرق یا خلیفۃ اللہ السلطان ہونے کا تھا، مگر املاک وافواج کا تا حال کہیں پتہ نہیں ملتا۔

پس جب آپ خود اپنے مرشد کو پاگل قرار دینے سے پرہیز نہیں کرتے تو دوسرے کسی کو کیا افسوس۔

اگر آپ نبی کی تعریف لکھتے تو ہم آپ کو بتا دیتے کہ یہ تعریف جناب عبد اللطیف گنا چوری میں پائی جاتی ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو علم ہی نہیں کہ نبی کی کیا تعریف ہے اور ولی کی کیا۔

تیسرا عذر

اللہ دتہ صاحب قادیانی نے یہ لکھا ہے کہ ان کی بات اس وقت کسی حد تک قابل پذیرائی ہوسکتی تھی جب کہ وہ ایسا کام کرتے جو جناب مرزا صاحب قادیانی اور آپ کیا تباع نہ کرے ہوتے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور آپ کی جماعت ایسے کام کرتی ہے جو آنحضرت ﷺ اور آپ کے اتباع نہیں کرتے تھے۔ سو یہ صفت آپ کو ہی مبارک رہے۔

چوتھا عذر:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں ذاتی علامات اور خارجی علامات کو پورا کر

کے ان کے صدق پر مہر کر دی۔

سو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا یہ زبانی دعوی ہے۔ آپ ذاتی اور خارجی علامات جو مرزا صاحب قادیانی میں پوری ہوئیں بیان کریں۔ ہم بھی اسی قسم کی ذاتی اور خارجی علامات جناب عبداللطیف گناچوری میں ثابت کر دکھائیں گے۔

پانچواں عذر:

جماعت قادیان کا یہ معیار ہے کہ جو جھوٹا ہوتا ہے وہ یذ ھب جفاء کا مصداق بن کر جلد نیست و نابود کیا جاتا ہے اور سچا انسان دنیا میں فروغ پاتا اور مظفر و منصور ہوتا ہے۔

آپ کا یہ معیار بالکل صحیح ہے اور اس کے مطابق جناب عبداللطیف گناچوری اپنے دعوی کے وقت سے فروغ پا رہے ہیں۔

اگر آپ ان کو جھوٹا اور مسیلمہ وغیرہ سمجھتے ہیں، تو اپنے ملہموں کو ان کے مقابل لایئے اور وہ ان کے دلائل اور دعوی کو سن کر پھر بھی اگر انہیں جھوٹا سمجھیں تو ان کے لئے بددعائیں کرلے، ایک سال کے اندر ان کی ہلاکت کی پیش گوئی کر دیں۔

اگر اس پیش گوئی کے مطابق آپ ایک سال کے اندر ہلاک نہ ہوئے تو یہ جماعت قادیان آپ کی بیعت میں داخل ہو جائے۔

آنحضرت ﷺ کی جماعت کے ہاتھ سے مسیلمہ تو سال دو سال کے اندر ہی ہلاک ہو گیا تھا۔ پس اگر آپ جناب عبداللطیف گناچوری کے جھوٹا ہونے پر یقین کامل رکھتے ہیں تو پھر ان کے مقابل میدان میں آنے سے کیوں گریز کرتے ہیں۔

زبانی باتیں بنانے سے میدان مقابلہ میں تشریف لایئے تاکہ خدا حق و باطل میں فیصلہ کر دے لیکن ہماری اس نصیحت کو یاد رکھئے:

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی است
شائد کہ پلنگ خفتہ باشد

خادم: سعادت علی خان بقلم خود کنہ بیرم پور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷۔ اپریل ۱۹۲۳ء۔ ۱۰ رمضان ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۲۶ ص ۲۔۴)

عینو والی میں مرزائیوں اور سنیوں کا مناظرہ

جناب سراج الدین اثنا عشری مدرس ورنیکلر مڈل سکول سنکھترہ ضلع سیالکوٹ لکھتے ہیں:

موضع عینو والی میں ایک شخص چودھری غلام رسول باشندہ دیہہ ہیں جو علاقہ بار میں پٹواری تھے۔ ملازمت سے مستعفی ہوکر قادیانی مشن کی طرف سے تنخواہی مبلغ مقرر ہوئے ہیں۔ آپ نے اپنی مفوضہ ڈیوٹی کی ادائیگی میں موضع مذکور کے چند آدمیوں کو گمراہ کردیا۔

اس پر اہل دیہہ نے حافظ مولوی محمد شفیع (جامع مسجد قصبہ سنکھترہ میں درس دیتے ہیں) کو بلایا اور چار روز کی قیل وقال کے بعد بصد مشکل چودھری غلام رسول صاحب سے مناظرہ قرار پایا۔ مبحث:

۱۔ دعاوی صداقت وکذب مرزا۔

۲۔ حیات وممات مسیح۔

مقرر ہوئے اور لالہ جولدامل منصف قرار پائے۔

دو یوم مبحث نمبر ایک پر، اور تیسرے دن حیات وممات مسیح پر بحث جاری رہی۔ آخر اس بات پر فیصلہ قرار پایا کہ اگر حافظ محمد شفیع صاحب کسی حدیث میں سے من السماء کا لفظ دکھادیویں جس میں یہ تشریح ہو کہ حضرت عیسی آسمان سے نزول فرمائیں گے تو چودھری صاحب عقیدہ قادیانی سے تائب ہو جائیں گے۔ بصورت خلاف حافظ صاحب دعاوی مرزا قادیانی کو قبول کرلیں گے۔

طرفین میں اقرار نامہ دستخطی ہر دو صاحبان تحریر ہوکر ایک دوسرے کو دیا گیا۔

۴ مارچ ۱۹۲۳ء تاریخ فیصلہ قرار پائی۔

حافظ محمد شفیع صاحب نے کنز العمال جلد ہفتم صفحہ ۲۶۸ مطبوعہ دائرۃ المعارف نظامیہ حیدرآباد دکن سے حدیث مذکور نکال کر پیش کردی اور منصف نے فیصلہ بحق مولوی محمد شفیع صاحب سنا دیا۔

لیکن چودھری غلام رسول صاحب نے اپنی ہٹ دھرمی کو نہ چھوڑا اور شرط وفا نہ کی، اور کھسیانی بلی ہو کر بھاگے بھاگے ضلع گجرات میں مولوی غلام رسول واعظ موضع راجیکی کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور اپنے تازہ زخموں کی مرہم پٹی کے واسطے علاج معالجے کی درخواست کی اور ان کو مناظرہ کے لئے لا کھڑا کیا۔

اس علاقہ میں مناظرہ ہذا کی شہرت عام تھی۔ اس لئے سامعین دور دور سے موقع پر جمع تھے۔ مبحث دعاوی والہامات مرزا مقرر ہوا۔ ہمیں یقین تھا کہ اتنے تجربہ کار قادیانی مناظر مقابل کم عمر حافظ صاحب کو چند سوالات میں ساکت کر دیں گے لیکن

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

مولوی غلام رسول صاحب راجے کی، اپنے مقابل حافظ محمد شفیع صاحب کے اعتراضات کا دفعیہ نہ کر سکے۔ اور حافظ محمد شفیع صاحب نے قادیانی پیغمبر کے دعاوی والہامات کی یہاں تک مٹی پلید کی کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کافر ثابت کر کے ہی چھوڑا۔

افسوس ہے کہ مولوی غلام رسول صاحب راجے کی شرائط وآداب مناظرہ کے برخلاف حافظ محمد شفیع کے دوران تقریر میں خاموش نہ بیٹھتے تھے۔ منشی سراج الدین کے روکنے پر کسی قدر ساکت ہوئے۔

موضع عینو والی کے جو آدمی مرزا صاحب قادیانی کے معتقد ہوئے تھے انہوں نے توبہ کی اور قادیان میں خط لکھ دیئے کہ ہم آپ کی بیعت سے کنارہ کشی کرتے ہیں اور اس عقیدہ کاذبہ سے استغفار کرتے ہیں ہمارا نام رجسٹر کفر سے خارج کر دیا جائے۔ ان میں سے چند آدمیوں کے نام حسب ذیل ہیں:

چودھری غلام محمد ولد حیات محمد۔ غلام دین ولد محمد یار۔ رحیم بخش ولد بڈھے خان۔ مظفر خان ولد عنایت اللہ خان۔ قوم جٹ ساکنان موضع عینو والی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷۔ اپریل ۱۹۲۳ء مطابق ۱۰ رمضان ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۲۶ ص ۴)

دو نابیناؤں کا مباحثہ

سیالکوٹ میں حافظ روشن علی مرزائی قادیانی، اور حافظ احمد شیخ دہلوی (عیسائی) میں نبوۃ مرزا پر بحث ہوئی۔

دہلوی حافظ کے مقابلہ میں قادیانی حافظ کو سخت ناکامی ہوئی۔ نامہ نگار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷۔ اپریل ۱۹۲۳ء مطابق ۱۰ رمضان ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۲۶ ص ۹)

ملکانہ راجپوت مسلم ہیں یا مرتد

قادیانی اخبار جواب دیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی اخبار آج کل جامہ میں نہیں سما سکتے کہ ہم نے حلقہ ارتداد میں مبلغ بہت بھیجے ہیں اور دوسروں نے نہیں یا کم بھیجے ہیں۔ ہم اسلام کے خادم ہیں ہم اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں دوسرے غافل ہیں۔

ہم ان کی اس قسم کی گفتگو سن کر حیران ہوتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے کام میں کیسے ہوشیار ہیں کہ تمام اسلامی پبلک کو کم عقل جانتے ہیں حالانکہ:

الا انّهم هم السّفهاء و لكن لا يعلمو ن

ہم ان سے صرف ایک سوال پوچھتے ہیں وہ غور سے سنیں اور صحیح جواب دیں ۔تم لوگ جو حلقہ ارتداد میں تبلیغ اسلام کرتے ہو، کس اسلام کی تبلیغ کرتے ہو۔

اس اسلام کی جس کو مان کر دنیا کے سب مسلمان ابھی تک کافر ہیں، جیسا کہ تمہارا نبی اور تمہارا خلیفہ، انوارخلافت میں لکھتا ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان بغیر تسلیم کئے نبوت مرزا کے قطعاً کافر ہیں۔

اس اسلام کی تو تم کاہے کو تبلیغ کرنے لگے، دوسرے اسلام کی کرتے ہو گے جو تم خود رکھتے ہو جس میں نبوت مرزا کو بڑا دخل ہے تمہارے اس اسلام کا یہ اثر ہوگا کہ وہاں کے وہ لوگ جو تمہاری تعلیم سے مسلمان رہیں گے یا نئے بنیں گے تم ایمان سے سچ بتاؤ وہ اسلامی پبلک کو تمہاری طرح کافر جانیں گے یا نہیں۔ اگر نہیں جانیں گے تو سمجھو کہ وہ تمہارے اسلام میں نہ آئے اور اگر سب دنیائے اسلام کو کافر جانیں گے تو ایمان سے بتاؤ وہ مسلمانان دنیا کے حق میں دوست پیدا ہوں گے یا بغلی سانپ۔ پھر کیا اسی اشاعت اسلام کا ہم پر احسان جتاتے ہو۔ سچ ہے:

يمنّو ن عليك ان اسلموا قل لا تمنوا علىّ اسلا مكم ۔
اسی خدمت پر کہتے ہو کہ دیکھو جی ہم تو اسلام کی حفاظت کرنے کو سینہ سپر ہیں مگر علماء اسلام ہماری مخالفت کرتے ہیں ۔انصاف سے دیکھو تمہاری مثال بالکل اس جرنیل کی ہے جو شاہی فوج لے کر باغیوں کا قلع قمع کرنے کو نکلے اور جتنا حصہ ملک کا باغیوں سے چھوڑائے اس پر اپنا تسلط جماتا جائے تو انصاف سے کہو کہ بادشاہ کے حق میں وہ خود باغی ہے یا نہیں ۔کیا تم اسلامی پبلک کی نگاہ میں خاک ڈالنا چاہتے ہو کہ تمہاری اس خدمت کی وجہ سے تمہاری ذاتی زیادتیاں تم کو معاف کر دیں۔

سنو! اگر تم کو معاف کریں تو بہائی فرقہ تم سے زیادہ لطف و کرم کا مستحق ہے ۔ وہ تو اطراف دنیا بدل اسلام پھیلاتا ہے اس کی حدود اشاعت تم سے بہت وسیع ہیں ،تو کیا ہم بلکہ تم بھی خود ان کی اس خدمت کی وجہ سے ان کی نبوۃ کا ذبہ سے درگذر رو گے ۔ ہرگز نہیں ۔

۱۳ ۔ اپریل ۱۹۲۳ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں ہم نے لکھا تھا کہ قادیانی مبلغ مبالغہ سے کام لیتے ہیں ۔اس پر مولوی عبد اللہ صاحب قصوری کی شہادت لکھی تھی ۔اس پر قادیانی نبی کا صاحبزادہ نمبر ۲ ، الفضل میں بہت خفا ہوا ہے ،مگر کیا مجال کہ ٹکانے کی بات کرے۔

ہم نے جس گواہ کا نام اور پتہ لکھا اس سے تو پوچھا نہیں اس کے دفتر کے ایک آدمی کا بیان ہماری تردید میں لکھ مارا ۔اور مولوی عبداللہ صاحب قصوری کی گفتگو ثابت ہونے پر ایک ہزار روپئہ کا انعام مشتہر کیا ۔قادیانی انعام تو ہم خوب جانتے ہیں ان کے مورث اعلیٰ آنجہانی نے ایک دفعہ ایک لاکھ پندرہ ہزار کا انعام ہمارے لئے تجویز کیا جب ہم لینے کو قادیان پہنچے تو ينظرو ن اليك نظر المغشىّ عليه ۔ پھر ان کے خلیفہ نے ۳ مئی ۱۹۲۱ء کو ایک ہزار کا اشتہار دیا جب ہم لینے کو تیار ہوئے اور نتیجہ حلف کے اظہار کی تصدیق چاہی تو دم بخود ۔

سکندر آباد دکن سے انعامی اشتہار نکلا جب اس کا مطالبہ کیا تو

ا خلد الى ا لار ض ۔

اب اس انعام کی حقیقت ان انعاموں سے کیونکر زیادہ سمجھیں ۔

ہاں استاد غالب کا شعر تھوڑے سے تصرف کے ساتھ اس پر صادق جانیں تو موزوں ہے

ہم کو معلوم ہے انعام کی اصلیت لیکن
دل بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

ہم اس شعر کا ثبوت دینے کو تیار ہیں جو ہم نے بروایت مولوی عبد اللہ صاحب قصوری لکھا ہے۔ وہ انہوں نے ۳۔ اپریل کو امرتسر سے لاہور تک بمبئی میل میں سفر کرتے ہوئے بتایا تھا۔ اگر سچے ہو تو مولوی صاحب موصوف سے اس کی تکذیب کراؤ اور ایک ہزار روپیہ انہی کو ان کی انجمن دعوۃ میں دے دو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱مئی ۱۹۲۳ء مطابق ۲۴ رمضان ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۲۸ ص ۲-۳)

غزل قادیانی

جو عبدالولی فاروقی حیدرآبادی متخلص فروغ
قلمبند حضرت داغ دہلوی مرحوم نے اثناء قیام حیدرآباد میں لکھی

جب سے آیا ہے کوئی پنجاب سے شیر ژیاں
مذہب باطل کی کیا کیا اڑ چکی ہیں دھجیاں
آج تیرہ سو برس کے بعد ہے مبحث نبی
اور نبوت ہو گئی ہے خیر سے کچھ چیستاں
منکر ختم نبوت آج تک کوئی نہ تھا
میرزا صاحب نے لی ہیں اس میں کچھ دل چسپیاں
نص قرآن احادیث صحیحہ ہیں گواہ
جھوٹ ہو سکتا ہے کب ختم نبوت کا بیان
اٹھ نہیں سکتے اٹھائے سے ثنائی اعتراض
بن نہیں سکتا بنائے سے رسول قادیاں

ہو چکا ہم کو احادیث نبی سے سب یقیں
سن چکے ختم نبوت داستاں در داستاں
نقص جب ان کی کتابوں سے دیکھایا ہے انہیں
رہ گئے اپنا سا منہ لے کر مرید قادیاں
ہم نے کب اپنی طرف سے کی کوئی ایجاد بات
ان کے لفظ ان کی کتابیں ان کا منہ ان کی زباں
دس ہزار انعام ان کا خالی از حکمت نہیں
اس طرح کرتے ہیں ظاہر عام پر تیاریاں
کامیابی کا رہا سہرا صداقت ہی کے سر
جھوٹ کو حاصل ہوئیں محرومیاں ناکامیاں
سونگھ لے اس بوئے خوش کو تو بھی ہنگامی رسول
کیا ثنائی گل کھلے ہیں بوستاں در بوستاں
انبیاء سے اولیاء تک کو نہ چھوڑا آپ نے
واہ کیا کہنا مسیح و مہدی صاحب قران
عورتوں کی طرح کیوں سیکھا ہے تم نے کوسنا
بد دعائیں دیکھنا ہوں گی نصیب دشمناں
ٹالئے اے احمدی احباب یوں ہی ٹالئے
ہو نہ جائے آپ کی برسوں کی محنت رائے گاں
تا کجا ہم قول فیصل کے رہیں یوں منتظر
تا بہ کے ہوتی رہیں گی روز یاوہ گوئیاں
سایہ پر عاطفت میں شاہ آصف جاہ کے
ایک دن سلجھیں گی آخر قادیانی گتھیاں
مولوی حضرت ثناء اللہ صاحب نے فروغ
مذہب حق کی بیان کیں ہم سے کیا کیا خوبیاں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ مئی ۱۹۲۳ء مطابق ۲۴ رمضان ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۲۸ ص ۲۔۳)

ایک ہزار انعام داخل کرو

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی ہتھکنڈے مختلف اقسام کے ہیں ۔کبھی بشکل دین داری آتے ہیں، کبھی بصورت ہمدردی اسلام ظہور کرتے ہیں، کبھی بہیئت اسلام جلوہ نمائی فرماتے ہیں، کبھی وغیرہ وغیرہ صورتوں میں متشکل ہوتے ہیں ۔ یہ سب صورتیں جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی کی اختیار کردہ ہیں ۔

آج ہم ان کی انعامی صورت پر خاص کیوں لکھنے لگے ۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ان دنوں ایک رسالہ ہمارے پاس آیا جو کسی نظام الدین صاحب مبلغ احمدی ملک کشمیر نے شائع کیا ہے جس کا نام المسیح المو عود و ا لا ما م المهدی المسعود حصہ اول ہے ۔

اس رسالے میں مرزا صاحب قادیانی اور مرزائی مصنفوں کی تصنیفات سے کچھ کچھ اخذ کر کے چند دلائل وفات عیسی پر اور چند دلائل مسیحیت مرزا پر لکھے ہیں ۔

خیر یہ تو کوئی قابل ذکر بات نہیں، قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس رسالہ کے مصنف نے یہ جرأت بھی کی ہے کہ اس کے جواب لکھنے والے کو ایک ہزار روپیہ انعام دینے کا اشتہار دیا ہے ۔ اس لئے ہم مصنف موصوف کو کہتے ہیں کہ روپیہ کسی بنک میں جمع کراؤ اور مندرجہ ذیل سوال کا جواب دو ۔

کیا یہ روپیہ ہمارے کہنے سے کہ ہمارا جواب صحیح ہے، ہم کو مل جائے گا؟ (غالباً نہیں)

کیا یہ روپیہ آپ کا قائل ہونے پر مل جائے گا؟ اور آپ کا قائل ہونا عادۃً ممکن ہے؟ (غالباً نہیں)

پھر کیا اس امر کے تصفیہ کے لئے کسی تیسرے شخص مسلمہ منصف کی ضرورت ہے جو ثالث بن کر فیصلہ کرے ۔ غالباً یہی صورت معقول ہے ۔

پس اگر آپ بھی اس صورت کو معقول جانتے ہوں، تو کسی منصف مزاج

ثالث کا تقرر پہلے ہونا چاہیے۔

ہماری رائے میں ریاست کشمیر میں ایک صاحب اس منصب کے لائق ہیں جن کو غالباً مصنف رسالہ بھی قابل جانیں گے۔یعنی چوہدری خوشی محمد (ناظر) سابق گورنر کشمیر۔ اگر موصوف کے سوا کسی اور پر آپ کی نظر ہے تو مطلع کریں۔ دو ہفتہ تک جواب کا انتظار ہے۔

میری طرف سے یک صد انعام

قادیانی امت کی جو مختلف صورتیں اور شکلیں ہم نے لکھی ہیں۔ ان کے علاوہ ایک خاص شکل ان کی یہ ہے کہ مخالف پر بہتان اور افتراء کرنے میں بڑے چست و چالاک ہیں۔ یہ وصف بھی جناب مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی سے انہوں نے حاصل کیا ہے۔ وہ بھی مخالف پر جتے جاگتے دن دیہاڑے افتراء کر دیتے تھے جس کی ایک ہی مثال کافی ہے۔

مرزا صاحب قادیانی نے لکھا تھا کہ مولوی اسماعیل صاحب علی گڈھی مرحوم نے میرے مقابلہ میں لکھا تھا کہ ہم دونوں (مرزا صاحب قادیانی اور مولوی صاحب مذکور) میں سے جو جھوٹا ہے خدا اس کو سچے کی زندگی میں موت دے (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ اشتہار انعامی پانچ سو ص ۷) چنانچہ وہ مر گئے۔

حالانکہ یہ ان مولوی اسماعیل صاحب نے کہیں نہ کہا تھا، اور نہ لکھا تھا۔

اس کے ثبوت کے لئے ہم کئی دفعہ انعامی اشتہار دے چکے ہیں۔

اس فن (افتراء پردازی) میں اس جماعت کو کہاں تک مشق ہے مندرجہ ذیل واقعہ اس کی نظیر ہے۔

ایک چھوٹا سا رسالہ مصنفہ سردار عبدالرحمٰن بی اے (مہر سنگھ) مدرس ہائی سکول قادیان موسومہ، وفات مسیح، دیکھا گیا۔ اس کے صفحہ ۳۷ پر یوں لکھا ہے:

حضرت عیسی کی وفات مولوی ثناء اللہ کے قلم سے

مولوی ثناء اللہ اپنی تفسیر ثنائی جلد ۳ صفحہ ۵۳ زیر آیت فلما تو فیتنی لکھتے ہیں۔ پس جب تو نے مجھے (عیسی کو) مار دیا۔

کمال افسوس ہے کہ چودھویں صدی کا مولوی ہو کر عیسی کو مردہ لکھنا، پھر دوسرے منہ سے لوگوں میں عیسی کو زندہ ظاہر کرنا کمال درجہ کی بے ایمانی ہے۔ (وفات مسیح۔ص ۳۷)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہماری طرف سے اس ایمان دار (عبدالرحمٰن بی اے) کو چیلنج ہے کہ اپنے ایمان کا ثبوت یوں دے کہ:

جلسہ قائم کیا جائے جس کے صدر مسلّمہ فریقین ہوں۔

میاں محمود خلیفہ قادیان منصف ہوں۔

میاں مذکور تفسیر ثنائی جلد۳ میں سے حوالہ مذکور ابتداء مضموم پڑھ کر اگر حلفیہ فیصلہ دیں گے کہ اس حوالہ سے حضرت عیسی آج کل مردہ ثابت ہوتے ہیں تو میں اسی مجلس میں یک صد چہرہ دار مصنف کو انعام دے دوں گا۔

انعام کے علاوہ میں مصنف کو ایمان دار اور اس خاص امر میں راست گو بھی مان لوں گا۔

ہاں ہاں! یہ بھی یاد رہے کہ اس فیصلے کے بعد میں، وفات مسیح، کا بھی قائل ہو جاؤنگا۔

ہاں! یہ بھی یاد رہے کہ آپ لوگ اگر اس فیصلے کو نہ آئے تو میرا حق ہو گا کہ میں تم سب کو باتباع مرزا صاحب آنجہانی بہتان نویس اور مفتری سمجھوں

پیش گوئی:

میں وجدانی پیش گوئی کرتا ہوں کہ تم لوگ کبھی اس فیصلے کو نہیں آؤ گے۔اور دعا کرتا ہوں کہ خدا میری یہ پیش گوئی جھوٹی ثابت کرے اور تم ضرور آ کر اپنی ایمان داری کا ثبوت دو۔،

مقام فیصلہ: بٹالہ امرت سر لاہور میں سے تم لوگ پسند کرو۔

ناظرین! اس سے زیادہ بھی کوئی آسان صورت ہوگی؟

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۸ مئی ۱۹۲۳ء۔ یکم شوال ۱۳۴۱ھ ج ۲۰ نمبر ۲۹ ص ۲-۳)

مرزا قادیانی کی باتیں بے غور کئے نہ مانو

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے رسالہ نور الحق حصہ دوم طبع ۱۳۱۱ھ لاہور، صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں:

پس رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ سورج گرہن مہدی کے ظہور کے وقت ایام کسوف کے نصف میں ہوگا یعنی اٹھائیسویں تاریخ میں دوپہر سے پہلے اور اسی طرح پر ظاہر ہوا جیسا کہ آنکھوں والوں پر پوشیدہ نہیں پس دیکھو کہ ہمارے نبی ﷺ کی بات کیسی ٹھیک ٹھیک پوری ہوگئی۔

ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب احمدی، اپنے رسالہ اسلام کی پہلی کتاب کے صفحہ ۲۴ اور رسالہ: حضرت مسیح موعود اور علماء زمانہ، کے حصہ اول کے صفحہ ۳۰ پر لکھتے ہیں:

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو اس زمانہ میں ایک ہی رمضان مین نشان کے طور پر چاند گرہن اور سورج گرہن ہوگا اور ایسا گرہن جب سے زمین وآسمان پیدا کئے گئے ہیں کبھی کسی مدعی کے وقت میں ظہور میں نہیں آئے گا چنانچہ فرمایا:

ان لمهد ينا آ يتين لم يكو نا منذ خلق السما وا ت و ا لا ر ض ينكسف القمر لاوّل ليلة من رمضا ن و تنكسف الشمس فى النصف

فرمایا رسول ﷺ نے کہ ہمارے مہدی کی سچائی اور ثبوت کے لئے دونشانیاں مقرر ہیں کہ اس کے زمانہ میں گرہن کی راتوں میں سے چاند کو پہلی رات میں گرہن ہوگا اور سورج کو دوسری تاریخ میں گرہن لگے گا۔

مولوی حاجی محمد دلپذیر صاحب احمدی۔ اپنے رسالہ... احمدی مطبوعہ ۱۳۴۰ھ روز پریس امرتسر کے صفحہ ۱۲ اور ۱۳ کے حاشئے پر لکھتے ہیں

یہ حدیث دار قطنی میں موجود ہے

عن محمد ن البا قر بن زين العابدين قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ ان لمهد ينا آيتين لم تكونا منذ خلق السما وات والار ض ينكسف القمر لاوّل ليلة من ر مضا ن و تنكسف الشمس فی النصف منه و ا خر ج مثله البيهقی و غيره المحد ثين ۔

ترجمہ: روایت ہے محمد باقر بیٹے زین العابدین سے کہا انہوں نے فرمایا رسول خدا ﷺ نے ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں جو کبھی نہیں ہوئے جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں ۔ (یعنی وہ کبھی دوسرے نبی یا امام کے لئے نہیں ہوئے اور نہ ہوں گے اور وہ یہ ہیں) چاند گرہن ہوگا اول رات میں (یعنی جن راتوں میں چاند گرہن ہوتا ہے ان کی اول رات میں رمضان سے اور سورج گرہن ہوگا نصف میں (یعنی اس مدت کے نصف میں جس میں سورج گرہن ہوتا ہے)اسی ماہ رمضان میں اور اسی کی مانند بیہقی اپنی کتاب میں ایک حدیث لایا ہے اور ایسا ہی بعض دوسرے محدث بھی ۔

اقول:

۱۔سنن دارقطنی ج امطبع انصاری دہلی باب حقيقت الخسو ف و الكسوف و هيئتهما صفحہ ۱۸۸ پر لکھا ہے:

حد ثنا ابو سعيد ا لا صطخری ثنا محمد بن عبد الله بن نوفل ثنا عبيد بن بعيش ثنا يو نس بن بكير عن عمرو بن شمرعن جابر عن محمد بن علی قا ل ان لمهد ينا آ يتين لم تكو نا منذ خلق السما وات و الا ر ض تنكسف القمر لا و ل ليلة من ر مضا ن و تنكسف الشمس فی النصف منه و لم تكونا منذ خلق الله السما وا ت و الارض ۔

ترجمہ: کہا امام محمد باقر ابن امام علی زین العابدین نے کہ تحقیق واسطے مہدی ہمارے کے دو نشان ہیں نہیں ہوئے یہ دونوں جب سے آسمان اور زمین پیدا ہوئے گرہن لگے گا چاند کو واسطے پہلی رات کے رمضان سے اور گرہن لگے گا سورج کو رمضان کے نصف میں اور نہیں ہوئے یہ جب

سے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کئے۔

۲۔مندرجہ بالا الفاظ امام محمد باقر ابن امام علی زین العابدین ابن امام حسین شہید کربلا ابن علی کے ہیں، نہ کہ رسول خداﷺ کے ہیں۔

دراصل یہ روایت موضوع ہے کسی صورت میں صحیح نہیں۔ اس میں ایک راوی عمرو بن شمر ہے جس کی نسبت یحیی نے کہا ہے کہ وہ کچھ شئے نہیں ہے۔

جوزجانی نے کہا وہ بہت جھوٹا ہے۔

ابن حبان نے کہا رافضی تھا، صحابہ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔موضوع روایتیں بیان کرتا ہے ثقات سے۔

امام بخاری نے فرمایا منکر الحدیث ہے۔

یحیی نے کہا نہ لکھ اس کی حدیث کو۔

نسائی و دارقطنی نے اس کو متروک الحدیث کہا ہے

(دیکھو میزان الاعتدال۔ج ۲ص۲۶۲)

اس روایت کی سند میں دوسرا راوی جابر بن ... جعفی ہے۔

کہا حضرت امام ابوحنیفہ نے کہ نہیں دیکھا میں نے جابر جعفی سے بڑھ کر کسی کو جھوٹا۔

کہا یحیی بن یعلی نے کہ کہا گیا واسطے زائدہ کے کہ کیوں نہیں تم روایت کرتے ان تین آدمیوں سے کہ ابن ابی لیلی و جابر جعفی وکلبی ہیں، کہا اس نے اللہ کی قسم جابر جھوٹا تھا، رجعت کے ساتھ ایمان رکھتا تھا۔

کہا احمد نے چھوڑ دیا جابر کو عبدالرحمٰن بن مہدی نے۔

امام نسائی نے کہا متروک الحدیث ہے اور کہا کہ وہ ثقہ نہیں ہے (ور نہ لکھی جاوے حدیث اس کی)۔

امام حاکم نے کہا کہ وہ بھول جانے والا ہے حدیث کا۔

کہا جریر بن عبدالحمید بن ثعلبہ نے میں نے اس کا ارادہ کیا پس کہا واسطے میرے لیث بن ابی سلیم نے نہ آ پاس اس کے۔ پس وہ کذاب ہے۔

کہا جریر نے نہیں جائز ہے یہ کہ اس سے روایت کی جاوے، تھا ایمان رکھتا ساتھ رجعت کے

کہا امام ابوداؤد نے نہیں ہے نزدیک میرے وہ قوی بیچ حدیث کے۔

کہا یحیی بن یعلی نے سنا میں نے زائدہ سے کہ کہتا تھا کہ جابر جعفی رافضی تھا اور صحابہ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔

کہا ابن سعد نے کہ وہ مدلس تھا اور ضعیف تھا اپنی رائے اور روایت میں، جھوٹا کہا اس کو سعید بن جبیر نے۔

کہا عجلی نے کہ غالی شیعہ تھا اور مدلس تھا، جھوٹا کہا اس کو ابن عیینہ نے۔

امام ابن حبان نے کہا کہ وہ سبائی تھا عبداللہ بن سبا کے یاروں میں سے تھا

(تہذیب التہذیب جلد۲ صفحہ ۴۶ تا ۵۰)

پس حق بات یہ ہے کہ یہ روایت موضوع ہے اس سے استدلال کرنا سراسر غلط ہے۔

۳۔ اس مندرجہ بالا روایت کے الفاظ سے یہ تین باتیں معلوم ہوتی ہیں

۱۔ رمضان کے مہینہ کی پہلی تاریخ جو چاند کو گرہن لگے گا۔

۲۔ رمضان کے نصف میں سورج کو گرہن لگے گا۔

۳۔ جب سے زمین وآسمان پیدا کئے گئے ہیں ایسے دو نشان کبھی نہیں ہوئے

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے وقت میں ۱۳۱۱ھ میں ۱۳ رمضان کو چاند گرہن اور ۲۸ رمضان کو سورج گرہن ہوئے تھے۔ اس لئے مرزا جی نے ان ہر دو واقعات کو مدنظر رکھ کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہوئے نور الحق حصہ دوم صفحہ ۸۔۹، تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۴ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۴ چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۴ کے حاشیہ اور نزول المسیح صفحہ ۱۲۸ پر مندرجہ بالا روایت کا ترجمہ یوں کیا ہے:

چاند اپنی مقررہ راتوں میں سے (جو اس کے خسوف کیلئے خدا نے راتیں مقرر کر رکھی ہیں یعنی تیرھویں چودھویں پندرھویں) پہلی رات میں گرہن پذیر ہوگا۔ اور سورج اپنے مقررہ دنوں میں سے (جو اس کے کسوف کے لئے خدا نے دن مقرر کر رکھے ہیں یعنی ۲۷، ۲۸۔۲۹) درمیانی دن میں کسوف پذیر ہوگا اور یہ دونوں خسوف کسوف رمضان میں ہوں گے۔،

اس لئے اب میں ذیل میں دو مسلمہ بزرگوں کا ترجمہ درج کرتا ہوں ذرا غور سے سنئے:

۱۔حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات کے دفتر دوم کے مکتوب ٦٧ مطبع روز بازار امرتسر صفحہ ۵۰۔۵۱ پر لکھتے ہیں:

ودر ظہور سلطنتِ او در چہاردہم شہر رمضان کسوف شمس خواہد شد و دراول آن ماہ خسوفِ قمر برخلاف عادت زمازن و برخلاف حساب منجمان۔

۲۔نواب سید صدیق حسن مرحوم حجج الکرامۃ کے صفحہ ۳۴۴ پر لکھتے ہیں:

ومحمد بن علی گفتہ مہدی را دو آیت است کہ نبودہ از روز یکہ خدا آسمانہا و زمین آفرید کسوف گیرو ماہتاب درشب اول از ماہ رمضان وآفتاب در نصف رمضان واجتماع ایں ہردو کسوف در ماہے گاہے نبودہ۔

۴۔مرزا جی کے وقت میں ۱۳۱۱ھ میں ۱۳ رمضان کو چاندگرہن اور ۲۸ رمضان کو سورج گرہن ہوا اور بعد اس کے ۱۳۱۲ھ ۱۳ رمضان کو چاندگرہن اور ۲۸ رمضان گرہن پھر دوبارہ ہے اس پر مرزا صاحب قادیانی حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۹۶ اور چشمہ معرفت کے صفحہ ۳۱۴ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں

اور ایک حدیث میں ہے کہ مہدی کے وقت میں یہ دو مرتبہ واقع ہوں گے چنانچہ یہ دونوں دو مرتبہ میرے زمانہ میں رمضان میں واقع ہو گئے ایک مرتبہ ہمارے اس ملک میں دوسری مرتبہ امریکہ میں۔

عرضِ حبیب:

۱۔علماء احمد یہ حدیث کی کسی مسند یا مخرج کتاب سے صحیح مرفوع روایت نکال کر دکھائیں جسمیں لکھا ہو کہ سورج گرہن مہدی کے ظہور کے وقت اٹھائیسویں تاریخ ماہ رمضان میں ہوگا جیسا کہ مرزا جی نے نور الحق کے حصہ دوم ص ۱۹ پر لکھا ہے۔

۲۔حدیث کی کسی مسند یا مخرج کتاب سے صحیح سند کے ساتھ مرفوع یا موقوف روایت نکال کر دکھائیں جس میں لکھا ہو کہ مہدی کے وقت میں ۱۳ رمضان کو سورج گرہن اور ۲۸ رمضان کو سورج گرہن دو مرتبہ ہوں گے ورنہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے

ان دونوں دعووں کو واپس لیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ مئی ۱۹۲۳ء۔ ۸ شوال ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۳۰ ص ۳۔۵)

حیدرآبادی خدمت پر خلعت فاخرہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے ناظرین حضرت مولانا سید محمد علی صاحب مونگیری کو جانتے ہوں گے۔ جو نہ جانتے ہوں وہ جانیں کہ آپ ابتداء زمانہ میں عیسائیوں کے مقابلہ میں بڑے مناظر مصنف تھے۔ بعد ازاں ذکر وفکر میں بہت مشغول ہوئے۔ حضرت مولانا فضل الرحمان مرحوم گنج مرادآبادی کے خلیفہ ہیں۔ اس پیرانہ سالی میں جو دنیا کی آخری منزل ہے، ممدوح کو قادیانی فتنہ کا خیال بہت رہتا ہے۔

اس کے متعلق بھی آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں اور لکھائی ہیں۔ حضرت ممدوح نے، جب حیدرآباد میں خاکسار کی ناچیز خدمات سنیں تو، اپنے سر کی خاص پگڑی (شملہ) اور کرتہ کا کپڑا بذریعہ ڈاک پارسل اس خادم کو بھیجا، جو بلحاظ مذہبی تقدس کے حیدرآبادی منصب سے زیادہ قابل فخر ہے۔

(دونوں مادی اور روحانی) طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ حیدرآباد میں میری خدمات خدا کے ہاں قبول ہوئی ہیں لہ الحمد۔ ثناء اللہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ مئی ۱۹۲۳ء۔ ۸ شوال ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۳۰ ص ۱۳)

مرزا صاحب مسیح موعود ہرگز نہ تھے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار پیغام صلح لاہور ۱۴ فروری بوجہ سفر دکن دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ اس ہفتہ ایک مصاحب کے دکھانے سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ قادیانی امت نے علوم آلیہ عقلیہ میں بھی تجدید کی ہے۔

نیز اسی پرچہ سے مرزائی مباحث کے متعلق ایک ایسا سوال پیدا ہوا ہے

جو بحمداللہ تمام مباحث مرزائیہ کے لئے بیخ کن ہے۔

ہمارے ناظرین بس اسی سوال کو مضبوط دانتوں سے پکڑ کر ہر جگہ پیش کر دیا کریں زیادہ بحث مباحثہ کی ضرورت نہیں۔

اخبار مذکور میں ایک نامعلوم شخص کا ایک سوال ہے کہ مرزائی امت میں ایک جماعت مرزا صاحب کو مجدد کہتی ہے، دوسری نبی۔ ان دونوں کے صدق کی صورت میں اجتماع نقیضین لازم آتا ہے۔

غالباً اس سے مراد سائل کی اجتماع قسمین ہے جو بمنزلہ نقیضین کے ہوتے ہیں۔ جس کی تفصیل یوں ہے کہ اہل منطق کے نزدیک تصور تین قسم پر ہے:

تصور لا بشرط شیء۔ تصور بشرط لا شئی ،۔

یعنی سا ذج اور تصور بشرط شیء یعنی تصدیق۔

اول قسم مقسم ہے۔ دوسری اور تیسری قسمیں باہمی قسیمیں ہیں، یہ جمع نہیں ہو سکتیں کیونکہ تیسری قسم میں ایک چیز وجوداً ماخوذ ہے تو دوسری میں وہی عدماً۔

ٹھیک اسی طرح مرزا صاحب قادیانی کی دونوں پارٹیوں کے دعوی باہمی متضاد بلکہ متناقض ہیں۔ کیونکہ مجدد کہنے والوں کے نزدیک مجدد میں عدم نبوۃ ماخوذ ہے اور نبی کہنے والوں کے نزدیک مجدد مع النبوۃ ہے۔ لہذا سائل کا اعتراض ایک حد تک صحیح معلوم ہوتا ہے۔

اس کا جواب فاضل احمدی مجیب نے جو دیا ہے وہ ما شاء اللہ قواعد منطقیہ کی اصلاح بلکہ تجدید ہے، لکھا ہے:

نبی اور مجدد نقیضین نہیں شائد آپ کو معلوم ہوگا کہ اہل منطق لکھتے ہیں:

کل امرین احدھما رفع الآخر فھما نقیضان

پس اہل منطق کی اصطلاح کی رو سے نقیضین وہ امر ہیں جن میں سے ایک دوسری کا رفع ہو اور ظاہر ہے کہ نبی کا رفع لیس بنبی ہے، نہ مجدد ایسا ہی مجدد کا رفع لیس بمجدد ہے نہ نبی۔

پس نبی اور مجدد کے اجتماع سے اجتماع نقیضین لازم نہیں آتا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کیا خوب ! سوال کی توجیہ تو ہم بتلا آئے ہیں کہ سائل کے سوال کی بنا قسمین کی اصل پر ہے۔مگر فاضل مجیب نے جو کچھ کہا اسے ہم نہیں سمجھے۔

نقیضین کی یہ اصطلاح جو احمدی مجیب نے لکھی ہے علم منطق میں اعلی درجہ کی تجدید ہے،...اس الہامی جماعت کے سامنے ہم اپنے قصور علم کا اعتراف کرتے ہوئے اتنا پوچھنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ آپ نے جو نقیضین کی تعریف کی ہے، کیا یہ تعریف سیاہ اور سبز پر صادق نہیں آتی۔ اور کیا ان میں سے ہر ایک دوسرے کا رفع نہیں کرتا، تو کیا یہ نقیضین ہیں اور کیا یہ ممکن بلکہ واقع نہیں ہے کہ کسی جگہ یہ دونوں (سیاہ وسبز) نہ ہوں بلکہ (ابیض) سفید وغیرہ کا وجود ہو۔ اگر یہ ہوسکتا ہے اور ہوتا ہے تو کیا یہ آپ تسلیم کریں گے کہ جہاں سفید ہوگا وہاں سیاہ اور سبز نہ ہونے کی وجہ سے ارتفاع نقیضین کا ہونا ضروری ہے تو کیا آپ کے نزدیک ارتفاع نقیضین جائز ہے؟

لم يقل به الا من سفه نفسه

خیر یہ تو ایک تمہید تھی اس غرض سے کہ ہمارا مدت سے خیال ہے کہ قادیانی امت کے مناظرین میں کوئی بھی نہیں جو علوم آلیہ کے استعمال پر قادر الکلام ہو۔، یہ کہاں تک صحیح ہے، بعض تو ان میں ایسے فاضل ہیں جنہوں نے علوم عقلیہ پڑھے ہی نہیں ۔بعض نے کچھ پڑھے ہیں تو ان کی حالت وہی ہے جو استاد نیاز نے کہا ہے

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نکتہ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق پر جاں دھری تھی واں ہی دھری رہی

انہوں نے بھی جس روز سے مرزا صاحب قادیانی کی اطاعت اختیار کی تو مرزا صاحب کے رنگ میں ایسے رنگے گئے کہ خود اونہی کی طرح یہ بھی علوم عقلیہ سے بےنصیب ہو گئے حافظ شیرازی نے انہی کے حق میں حکایت کی ہے

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

اب ہم دوسرا سوال مع جواب لکھتے ہیں جو عام فہم اور فیصلہ کن ہے۔ خدا بھلا کرے سائل کا جس نے یہ سوال اٹھایا، اور نیک ہدایت دے مجیب کو کہ جس نے ہماری

توجہ کو اپنی طرف پھیرا۔

ہمارے دوست اب آئندہ کیلئے مرزائی مباحث میں کسی قسم کی تکلیف گوارا نہ کیا کریں صرف یہی سوال اور جواب مع جواب الجواب کے یاد کر لیں اور ہر موقع پر پیش کر دیا کریں۔انشاءاللہ ہر میدان میں فتح یاب ہوں گے۔سوال یہ ہے

۲۔مرزا صاحب خواہ رسول ہوں خواہ مجدد باوجود غنی اور مالدار ہونے کے حجت الاسلام حج مبرو سے کیوں محروم رہے کیا مرزا صاحب پر حج فرض نہ تھا اگر نہیں تو کیوں اور اگر حج فرض تھا تو کیوں ترک کیا؟

احمدی مجیب صاحب اس سوال کا جواب دیتے ہیں جو قابل غور ہے

سوال نمبر۲ کے متعلق واضح رہے کہ حج کے لئے امن شرط ہے۔آپ کو معلوم ہوگا کہ نبی کریم ﷺ عمرہ کے لئے حدیبیہ پہنچ گئے مگر بدامنی کے خوف کی وجہ سے وہیں حلاّل ہوئے اور عمرہ نہ کر کے مشرکین کے ساتھ صلح کر کے واپس مدینہ تشریف لائے اور آئندہ سال عمرہ کیا۔

حضرت (مرزا) کو یہاں پنجاب میں بھی امن میسر نہ تھا یہاں تک کہ لاہور میں بھی (آپ کے) ساتھ سرکاری پہرہ لگا رہتا تھا چہ جائیکہ آپ کو..(مکہ) میں امن ملے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمیں ضرورت نہیں کہ اس عذر کو ردّ کریں، بلکہ ہم تائید کرتے ہیں۔مگر تائید سے پہلے ایک حدیث پیش کر کے اس جواب کی تنقید کرتے ہیں حضرت پیغمبر خدا ﷺ کی ایک حدیث صحیحہ مسلم میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

و الّذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مر یم بفج الرو حاء حا جا او معتمراً ...صحیح مسلم جلد اصفحہ ۴۰۸۔یعنی آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں خدا کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے حضرت عیسی بن مریم فج الروحا (مکہ مدینہ کے درمیان) سے حج کا احرام باندھیں گے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسی مسیح موعود ضرور حج کریں گے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے احرام باندھنے کی جگہ بھی بتادی جس

کے دیکھنے سے یقین ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں یہ وقوعہ ضرور ہوگا یعنی حضرت مسیح موعود حج کریں گے مرزا صاحب نے حج نہیں کیا وجہ اس کی یہ بتائی گئی ہے کہ ان کے حق میں امن نہ تھا۔

لیکن حدیث شریف بتا رہی ہے کہ مرزا صاحب اگر مسیح موعود ہوتے تو ان کے لئے ہر طرح خدا کے حکم اور پیغمبر خدا ﷺ کی خبر سے راستہ صاف اور ہر طرح امن ہوتا کیا خدا قادر قیوم اس پر قادر نہیں کہ وہ اپنے مسیح موعود کیلئے ہر قسم کی رکاوٹیں اٹھا دے بلی و ھو علی کل شیء قدیر

نتیجہ: پس مرزا صاحب کا حج نہ کرنا نہ فج الروحاء (موضع بین مکۃ و المدینۃ ۔نووی) سے احرام باندھنا مرزا صاحب کی مسیحیت کا ایسا ابطال کرتا ہے کہ کسی مومن کو اس میں انکار کیا تامل کی بھی جگہ نہیں فاضل احمدی مجیب جواب دے کر خود گرفتار بلا ہو گیا کیا سچ ہے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم جون ۱۹۲۳ء۔ ۱۵ شوال ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۳۱ ص ۱۔۲)

مرزائیوں میں مرزا پرستی

تجربہ اور تتبع سے ثابت ہوا کہ جس فرقہ نے کسی اپنے بزرگ کے حق میں غلو کیا آخر وہ شرک تک پہنچ گئے گو وہ اس کو شرک نہ کہیں ۔ پیروں کے حق میں غالی ہمارے سامنے ہیں جو شیخ عبدالقادر سے وہ عقیدت رکھتے ہیں جو قادر ذوالجلال سے رکھنی چاہیے۔ یہی حال اب قادیانیوں کا ہو رہا ہے اور ہونے والا ہے۔

کسی گذشتہ پرچہ اہل حدیث میں لکھا گیا تھا:

قادیان میں قبر پرستی۔

جس کے ثبوت میں حوالہ جات پیش کئے تھے۔ لاہوری جماعت کے اخبار پیغام صلح نے ہماری تائید کی تھی کہ واقعی قادیانی جماعت میں قبر پرستی آ گئی ہے ۔جس کے جواب

میں الفضل کے نامہ نگار نے ڈاکٹر بشارت احمد کو بہت سی بے نقط سنائی تھیں۔

آج ہم ایک واقعہ حیدرآبادی سنا کر ثابت کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت میں مرزا پرستی آ گئی ہے۔

ایک روز میرے ڈیرے پر مہاراجہ سرکشن پرشاد جی تشریف فرما تھے۔ علمی دلچسپی کی وجہ سے انہوں نے علماء قادیانی کو بھی بلایا۔ چنانچہ مولوی فضل الدین اور مولوی عبدالرحمٰن (دیسی مصری) وغیرہ آئے۔ گفتگو چلی کہ مباحثہ کس طرح ہو؟ میں نے کہا مباحثات روز روز ہوتے ہیں، حیدرآباد کا مباحثہ کچھ بڑا نتیجہ خیز ہونا چاہیے جس کی صورت یہ ہے کہ فیصلہ کے لئے کوئی غیر جانبدار ثالث مقرر ہو۔

فریق ثانی نے اس سے انکار کیا۔

میں نے کہا ان کا انکار بے جا ہے جب کہ خود ان کی نبی رسول مرزا صاحب قادیانی نے ایک ایسے مسئلے میں منصف مانے ہیں جو کفر واسلام کے مابین حد فاصل ہے یعنی مسئلہ تناسخ۔ اس میں انہوں نے پادری رجب علی وغیرہ مخالفان اسلام کو منصف منظور کیا ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب تبلیغ رسالت جلد اول۔

اس کے جواب میں مولوی فضل الدین وکیل نے فوراً بلا تردد کہا کہ:

مرزا صاحب کو روحانی تصرف حاصل تھا۔

یعنی مرزا صاحب قادیانی روحانی تصرف کے ساتھ اپنے مخالفوں سے بھی اپنے موافق فیصلہ کرا سکتے تھے۔

جس کے جواب میں، میں نے فوراً کہا: پیر پرست بھی یہی کہتے ہیں۔ مولوی فضل دین انکار کریں تو حلف شائع کریں۔ اگر ہاں کریں تو علماء قادیان ایمان داری سے اس عقیدے پر اظہار رائے کریں۔

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

مرزا جی کا دعویٰ نبوت:

بعض اصحاب ابھی تک بے خبری میں ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ نبوت کا ثبوت کیا ہے۔

ایسے اصحاب کو چاہیے کہ تاریخ مرزا ملاحظہ کریں یا خلیفہ قادیان میاں محمود احمد ولد مرزا صاحب آنجہانی کی کتاب قول الفصل اور حقیقۃ النبوۃ مطالعہ کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ جون ۱۹۲۳ء مطابق ۲۲ شوال ۱۳۴۱ھ ج ۲۰ نمبر ۳۲ ص ۴)

تردید مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا خدا بخش کی زبانی

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک نہر اپر باری دواب، امرتسر لکھتے ہیں:

واضح ہو کہ مرزا قادیانی کے مریدوں میں سے حکیم ابوالعطا مرزا خدا بخش نے ایک ضخیم کتاب عسل مصفی نامی لکھی ہے۔ اس کتاب میں حکیم خدا بخش صاحب نے حضرت عیسیٰ کی وفات اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی پر بحث کی ہے۔

حکیم خدا بخش صاحب لکھتے ہیں کہ کتاب عسل مصفی کی نسبت مرزا صاحب قادیانی نے فرمایا تھا کہ

مرزا خدا بخش نے ایسی عمدہ کتاب لکھی ہے کہ میرے مریدوں میں سے کسی نے آج تک ایسی عمدہ کتاب نہیں لکھی (عسل مصفی حصہ اول۔ ص ۷)۔

یہ کتاب پہلے ۱۹۰۱ء مطابق ۱۳۱۹ھ میں اسلامیہ سٹیم پریس لاہور سے شائع ہوئی تھی۔ پھر حکیم نورالدین بھیروی کے عہد خلافت میں ۱۹۱۳ء مطابق ۱۳۳۱، ۱۳۳۲ھ میں دوسری بار شائع ہوئی۔ اس کتاب کے جواب میں علماء سرحد میں سے کسی عالم نے ایک کتاب موازنۃ الحقائق نامی فارسی زبان میں لکھی ہے۔

کتاب عسل مصفی کے دوسرے حصہ میں حکیم خدا بخش نے مرزا غلام احمد کے دعوی مسیحیت و مہدویت پر بحث کی ہے۔ میں نے اس دوسرے حصے کو بھی پڑھا اور مرزا صاحب قادیانی کے ان ہر دو دعووں کی تردید کے لئے کافی مصالحہ اس کتاب کے دوسرے حصے میں پایا، جس کو میں مختصراً ذیل میں درج کرتا ہوں:

۱۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعوی تھا کہ میں مسیح موعود ہوں اور یورپ کے پادری لوگ دجال ہیں۔

عسل مصفی دوم صفحہ ۳۰۵ پر بحوالہ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۰ لکھا ہے:

حاکم اور ابن عسا کر نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ کانا دجال اصفہان کے یہودیوں میں سے نکلے گا اور اس کی آنکھ پیدا ہی نہ ہوئی ہوگی اور اس کی دوسری آنکھ ستارہ کی سی ہوگی جس میں خون ملا ہو۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ دجال یہودیوں میں سے خروج کرے گا اور ایران کے شہر اصفہان سے نکلے گا جس سے معلوم ہوا کہ پادری اور فلاسفران فرنگ دجال معہود نہیں نہیں۔

عسل مصفی حصہ دوم صفحہ ۲۹۹ میں بحوالہ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۹ لکھا ہے:

طبرانی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دجال کا حال تم پر مشتبہ نہیں رکھا گیا کیونکہ اللہ تعالی کانا نہیں ہے۔ وہ نکلے اور زمین میں چالیس روز ٹھہرے گا بجز کعبہ شریف بیت المقدس اور مدینہ کے زمین کی ہر گھاٹ پر وارد ہوگا۔

دجال ملعون شہر مکہ و مدینہ و بیت المقدس پر قبضہ نہ پا سکے گا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ کے عیسائیوں نے جنگ عظیم کے دوران ملک شام و فلسطین ترکوں سے لے لیا اور بیت المقدس پر قابض ہو گئے جس سے ثابت ہوا کہ یورپ کے عیسائی دجال نہیں ہیں۔

بحوالہ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۶، ۲۶۷ لکھا ہے:

دجال کے تابعدار یہودی اور ولد الزنا ہونگے۔ اللہ تعالی دجال کو ملک شام میں ایک ٹیلے پر جس کو افیق کہتے ہیں تین ساعت میں عیسی بن مریم کے ہاتھ سے قتل کرائے گا۔

اس روایت میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعوی مسیحیت میں سراسر جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔

عسل مصفی حصہ دوم صفحہ ۱۶۳ پر ہے:

ظہور کے وقت چالیس برس کا ہونا۔ یہ بات کس کی طاقت میں ہے کہ صدی کے سر پر ہو اور بوقت دعوی بموجب احادیث نبویہ چالیس سال کا بھی ہو۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جمادی الثانی ۱۳۰۸ھ میں مسیح موعود و مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا (عسل مصفیٰ دوم ص ۱۳۸) اور مرزا قادیانی کی پیدائش ۱۲۶۱ھ میں ہوئی (تحفہ گولڑویہ)۔ پس ۱۳۰۸ھ میں آپکی عمر ۴۸ سال ہوئی نہ کہ چالیس سال۔

عسل مصفی دوم صفحہ ۱۵۲ پر بحوالہ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۶ لکھا ہے:

نعیم بن حماد نے حضرت قتادہ سے روایت کی ہے کہ مہدی مدینہ سے نکل کر مکہ کو جائے گا اور لوگ اسکے آگے نکلیں گے اور رکن اور مقام کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوی مہدویت میں سچے نہ تھے کیونکہ مرزا قادیانی کو ان مقامات مقدسہ کی زیارت ہی نصیب نہ ہوئی۔

عسل مصفی دوم صفحہ ۱۵۲ پر بحوالہ تفسیر روح المعانی لکھا ہے:

احمد بن حنبل نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسی بن مریم نازل ہوگا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور صلیب کو مٹا دے گا۔ اور نماز اس کیلئے جمع کی جاوے گی اور مال دے گا یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا اور خراج کو اٹھا دے گا اور روحاء میں نازل ہوگا وہاں سے حج یا عمرہ یا دونوں کرے گا۔

آنے والے مسیح موعود قاتل دجال کی ایک علامت اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوئی کہ وہ حج کرے گا۔ مرزا نے اپنی عمر میں کبھی حج نہ کیا لہذا ان کا دعوی اس روایت کے مطابق جھوٹا تھا۔

عسل مصفی حصہ دوم صفحہ ۱۵۳ پر بحوالہ حاشیہ قنوی علی البیضاوی جلد ۵ صفحہ ۱۳۵ لکھا ہے:

عیسیٰؑ ارض مقدس کے ایک ٹیلہ پر جس کو افیق کہتے ہیں، اترے گا اور اسکے ہاتھ میں ایک ہتھیار ہوگا جس سے وہ دجال کو قتل کرے گا۔ پھر عیسی بیت المقدس میں آئے گا اور لوگ اس وقت صبح کی نماز پڑھتے ہوں گے اور ان کا امام آگے ہوگا۔ امام پیچھے ہٹ آئے گا لیکن عیسی ان کو آگے کر دے گا اور اس کے پیچھے شریعت محمدیہ کے طریق پر نماز پڑھے گا۔

یہ علامتیں بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر چسپاں نہیں ہوسکتیں کیونکہ نہ تو آپ ملک شام تشریف لے گئے، نہ آپ نے وہاں دجال کو قتل کیا، اور نہ بیت المقدس میں نماز پڑھی۔

عسل مصفی دوم صفحہ ۳۷۲ میں بحوالہ حجج الکرامہ صفحہ ۳۴۴ لکھا ہے:

نعیم نے شریک سے روایت کی ہے کہ فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے کہ مہدی کے خروج سے پہلے ماہ رمضان میں دو دفعہ چاند گرہن کرے گا۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خروج سے پہلے ماہ رمضان میں دو دفعہ چاند گرہن نہیں ہوا۔

نتیجہ: حکیم خدا بخش قادیانی کی عسل مصفی حصہ دوم سے آٹھ دلیلیں درج کر کے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعوی مسیحیت و مہدویت میں سچے نہ تھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ جون ۱۹۲۳ء۔۲۲ شوال ۱۳۴۱ھ ج ۲۰ نمبر ۳۲ ص ۴۔۵)

آریہ سماج اور قادیانی نبی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

آج کل مرزائی امت کے اخباروں میں جناب مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک پیش گوئی کا بہت ذکر اذکار ہو رہا ہے جو انہوں نے آریہ سماج کی موت کے متعلق کی ہوئی ہے۔ چنانچہ اخبار الفضل قادیان ۲۸ مئی ۱۹۲۳ء کے الفاظ یہ ہیں:

آریہ دھرم کے نابود ہونے کی پیش گوئی:

اگرچہ ملکانوں کی شدھی آریہ سماج کی، ہاں اس آریہ سماج کی جسے پنڈت دیانند صاحب نے سناتن دھرم عقاید کو مٹانے اور نابود کرنے کے لئے بنایا روحانی اور مذہبی موت ہے کیونکہ ملکانوں کو آریہ عقاید نہیں بتائے جاتے بلکہ سناتنی عقائد سکھائے جاتے ہیں اور شدھ کر کے آریہ نہیں کیا جاتا بلکہ سناتنی ہندو بنایا جاتا ہے۔ بت پرستی سے منع نہیں کیا جاتا بلکہ بت پرستی

سکھائی جاتی ہے لیکن پھر بھی آریوں کے شور وشر کی وجہ سے اور کثیر تعداد سے ایسے لوگوں کے جو بظاہر مسلمان کہلاتے تھے آریوں کے ذریعہ مرتد ہو جانے سے ہر ایک مسلمان کو سخت صدمہ پہنچ رہا ہے اور پہنچنا چاہیے ۔ ایسے حالات میں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ دشمن کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑا ہو اور جو جس طرح مدد دے سکتا ہے دے لیکن کمزور طبائع کے لوگ مشکلات کے ہجوم اور دشمن کی عارضی اور ظاہری کامیابی کو دیکھ کر مایوسی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ خطرناک نکلتا ہے اس لئے ذیل میں حضرت مرزا صاحب کی آریہ سماج کے متعلق ایک پیش گوئی درج کی جاتی ہے جو مسلمانوں کے لئے بہت بڑی خوش خبری ہے ۔ آپ فرماتے ہیں:

اور یہ مت خیال کرو کہ آریہ یعنی ہندو دیانندی مذہب والے کچھ چیز ہیں وہ صرف اس زنبور کی طرح ہیں جس میں بجز نیش زنی کے اور کچھ نہیں ۔ وہ نہیں جانتے کہ توحید کیا چیز ہے ۔ اور روحانیت سے سراسر بے نصیب ہیں ۔ عیب چینی کرنا اور خدا کے پاک رسولوں کو گالیاں دینا ان کا کام ہے اور بڑا کمال ان کا یہی ہے کہ شیطانی وساوس سے اعتراضات کے ذخیرے جمع کر رہے ہیں اور تقوی اور طہارت کی روح ان میں نہیں ۔ یاد رکھو کہ بغیر روحانیت کے کوئی مذہب نہیں چل سکتا اور مذہب بغیر روحانیت کے کچھ بھی چیز نہیں ۔ جس مذہب میں خدا کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہیں اور صدق وصفا کی روح نہیں اور آسمانی کشش اس کے ساتھ نہیں اور فوق العادت تبدیلی کا نمونہ اس کے پاس نہیں وہ مذہب مردہ ہے ۔ اس سے مت ڈرو ۔ ابھی تم میں لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لو گے کیونکہ یہ مذہب آریہ کا زمین سے ہے نہ آسمان سے (تذکرۃ الشہادتین ص ۶۵)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

آریہ سماج ہی سے مخصوص نہیں بلکہ تمام غیر مسلم اقوام کے فنا ہو جانے کی پیش گوئی کی ہوئی ہے آؤ ہم اس پیش گوئی کے ابتداء انتہاء کی پڑتال کریں ۔

سب سے پہلے مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں ایک خوش کن پیش گوئی

لکھی تھی جس کے الفاظ یہ ہیں:

هو الّذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحقّ لیظهره علی الدّین کلّه۔

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کا ملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ۔ص ۴۹۸)

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس مقولہ زرین میں جناب موصوف نے حضرت مسیح کا کام یہ بتایا تھا کہ ان کے زمانہ میں جمیع اقطاع میں اسلام پھیل جائے گا۔

چونکہ اس کے بعد حضرت ممدوح نے مسیح موعود کا چارج خود لے لیا یعنی مدعی بنے کہ میں مسیح موعود ہوں اور ان کے مریدوں نے ان کو مسیح موعود مان لیا اس لئے لازمی تھا کہ جو کام مسیح موعود کے کرنے کا بطور علامت تھا وہ مرزا صاحب کے ذمہ ہوتا ۔ اور مرزا صاحب اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے اسے قبول کرتے ۔ چنانچہ مرزا صاحب نے بکمال فراخ دلی اس خدمت کو قبول کیا نہ صرف قبول کیا بلکہ کھلے الفاظ میں اس کا اعلان کر دیا چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

آپ اپنی کتاب چشمہ معرفت میں لکھتے ہیں:

چونکہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال کو پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخر میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور

اس تکمیل کے لئے اس امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت ﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہولے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے هو الذی ارسل رسو له با لهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله

یعنی وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئیگا۔

(چشمہ معرفت۔ص۸۲۔۸۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس اقتباس میں بھی مرزا غلام احمد نے وہی آیت لکھی ہے جو براہین احمدیہ میں لکھی تھی ۔اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دراصل وہی چارج اور ذمہ داری کا م ہے جو براہین کے زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک مسیح موعود کا تھا۔

اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے زمانہ میں کفر کی تمام قومیں (کیا ہندو، کیا آریہ، کیا عیسائی، کیا موسائی، کیا بدھ، کیا سکھ کیا جینی وغیرہ) سب کی سب مٹ مٹا کر اسلام میں داخل ہو کر دنیا میں وحدت قومی پیدا کر لیں گی ۔جس کا دوسرے لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی مسیحیت موعودہ کا ثبوت یہ ہے کہ ان کے زمانہ میں غیر اسلام تمام اقوام کفریہ فنا ہو جائیں گی اور صرف وحدت اسلامی دنیا میں رہے گی ۔اگر یہ نہیں تو نہ تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ہیں اور نہ راست باز اور راست گو۔

اب سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تو مبعوث ہوکر دنیا میں آئے اور چلے بھی گئے لیکن اقوام کفریہ ہنوز اسی طرح بلکہ سابق سے زیادہ ترقی پذیر ہیں۔ کیا بلحاظ ترقی ملکی کیا بلحاظ اشاعت مذہب چنانچہ ملکانہ راجپوتوں کا ارتداد ہی خود ہمارے دعوی کی تصدیق کرتا ہے۔

معلوم نہیں قادیانی اس پیش گوئی کو کیوں پیش کرتی ہے بحالیکہ خود قادیان میں بھی غیر مسلم اقوام موجود ہیں کوئی ہندو ہے تو کوئی سکھ کوئی آریہ ہے تو کوئی اور۔ اور مرزا صاحب قادیانی کو انتقال کئے ہوئے بھی ۱۵ سال ہوئے حالانکہ ان کی زندگی میں وحدت قومی اسلامی کا پیدا ہوجانا ضروری تھا، جو نہ ہوا تو اب بعد ان کے ہم آریہ سماج کی ہلاکت کا انتظار کب تک کریں گے

کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

اس قسم کی پیش گوئیاں جناب موصوف کر کے مسلمانوں کا منہ بند کرنا چاہتے تھے، آخر کار اس شعر کا مصداق بنیں

کوئی بھی بات مسیحا تیری پوری نہ ہوئی
ہاں غلط ہو گئے ہیں آپ کے اقرار کئی

میں جانتا ہوں کہ مرزائی امت اس مضمون پر بہت کچھ خفگی کا اظہار کرے گی اس لئے میں ان کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ اپنے سوار پیادہ جمع کر کے میرا جواب (جس کو جواب کہا جائے) دیں تو میں لودہانہ کے مال غنیمت میں سے ان کو یک صد چہرہ دار دونگا

دل بے تاب ہے چاہو تو قبالہ لے لو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ جون ۱۹۲۳ء مطابق ۲۹ شوال ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۳۳ ص ۱۔۳)

علماء اسلام اور قادیانیوں میں چپقلش

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قادیانی جماعت کے کارناموں سے کون ناواقف ہے کہ یہ لوگ دنیا کے تمام مسلمانوں کو جو منکر مرزا ہیں کافر کہتے ہیں۔ آج جو حلقہ ارتداد میں قادیانی امت

کوشش کرتی ہے اس سے ان کی دو غرضیں ہیں

ا۔ ایک تو یہ کہ حلقہ ارتداد کے راجپوتوں میں قادیانی جماعت تیار کی جائے۔

۲۔ دوسری غرض یہ ہے کہ اشاعت اسلام کے نام سے عام اسلامی حلقوں میں اپنی ہم دردی پیدا کر کے عام مسلمانوں کی وحشت دور کی جائے۔

ان کی ان اغراض سے علماء اسلام بھی واقف ہیں انہوں نے بہت کہا کہ تم لوگ اپنے عقائد مخصوصہ (متعلقہ مرزا) نہ بیان کیا کرو مگر وہ ایسا کیوں کرنے لگے تھے۔

احمدی جماعت چونکہ اپنے عقیدے میں سب مسلمانوں کو کافر جانتے ہیں اس لئے علماء دیوبند وغیرہ کا چونکنا اس سے لازمی تھا۔ چنانچہ جس طرح قادیانی جماعت اپنے عقیدے کی تبلیغ میں کوشاں رہی علماء اسلام بھی اپنے عقیدے کے اظہار میں معذور تھے۔ چنانچہ بحکم

محتسب خم شکست ومن سر او

ان دونوں گروہوں کی قوت اس نزاع میں تقسیم ہونے لگی تو احمدیوں نے اپنی مغلوبیت کا رونا شروع کیا چنانچہ الفضل لکھتا ہے :

> علماء صاحبان ہمارے زیر عمل گاؤں میں آتے ہیں اور بجائے اس کے کہ جاہل ملکانوں کو اسلام سکھائیں یا آریوں کے خلاف کاروائی کریں ہمارے خلاف لوگوں کو اکساتے اور بھڑکاتے ہیں کہ ہمیں اس گاؤں سے نکال دیا جائے۔ (الفضل قادیان۔۳۱ مئی)۔

اسی طرح کئی ایک مقامات اور کئی ایک اخبارات میں قادیانیوں نے واویلا مچایا ہے جو اخبار والے ان کے طریق کار سے بے خبر ہیں وہ اپنی سادگی سے علماء اسلام کو کوسنا شروع کر دیتے ہیں مگر ہم تو ان کی حرکات اور طریق کار سے واقف ہیں ان کی مثال بالکل یہ ہے جو قصہ مشہور ہے کہ دو شخص سفر کو جا رہے تھے ایک ذرہ زمانہ شناس تھا وہ دوسرے کے کان چپکا سا گالی دے دے وہ بے چارہ بے خبر بھڑک اٹھے اور منہ سے کچھ نہ کچھ کہہ دے۔ یہ حضرت فوراً دوسرے لوگوں کو اپنی مظلومیت پر متوجہ کر کے ہمدردی حاصل کریں ٹھیک اسی طرح قادیانیوں کی حالت ہے وہاں تبلیغ کرتے ہیں اور اپنے عقاید میں لازمی طور پر مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا ذکر کرتے اور

مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اس لئے دوسرے علماء اسلام سوچتے ہیں کہ ہم تو یہاں چند نام کے مسلمانوں کو کفر سے بچانے آئے ہیں یہ کیا عجب ہے جب کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہا جاتا ہے ۔ واقعی جب ایسا ہو تو ہمدردان اسلام کیوں کیونکر خاموش رہیں چنانچہ قادیانی پارٹی کی اس روش کی مرزائی امت کی دوسری پارٹی یعنی لاہوری جماعت بھی شاکی ہے ۔ وہ بھی قادیانیوں کی تکفیر بازی سے ناراض ہو کر ان کو ایسا کرنے سے مانع ہے جس پر قادیانی پارٹی کا پارہ غضب بلند ہو رہا ہے چنانچہ الفضل اپنے سگے بھائیوں کی بھی شکایت لکھتا ہے ۔ :

> جہاں ہمارے خلاف غیر احمدی (محمدی) علماء اپنے دیرینہ تعصب سے اندھے ہو کر نقصان رسان کاروائیاں کر رہے ہیں وہاں پیغام بلڈنگس کے مکینوں (لاہوری پارٹی کے احمدیوں) نے بھی کچھ کمی نہیں رکھی اور ہمارے مبلغوں کی طرف سے مرکز میں اس کے متعلق برابر اطلاعیں آتی رہی ہیں مگر ہم نے مناسب نہ سمجھا کہ اس کو پبلک کریں اب پیغام لاہور نے نہایت زہریلا نوٹ چھاپا ہے ۔ (الفضل قادیان ۲۸ مئی ۱۹۲۳ء) ۔

اب سوال یہ ہے کہ جس صورت میں تمہارے سگے بھائیوں سے بھی تمہاری نہیں بنتی ،تو دیگر علماء اسلام کی شکایت کیا ۔

ہاں جس امر کی شکایت ہے (کہ تم لوگ مسلمانوں کو کو کافر کہتے ہو) اس کی اصلاح کرو سب شکائت رفع ہو جائے گی ....

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ جون ۱۹۲۳ء مطابق ۲۹ شوال ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۳۳ ص ۳)

امیر جماعت لاہوری کی غلط بیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مذاہب دنیا میں گو آسمان و زمین جتنا اختلاف ہو تا ہم سب اس پر متفق ہیں کہ دروغ بیان کرنا سخت گناہ ہے خصوصاً مذہبی امور اور خاص کر اشاعت دین میں ۔ یہ ایک اصول ایسا سنہرہ ہے کہ مسلمانوں کے کل فرقوں کے علاوہ سب ادیان میں مسلّم

ہے۔احمدی امت کی لاہوری جماعت نے مرزا کی تاریخ انتقال ۲۶ مئی کو اپنے اخبار پیغام صلح کا ایک خاص نمبر نکالا جس کا نام رکھا ہے: مسیح موعود نمبر۔ اس میں سارے مضامین مرزا صاحب کے متعلق لکھے ہیں سب سے اول نمبر مولوی محمد علی امیر جماعت لاہور یہ کا مضمون ہے جس کی نسبت ہماری رائے گو افسوسناک ہے لیکن ساتھ ہی اس کے ہم یہ کہنے کی بھی جرأت کرتے ہیں کہ امیر موصوف نے سنت مرزا کے اتباع سے ثابت کر دیا کہ وہ پکے احمدی ہیں۔مرزا کی بابت ہمارا پختہ یقین ہے جسے ہم میدان مناظرہ میں ثابت کرنے کو تیار ہیں کہ مرزا صاحب میں قوت استدلالیہ نہیں تھی آپ کا اپنا استدلالی ہاتھ ہمیشہ اوچھا پڑتا تھا۔ اسی طرح مولوی محمد علی کی حالت ہے۔علماء منطق نے جو طریق استدلال لکھے ہیں ان سے بہت کم آپ نے کام لیا۔ جو کچھ لیا ہے وہ اس طریق سے لیا ہے جس کو اہل منطق، صناعت شعری، کہا کرتے ہیں جس سے ان کی مراد ہوتی ہے ظاہری خوش نمائی اور در باطن ہیچ۔

موصوف کے مضمون میں اس کی مثالیں بہت ہیں مگر آج ہم صرف ایک دو بیان کرتے ہیں۔آپ مرزائی امت کا کمال (جس سے دراصل مرزا قادیانی کا کمال ثابت کرنا منظور ہے) لکھتے ہیں:

عیسائی پادریوں کی یہ حالت ہے کہ اگر معلوم ہو جائے کہ ان کا حریف احمدی مسلمان ہے تو اسکا مقابلہ کرنے سے انکار کر دیتے ہیں (ص۲ کالم ایک)

یہ فقرہ نہ صرف شعری ہے بلکہ محض غلط مگر در اصل مرزا صاحب کے کلام شعری کے مشابہ۔مرزا صاحب اپنے مردہ مخالفوں کے حق میں لکھ دیا کرتے تھے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ ہم (مرزا اور مخالف مرزا) میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔پس وہ مر گئے لہذا وہ جھوٹے اور میں سچا۔حالانکہ کسی ایک نے بھی ایسا کسی جگہ نہیں لکھا۔باوجود ہمارے انعامی مطالبہ کے قادیانی جماعت نہیں بتا سکی

مولوی محمد علی لاہوری کے اس فقرہ کا جواب ہم دیتے ہیں مگر عیسائیوں نے احمدیوں کے اس دعوی کا جواب خود دیا ہے۔عیسائیوں کے اخبار نور افشاں لاہور نے پہلے تو عام حالت بتائی ہے کہ:

بفضل خدا اس وقت مسیحیوں میں ایسے مناظر موجود ہیں جو مرزائی مبلغین کا

منہ بند کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کے مباحثات کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے :

> احمدیت کے علماء سے مسیحیوں کا مباحثہ ہوا ، اور مسیحیت کے اہم و بنیادی مسائل پر ہوا جن کی بطالت کے وہم میں احمدی آج تک بغلیں بجاتے آئے تھے مگر جب ہمارے احمدی مباحثہ کی رپورٹ شائع کرتے ہیں تو مباحثہ کے نتیجہ پر زبان و قلم نہیں ہلاتے ۔ وہ احمدیت کی فتح عظیم کے نعرے نہیں لگاتے پیغام صلح تو بالکل ہی دم بخود ہو جاتا ہے۔ ناظرین کیا یہ تعجب خیز معاملہ نہیں ہے ۔(۱۱مئی)۔

اس کے علاوہ کافی وافی جواب تو یہ ہے کہ جو لوگ احمدی مناظروں سے مقابلہ نہیں کر سکتے وہ خود مرزا غلام احمد قادیانی سے امرتسر میں جون ۱۸۹۳ء میں مباحثہ کرنے کو کیوں سامنے آئے تھے ۔ کیا پادری آتھم اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا مباحثہ آپ بھول گئے ہیں ۔

پھر یہ کیا لاف ہے عیسائی سن پاویں کہ مناظرہ میں احمدی ہے تو وہ سامنے نہیں آتے بحالیکہ آج کل بھی حافظ احمد مسیح عیسائی مرزائی مبلغوں کو تلاش کر کر کے اپنے لئے حلوے کا لقمہ سمجھا کرتے ہیں۔

ہمیں اس میں شک نہیں کہ الوہیت اور کفارہ مسیح پر گفتگو کرنے میں عیسائی عاجز ہیں تو مرزائی صداقت مرزا کا ثبوت دینے میں عاجز ہیں مگر عیسائیوں کی عاجزی کو مرزائیوں کے مقابلہ میں کوئی خاص خصوصیت نہیں بلکہ وہ اس امر میں سب کے سامنے عاجز ہیں ۔

دوسری مثال: مولوی محمد علی نے مرزا کے کمالات بتاتے ہوئے لکھا ہے :

> آریہ سماج کیخلاف اگر آج مسلمانوں کے ہاتھ میں کوئی ہتھیار ہے تو وہ حضرت مرزا صاحب کی تصانیف ہیں ۔ ان تصانیف سے پیروؤں نے بھی فائدہ اٹھایا اور برا کہنے والوں نے بھی ۔

اللہ اللہ ! کس قدر غلو اور خلاف واقعہ مقدس کذب بیانی ہے ۔ اس فقرہ کا قائل اپنے قول کی صداقت اگر رکھتا ہے کہ ہم اس کی تحقیق کے لئے حاضر ہیں ۔

سنیئے ! آریوں کی طرف سے یوں تو بہت سی کتابیں اسلام کے برخلاف نکلی ہیں مگران میں نسبتی فرق اگر کیا جائے تو سب سے بالا چوٹی کی تین کتابیں ہیں ۔

۱۔ سب سے بالاتر خودان کے گرو کی تصنیف ستیارتھ پرکاش۔

۲ دوسرے مرزاصاحب قادیانی کی تردید میں تکذیب براہین ۔

۳ تیسری عام تردید قرآن میں مہاشہ دھرم پال کی ترک اسلام

فرمایئے ! مرزاصاحب نے ان تینوں کا یا ان میں سے کسی کا جواب دیا ؟ مرزاصاحب اوران کی اتباع پرفرض تھا کیونکہ وہ مدعی تھے کہ ہم آریوں اورعیسائیوں کی بالخصوص سب سے بڑھ کرتردید کرتے ہیں۔سب سے پہلے وہ سوامی دیانند کی ستیارتھ پرکاش کا جواب دیتے کیونکہ آج آریوں کے پاس صرف وہی ایک کتاب ہے جس کو بنظر تقدس دیکھتے پڑھتے اور پھیلاتے ہیں اور واقعہ بھی یہ ہے تحریراً ریہ یا کم سے کم ہر آریہ سماج میں ستیارتھ پرکاش موجود ہے جس کو ہر ایک آریہ اپنے معمولی مسائل کے لئے دیکھتا ہے کیونکہ پرکاش کی مثال آریوں میں یہ ہے جیسی کوئی کتاب عربی میں بنے جس میں عقائد کے مثال اور فقہ کے احکام درج ہوں۔ اور ساتھ ہی اس کے مخالفین پر حملے بھی ہوں ۔ستیارتھ پرکاش میں آریوں کے عقائداور مسائل علمیہ درج ہیں اور ہندو بت پرستوں، جینیوں ،سکھوں، عیسائیوں اور مسلمانوں وغیرہ پر حملے بھی ہیں ۔اس لئے ہرایک آریہ اس کو دیکھتا ہے اوراس کا دیکھنا فرض ہے ۔کیااس کا جواب مرزاصاحب یا مرزاصاحب کی جماعت نے کچھ دیا ؟ ہاں دیا تو صرف خاکسار راقم السطور نے دیا۔ پھر کیا آپ ثابت کرسکتے ہیں کہ جن آلات کے ساتھ دیانند جی کے حملے کو روکا گیا ان میں کوئی ایک آلہ بھی مرزاصاحب کا تجویز کردہ ہے؟ مرزاصاحب کےعلم کلام کا خلاصہ صرف یہ ہے :

اور مذہب اسلام ایسا باکمال مذہب ہے کہ اس کے اتباع سے میرے جیسے باکمال آدمی پیدا ہوتے ہیں

پس سارا زور اور دارو مدار آپ کے باکمال نمونہ پر ہے سوجیسا کچھ ہے معلوم ہے

ہم پہلے ہی بارہا لکھ چکے ہیں اوراب بھی لکھتے ہیں اور تاوقتیکہ ہم کو جواب نہ ملے، لکھتے رہیں گے کہ مرزا غلام احمدصاحب قادیانی کے کمالات دوقسم کے بتائے

جاتے ہیں ۔ایک روحانی ۔دوم کلامی ۔

روحانی سے مراد وہ صفات حسنہ جو انبیاء اور اولیاء اللہ میں صفائی قلب اور تعلق باللہ کے ہوتی ہیں ان میں تو ہم سچ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو چند نمبروں میں نہیں پورے نمبروں میں فیل پاتے ہیں ۔ثبوت کے لئے ہمارا رسالہ الہامات مرزا ملاحظہ ہو۔

دوسرا کلامی یعنی فن مناظرہ میں کمال ۔

سواس کے متعلق مولوی محمد علی لاہوری اور دوسرے لوگوں سے ہم پوچھتے ہیں کہ خدارا کوئی ایک اصول ہی ایسا دکھاؤ جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ایجاد کردہ ہو جس پر آپ لوگ ناز کرسکیں۔

هنر بنما اگر داری نه جوهر
گل از خارست ابراهیم از آذر

اس مقابلہ میں کوئی تردید تائید کا مباحثہ نہیں ہوگا صرف یہ دکھانا ہوگا کہ فلاں اصول مرزا صاحب قادیانی نے علم کلام میں ایزاد فرمایا ہے ۔ہم اگر وہ اصول پہلے علماء کی کتابوں سے نہ دکھا سکیں تو ہم اس ایجاد کو تسلیم کرلیں گے ۔ایسے صاف اور صحیح چیلنج پر بھی آپ لوگ متوجہ نہ ہوں اور مرزا صاحب قادیانی کی مدح سرائی کرتے رہیں تو ہمارا حق ہوگا کہ ہم یہ کہیں :

پیراں نمے پرند، مریدان ہمے پرانند

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۲ جون ۱۹۲۳ء۔ ۷ ذی قعد ۱۳۴۱ھ ج ۲۰ نمبر ۳۴ ص ۲۔۳)

فرقہ مہدویہ اور امت قادیانیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ فرماتے ہیں :

ہمارے ناظرین قادیانی امت سے خوب واقف ہیں مگر فرقہ مہدویہ سے کم واقف ہوں گے ۔حیدرآباد دکن میں فرقہ مہدویہ کے افراد علماء صلحاء امراء وغیرھم ہر صنف کے ملتے ہیں ۔

میں نے ایام قیام حیدرآباد میں فرقہ مہدویہ سے ملاقات کی۔ انہوں نے بڑے اخلاص سے میری ملاقات کو قدم بڑھایا۔ باہمی تبادلہ خیالات ہوا کتابیں دیکھیں معلومات حاصل ہوئے۔ میں نے بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ قادیانی امت نے جو جو اصول مقرر کئے ہیں یہ سب فرقہ مہدویہ سے لئے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ فرقہ مہدویہ کی بابت لکھوں.. خدا نے قادیانیوں ہی کو اس کا سبب بنایا

قادیان کے رسالہ ریویو جون میں فرقہ مہدویہ کے عقاید شائع ہوئے تو مجھے بھی خیال ہوا کہ میں بھی اپنے معلومات سے ناظرین کو مستفید کروں۔

جون پور میں ایک بزرگ نویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے جن کا نام سید محمد تھا۔ آپ نے ۹۰۵ھ میں امام مہدی ہونے کا دعوی کیا۔ علماء وقت نے آپ کی موافقت کی اور مخالفت بھی فرمائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی صحبت میں کچھ اثر تھا کہ آپ کے صحبت یاب ترک دنیا کر کے آپ کے ساتھ ہو لیتے تھے۔ آپ نے خراسان وغیرہ ممالک کا سفر کر کے دور دراز ملکوں میں تبلیغ کی۔ آپ نے اپنے قلم سے کوئی کتاب نہیں لکھی جو کچھ لکھا آپ کے مریدین نے لکھا۔ آپ کا دعوی تھا کہ میں امام مہدی ہوں۔ میں نے ایک کتاب میں دیکھا کہ جب حضرت موصوف سفر حج سے واپس آئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے مریدین آپ کی نسبت مہدی ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ فرمایا استغفر اللہ! میں نے یہ کب کہا کہ میں مہدی موعود ہوں؟ فرمایا واپسی پر میں ان لوگوں کو روکوں گا۔ فرقہ مہدویہ کے ارکان لکھتے ہیں کہ روایت افتراء ہے۔

فرقہ مہدویہ کا دعوی ہے کہ حدیث شریف میں جو آیا ہے یوا طأ اسمه اسمي و اسم ابيه اسم ابي۔ یعنی مہدی موعود کا نام محمد ہوگا اور اس کے باپ کا نام عبداللہ۔ یہ حدیث حضرت جونپوری پر صادق آتی ہے کیونکہ آپ کا نام سید محمد تھا اور والد کا نام سید عبداللہ۔ مخالفین نے تاریخی واقعات کی بنا پر آپ کے والد کا نام عبداللہ ہونے سے انکار کیا۔ بلکہ لکھا ہے کہ آپ کا سید خان تھا۔ (ہدیہ مہدویہ)

فرقہ مہدویہ کے مخصوصہ مسائل جو ہم نے ان حضرات سے عندالملاقات معلوم کئے یہ ہیں کہ حضرت سید محمد امام فرقہ امام مہدی موعود تھے ان کا منکر کافر ہے

کیونکہ حدیث شریف میں ہے من انکر المھدی فقد کفر ۔ جومہدی کا منکر ہو وہ کافر ہے ۔ چنانچہ ان کے عقاید مہدویہ میں (جو قلمی رسالہ مجھے ان حضرات نے دیا) بھی یہی عقیدہ اور یہی روایت لکھی ہے ۔ میں نے ان حضرات سے اس حدیث کا پتہ پوچھا تو کسی صاحب نے متداول کتابوں میں نشان نہ بتایا ۔ اب بھی دریافت ہے کیونکہ دونوں مذہبوں میں جو امر حد فاصل ہو وہ بڑی مضبوط اور ہر عالم کو معلوم ہونی چاہیے ۔

اصل واقعہ بھی قابل غور ہے کہ ایک فرد یا فرقہ کلمہ اصل کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے اس سے اس کا اسلام تو قطعی معلوم ہے اب اس کو ایسے مسلّمہ اسلام سے باہر سمجھنے کے لئے اس سے مضبوط تر ثبوت ہونا چاہیے اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ کسی مسلمان کو اس وقت اسلام سے خارج سمجھو کہ لکم عند اللہ برھان تمہارے پاس اس دعوی پر ایسی دلیل ہو جو خدا کے پاس پیش کر سکو

علاوہ اس کے میں نے کہا کیا یہ ممکن نہیں کہ اس حدیث کے (بعد صحت وثبوت) یہ معنی ہوں کہ جو شخص مطلق مہدی کے عہدہ سے منکر ہے وہ کافر ہے ۔ ایک شخص مہدی موعود کی نسبت یہ اعتقاد رکھے کہ بوعدہ رسالت پناہی ایک موعود آئے گا مگر کسی خاص مدعی سے وہ منکر ہو کیونکہ اس کے علامات مذکورہ فی الاحادیث اس میں نہ پائے جائیں تو یہ شخص کیوں کافر ہوا ؟ اس کا جواب مجھ کو ملا کہ چونکہ دلائل قویہ سے حضرت جونپوری کا مہدی موعود ہونا ثابت ہو چکا ہے اس لئے ہم عہدہ اور شخص کو ایک ہی حکم میں جانتے ہیں (حالانکہ اس میں بہت فرق ہے)

قادیانی مہدی اس اصول میں مہدویہ کا متبع اور شاگرد ہے چنانچہ قادیانی پارٹی اسی اصول سے تمام دنیا کے مسلمانان منکرین مرزا کو کافر کہتے ہیں اور خود مرزا صاحب نے بھی ان کو یہی سکھایا ہے ۔ ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی

سید محمد جونپوری کے دعوی پر احادیث کے بعض بلکہ بہت سے الفاظ مطابق نہیں ہیں مثلاً مہدی موعود کا مدینہ شریف سے ظہور ہونا اور کعبہ شریف میں ان کی بیعت ہونا وغیرہ ۔

اور ایک حدیث میں آیا ہے یملأ الارض قسطاً و عدلاً یعنی مہدی موعود زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا

اس قسم کی جتنی روایات ہیں جو جونپوری کے دعوی مہدویت کے مخالف ہیں ان سب کا جواب اصولی طور پر فرقہ مہدویہ کی طرف سے ایک ہی دیا جاتا ہے کہ :

پیش گوئیاں اپنے حقیقی معانی پر محمول نہیں ہوتیں بلکہ ان میں اقسام کے مجاز و کنایات ہوتے ہیں (تنویر الہدایہ۔ص ۳۹)

قادیانی نبی اس اصول میں بھی مہدویہ کے شاگرد ہیں کیونکہ مطلب براری کے لئے یہی اصول انہوں نے اپنی تصنیفات میں بکثرت لکھا ہے۔ ازالہ وہام وغیرہ

اڈیٹر ریویو قادیان نے فرقہ مہدویہ کے جو عقاید لکھے ہیں ان میں نمبر ۴ میں یہ عقیدہ لکھا ہے:

شیخ جون پوری داخل امت محمدی ہیں افضل ہیں امراء مومنین ابوبکر عمر عثمان علی سے۔

میں کہتا ہوں قادیانی نبی نے بھی اپنی نسبت یہی تعلیم دی ہے چنانچہ رسالہ معیار الاخیار میں لکھتے ہیں:

ابوبکر کیا میں تو بعض انبیاء سے بھی افضل ہوں

اس لئے قادیانی اخبار الفضل میں ایک نظم چھپی تھی جس میں ایک شعر یہ تھا

مظہر حق دیدہ ام گویا فرود آمد خدا
در شمارِ مکہ چوں نآئد شمارِ قادیاں

قادیانی ریویو کے اڈیٹر نے مہدویہ کا ایک عقیدہ یہ بھی لکھا ہے:

شیخ جون پوری سوائے محمد ﷺ افضل ہیں تمام انبیاء و مرسلین سے۔ نمبر ۵

میں کہتا ہوں یہی عقیدہ قادیانی نبی نے اپنی نسبت تعلیم کیا ہے۔ چنانچہ کتاب درثمین میں ان کا شعر ہے:

آنچہ دادہ ست ہر نبی را جام
داد آن جام را مرا بتمام

یعنی جو کچھ ہر نبی کو ملا ہے وہ مجموعہ مجھ کو ملا ہے۔

ہر نبی کا مجموعہ جس کو ملا ہوگا وہ ہر نبی سے افضل ہوگا۔ قادیانی ریویو نے ایک عقیدہ مہدویہ کا یوں لکھا ہے:

سید محمد جون پوری تابع تام ہیں محمد ﷺ لیکن رتبے میں آنحضرت ﷺ کے برابر ہیں کہ دونوں میں ایک سر مو کی بیشی نہیں ۔نمبر۶

میں کہتا ہوں اس کا نام مہدویہ کی اصطلاح میں تسویہ ہے۔ واقعی یہ ان کا اعتقاد ہے مگر قادیانی نبی صاحب اس میں مہدویہ سے مستفیض ہیں ۔

حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری نبوت کی مثال یہ ہے کہ ایک بادشاہ نے ایک بڑا محل بنایا جو بڑا خوبصورت تھا اسکے ایک کونہ میں ایک اینٹ کے برابر جگہ چھوڑ دی لوگ اس محل کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ کونہ بھی پر کیا جاتا تو مکان مکمل ہو جاتا ۔فرمایا انا تلك اللبنة ۔نبوۃ کے مکان کی وہ آخری اینٹ میں ہوں ۔مشکوۃ ۔

قادیانی نبی کہنے کو تو آنحضرت ﷺ کی بہت تعریف کرتے ہیں لیکن اس آخری اینٹ کی بابت لکھتے ہیں ۔

انا تلك اللبنة ۔(خطبہ الہامیہ)(وہ آخری اینٹ میں ہوں)۔

غرض اس قسم کے جتنے عقاید ہیں وہ اصولاً سب کے سب قادیانی نبی نے فرقہ مہدویہ سے حاصل کئے ہیں۔فرقہ مہدویہ کو سید محمد جون پوری کی نسبت صرف اس بات پر ناز ہے کہ آپ اولاد فاطمہ سے ہیں۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں :

امام مہدی (سید محمد) کے علامات سے قطعی علامت یہی ہے کہ حضرت امام علیہ السلام حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہیں ۔(تنویر الہدایہ ص ۲۴)

گو مخالفین مہدویہ نے حضرت جون پوری کے سید ہونے سے انکار کیا ہے لیکن درصورت ثبوت ہو جانے سیادت کے مرزا صاحب قادیانی اس مقابلہ میں فیل ہیں کیونکہ وہ اولاد فاطمہ سے سید نہیں ہیں ۔

کمال تعجب ہے کہ باوجود امتحان مقابلہ میں فیل ہونے کے مرزا صاحب قادیانی اپنے دعوی پر ڈٹے ہوئے نظر آتے ہیں اور کہتے ہیں :

ہمارے ددیال میں ایک عورت سیدانی تھی ۔ہم اس کی اولاد ہیں ۔
(تریاق القلوب)۔

مرد کا کام ہے کہ جان جائے پر آن نہ جائے ۔اس اصول کو قادیانی نبی اور ان کی امت نے خوب نبھایا ہے ۔

مختصر یہ کہ ان دونوں فرقوں کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب قادیانی نے بہت کچھ مہدویہ کتب سے سیکھا ہے چونکہ پنجاب بلکہ ہندوستان میں (باستثنائے حیدرآباد اور میسور) فرقہ مہدویہ کو کوئی جانتا نہیں اس لئے اب تک اس بات کا کسی کو علم نہ ہوسکا کہ مرزا صاحب قادیانی کا ماخذ علم مہدویہ تصنیفات ہیں۔ ایک زمانہ میں فرقہ مہدویہ کا بڑا زور اور بڑی ترقی تھی جو آج سے چارسو سال سے زائد عرصہ گزرنے پر بھی ان کا وجود باقی ہے۔ فرقہ قادیانی پر اتنا عرصہ گزرنے کے بعد دیکھنا چاہیے کہ اس فرقہ کا نام ونشان اس قدر رہتا ہے؟ جتنا کہ مہدویہ کا ہے۔

ما بہ الامتیاز۔ ان دونوں فرقوں سے گو ہم کو برابر کا اختلاف ہے مگر ہم خدا لگتی کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ فرقہ مہدویہ کا رجحان زہد وترک لذات کی طرف پہلے تو بہت تھا اب بھی اس کے آثار پائے جاتے ہیں برخلاف اس کے قادیانی امت میں مناظرانہ بلکہ مجادلانہ جوش زیادہ ہے۔ زہد وتقوی نصیب اعداء۔ ہر ایک فرد اس کا بمنزلہ ایک جنگی سپاہی کے ہے جو خونخوار شکل میں نظر آتا ہے جہاں کوئی مل جائے چھوٹا ہو یا بڑا مخالف سے ڈٹ جائے گا مجال نہیں کہ خاموش ہو جائے۔ ہمارے خیال میں یہ وصف ان کا ان کے حق میں قابل تعریف ہے کیونکہ اسی طریق سے ان کی اشاعت اور ترقی ہوتی ہے۔ بہر حال ان دونوں فرقوں کا باہمی ایک تعلق ہے جس کو شاگردی استادی کا تعلق کہیں یا مستفید ومفید کا یا اصل وفرع کا۔

فرقہ مہدویہ کے افعال نماز میں ہم نے تقسیم پائی۔ معلوم ہوا کہ خلف الامام فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں اور آمین بالجہر اور رفع یدین نہیں کرتے۔

میں نے کہا کہ احادیث میں ان دونوں فعلوں کا ثبوت بھی آیا ہے۔ کہا ہمارے امام مہدی سے روایت نہیں آئی۔

جس سے معلوم ہوا کہ ان کے ہاں طریق استدلال یہ ہے کہ حدیث رسول کے ہوتے قول امام مہدی کی بھی ضرورت ہے۔

یہی اصول قادیانیوں کا ہے کیونکہ مرزا صاحب قادیانی نے خود لکھا ہے

امام وقت (یعنی میں خود) ہزار حدیث کو غلط کہہ دوں تو وہ غلط سمجھی جائیں گی کیونکہ میں حکم عدل ہوں (اعجاز احمدی)

قادیانی مزیت

جہاں تک ہم نے دیکھا ہے مرزا قادیانی کی تعلیم کے دو ماخذ ہیں شیخ بہاء اللہ ایرانی بانی فرقہ بہائیہ (بابیہ) اور فرقہ مہدویہ کی تصنیفات۔ ہاں ایک امر کو مرزا صاحب قادیانی کو خاص امتیاز تھا جو ان دونوں میں نہ تھا وہ یہ کہ قادیانی نبی نے اپنے کمالات کا اظہار پیش گوئیوں کی صورت میں کیا یعنی اپنے دعاوی کے ثبوت میں آئندہ واقعات کو پیش کر کے صاف لفظوں میں اقرار کیا کہ ان کا وقوع پذیر ہونا میری علامت صدق ہے۔ پس وہ امور درحقیقت قادیانی دعوی کی تنقیحات ہیں اگر وہ ثابت ہیں تو دعوی ثابت ہے غلط ہیں تو دعوی غلط۔

مثال کے طور پر ایک ہی واقعہ کا ہم ذکر کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ مدینہ میں ریل کا جاری ہونا میری (مرزا کی) سچائی کی دلیل ہے کیونکہ آیت حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹ بے کار ہو جائیں گے (اعجاز احمدی)

آج تک کے حج تک تو یہی ثبوت ملتا ہے کہ مکہ مدینہ میں ریل جاری نہیں آئندہ کا علم خدا کو ہے۔ پس مرزا صاحب کی مسیحیت اور مہدویت کے دو گواہ ہیں۔

۱۔ ان کے دعوی کا احادیث صحیحہ کے برخلاف ہونا۔

۲۔ دوسرا ان کی پیشگوئیوں کا غلط ہونا۔

کیا سچ ہے۔

مرے محبوب کے دو ہی پتے ہیں
کمر پتلی صراحی دار گردن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ جون ۱۹۲۳ء مطابق ۱۴ ذی قعد ۱۳۴۱ھ ج ۲۰ نمبر ۳۵ ص ۱ تا ۴)

سکندر آباد میں قادیانی مذہب کا خاتمہ

جناب مرزا محمود علی بیگ سکرٹری انجمن اہل حدیث سکندر آباد لکھتے ہیں:

حضرات! سکندر آباد دکن میں ایک خاندان علاء الدین ہے جو چار بھائی ہیں جن کے نام یہ ہیں۔عبداللہ، احمد، غلام حسین، قاسم علی۔ ان میں سے عبداللہ صاحب

چند سال سے قادیانی امت میں شامل ہو گئے تو اپنے دیگر تین بھائیوں کو بھی تبلیغ کرنے لگے۔ اتنے میں مولانا ثناء اللہ جنوری میں ریاست حیدر آباد میں تشریف لائے تو ان بھائیوں میں اس مذہبی نزاع کے فیصلہ کی ایک صورت پیدا ہو گئی جس کی تفصیل یہ ہے۔

عبداللہ بھائی اپنے بھائیوں کو ہمیشہ کہتے تھے کہ تم لوگ اگر سچے ہو تو اپنے علماء کو کہو کہ وہ اپنے صدق اور مرزا صاحب کے کذب پر قسم کھائیں۔ پھر دیکھئے سال کے اندر مر جائیں گے چنانچہ عبداللہ بھائی خفیہ خفیہ ایک معاہدہ تینوں بھائیوں سے بموجودگی دیگر اقرباء لکھوا لیا جس کی نقل درج ذیل ہے:

معاہدہ اخوان:

۱۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب چودھویں صدی کے مجدد ہیں نہ مسیح موعود ہیں اور نہ نبی ہیں۔

۲۔ یہ عقیدہ غیر احمدیوں کا ہے اور اس بارے میں غیر احمدیوں کے بڑے جناب مولوی ثناء اللہ کو جناب مرزا صاحب کے جھوٹے ہونے کے بارے میں اس اردو حلف نامہ کے موافق دعا کرنا چاہیے۔

۳۔ اگر یہ اس موافق قسم کے ساتھ دعا کرنے کو راضی نہ ہوئے تو مرزا صاحب کے دعوی سچے سمجھے جائیں گے اور غیر احمدیوں کی طرف سے خاں صاحب احمد علاء الدین، غلام حسین علاء الدین، اور قاسم علی علاء الدین غیر احمدیت سے توبہ کر کے احمدی ہو جانے کا قسم کے ساتھ اقرار کرتے ہیں۔

۴۔ اگر یہ اس طرح کی قسم ساتھ دعا کے کرنے کو راضی ہو جائیں اور ان کے مخالف مرزا محمود احمد بھی راضی ہو جائیں تو ایک سال تک کیا نتیجہ ہوتا ہے وہ دیکھیں اگر مولوی ثناء اللہ صاحب وفات ہو جائیں اور مرزا محمود احمد صاحب حیات رہے تو مرزا صاحب سچے مان کر ہم تینوں غیر احمدی بھائی غیر احمدیت سے توبہ کر کے احمدی ہو جانے کا قسم کے ساتھ اقرار کرتے ہیں۔

۵۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب ایسی قسم نہ کھائیں تو ہم تینوں بھائی ایک سال میں جتنے چاہیں اتنے عالموں کو بمقابل مرزا محمود احمد کے کھڑے کریں

گے اور ان کو قسم کھلائیں گے اور اگر ہم ایسا نہ کر سکیں تو قسم کے ساتھ احمدی ہو جانے کا اقرار کرتے ہیں۔

یہی مضمون عبداللہ اللہ دین احمدی بھائی کی طرف سے تھا۔ فرق یہ تھا کہ اس میں بجائے علمائے کرام کے مرزا محمود احمد لکھا تھا یعنی اگر مرزا محمود خلیفہ قادیان حسب معاہدہ حلف نہ اٹھائیں تو عبداللہ الہ دین بھائی احمدیت کو چھوڑ دیں گے۔

یہ معاہدہ جب مولانا فاتح قادیان کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس عہد نامہ کے مطابق حلف اٹھانے کو تیار ہوں مگر ایک فقرہ میری طرف سے زائد ہوگا۔ وہ یہ کہ:

سال تک میں زندہ رہوں تو میاں محمود خلیفہ قادیان مجھ کو صادق سمجھ کر آبائی مذہب چھوڑ دیں اور بحکم کو نوا مع الصادقین میرا ساتھ اختیار کریں۔

(اس مضمون کی تفصیل اہل حدیث ۲۳ فروری اور ۲ مارچ میں ہو چکی ہے)

اس شرط کو حیدر آباد کی اسلامی پبلک نے بہت معقول سمجھا اور عام جلسوں میں بالاتفاق اظہار رائے کیا کہ واقعی یہ شرط ضرور ہونی چاہیے کیونکہ جب امتیاز ہی کے لئے ہے پھر بعد سال میری صداقت ظاہر ہو جانے کی صورت میں اتفاق ظاہر کرنے میں قادیانیوں کو کیا تامل ہوگا۔ اس مزید شرط کے تسلیم کرنے پر قادیانی جماعت تیار نہ ہوئی۔ تو عہد نامہ کی آخری دفعہ کے مطابق بھائی غلام حسین وغیرہ کی درخواست علماء حیدر آباد نے ایک مختصر سی ضروری تمہید لکھ کر حلف نامہ پر دستخط کر دیئے۔ وہ تمہید مع حلف نامہ درج ذیل ہے۔

تمہید: عبداللہ الہ دین صاحب اور تینوں بھائی صاحبان کے پاس یہ معاہدہ ہوا ہے کہ اگر علماء غیر احمدی میں سے چند علماء مندرجہ بالا حلف نامہ پر دستخط کر دیں گے تو مرزا محمود خلیفہ قادیانی اس کے مقابل دوسرے حلف نامہ پر جسکا مسودہ علیحدہ ہے دستخط کر دیں گے اس حلف نامہ کا نتیجہ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اگر غیر احمدی دستخط کنندہ کل علماء میعاد کے اندر فوت ہو جائیں تو عبداللہ الہ دین صاحب کے تینوں بھائی احمدی ہو جائیں گے اور اگر کل فوت نہ ہوں یا مرزا محمود صاحب میعاد کے اندر فوت ہو جائیں تو عبداللہ الہ دین اور ان کے دونوں ماموں احمدیت سے توبہ کریں گے۔ اور اگر دونوں فریق

میں سے کوئی ایک بھی فوت نہ ہو یا فریق غیر احمدی میں سے کل فوت نہ ہوں ، اگر ایک بھی بچ رہے ، تب بھی عبداللہ الہ دین صاحب اور ان کے دونوں احمدیت سے تائب ہو جائیں گے۔

اس معاہدہ کی بنا پر ہم تمام اس معاہدہ کی شرائط کے تحت اس حلف نامہ پر بخوشی دستخط کرتے ہیں لیکن اس حلف نامہ اور دستخط کا نفاذ اس تاریخ سے سمجھا جائے گا جس روز مرزا محمود صاحب کا دستخط شدہ حلف نامہ غلام حسین الہ دین کے قبضہ میں آجائے گا اور جس کی میعاد تاریخ ہذا سے زائد ایک ماہ ہوگی۔

حلف نامہ: بسم الله الر حمن الر حیم ۔ نحمده و نصلی علی رسو له الكر یم ۔ ہم مقران خدا تعالی کو حاضر و ناظر جان کر اس بات کا بالاتفاق اظہار کرتے ہیں کہ احادیث صحیحہ میں عیسی بن مریم اور حضرت مہدی موعود کے آنے کا تذکرہ ہے اس کے لحاظ سے ہم حلفیہ کہتے ہیں کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی نہیں ہے۔ اس بارہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے جتنے دعوے ہیں وہ تمام سراسر جھوٹ اور افتراء دھوکہ اور فریب اور غلط تاویلات کی بنا پر ہیں۔ اور وہ مسیح موعود اور مہدی موعود اور چودھویں صدی کے مجدد اور امام وقت امتی نبی ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔ برخلاف اس کے حضرت عیسی وفات نہیں پائے بلکہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور ہنوز زندہ موجود ہیں اور وہی قبل قیامت آسمان سے اتریں گے۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی درحقیقت اپنے تمام دعووں میں خدا تعالی کے نزدیک سچے ہیں تو اے قادر ذوالجلال خدا! جو رہام آسمان و زمین کا واحد مالک ہے اور ہر چیز کے ظاہر و باطن کا تجھے علم ہے، تو ہی قہار و جبار اور غالب و منتقم حقیقی ہے اور تو ہی علیم و خبیر و سمیع و بصیر ہے۔

پس ہم سب تجھ ہی سے دعا کرتے ہیں کہ ہم سب پر مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب اور ناحق مقابلہ کی وجہ سے ایک سال کے اندر ہی ایسی موت وارد کر جس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ اور یہ کہ ہم سے کوئی ایک بھی باقی و محفوظ نہ رہے تا کہ لوگوں پر صاف ظاہر ہو جائے کہ ہم ناحق پر تھے اور حق وراستی کا مقابلہ کر رہے تھے جس کی پاداش میں خدا تعالی کی طرف سے ہم سب کو یہ سزا ملی ہے۔ اگر ہم میں سے کوئی ایک بھی باقی رہا تو ہم سب تیرے پاس سچے اور مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے

خلیفہ ثانی مرزا محمود جو ہماری قسم کے مدمقابل ہیں جیسا کہ ہمارا دعوی ہے جھوٹے مفتری کافر و دجال و خارج از اسلام ہیں ۔آمین آمین آمین ۔

دستخط ۔ سید محمد عبد الرؤف دہلوی بقلم خود ، و (مولانا) عبد الحی عفا عنہ حیدر آبادی ، مقصود علی خان حیدر آبادی ، سید حسن رائے بریلوی بقلم خود ، محمد عبد الغفور عفی عنی حیدر آبادی ، خداداد خان حیدر آبادی تاج الدین حیدر آبادی ۔ مناظر احسن گیلانی (پروفیسر نظام کالج ۔ حیدر آبادی) ۔ محمد عمر حیدر آبادی ، نور محمد (مدرس مدرسہ دینیات) عبد القدیر صدیقی پروفیسر حیدر آبادی ۔ سید محمد بادشاہ حیدر آبادی

فریق ثانی کا رویہ

حسب معاہدہ حلف نامہ مکمل کر کے محمدی بھائیوں نے احمدی بھائی عبد اللہ کو دے کر تقاضا کیا کہ حسب وعدہ مرزا محمود خلیفہ قادیان سے حلف نامہ پر دستخط کرا کر منگا دیں ۔انہوں بصد مشکل قادیان سے ایک تحریر حاصل کی جو درج ذیل ہے

میں مرزا بشیر الدین محمود احمد یہ امام جماعت احمدیہ اللہ کو حاضر ناظر جان کر اور یہ یقین رکھتے ہوئے کہ تمام مخلوق کا نیک اور بد اس کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہے ترقی دے اور جسے چاہے ذلیل کر دے اور جسے چاہے زندہ کرے اور جسے چاہے مار دے ، مؤکد بعذاب قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود اور مہدی مسعود کہتا ہوں اور اس پر مجھے کامل یقین ہے میرے نزدیک آپ کے بعد اب کوئی ایسا مسیح نہیں آنے والا جس کی انا جیل اور احادیث میں خبر دی گئی ہے اور میرے نزدیک وہ اپنے دعوی میں سچے اور راست باز تھے اور خدا تعالی کی وحی کے مہبط تھے اور اس کے مامور اور مرسل تھے ۔اگر میں اپنے اس بیان میں جھوٹا ہوں یا اخفاء سے کام لیتا ہوں تو اللہ تعالی کا غضب مجھ پر نازل ہو اور وہ کوئی عبرت ناسزا مجھے دے ۔اے خدا تو اپنے بندوں پر رحم فرما اور ان پر حق کھول دے اور سچائی کو قبول کرنے کے لئے ان کے دلوں کو فراخ کر دے ۔خاکسار

مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ

ناظرین! ذرہ انصاف فرمائیں محمدی بھائیوں نے معاہدہ اخوان کی پابندی کیسی پوری پوری کی مگر احمدی بھائی کو اس میں کامیابی نہ ہوئی۔

ایک تو حلف نامہ کی تبدیلی کر دی ۔، دوم اس میں سال کی مدت کا ذکر چھوڑ دیا۔سوم، موت کا نام تک نہیں لیا۔

موت دوسروں کے حق میں کیسی آسان چیز ہے مگر اپنے لئے کیسی خوفناک ہے ۔قادیانی امت کی عادت ہے کہ ذرہ کوئی مخالف بولا تو اسے مباہلہ کا نوٹس دے دیا کہ آؤ مباہلہ کرلو۔اور یہ بھی دھمکی ساتھ ہی سنا دی کہ مباہلہ کے بعد سال تک ضرور مرو گے ۔مگر جب اپنے پر وارد ہوئی تو موت کا نام تک نہیں لیا۔کیوں: سچ فرمایا اللہ نے

و لن یّتمنّوہ ابداً بما قدّ مت اید یھم (یہ لوگ موت کبھی نہیں مانگیں گے)

مگر یاد رکھیں ایسا کرنے سے یہ نہ ہوگا کہ موت کے پنجہ سے بچ سکیں کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے و اللّٰہ علیم با لظّا لمین ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ٦ جولائی ۱۹۲۳ء ۔۲۱ ذی قعد ۱۳۴۱ھ ج ۲۰ نمبر ۳٦ ص ۱۔۳)

مذہب مہدویہ اور مسیح موعود

جناب محمود مہدوی اہل دائرہ نو ،ساکن چینچل گوڑہ حیدرآباد دکن لکھتے ہیں:

چونکہ فی زماننا نزول مسیح کا مسئلہ ایسا مختلف فیہ کہ بیان کی حاجت نہیں لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کے متعلق مہدویہ اعتقاد بیان کر دیا جائے تا کہ عوام کو معلوم ہو جائے:

مہدویوں کا اعتقاد یہ ہے کہ مہدی موعود آخر الزمان تو آخر زمانہ میں نوسو پانچ ہجری پر دعوت فرما کر نوسو دس ہجری میں وفات پائے۔اب عیسی ابن مریم کو خدا تعالی نصرت دین کے لئے جب چاہے اور جہاں چاہے نازل فرمائے گا۔

غرض ان تمام فرقوں کے پاس وہی عیسی ابن مریم (جن کی نسبت یہود و نصاری کا اعتقاد صلیب دیئے جانے کا ہے) آسمان سے تشریف لائیں گے۔

اب حال میں اہل اسلام سے مرزا غلام احمد بن غلام مرتضی نے اس بات کا

دعویٰ کیا کہ خود ہی مسیح موعود ہیں اور خود ہی مہدی معہود ہیں اور خود ہی کرشن اوتار ہیں، اگر چہ دوسرے مذہب کے لوگ مرزا صاحب کے اس دعویٰ کے بعد بعض نے اقبال اور بعض نے بحث وتر دید شروع کر دی جیسا کہ عام عادت ہے مگر فرقہ مہدویہ ان کی بحث وتر دید سے بالکل الگ رہا۔ اس لئے کہ جب اس فریق نے حضرت سید محمد جون پوری کو مہدی موعود مان لیا تو اس فریق کے لئے صرف آنحضرت ﷺ کا فرمان واجب الاذعان قطعی حجت ہے، آپ کے فرمان کے خلاف سارے جہان کی حجتیں بے کار اور باطل ہیں، اس لئے کہ آپ کی شان مخبر صادق اور معصوم عن الخطا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کی نسبت آپ سے جو روایات منقول ہوئی ہیں ان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہی مسیح ابن مریم جو رسول اللہ ﷺ سے پیشتر دنیا میں تشریف لائے تھے پھر وہی دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔

چنانچہ منقول ہے کہ آپ کے ایک صحابی جن کا نام میاں بھیک تھا انتہائی سکر ومستی میں دعویٰ کیا کہ میں عیسیٰ ہوں۔

حضرت مہدی (سید محمد) نے فرمایا کہ تجھے عیسیٰ کس نے بنایا؟

انہوں نے جواب دیا کہ تم کو مہدی کس نے بنایا؟

حضرت مہدی (سید محمد) نے فرمایا تیری ماں تو فلاں عورت تھی اور عیسیٰ تو ابن مریم ہیں۔ اگر تو عیسیٰ کا دعویٰ کرے گا تو کافر ہو جائے گا۔

مگر انہوں نے اس بات کی کوئی پرواہ نہ کی اور اپنی کہنی کہتے رہے۔

بعد چند روز کے میاں بھیک نے دعویٰ سے رجوع کیا۔

پس حضرت مہدی (سید محمد) نے فرمایا کہ آسمان سے کب اتر آئے۔

میاں بھیک نے عرض کیا کہ بندہ کو اس وقت مقام عیسیٰ تھا۔

اس نقل سے ثابت ہے کہ وہی عیسیٰ ابن مریم جن کو خدا نے آسمان پر اٹھا لیا دوبارہ اس وقت کہ خدا تعالیٰ کے علم میں مقرر ہے آسمان سے تشریف لائیں گے اور یہی روایات ہیں جن سے ثابت ہے کہ عیسیٰ بن مریم ہی دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے ۔لہذا ہمارے پاس مرزا صاحب کا دعویٰ صحیح نہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ جولائی ۱۹۲۳ء۔ ۲۱ ذی قعد ۱۳۴۱ھ ج ۲۰ نمبر ۳۶ ص ۶)

کھلی چٹھی بنام مرزا محمود قادیانی

مفتی محمد فاضل حکیم چک اے جنوبی ڈاک خانہ بھاگٹانوالا، سرگودھا سے لکھتے ہیں:

یا ابن الپیغمبر القادیانی ثم الپنجابی ۔

عرصہ مدید سے آپ کے والد مرزا صاحب کے حواریوں سے مندرجہ ذیل دو سوال کرتا رہا ہوں ۔مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ ناچار آپ کی طرف بذریعہ ڈاک وہی سوال برائے حصول جواب ارسال کئے تھے مگر جواب نہ ملا۔ یا تو میرے خطوط کو ڈاک خانے نے ہضم کر کے آپ کو جواب سے سبک دوش کر دیا۔ یا آپ کے مبلغ علم سے میرے سوال حل نہ ہوئے جس کی وجہ سے خاموشی اختیار کی گئی ۔

چونکہ آپ امت مرزائیہ کے خلیفہ ہیں لہذا میرا فرض ہے میں اتمام حجت کے طور پر آپکے نام کھلی چٹھی لکھ کر (کیونکہ آپ کے مشن کے ذمہ میرا قرضہ ہے اور آپ کا مشن میرے سوالوں کی ادائیگی سے پہلو تہی کر رہا ہے) دریافت کروں اور بواپسی جواب کا منتظر رہوں۔

ہاں صرف اس قدر عرض باقی ہے کہ جواب یا تو قلمی مرحمت ہو۔

اگر بذریعہ اخبار جواب ہو تو وہ پرچہ اخبار میرے نام ارسال فرمایا جائے۔

اگر آپ نے میری اس چٹھی کا جواب بھی نہ دیا تو پھر مجھے مجبوراً تصور کرنا پڑ ے گا:

چناں خفتہ اند کہ گوئم مردہ اند

سوال نمبر ۱ ۔ ابتدائے دور عالم سے تا زمانہ مصطفوی کوئی ایسا نبی آیا ہے جس کو کسی غیر زبان میں الہام ہوا ہو جس پر آیت قرآنی

الا بلسان قومہ شاہد ہے۔

پھر قادیانی نبی کو غیر زبان مثلاً انگریزی وغیرہ میں کیوں الہام ہوئے؟

سوال نمبر ۲ ۔ آپ کی معتبر کتاب عسل مصفی میں ۴۵۲ میں کنز العمال کی

چار احادیث درج کر کے ثابت کیا گیا ہے کہ نبی کا خاصہ ہے کہ جس جگہ پر نبی کا روح قبض ہوتا ہے وہیں پر دفن کیا جاتا ہے ،تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کا پیغمبر پس مردن لاہور سے قادیان میں لاکر زیر خاک کیا گیا؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ٦ جولائی ۱۹۲۳ء۔۲۱ ذی قعد ۱۳۴۱ھ ج ۲۰ نمبر ۳٦ ص ٦)

قادیانی مغالطے سے بچو

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک نہر اپر باری دواب امرتسر لکھتے ہیں:

ا۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ضمیمہ انجام آتھم طبع ۱۹۲۲ء مطبع کریمی لاہور کے صفحہ ۴۰۔۴۱ پر لکھتے ہیں:

شیخ علی حمزہ بن ملک الطّوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار میں جو ۸۴۰ھ میں تالیف ہوئی تھی مہدی موعود کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں:

در اربعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد۔

قال النبی ﷺ یخرج المهدی من قریة یقال لها کدعة و یصدقه الله تعالی و یجمع اصحابه من اقصی البلاد علی عدة اهل بدر بثلاث مأة و ثلاثة عشر رجلا و معه صحیفة مختومة (ای مطبوعة) فیها عدد اصحابه باسمائهم و بلادهم و خلالهم

یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے اور پھر فرمایا کہ خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا یعنی تین سو تیرہ ہوں اور ان کے نام بمعہ مسکن و خصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔

ب۔ کتاب البریہ صفحہ ۲۲۵، ۲۲٦ کے حاشیہ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

ایسا ہی احادیث میں یہ بھی بیان فرمایا گیا کہ وہ مہدی موعود ایسے قصبہ کا رہنے والا ہوگا جس کا نام کدعہ یا کدیہ ہوگا۔ اب ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے

کہ یہ لفظ کدعہ دراصل قادیان کے لفظ کا مخفف ہے۔
ج: ریویو آف ریلی جنز قادیان جلد۲ نمبر ۱۱۔۱۲ بابت نومبر دسمبر ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۴۳۷ پر لکھتے ہیں:

اور حدیثوں میں کدعہ کے لفظ سے میرے گاؤں کا نام موجود ہے۔

د: تذکرۃ الشہادتین مطبوعہ جولائی ۱۹۰۴ء قادیان کے صفحہ ۳۸ پر لکھتے ہیں:

دراحادیث از ایراد لفظ (کدہ) نام قریہ مندرج فرمودہ

۲۔ مولوی جلال الدین سیکھوانی:
ا۔ اپنے مضمون التشریح الصحیح لحدیث نزول المسیح (تشحیذ الاذہان اگست ۱۹۲۰ء ص۶۴) میں لکھتے ہیں:

اور جواہرالاسرار میں ایک حدیث ہے کہ یخرج المھدی من قریة یقال لھاقدہ۔ مہدی قادین گاؤں میں خروج کرے گا

ب۔ رسالہ ریویو آف ریلی جنز مئی ۱۹۲۲ء کے صفحہ ۱۵۱ پر لکھتے ہیں:

شیخ علی بن حمزہ بن علی ملک الطّوسی نے اپنی کتاب جواہرالاسرار میں لکھا ہے: دراربعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدہ باشد قال النبی ﷺ یخرج المھدی من قریة یقال لھا کدہ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہدی ایک ایسی بستی میں ظاہر ہوگا جس کو لوگ کدہ کہیں گے لفظ کدہ بتا رہا ہے کہ اس کا نزول قادین میں ہوگا۔

اقول: واضح ہو کہ مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم کے ص ۴۱ اور ریویو آف ریلی جنز نومبر دسمبر ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۴۳۷ پر لفظ کدعہ لکھا ہے۔

کتاب البریہ صفحہ ۲۲۵۔۲۲۶ کے حاشیہ پر لفظ کدیہ لکھا ہے۔ اور تذکرۃ الشہادتین فارسی کے صفحہ ۳۸ پر لفظ کدہ لکھا ہے۔ مجھے سیکھوانی صاحب کی حالت پر تعجب آتا ہے کہ اس نے لفظ قدہ اپنے رسالہ التشریح الصحیح لحدیث نزول المسیح کے صفحہ ۶۴ پر، اور لفظ کدہ، رسالہ ریویو آف ریلی جنز مئی ۱۹۲۲ء کے صفحہ ۱۵۱ پر لکھا ہے حالانکہ حوالہ ایک ہی کتاب جواہرالاسرار کا دیتے ہیں۔

اب میں بتلاتا ہوں کہ حدیث میں لفظ کرعہ ہے نہ کہ کدعہ یاقدہ اور

درحقیقت یہ روایت موضوع ہے
میزان الاعتدال جلد۲ میں بحوالہ کتاب کامل ابن عدی یوں لکھا ہے
یخرج المهدی من قریة بالیمن یقال لها کرع ۔
یعنی مہدی یمن کے ایک گاؤں سے نکلے گا جسکا نام کرع ہوگا
نوٹ : اس روایت کے ایک راوی عبدالوہاب بن الضحاک کی نسبت میزان الاعتدال جلد۲ صفحہ ۱۶۰ پر لکھا ہے :
کذ به ابو حاتم و قال النسائی وغیره متروك و قال الدارقطنی منکر الحدیث ۔
یعنی اسکے ایک راوی عبدالوہاب کوامام ابوحاتم وغیرہ نے جھوٹا کہا ہے
۲ ۔ فتاوی حدیثیہ لابن حجر مکی کے صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے :
و اخرج ابو نعیم و غیره ان قال یخرج المهدی من قریة یقال لها کرعة
۳ ۔ حجج الکرامة فی آثار القیامه کے صفحہ ۳۵۸ پر لکھا ہے :
در ارشاد المسلمین گفتہ مولد وے در دہی باشد کہ آنرا کرعہ گویند ۔ امام مستغفری در دلائل النبوۃ باسناد خود مثل آن از ابن عمر آوردہ وابوبکر مقری گفتہ برآید از قریہ کہ آنرا کرعہ خوانند
۴ ۔ ینابیع المودة صفحہ ۳۹۴ پر لکھا ہے :
عن ابن عمر قال یخرج المهدی من قریة بالیمن یقال لها کرعة
۵ ۔ فرائد المسلمین کے حوالہ سے ینابیع المودہ کے صفحہ ۳۷۵ پر لکھا ہے :
ابن عمر سے روایت ہے کہ کہا فرمایا نبی ﷺ نے خروج کرے گا مہدی ایک قصبہ سے کہ کہا جاتا ہے کرعہ
۶ ۔ گنجی شافعی نے مطالب السؤول میں ابوہریرہ سے روایت کی ہے :
قال النبی ﷺ یخرج المهدی من قریة یقال لها کرعه
۷ ۔ نجم ثاقب کے صفحہ ۲۸۴ اور ۳۴۵ پر لکھا ہے :

خروج آنحضرت از قریہ است کہ آن را کرعہ مے گویند

۸۔ا حوال الآخرت طبع ۱۹۲۰ء لاہور کے صفحہ ۲۳ پر حافظ محمد مرحوم ساکن لکھو کے لکھتے ہیں:

کرعہ یمن میں ایک بستی ہے وہاں امام مہدی پیدا ہوں گے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ روایت میں لفظ کرعہ ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ کرعہ ملک یمن کا ایک گاؤں ہے

مگر دراصل یہ روایت صحیح نہیں جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا ہے۔ حدیث میں تو لفظ کرعہ ہے نہ قدہ اور نہ لفظ کدہ، ہے نہ کریہ۔ یہ سب الفاظ قادیانی امت کی ایجاد ہیں جو خودغرضی پر مبنی ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ جولائی ۱۹۲۳ء مطابق ۲۸ ذی قعد ۱۳۴۱ء جلد ۲۰ نمبر ۳۷ ص ۷۔۸)

راست پسندی سے فرار

وان یّروا سبیل الرّشد لا یتّخذوہ سبیلا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قرآن مجید میں حضرت آدم اور شیطان کا قصہ بار بار مذکور ہے۔ مسائل فقہیہ جو اس سے مستنبط ہوتے ہیں وہ تو بجائے خود ہیں، عارفانہ نکتہ جو اس سے مستخرج ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ مومن یا بالفاظ دیگر سچے ابن آدم کی پہچان یہ ہے کہ غلطی ہو جائے تو بعد معلوم ہو جانے کے توبہ کر کے اس کی اصلاح کرے۔ اور غیر مومن یا بالفاظ دیگر دیگر ابن ابلیس کی پہچان یہ ہے کہ غلطی معلوم کر کے بھی یہی کہے جائے

انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین

میں نہ مانوں میں اچھا ہوں۔

یہ مضمون قرآن شریف کے اس قصہ سے مستنبط ہونے کے علاوہ بہت سی آیات کے صریح لفظوں میں بھی مذکور ہے۔

حقیقت میں غور کیا جائے تو جو شخص غلطی معلوم کر کے بھی اس پر اصرار کرتا

ہے، وہ درحقیقت معترض کا کچھ نہیں بگاڑتا، بلکہ اپنا بگاڑتا ہے

و ما یخد عو ن الّا انفسهم

قادیانی گروہ میں سے ایک صاحب ماسٹر عبدالرحمٰن نومسلم ہیں۔ ان کی نومسلمی کی حیثیت سے بہت زیادہ امید ہونی چاہیے کہ وہ اپنے کسبی اسلام کی لاج رکھنے کو اس نیک خصلت کا ثبوت اپنے اندر دکھائیں گے، مگر افسوس قادیان کی آب و ہوا ایسا کرنے سے انہیں مانع ہوئی۔

میں سچ کہتا ہوں میرے نزدیک روحانیت کا ثبوت بس یہی ہے کہ غلطی واضح ہوجانے پر اپنی عزت و آبرو اس کے چھوڑنے میں سمجھے۔ اس پر اڑے رہنے کو اپنے لئے موجب ہتک جانے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کی شان میں آتا ہے:

ر حمه الله کان وقا فا علی القر آ ن

جس شخص یا جماعت میں یہ وصف نہ ہو، میں ایسی جماعت یا شخص کو روحانیت سے بے نصیب جانتا ہوں۔ کسے باشد۔

ماسٹر عبدالرحمٰن قادیانی نے ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا جس کا نام ہے:

وفات عیسیٰ ،۔

ایسے رسالے ایک نہیں ہزار لکھیں ہمیں کیا؟ مگر غضب تو یہ کیا کہ وفات عیسیٰ کے مضمون پر خاکسار (ثناءاللہ امرتسری) کی تصدیق لکھ ماری۔ یعنی یوں لکھا:

حضرت عیسیٰ کی وفات مولوی ثناءاللہ کے قلم سے۔

اس دعویٰ میں ثبوت میں انہوں نے تفسیر ثنائی جلد ۳ صفحہ ۵۳ کا حوالہ لکھا ہے۔ اس رسالہ کی بابت اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۸ مئی میں لکھا گیا تھا کہ مصنف نے ہم پر افتراء کیا ہے۔ اگر وہ اس کو صحیح جانتا ہے، تو آسان صورت یہ ہے کہ بٹالہ، امرت سر یا لاہور میں جلسہ عام میں تفسیر ثنائی سے حوالہ دکھایا جائے۔ فیصلہ کے لئے منصف میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مجھے منظور ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہم نے پیشگوئی جڑ دی تھی کہ تم لوگ اس فیصلہ کے لئے نہ آ ؤ گے۔ اخیر وہی ہوا۔ چنانچہ ماسٹر عبدالرحمٰن نومسلم لکھتے ہیں:

اہل حدیث مورخہ ۱۸ مئی میں مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ گو یا راقم

نے ان پر افتراء کر کے یونہی رسالہ وفات عیسیٰ از روئے قرآن احادیث و تفاسیر قرآن میں لکھ دیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے زیر آیت
فلما توفّیتنی ، جب تو نے مجھے مار دیا،
لکھ دیا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کو زندہ بجسدہ العنصری نہیں مانتے ہیں بلکہ فوت شدہ انبیاء میں شمار کرتے ہیں۔
پس اس کے جواب سے پیشتر عرض کرتا ہوں کہ قرآن وحدیث واقوال آئمہ سے جو وفات عیسیٰ ثابت کی گئی اسے مولوی تسلیم کر چکے ورنہ ان کا جواب دیتے لیکن جواباً چیلنج عرض ہے کہ مولوی صاحب کی تفسیر ثنائی جلد سوم صفحہ ۵۳ میں زیر آیت مذکور دو مرتبہ یہ لکھا ہوا اب تک موجود ہے:
پھر جب تو نے مجھے (عیسیٰ) فوت کر لیا تو تو ہی ان کا نگہبان تھا۔
پس صفحہ مذکور پر دو مرتبہ عیسیٰ کو فوت شدہ لکھا ہوا موجود ہے۔ ہاں اگر مولوی صاحب کو شک ہو تو مولوی صاحب زندہ خدا کی قسم کھا کر لکھ دیں کہ میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس کی ذات واحد کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا دلی ایمان اور دلی یقین ہے کہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی رسول کو اسی خاکی جسم کے ساتھ جو ہر آن میں معرض تغیر وتحلیل ہے، خدا تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا تھا جہاں وہ اب تک ہماری طرح زندہ موجود ہیں اور وہی آخری زمانہ میں دنیا میں نازل ہوں گے۔ اور یہ سب امور قرآن اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔ اگر میرا یہ عقیدہ خلاف قرآن مجید ہے اور حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ موجود نہیں، بلکہ فوت شدہ ہیں تو خدائے قہار کا غضب اور لعنت مجھ پر اور میرے بیوی بچوں پر نازل ہو، تا میری ہلاکت دوسروں کے لئے عبرت ہو۔ اے خدا تو اپنے بندوں کو آگاہ کرنے کے لئے ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین
اب اگر مولوی صاحب ایسی قسم کھا لیں اور سال تک وہ اور ان کے بیوی بچے غضب الٰہی سے بچ رہیں، تو میں تاوان مذکور بھرنے کو طیار ہوں ورنہ میرا حق ہوگا کہ میں مولوی صاحب کو دورخی بات کرنے اور پبلک کو دھوکہ دینے کا عادی گردانوں۔ (فاروق ۱۸۔۲۵ مئی و ۱۔۸ جون ص ۷)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین! ہم لکھتے ہیں کہ جلسہ عام میں ہماری تفسیر ہاتھ میں لے کر خلیفہ قادیان جو فیصلہ کر دے ہمیں منظور ہوگا۔ مگر حواری مسیح کہتے ہیں تم قسم کھاؤ۔ کہ حضرت عیسی زندہ ہیں اور سال تک مع بیوی بچوں کے عذاب کا انتظار کرو۔

بھلے آدمی تم نے دعوی کیا کہ تفسیر ثنائی جلد سوم میں مصنف نے حضرت عیسی کی وفات لکھی ہے ہم کہتے ہیں جلسہ عام میں خلیفہ قادیان تفسیر پڑھ کر فیصلہ کر دے کہ واقعی اس سے موت ثابت ہے تو ہم ایک سو روپیہ تم کو انعام دیں گے۔ ہمارے اس نوٹس کے بعد یقیناً تم نے تفسیر ثنائی دیکھی ہو گی تم اکیلے نے کیا تمہاری ساری حواری کمیٹی نے مع خلیفہ صاحب کے دیکھی ہو گی۔ کیونکہ تم اس روز کو عید سعید سے کم نہ جانو جس روز تم بمقابلہ لدھیانہ کے مجھ سے ایک پائی بھی انعام حاصل کرو۔ مگر شیر کے منہ سے شکار نکالنا مشکل کام ہے۔

اچھا سنو! قسم کی بابت میں تم کو یاد دلاتا ہوں کہ خدا کے فضل سے میں تمہارے سال کے عذاب کی پرواہ نہیں کرتا۔ تمہاری کیا کروں جب کہ بڑے میاں (آنجہانی مرزا قادیانی) کی گیدڑ بھبکیوں سے میں نہ ڈرا تھا کیونکہ میرا ایمان ہے

لا يحيق المكر السّى ا لا با هله

پس سنو مارچ ۱۹۲۱ء کو خاص قادیان میں تمہارے مکانات کے قریب جلسہ اسلامیہ جس میں ہزاروں آدمی مع افسران سرکاری کے موجود تھے تمہاری طلب پر میں حیاۃ مسیح اور کذب مرزا پر قسم کھا چکا ہوں ثبوت چاہو تو اپنا اخبار الفضل مورخہ ۴۔ اپریل ۱۹۲۱ء صفحہ ۹ دیکھو۔

اس کے بعد تم لوگوں نے حسب حکم اپنے خلیفہ کے حلف کا اشتہار ۲ مئی ۱۹۲۱ء کو دیا جس کے جواب میں اور جواب الجواب میں، میں نے ایک اشتہار ۱۶ شوال ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۳ جون ۱۹۲۱ء کو دیا جس میں میری حلف کے الفاظ یہ ہیں:

واللہ باللہ میرا اعتقاد ہے کہ حضرت عیسی زندہ ہیں اور مرزا جھوٹا۔

اللهم اشهد اللهم اشهد اللهم اشهد

بتاؤ اب دونوں حلفوں پر ایک سال پورا ہوا یا نہیں؟ ہاں یہ بھی بتاؤ کہ اتنی

مدت میں زندہ رہا یا معنوی طور پر مر گیا۔ ہاں یہ بھی بتاؤ کہ میرا حیدر آباد کا سفر با ظفر ان حلفوں کے بعد ہوا یا پہلے؟ ہاں یہ بھی بتاؤ کہ اب حلفوں کے بعد میری ذریت میں ترقی ہوئی یا تنزل؟

اس کے بعد سکندر آباد میں ۱۹ جنوری ۱۹۲۳ء کے عام جلسہ میں اور اس کے بعد کئی ایک جلسوں میں اسی مضمون پر میں نے قسم کھائی۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

احمدی دوستو! ایسی دھمکیوں میں پھانسنے کے لئے کسی اور کو تلاش کرو..

اور ہماری تفسیر ثنائی جلد سوم سے جلسہ عام میں وفات مسیح کا مسئلہ دکھاؤ اور فیصلہ خلیفہ قادیان سے کراؤ۔ یا صاف لفظوں میں اپنی غلط بیانی کا اعتراف کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ مدت تک اس تقاضا سے نہ چھوٹو گے

ستعلم لیلی ایّ دین تداینت
و ایّ غریم فی التقاضی غریمها

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ جولائی ۱۹۲۳ء مطابق ۵ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ ج ۲۰ نمبر ۳۸ ص ۱۔۳)

سچ مر چاں جھوٹ گڑ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

یہ ایک بہت پرانی فلسفی مثل ہے جس کے معنی آج ہم قادیانی اخباروں میں صحیح پاتے ہیں۔ قبل اس سے کہ ہم اس مثل کا ذکر کریں بطور تمہید کے اصل حالات کا اظہار کر دینا ضروری ہے۔

عربی اسلام اور قادیانی اسلام میں بہت فرق ہے۔ عربی اسلام کے دو ہی جزو ہیں: ۱۔ لا اله الّا الله ۲۔ محمد رسول الله

مگر قادیانی اسلام میں یہ کافی نہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی رسالت کا اقرار بھی داخل ہے اس لئے قادیانی اسلام کے تین اجزاء ہیں۔ دو مذکورہ بالا اور تیسرا اس امر کا اعتقاد کہ مرزا رسول اللہ۔...

یعنی قادیانی اسلام میں عربی اسلام سے ایک حصہ میں علیحدہ ہے۔ جب یہ حالت ہے تو کون نہیں جانتا کہ جہاں تک دونوں اسلاموں کی شرکت ہے، وہاں تک تو ہم دونوں کا فرض ہے کہ اس میں متفق رہ کر ایک دوسرے کی مدد کریں لیکن جہاں سے قادیانی اسلام، عربی اسلام سے الگ ہو وہاں وہ ہم سے الگ اور ہم ان سے جدا۔

اس تمہید کے بعد ہم اصل واقعہ سناتے ہیں۔ مرزائی پارٹی جو ملکانہ راجپوتوں میں تبلیغ کر رہی ہے، اس نے ایک مضمون شائع کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے آریوں کے فنا ہو جانے کی بابت ایک پیش گوئی کی ہوئی ہے۔ اس مضمون کو اونہوں نے اردو کے علاوہ ہندی اور ناگری میں بھی بطور اشتہار کے شائع کیا۔ قادیانیوں نے اس پیش گوئی کا اعلان کیا تو کون ایمان دار با انصاف آدمی ہے جو یہ نہ مانے کہ یہ پیش گوئی قادیانی اسلام کی تائید میں تھی جو ہمارے نزدیک عربی اسلام کے برخلاف ہے۔ اس لئے ہمارا حق ہے کہ ہم اتنے حصے میں اس کی تردید کریں چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔

چونکہ ہمارا دعوی ہے کہ قادیانی نبی کو علم الہی سے کوئی حصہ نہ تھا، نہ ان کو صحیح الہام ہوتا تھا، نہ کشف حاصل تھا، اس دعوی کا ثبوت ہم بارہا تقریرات اور تحریرات میں دے چکے ہیں اور دینے کو بفضلہٖ طیار ہیں۔ لہذا ہم نے اس پیش گوئی کو ۱۵ جون کے اہل حدیث امرتسر میں ذکر کر کے قادیانی نبی ہی کی تحریروں سے اس کی تردید کی اور دکھا دیا کہ یہ پیش گوئی ہاتھی کے بیرونی دانت ہیں۔ دگر ہیچ

چونکہ قادیانیوں نے اصل پیش گوئی آریوں کے مقابلہ شائع کی تھی تو قدرتی طور پر یہ ہونا تھا کہ آریہ اخبار ہمارے اس مضمون کو اپنی تائید سمجھتے چنانچہ اونہوں نے اپنے کالموں میں ہمارے جواب کو نقل کیا۔ پس قادیان میں آگ لگ گئی۔

چاہیے تو یہ تھا کہ ہمارے پیش کردہ دلائل کو دلیل سے رد کرتے جس سے ہمارا جواب بھی ہو جاتا اور آریوں کی خوشی بھی غم سے مبدل ہو جاتی مگر ایسا وہ کیونکر کرتے یا کر سکتے جب کہ وہ جانتے ہیں کہ شیر کے منہ سے شکار نکالنا آسان ہے، مگر اہل حدیث کے مواخذات سے چھوٹنا مشکل ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنے ناظرین کو اہل حدیث کے برخلاف جوش پیدا کرنے کو ایک نوٹ لکھا جو من وعن نقل ہے۔ جس

سے ناظرین، قادیانیوں کی بے بسی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اڈیٹر الفضل لکھتا ہے:

مولوی ثناء اللہ آریوں کی تائید میں:

دشمنی اور عداوت کی اس سے بدترین مثال اور کیا ہوسکتی ہے کہ آریہ سماج کے متعلق ہمارے وہ مضامین جو دیگر مسلمان اخبارات نہایت فراخ دلی سے اپنے قیمتی صفحات میں شائع کر رہے ہیں ان کے خلاف مولوی ثناء اللہ صاحب ایسے طریق سے خامہ فرسائی کرتے ہیں کہ آریہ اخبارات اس کو اپنی خاص تائید سمجھ کر اپنے اخبارات میں شائع کر رہے ہیں۔

چنانچہ آریہ دھرم کے نابود ہونے کے متعلق جو مضمون اخبارات میں شائع ہو چکا ہے، اس کے خلاف مولوی ثناء اللہ کا لکھا ہوا مضمون آریہ اخبارات پرکاش اور آریہ گزٹ بڑے طمطراق سے شائع کر رہے ہیں۔

کیا یہ شرم کا مقام نہیں کہ مولوی ثناء اللہ جو شیر اسلام کا دعوی رکھنے کے باوجود نہ صرف فتنہ ارتداد کی روک تھام میں ایک لحہ کے لئے بھی آریوں کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکا، بلکہ ان کی تائید میں یہ فتوی شائع کر چکا ہے کہ، ہر ایک موحد کے دل میں آریہ سماج کی عزت ہونی چاہیے، وہ ہماری مخالفت میں ایسے وقت میں اندھا ہو رہا ہے جب کہ ہماری ساری قوت آریہ سماجی فتنہ کو دور کرنے اور ارتداد کا مقابلہ کرنے میں صرف ہو رہی ہے۔

اگر مولوی ثناء اللہ کے نزدیک اس آریہ سماج کی ہر ایک موحد کے دل میں عزت ہونی چاہیے جس کے بانی نے اسلام کے خلاف بدترین فحش کلامی سے کام لیا ہے اور جو ابتداء ہی سے اسلام کے متعلق اپنی شرم ناک دشمنی کا ثبوت دیتی چلی آرہی ہے تو کیا مولوی صاحب سے اتنا بھی نہیں ہوسکتا کہ اس وقت جب کہ جماعت احمدیہ ہمہ تن آریوں کی اسلام کے خلاف تباہ کن کوششوں کے مقابلہ پر کھڑی ہے اس کے متعلق اپنی معاندانہ روش کو ایسے رنگ میں تو نہ ظاہر کریں جس سے آریوں کو مدد ملے

کاش مولوی صاحب کو اپنی نفسانیت کے مقابلہ میں اسلام کا ذرا بھی درد ہوتا، تا ان کی یہ حالت نہ ہوتی۔ (الفضل قادیان ۶ جولائی ۱۹۲۳ء ص ۵)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس فرق کو ہم یوں سمجھاتے ہیں:

جناب! جوش نفسانی کو الگ کر کے ہماری پوزیشن (حیثیت) پر خیال فرماتے تو بجائے خفا ہونے کے ہم کو شاباش دیتے کہ ہم نے برمحل عربی اسلام کی جو ہمارا اسلام ہے قادیانی کانٹوں سے حفاظت کر لی۔ اب ذرہ اور بھی سنئے:

ہم خدا کی ذات مقدسہ کے مشکور ہیں کہ وہ ہم کو قادیانی تردید میں خود قادیانیوں کے ہاتھوں ثبوت بہم پہنچا تا رہتا ہے۔ چنانچہ ہماری تحریرات دیکھنے والوں سے مخفی نہیں کہ جرمنی کی جنگ میں جرمنی ہی کے گولے اس پر پھینکتے رہے ہیں۔ یعنی مرزا صاحب کی تردید میں ہم کو کسی اور دلیل کے پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی، بلکہ مرزا صاحب قادیانی کی تحریرات ہی ہمارے کام آیا کرتی ہیں۔

اسی طرح آج اڈیٹر الفضل قادیان کے اس الزام کا جواب خود اونہی کی تحریر سے دیتے ہیں۔ اگر وہ کان کھول کر سنے گا تو پبلک کے عطیہ لقب فاتح قادیان کی تصدیق کرے گا مگر اس کی تحریر پیش کرنے سے پہلے بطور مثال ایک تمہید بتانی ضروری ہے وہ یہ ہے:

کچھ شک نہیں کہ قادیانیوں کا ہم اہل اسلام کے ساتھ وہی تعلق ہے جو (بلاشبہ) آریوں کا عام ہندوؤں سے یعنی جس طرح آریہ سماجی آج کل شدھی کے متعلق کوشش کر کے دراصل ندو دھرم کو نقصان پہنچا رہے ہیں یا اون کی اشاعت سے ہندو دھرم کو پہنچنا لازمی امر ہے اسی طرح قادیانی تحریک سے عربی اسلام کو نقصان پہنچنا لازمی ہے لہذا اڈیٹر صاحب الفضل ہاں قادیان کا سرکاری آرگن اسی پرچہ میں اسی صفحہ پر اسی مضمون کے ساتھ ہندوؤں کو جنہوں نے آریوں سے ہمدردی کا اظہار کیا تھا متنبہ کرتا ہے

> ان کو جلدی ہی معلوم ہو جائے گا کہ آریوں سے ہم دردی کرنا اپنی جڑیں کاٹنا ہے کیونکہ آریہ اپنے ساتھ ہندوؤں کی ہمدردی سے یہ نتیجہ اخذ کر رہے ہیں کہ سناتن دھرم چلا۔،

اے جناب! یہی اصول ہے جو ہم سے قادیانی اسلام کی تردید اور قادیانی

نبوت کی مخالفت کرار ہا ہے کہ ہماری خاموشی سے قادیانی امت یہ نتیجہ نہ نکال سکے کہ، عربی اسلام، چلا۔

رہا یہ امر کہ ہم نے آریہ سماج کے حق میں لکھا ہے کہ بحیثیت مذہب موحد کے دل میں سماج کی عزت ہونی چاہیے، اس پر کیا اعتراض ہے؟ قرآن مجید کا انصاف دیکھو کہ اپنے زمانہ کے یہودیوں پر کتنا خفا ہے تاہم ارشاد ہے:

من اهل الكتاب امة قا ئمة يتلو ن آ يات الله آ ناء الليل و هم يسجدو ن ۔ (پارہ۴ ع ۳)

یہ آیت شریفہ ہم کو ہدایت کرتی ہے کہ مخالف سے مخالف میں بھی کوئی نیک وصف ہو تو اس کا اعتراف کیا جائے اور اس کی ہر ایک نیک بات کو بد کی صورت میں ظاہر کرنے سے بصد تاکید منع فرمایا ہے غور سے سنو:

لا يجر منّكم شنآ ن قوم على ان لا تعدلوا

(کسی قوم کے رنج میں بے انصافی نہ کرنا)

ہم نے ان آیات کے ماتحت آریہ سماج کی بحیثیت مذہب تعریف کی تو کوئی جرم نہیں کیا سماج اور ہے، سماجی اور ہیں۔ آپ سوامی دیانند کو سماج سمجھیں تو آپ کی خوش فہمی ہے۔ وہ سماج نہ تھے سماجی تھے۔

ایک معقول سوال: قادیانی پارٹی سے ہم ایک سوال کرتے ہیں اور ان سے جواب کی امید رکھتے ہیں۔ پس سنو:

تمہارے سگے بھائی لاہوری پارٹی والے یعنی خواجہ کمال الدین وغیرہ جو ولایت میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں تم لوگوں نے ان کی بابت کبھی کوئی کلمہء خیر لکھا؟ ہاں یاد آیا ضرور لکھا اور خوب لکھا تھا

میاں محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ (داماد قادیانی نبی) کے بیٹے عبدالرحیم خان کا ایک مراسلہ آکسفورڈ سے بھیجا ہوا الفضل میں چھپا تھا جس میں لکھا تھا کہ ووکنگ مشن یعنی خواجہ کمال الدین وغیرہ کا مرکز اشاعت بداخلاقی کا مرکز ہے۔ اس میں مار آستین رہتے ہیں وغیرہ۔ (دیکھو الفضل قادیان یکم نومبر ۱۹۲۰ء)

اس طریق کار کے مطابق قادیانی نبوۃ کا مخالف قادیان کو ان لفظوں سے یاد

کرے تو قادیانی امت کے برا منانے کی بات نہیں مگر اہل حدیث یا وہ گو نہیں کیوں:

مجھ میں ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں
ان میں دو وصف ہیں بدخو بھی ہیں خود کام بھی ہیں

مختصر یہ ہے کہ قادیانی امت صرف عربی اسلام کی اشاعت کرے جس میں قادیانی نبوت یا مجددیت وغیرہ کا کوئی ذکر نہ ہو تو ہم اہل اسلام ہمہ تن ان کے ساتھ ہوں گے اس وقت یہ کہنا بالکل بجا ہوگا

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نہ گوئد بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اور اگر وہ عربی اسلام کے دودھ میں قادیانی نبوۃ یا مجددیت کا زہر ملا ویں گے تو ہم اپنوں بے گانوں کو روکتے ہوئے اعلان کریں گے

حسینوں سے نہ مل اے دل ہمارے دیکھے بھالے ہیں
نہیں ڈسنے سے رکنے کے ستمگر ناگ کالے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ جولائی ۱۹۲۳ء، ۱۲۔ ذی الحج ۱۳۴۱ھ ج ۲۰ نمبر ۳۹ ص ۱۔۳)

علم الیقین فی معنی خاتم النبیین

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

نمبر۔ ا۔ آیت قرآنی۔ سورہ الاحزاب

ما کان محمّد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللّٰہ و خاتم النّبیین و کان الله بکل شیء علیماً (ترجمہ: نہیں ہے حضرت محمد ﷺ باپ کسی کا تمہارے مردوں میں سے اور لیکن رسول اللہ کا ہے اور خاتم النبیین ہے اور ہے اللہ ہر چیز کو جاننے والا)

منصف خادم کرشن قدنی۔

بھلا بتلاؤ ایک بادشاہ کا درجہ بڑا ہوتا ہے یا شہنشاہ کا۔ ہر ایک جانتا ہے کہ شہنشاہ کا درجہ بڑا ہوتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کی نسبت خیال کرو کہ ہم آپ کی یہ شان بیان

کرتے ہیں کہ آپ کی غلامی میں نبی آویں گے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ دوسرے تمام نبی بادشاہ کی مانند ہیں اور آنحضرت ﷺ شہنشاہ کیونکہ آپ کے فیض سے نبی بن سکتے ہیں یہی تو آپ کی عزت ہے جو خدا تعالی نے خاتم النبیین کے الفاظ میں بیان فرمائی ہے آپ انبیاء کی مہر ہیں جس پر آپ کی مہر لگی وہی ہوگا (انوار خلافت ص ۶۶۔۶۷)

آپ کی کامل پیروی سے آپ کا ایک امتی اللہ تعالی کے شرف مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف ہوکر درجہ نبوت غیر تشریعی تک مثل انبیاء بنی اسرائیل کے پہنچ جاتا ہے (النبوۃ فی خیر الامۃ ٹائٹل پیج)

عقیدہ عاشق محمد مدنی۔

مذکورہ بالا معنی نہ آنحضرت سے منقول ہیں نہ کسی صحابی سے اسلئے ہمارا مذہب ہے کہ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی شخص کو نبوت کے درجے سے سرفراز نہ کیا جاوے گا یعنی آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی۔

دلیل: ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۹ ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۴ عون المعبود جلد ۴ صفحہ ۱۵۸ دلائل النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۹۶ مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۷۸ مشکوۃ جلد ۴ صفحہ ۸۱ مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۱۵۱ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳۱۴ مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳۲ درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۳ منتخب کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے:

> روایت ہے حضرت ثوبان سے کہ کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ جس وقت رکھی جاوے گی تلوار میری امت میں نہیں اٹھائی جاوے گی تلوار اس سے قیامت تک یہاں تک کہ پوجیں گے کتنے قبیلے میری امت میں سے بتوں کو اور تحقیق شان یہ ہے کہ ہوں گے میری امت میں جھوٹے اور وہ تیس ہوں گے وہ کہیں گے کہ ہم نبی خدا کے ہیں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں نہیں نبی بعد میرے اور ہمیشہ ایک جماعت امت میری سے ثابت رہے گی اور غالب، نہیں ضرر پہنچا سکے گا ان کو وہ شخص جو مخالفت کرے گا ان کی یہاں تک کہ آوے حکم خدا کا۔

نوٹ: آنحضرت ﷺ نے انا خاتم النبیین فرما کر الفاظ لا نبی بعدی سے اس

کی تفسیر یوں کی کہ آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جاوے گا۔

خادم کرشن قدنی:

اکثر مسلمان اپنی کج فہمی سے خاتم النبیین کے یہ معنی بتا کر کہ آپ تمام نبیوں سے آخری ہیں کہہ دیا کرتے ہیں کہ آپ کے بعد خدا کوئی نبی مبعوث نہیں کرے گا ان کا یہ قول کفار بنی اسرائیل کے قول لن یبعث اللہ من بعدہ رسو لا کا مترادف ہے۔ (رسالہ النبوۃ فی خیر الامۃ کے ٹائٹل پیج کا صفحہ ب)

عاشق محمد مدنی:

واضح ہو کہ احادیث نبویہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ تمام نبیوں سے آخری نبی ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے

روایت نمبر ا۔ مسلم جلد ا صفحہ ۴۴۶ تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار صفحہ ۹۱ پر لکھا ہے

یقول ابوھریرہ قال رسول اللہ فانی آخر الانبیاء و ان مسجدی آخر المساجد (ترجمہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تحقیق میں سب پیغمبروں سے پچھلا پیغمبر ہوں اور تحقیق میری مسجد سب (پیغمبروں) کی مسجد سے پچھلی مسجد ہے)

روایت نمبر ۲۔ ابن ماجہ صفحہ ۱۴۷، اور رفع الحاجہ جلد ۳ صفحہ ۳۳۶ پر لکھا ہے

حضرت ابوامامہؓ باہلی سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہم کو خطبہ سنایا تو بڑا خطبہ آپ کا دجال کے متعلق تھا آپ نے دجال کا حال ہم سے بیان کیا اور ہم کو ڈرایا اس سے اور فرمایا کہ کوئی فتنہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم کی اولاد کو پیدا کیا زمین میں دجال کے فتنہ سے بڑھ کر نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں اور تم سب امتوں کے آخر میں ہو۔

روایت نمبر ۳۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۵۶ پر بحوالہ دیلمی اور ابن نجار، حضرت عائشہ سے ایک روایت آنحضرت ﷺ سے یوں آئی ہے

انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم مساجد الانبیاء

(ترجمہ: میں سب پیغمبروں سے پیچھے آنے والا نبی ہوں اور میری مسجد سب انبیاء کی مسجدوں

سے آخری ہے)۔ باقی آئندہ
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۔ اگست ۱۹۲۳ء۔ ۱۹ ذی الحج ۱۳۴۱ھ ج ۲۰۔ نمبر ۴۰ ص ۶)

نکات قادیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قادیانی امت اپنے مرشد کی تعلیم سے یہ دعوی کیا کرتی ہے کہ ہم کو قرآن مجید کے نکات بہت آتے ہیں۔ یہی وجہ ہمارے مذہب کی سچائی کی ہے کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے لا یمسّہ الا المطھّرون

(بقول ان کے) مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کے معانی پاک لوگ ہی جانتے ہیں۔

ہم تو ان کے نکات کے حل کے قائل ہیں، ہمارے ناظرین شائد قائل نہ ہوں۔ اسلئے ناظرین کی آگاہی کے لئے آج ہم نکات قادیانیہ کی مثال پیش کرتے ہیں تا کہ ہمارے ناظرین بھی ہماری طرح ان نکات پر علی وجہ البصیرت ایمان لاویں۔

مرزا صاحب کے اقدم مخلصین بلکہ فرشتہ دوم مولوی محمد احسن امروہی لکھتے ہیں:

پیش گوئی سوم: قال اللہ تعالی و اذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابة من الارض تکلّمھم انّ النّاس بآیاتنا لا یوقنون

یعنی جب اللہ تعالی بات (یعنی پیش گوئی) ان پر واقع ہوگی، ہم زمین پر ایک رینگتی ہوئی چیز نکالیں گے (کہ کبھی پہلے اس سے نہ ہوئی تھی) کہ اسے کوئی بھاگنے والا اور کوئی بھاگنے والی سواری نہ پاسکے گی اور نہ کوئی دوڑنے والا اسے پکڑ سکے گا۔ اس کے ساتھ حضرت موسی کا عصا بھی ہوگا اور حضرت سلیمان کی انگشتری بھی ہوگی وہ ان سے بولے گی اس لئے کہ آدمی ہماری آیات پر یقین نہیں لاتے.. تفسیر تبصیر الرحمان فیه عن الاحادیث..

یہ ظاہر کہ حضرت موسی کی وفات کو مدتیں ہوگئیں پھر حضرت موسی کا عصا اس کے پاس ہونا عجب بات ہے۔ مراد یہ ہے کہ جس طرح حضرت موسی فرعونیوں پر غالب رہے وہ رینگتی ہوئی سواری سب سواریوں پر غالب رہے

گی، وہ ریل ہے کہ تمام سواریوں پر غالب آئی ہوئی ہے۔ رفتار اور حمل بار و نفوس ہر لحاظ سے اس کے مقابل میں اور سواریاں بے کار ہو گئی ہیں۔ اور حضرت سلیمان کی انگشتری سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ اس کی سیر و رفتار اس قدر سریع و تیز ہو گی جیسی حضرت سلیمانؑ کی سواری تھی کہ

غدوّھا شھر و رواحھا شھر

کہ صبح و شام میں مہینوں کی راہ طے کرتی تھی

اس کے بعد بولنے کے متعلق بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ

نزد بعضے کلامش ببطلان ہمہ ادیان بود سوائے دین اسلام۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کا ظہور وجود اسلام کی صداقت پر دلیل ہو جائے گا کہ اس کی پیش گوئی اسلام کے سوا اور کہیں نہ ملے گی اور یوں وہ خود مذاہب ماسوائے اسلام کے بطلان کے لئے ایک زبان گویا ہو جائے گی ایک قرأۃ میں بجائے تکلّمھم کے تکلمھم بھی آیا ہے جس کے معنی ہیں ان کو زخمی کرے گی اور یہ بسبب تصادم وغیرہ کے بہت واقع ہوتا ہے اور سال گذشتہ میں بہت ہوا ہے۔

زمین کی طرف اسے اس لئے منسوب کیا کہ حضرت سلیمانؑ کی سواری سے ملتبس نہ ہو جائے کیونکہ زمینی لوگوں نے ہی اس کو ایجاد کیا ہے، زمین پر چلنے ہی کے لحاظ سے ریل کا نام دابۃ الارض رکھ دیا گیا ہے کہ اور کوئی اس طرح رینگ کر چلنے والی جو تمام کرہ زمین کو طے نہیں ہے اور اسکے دوسرے اوصاف جو احادیث میں بتفصیل موجود ہیں وہ بعینہ اس میں پائے جاتے ہیں، (پیغام صلح لاہور ...شعبان ۱۳۴۱ھ)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ان باریک نکات پر ہم کوئی حاشیہ آرائی نہیں کرنا چاہتے، بجز اس کے کہ ناظرین کو اطلاع کریں کہ یہ وہ نکات ہیں جو کسی زمانہ فرقہ باطنیہ مصر میں بتلایا کرتے تھے۔ صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ آپ کے پیر و مرشد جناب مرزا صاحب آنجہانی تو ریل کو دجال کا گدھا بتائیں اور آپ اس کو دابۃ الارض بتائیں جو مومنوں اور کافروں

میں تمیز کرنے کو آئے گا۔ یہ شبہ اٹھ جائے تو ہم بھی ایمان لاویں گے کہ واقعی یہ نکتہ بہت ہی معقول ہے:

پیرے کہ دم زعشق زند بس غنیمت است

(گل دستہ ثنائی ۴محرم ۱۳۴۲ھ۔اگست ۱۹۲۳ء۔مطابق ۱۷۔اگست ۱۹۲۳ء ص ۳)

مولانا ثناء اللہ حیاۃ مسیح کے قائل ہیں

بابو حبیب اللہ صاحب کلرک نہر اپر باری دوآب امرتسر لکھتے ہیں۔

واضح ہو کہ حکیم خدا بخش احمدی نے عسل مصفی حصہ اول صفحہ ۳۷۶ پر اور ماسٹر عبدالرحمٰن احمدی نے اپنے رسالہ، وفات عیسی، کے صفحہ ۳۷ پر لکھا ہے کہ مولانا ثناء اللہ، حضرت عیسیٰ بن مریم کی وفات کے قائل ہیں۔

مولانا موصوف نے اپنے اخبار اہل حدیث ۱۸مئی ۱۹۲۳ء صفحہ ۳، اور ۲۰ جولائی ۱۹۲۳ء صفحہ ۱۔۲۔۳ پر اس کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔

اب میں ناظرین اخبار اہل حدیث امرتسر کی دل چسپی کے لئے دلائل کے ساتھ اس بات کو ثابت کرتا ہوں کہ جناب مولانا ثناء اللہ حیات مسیح کے قائل ہیں۔

ماسٹر غلام حیدر مولف، کشف الاسرار، کے الفاظ اخبار اہل حدیث ۲ ستمبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۵ پر اس طرح شائع ہوئے تھے:

> مولوی محمد علی اپنے قرآن کے صفحہ ۲۴۱ پر بذیل آیت و ما قتلوہ و ماصلبوہ (الی) وماقتلو ہ یقینا، یہ بیان تحریر فرماتے ہیں کہ لفظ صلبوہ سے مسیح کے صلبی عذاب کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔نفی صرف صلیبی عذاب سے موت کی ہے۔اس کے متعلق کچھ اور بیان بھی درج ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ مسیح (مولوی محمد علی کا یہ مذہب تھا کہ مسیح صلیب پر چڑھائے تو گئے مگر صلیب پر انہوں نے جان نہیں دی بلکہ اس واقعہ کے بعد اپنی طبعی موت سے مر گئے رسالہ مسیح موعود صفحہ ۱۴۱ تا ۱۴۸۔، اور عیسویت کا آخری سہارا، ص ۱۷ تا ۴۴۔یہی مذہب مرزا صاحب قادیانی کا تھا دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۳۷۸، مسیح ہندوستان میں صفحہ ۴۹، سر سید احمد کا بھی یہی

مذہب تھا۔تفسیر القرآن جلد۲ صفحہ۴۰ تا ۴۵) صلیب پر عذاب ضرور دیئے گئے مگر وہاں فوت نہیں ہوئے بلکہ بعداز یں قدرتی موت سے مر چکے ہیں۔مولوی صاحب مسیح کے صلیبی عذاب میں نصاری کے مقلد ہیں اور ان کی قدرتی موت کے وقوعہ میں اپنے خیالات کے پابند ہیں۔،

اخبار پیغام صلح لاہور میں ماسٹر غلام حیدر کی مذکورہ بالا تحریر کا جواب ان الفاظ میں دیا گیا:

اگر ماسٹر غلام حیدر اس روایت کو ہی پڑھ لیتے جو کتاب استیعاب سے مدارج النبوۃ میں نقل ہوئی ہے کہ بعد نزول سورہ نساء جس میں آیت وماصلبوہ وارد ہوئی ہے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ (جو بدری صحابہ میں سے تھے) آنحضرت ﷺ کے قاصد ہو کر مقوقس والی اسکندریہ کے پاس جو عیسائی تھا نامہ مبارک آنحضرت ﷺ کو لے کر گئے تو مقوقس نے ان سے یہ اعتراض کیا کہ اگر تمہارا صاحب نبی ہے، تو اس نے کیوں خدا سے دعا نہ کی کہ اس کو مکہ سے ہجرت نہ کرنی پڑے۔

اس پر حاطب ؓ نے فرمایا کہ حضرت عیسی بھی تو نبی تھے، انہوں نے کیوں دعا نہ کی کہ دار پر کھینچے نہ جاتے۔

تو یہ کبھی نہ کہتے کہ حضرت علامہ سیدنا محمد علی صاحب ایدہ بنصر العزیز مسیح کے صلیب پر کھینچے جانے میں نصاری کے مقلد ہیں اگر حضرت عیسی دار پر کھینچے ہی نہ گئے تھے بلکہ آپ نے صلیب کی شکل ہی نہ دیکھی تھی تو حضرت حاطب ؓ جو ایک بدری صحابی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے قاصد ہیں ایک عیسائی بادشاہ کے سامنے یہ کیوں فرماتے کہ حضرت عیسی نے کیوں دعا نہ کی کہ دار پر کھینچے نہ جاتے۔

معلوم ہوا کہ یہی صحیح معنی اس آیت کے ہیں کہ صلیب پر چڑھانے کی یہاں تردید نہیں ہوئی بلکہ صلیب پر مرنے کی تردید ہے۔(پیغام صلح ۵۔اکتوبر ۱۹۲۱ء)

اخبار اہل حدیث امرتسر میں مولانا ثناء اللہ نے اخبار پیغام صلح لاہور کے اڈیٹر کے مندرجہ بالا الفاظ کی تردید یوں کی:

آ یئے ہم استیعاب میں اس مضمون کو تلاش کریں مگر پیش کرنے سے پہلے ہم قادیانی امت کو چیلنج دیتے ہیں کہ اگر وہ اپنے اندر صداقت پاتے ہیں تو آئیں استیعاب کو بیچ میں رکھ کر ہمارے ساتھ فیصلہ کریں
تا سیاہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد،
پس سنیئے ۔ استیعاب فی معرفة الاصحاب کی جلد اول صفحہ ۱۳۴ اور ۱۳۵ میں یوں مذکور ہے:

حضرت حاطبؓ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اسکندریہ کے حاکم مقوقس کے پاس بھیجا میں نے آنحضرت ﷺ کا خط اس کو پہنچایا اس نے مجھے اپنے مکان میں اتارا میں اس کے پاس کئی روز ٹھہرا رہا ایک روز مقوقس نے اپنے مذہبی علماء کو بلاکر مجھے بھی مجلس میں بلایا اور کہا میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ تم وہ میری بات اچھی طرح سمجھ لیجئو ۔ میں نے کہا فرمایئے ۔ کہا تم نے اپنے صاحب (حضرت ﷺ) کی طرف سے بتایا کہ وہ نبی ہے ۔ میں نے کہا ہاں وہ رسول اللہ ہیں ۔ یہ سن کر مقوقس نے کہا پھر کیا وجہ کہ جب اس کی قوم نے اس کو اس کے شہر سے نکال دیا تو اس نے ان پر بددعا کیوں نہ کی؟ میں (حاطبؓ) نے کہا حضرت عیسی کی بابت آپ شہادت دیتے ہوں گے کہ وہ رسول اللہ تھے پھر کیا وجہ ہے کہ جب ان کو ان کی قوم نے پکڑ کر سولی پر چڑھانا چاہا تو انہوں نے ان پر اس مضمون کی بددعا کیوں نہ کی کہ خدا ان کو تباہ کر دیتا ۔..

یہاں تک کہ اللہ نے حضرت عیسی کو اپنی طرف پہلے آسمان میں اٹھالیا ۔ یہ جواب سن کر مقوقس نے کہا تو نے بہت اچھا جوا دیا ۔ تو بڑا دانا ہے ..اور بڑے دانا کے پاس سے آیا ہے ۔

یہی روایت خصائص الکبری جلد ۲ صفحہ ۱۲ اور کتاب معجزات نبی الوری جلد ۲ صفحہ ۱۳۱ پر بعینہا انہی لفظوں میں موجود ہے ۔

احمدی دوستو! کیا ہم امید رکھیں کہ تم لوگ اپنے ہی پیش کردہ حوالہ کو سامنے رکھ کر ہمارے ساتھ فیصلہ کرلو گے؟ واقعات گذشتہ سے تو یہی ثابت

ہوتا ہے کہ تم لوگ مدینہ کی ایک قوم (یعنی یہود) کی طرح

خیر نا و ابن خیر نا

کہہ کر فوراً اپنے قول کے برخلاف

شر نا و ابن شر نا

کہنے لگ جایا کرتے ہو۔

پس اگر تم نے اپنے حوالہ، استیعاب، کے مطابق حضرت عیسی کی زندگی اور آسمان پر جانے کے مسئلہ کا فیصلہ استیعاب سے ہمارے ساتھ نہ کیا تو ہمارا دعوی ثابت ہوگا۔ اگر کر لیا تو ہمارا دعوی غلط۔

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا۔ (اہل حدیث امرتسر ۳۰ دسمبر ۱۹۲۱ء)۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جناب مولانا ثناء اللہ اڈیٹر اہل حدیث کا مذہب یہی ہے کہ حضرت مسیح عیسی بن مریم آسمان پر اٹھائے گئے اور آج تک زندہ ہیں۔

نوٹ: قرآن کے الفاظ رفعه الله اليه کی صحیح تفسیر روایت حضرت حاطبؓ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحؑ یہود کے ہاتھوں سے نہ مقتول ہوئے، نہ صلیب پر چڑھائے گئے۔ بلکہ خدا نے ان کو آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ یہی مذہب عبداللہ بن عباس کا تھا۔ دیکھو ابن جریر جلد ۲۸ صفحہ ۵۶، ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۲۲ جلد ۹ صفحہ ۴۵۴، درمنثور جلد ۲ صفحہ ۲۳۸، ترجمان القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۸۷، فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۳۴۶ اکسیر اعظم جلد ۶ صفحہ ۳۸۔۳۹۔

(گل دستہ ثنائی ۴ محرم ۱۳۴۲ھ۔ ۱۷۔ اگست ۱۹۲۳ء ص ۱۶۔۱۷)

قادیانی کا فرار

ملک گلزار کیانی، خیبر منزل پشاور شہر سے لکھتے ہیں:

مشفق و مہربان بندہ جناب مولانا صاحب السلام علیکم۔

آپ کا مضمون قادیانی مشن مورخہ ۵۔۱۲۔ ذی الحج نظر سے گذرا۔ جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا، قادیانیوں کا کام بس مباہلہ کے سوائے اور کچھ نہیں۔ اور حال یہ

ہے کہ ان مباہلوں میں یہ حضرات ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ مغلوب ہو گئے ہیں ۔
جناب مرزا صاحب کے الہامات اور پیشین گوئیاں پڑھ کر اور پھر ان کا پورا نہ ہونا اس بات کا کافی ثبوت تھا کہ یہ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ بائی کاٹ کرتے مگر افسوس کی بات ہے کہ ان قادیانی لوگوں کو کچھ بھی اپنی فکر نہیں ہے ۔ آپ کے مقابلہ میں مرزا صاحب اور ان کی امت کو جو جو ہزیمتیں ہوئی ہیں وہ کون نہیں جانتا میں اہل حدیث نہیں ہوں کہ کوئی قادیانی خیال کرے کہ آپ کی طرف داری کرتا ہوں بلکہ مذہب اثنا عشریہ کا ہوں ۔

قادیانیوں کا ایک گروہ پشاور میں بھی ہے چنانچہ ان کے لیڈر قاضی محمد یوسف کے ساتھ حافظ کفایت حسین ممتاز الافاضل نے چند عرصہ پیشتر بذریعہ خط وکتابت چاہا کہ مناظرہ ان سے کریں ۔ چنانچہ بذریعہ اشتہار ، اعلان حق ، مناظرہ تحریری وتقریری کے شرائط لکھ دیئے جس کے جواب میں قاضی محمد یوسف نے اظہار حق نکال کر ہمارے پیشواؤں کو برا بھلا کہا اور اسی طرح مباہلہ کا چیلنج دیا ۔

پھر حافظ صاحب نے ، داغم الانف ، کے ذریعہ دوبارہ درخواست مناظرہ کی مگر قاضی صاحب نے تو مناظرہ کرنا نہ تھا ۔ بجواب پھر ہفوات سے بھرا ہوا اشتہار ، قاطع الانف ، نکالا ۔ آخر تنگ آکر مولانا صاحب نے بذریعہ ،شہاب ثاقب ، امام باڑہ آغا غلام علی شاہ مقام مقرر کیا اور یکم جولائی کی تاریخ بھی مقرر کی ۔ حفاظت کا ذمہ بھی لیا ۔ اور ذیل کے تین حضرات علماء اہل سنت کو حکم مقرر کیا

۱: مولانا قطب شاہ عباسی پروفیسر دینیات اسلامیہ کالج پشاور
۲ ۔ مولانا سعید الرحمٰن صدر انجمن تبلیغ الاسلام حنفیہ پشاور
۳ مولانا عبدالحکیم صدر خلافت کمیٹی پشاور

ساتھ ہی اشتہار میں یہ بھی لکھ دیا کہ اگر مقام مناظرہ یا منصف صاحبان نامنظور ہوں ، تو جو آپ مقرر کریں منظور ہیں ، مگر شیعہ یا احمدی نہ ہوں ۔

ایک اشتہار بذریعہ رجسٹری قاضی یوسف کے پاس نتھیا گلی روانہ کیا گیا اور ایک خلیفہ محمود کے پاس بذریعہ رجسٹری قادیان روانہ کیا گیا ۔
مگر صاحب من ! یکم جولائی کو نہ تو کوئی قادیانی نظر آیا ، نہ قاضی صاحب نظر

آئے۔مولانا عبدالحکیم توبوجہ بیماری حاضر نہ تھے،مگر مولانا قطب شاہ اورسعید الرحمٰن زحمت اٹھا کر تاریخ مقررہ پرتشریف لائے تھے۔

مسئلہ واضح رہے کہ ختم نبوت حافظ صاحب نے ثابت کرنا تھا اور نیز یہ کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ساڑھے دس بجے صبح تک انتظار کیا گیا اور اسکے بعد حکم صاحبان چلے گئے اگرچہ حافظ صاحب تو ۱۲ بجے تک انتظار میں بیٹھے تھے۔

حکم صاحبان کے جانے سے پہلے حافظ صاحب نے مختصر تقریر کے ذریعہ سے کہا کہ اس کے بعد اشتہار بازی جو کہ پیسے اور وقت کا مفت نقصان ہے بند، کیونکہ کچھ مفید نتیجہ نہیں نکلتا۔ چونکہ قادیانی صاحبان نہیں آئے تھے لہذا مولانا قطب شاہ صاحب نے ایک فصیح و بلیغ تقریر ختم رسالت پر کی اور لوگ رخصت ہوئے۔

(گل دستہ ثنائی ۴محرم ۱۳۴۲ھ۔۱۷۔اگست ۱۹۲۳ء ص ۱۷۔۱۸)

سید محمد جون پوری اور مرزا قادیانی

(ایک مہدوی کے قلم سے)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ۱۴ ذیقعد مطابق ۲۹ جون ۱۹۲۳ء کے اہل حدیث میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں فرقہ مہدویہ اور فرقہ قادیانیہ کا مقابلہ دکھایا گیا تھا۔ نئے خریداروں کے لئے بالاجمال ذکر کیا جاتا ہے:

فرقہ قادیانیہ (مرزائیہ) کی طرح دکن میں ایک فرقہ مہدویہ ہے جو باعتقاد خود سید محمد صاحب جون پوری کو امام مہدی مانتے ہیں۔ سید صاحب دسویں صدی ہجری میں گذرے ہیں جسے آج چارسو سے زائد سال ہوتے ہیں۔ یہ فرقہ حیدرآباد اور ریاست میسور وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔ نماز روزہ کرتے ہیں۔ مگر جو لوگ سید محمد جونپوری کو امام نہ مانیں ان کا فر جانتے ہیں اور سید محمد صاحب کو آنحضرتﷺ کے مساوی رتبہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ مضمون مندرجہ اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۴ ذی قعد کے متعلق

مہدویہ کے ایک عالم مولوی سید محمد صاحب کا ایک مضمون آیا ہے جو ان کی خواہش پر درج ذیل ہے۔

مولوی فاضل ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب۔

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خیریت حاصل مطلوب۔ یادفرمائی کا شکریہ۔

۱۴ ذی قعد کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں فرقہ مہدویہ اور امت قادیانیہ کے عنوان سے جو مضمون لکھا گیا ہے اوس کے بعض حجاب کا کشف کرتے ہوئے قادیانی بھائیوں کے اوہام کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ امید ہے جناب مضمون ہذا کو اخبار اہل حدیث امرتسر میں جگہ دیں گے۔

۱۔ اہل حدیث صفحہ۲ کالم ۱۔ فرقہ مہدویہ کے مخصوصہ مسائل میں حدیث انکار مہدی کفر کا ثبوت مانگا ہے۔

جواب: روایت من انکر المہدی فقد کفر۔

نورالدین احمد بن محمود نجاری نے ہدایت الکلام میں بیان کی ہے اور حدیث

من کذ ب بالمہدی فقدکفر عقد اللہ

کتب خانہ آصفیہ نمبر ۱۸۱ فن کلام میں لکھا ہے کہ ابوالقاسم سہیلی نے شرح السیر میں اور ابواسکاف نے فوائدالاخبار میں جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے اور حدیث

من انکر خرو ج المہدی فقد کفر بھا انزل علی محمد

خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطا ب میں روایت کی ہے۔

علاوہ ازیں مہدی خلیفۃ اللہ ہے۔ خلیفۃ اللہ کا انکار کفر ہے۔

اور نیز اس کی ذات موعود خدا ورسول ہے، موعود کی تکذیب کفر ہے۔

اور نیز اس کی ذات دافع ہلاکت ہے۔ لہٰذا اس کا انکار ہلاکت ہے

(جتنی کتابوں کے نام لکھے ہیں ان کے مخرج میں حدیث کا ثبوت اصل کتاب میں ملنا چاہیے جہاں سے ان مصنفوں نے لی ہیں محض ان کے نام لکھنے سے حدیث کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

۲۔ اخبار اہل حدیث امرتسر صفحہ۲ کالم ۲ میں حضرت سید محمد جون پوری کے احادیث کے بعض بلکہ بہت الفاظ مطابق نہیں ہوتے۔

جواب: جو روایات محدثین نے مہدی کے ذکر میں بیان کی ہیں ہمارے امام میں اس

قدر صادق آتی ہیں کہ ان سب کا شخص واحد میں اتفاقی طور پر جمع ہونے کو عقل تسلیم نہیں کرتی ان کا مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

ا۔مہدی کا بنی فاطمہ سے ہونا: ہمارے امام (سید محمد جون پوری)اولادِ امام موسیٰ کاظم سے بنی فاطمہ ہیں۔مرزا صاحب قادیانی، بنی فاطمہ سے نہیں ہیں۔

۲۔دوسری علامت مہدی کا رسول اللہ ﷺ کے ہم نام اسمه اسمی،

مرزا صاحب غلام احمد ہیں،محمد نہیں۔

ہمارے امام (سید محمد جون پوری) کا نام محمد آفتاب سے زیادہ مشہور ہے۔

۳۔تیسری علامت مہدی کے باپ کا نام عبداللہ ہونا اسم ابیه اسم ابی

ہمارے امام (سید محمد جون پوری) کے باپ کا نام سید عبداللہ ہے اور خطاب سید خان تھا۔

۴۔چوتھی علامت یہ ہے کہ مہدی کی ماں کا نام رسول اللہ ﷺ کی ماں کے نام کے مانند آمنہ ہوگا۔اسم امه اسم امی۔

مرزا صاحب قادیانی کے والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ صاحب ہے اور انکی ماں کا نام چراغ بی بی۔

ہمارے امام (سید محمد جون پوری) کی والدہ کا نام بھی آمنہ اور عرف آغا ملک تھا۔

۵۔پانچویں علامت مہدی کا زمین کو عدل وانصاف سے بھر دینا (یملأ الا رض قسطاً و عدلاً)خصوصاً ایسے وقت میں کہ شرک و عادت و رسم و بدعت سے جو اصل ظلم ہے تمام دنیائے اسلام بھر گئی تھی۔

ہمارے امام (سید محمد جون پوری) نے توحید باری اور اتباع قرآن و رسول کی طرف عام دعوت فرمائی جو عدل حقیقی بھی ہے۔اور یہ آوازہ چار دانگ عالم میں پھیل گیا تھا اور ہزاروں لاکھوں آدمی جور وظلم سے تائب ہو کر عدل حقیقی کے صراط مستقیم پر چلنے لگے۔ بعض لوگ آپ کی عدالت کو قبول نہ کریں تو قصور قبول نہ کرنے والوں کا ہے آپ نے تو عدل میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔کسی بادشاہ عادل کی رعایا بغاوت کرنے سے بادشاہ کی عدالت پر اثر نہیں پڑتا۔

(ایک لفظ ہے یملأ دوسرا ہے یظهر ۔ثانی کے معنی میں اظہار کرنا، پہلے کے معنی میں بھر دینا، پر کرنا۔ان دونوں معنوں میں بہت فرق ہے۔آپ جو معنی کرتے ہیں وہ یظهر کے مطابق ہیں مگر یملأ کے خلاف ہیں

اس فعل یملأ کا اصل مادہ قرآن مجید میں یملأ ا لارض کی صورت میں آیا ہے جسکے معنی میں اختلاف نہیں کہ بھرکر دینے کے ہیں پس مہربانی کر کے آپ لفظ حدیث کے معنی اصلی شکل میں ظاہر کریں۔ ہاں جو لوگ اس کے معنی مسلمان ہونا کرتے ہیں آپ کا جواب ان کے حق میں مسکت ہو سکتا ہے لیکن ہمارے معنی کی تردید آپ نہیں کر سکتے کیونکہ حاکم وقت کا اپنے ملک میں عدل انصاف اس حالت میں بھی کر سکتا ہے جس حالت میں اس کی رعایا کافر ہو مختصر یہ کہ عدل بغیر قبول اسلام کے بھی ہو سکتا ہے۔ اخبار اہل حدیث امرتسر)

بعض لوگ یملأ ا لارض کے یہ معنی کرتے ہیں کہ تمام روئے زمین کے لوگ مہدی کے زمانہ میں مسلمان ہو جائیں گے حالانکہ یہ معنی آیات صریحہ قرآنی اور احادیث کے مخالف ہوتے ہیں چنانچہ آیت

ولو شاء ر بك لجعل الناس امة وا حدة و لايزا لو ن مختلفين الا من ر حمه ر بك و لز لك خلقهم ولو شاء الله لآ من من فى الار ض جميعاً و القينا بينهم العداوة و البغضا ء الى يو م القيامة

وغیرہ ذلک من الآیات اور مسلم میں جابرؓ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ

لايزا ل طائفة من امتى يقا تلو ن على الحق ظاهر ين الى يوم القيامة

اور حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے

قا ل رسو ل الله و اذا وضع السيف فى امتى لم يرفع عنها الى يو م القيامة و غيره ذلك من ا لا حا ديث ۔

پس مہدی کے زمانہ میں تمام روئے زمین کے لوگ مسلمان ہو جانا بالکل غلط ہے اور بعض لوگ قسطاً و عد لًا کے لفظ سے دھوکہ میں پڑ کے مہدی ظاہری یعنی ملک گیر بادشاہ سمجھے ہوتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے اس لئے کہ اس جملہ کی تفسیر دوسری حدیث سے ہوگئی ہے کہ

يفتح حصو ن الضلالة و قلو باً غلفاً

یعنی مہدی گمراہی کے قلعے اور سخت گھرے ہوئے دلوں کو فتح کرے گا۔ یعنی اس کی بادشاہت معنوی ہے جیسا کہ پیغمبروں کی بادشاہت تھی ظاہری

بادشاہت نہیں۔

۶۔مہدی کا مدینہ سے نکلنا یا پیدا ہونا (يخرج المهدى من المدينة)۔

ہمارے امام (سید محمد جون پوری) مدینہ (شہر) جون پور میں پیدا ہوئے اور یہیں سے خدا کی راہ میں دعوت فرماتے ہوئے نکلے۔

اور یہ معنی تاویل نہیں ہیں۔اس لئے کہ مدینہ عربی زبان میں بڑے شہر کو کہتے ہیں جو عام لفظ ہے۔ جب اس لفظ کو کسی خاص شہر سے مخصوص کرتے ہیں تو اس لفظ کے ساتھ اس شہر کا نام لگا دیتے ہیں۔ جیسے مدینۃ البصرہ مدینۃ البغداد مدینۃ الروم وغیرہ بعض لوگ اس روایت سے مدینہ طیبہ مراد لیتے ہیں۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے اس لئے کہ اس کو مدینہ طیبہ یا مدینہ منورہ یا مدینۃ الرسول کہتے ہیں اور خود رسول اللہ ﷺ نے اس کو مدينتى فرمایا ہے۔ بلکہ روایت کا منشاء یہ ہے کہ مہدی بڑے شہر میں پیدا ہوگا، نہ چھوٹے قریہ میں۔لہذا ہمارے امام مدینہ جون پور میں پیدا ہوئے (المدینہ میں الف لام عہد خارجی ہے یا بدل مضاف الیہ ہے۔ مدینۃ الرسول چنانچہ قرآن مجید میں ہے لئن ر جعنا المدينة جیسے یہاں المدینہ سے مراد مدینۃ الرسول ہے۔ لا غیر، اسی طرح حدیث مذکور میں مدینہ شریف مراد ہے نہ جون پور۔ ورنہ مرزائی بھی قادیانی کو مدینہ کہتے ہیں۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) اور وہیں سے نکلے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی قریہ قادیان میں پیدا ہوئے۔

۷۔ساتویں علامت مہدی کا مکہ کو جانا (يقصد مكة) یا (الى مكة)

ہمارے امام (سید محمد جون پوری) مکہ کو تشریف لے گئے اور حج بیت کئے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی حج کو نہیں گئے۔

۸۔آٹھویں علامت مہدی کا رکن مقام کے پاس بیعت لینا (يبايع المهدى من الركن و المقام)

بے شک ہمارے امام مہدی (سید محمد جون پوری) نے رکن و مقام کے پاس سلسلہ دعوت مہدویت آغاز فرما کے ۹۰۱ھ میں من اتبعنى فهو مومن کا دعوی فرمایا۔جس پر بعضے عرب اور آپ کے دو اصحابی آپ سے بیعت کئے۔اور باقی سب اصحاب نے جو تین سو کئی تھے آمنا و صدقنا کہا جو یہ بھی بیعت میں داخل ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو یہ بیعت نصیب نہ ہوئی۔

۹۔نویں علامت یہ ہے کہ مہدی دعوت محض تبلیغ سے ہوگی بزور شمشیر نہ ہوگی لا یوقظ نائم و لایھریق دماً۔

ہمارے امام کی دعوت بلاجبر واکراہ تھی کہ محض بیان قرآن فرما کے تبلیغ فرماتے تھے اورلوگ بغیر کسی دنیاوی لالچ کے بلا جبر واکراہ ہزاروں لاکھوں آپ کی تصدیق کر کے آپ کے حلقہ ارادت میں آجاتے۔ بلکہ خدا کی راہ میں گھر بار خویش و اقارب دہن مال وطن مالوف ترک کر کے خالص خدا ہی کیلیئے آپ کے ساتھ ہو جاتے تھے۔،

حدیث شریف کا یہ جملہ ہماری مہدی پر بلا تاویل پورا صادق آگیا ان لوگوں کا جواب بھی ہوگیا جو بزور شمشیر اور مال دے کر اسلام پھیلانے والے مہدی کے منتظر ہیں۔اس لئے کہ لا یوقظ نائماً ولا یھریق دماًاس کی شان ہے۔ ہمارے مہدی مال کی محبت چھڑا کے اپنے مذہب میں لیتے تھے مرزا صاحب اپنے مذہب شریک ہونے والے کو چندہ سے مالی امداد کرتے ہیں۔

۱۰۔دسویں علامت یہ ہے کہ مہدی رسول اللہ اورعیسی کے بعد آئے کیف تھلك امة اناواو لھا۔الخ

ہمارے امام (سید محمد جون پوری) کے بعد اب عیسی تشریف لائیں گے تو آپ ہی والمھدی و سطھا کا مصداق ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خود ہی مسیح موعود اور خود ہی مہدی موعود ہونے کے مدعی ہیں وسط نہیں ہو سکتے۔

فقیر محمود اہل دائرہ نومہدوی چنچل گوڑہ حیدرآباد دکن

اڈیٹر اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں:

روایات متعلقہ امام مہدی کو یک جا کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہدی موعود کا زمانہ زمانہ رسالت اور خلافت راشدہ کے مشابہ ہوگا جس میں مسلمان اپنی حکومت آپ کریں گے اس لئے ایسی تاویلوں سے مسلمانوں کا پیٹ نہیں بھرتا بلکہ وہ ان دونوں بلکہ اور بھی مدعیان کو... یہ جواب دیتے ہیں

یہ مان لیا ہم نے کہ عیسی سے سوا ہو
جب جانیں کہ درد دل عاشق کی دوا ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴۔اگست ۱۹۲۳ء مطابق ۱۱محرم ۱۳۴۱ھ جلد ۲۰ نمبر ۴۳۔ص ۲۔۴)

میں مرزائی نہیں ہوں

۳ جولائی ۱۹۲۳ء کے الفضل میں کسی نے میرا ایک خواب بنا کر شائع کر کے میرا مرزائی ہونا لکھا ہے۔ میں اطلاع دیتا ہوں نہ میں نے کوئی خواب دیکھا نہ میں مرزائی ہوں۔ میں اس تحریر کی تردید بذریعہ اشتہار کرنے والا ہوں۔ خاکسار ابوالخیر حکیم طلاقی دروازہ حصار

☆ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۱۔اگست ۱۹۲۳ء۔۱۸محرم ۱۳۴۲ھ ج ۲۰ نمبر ۴۴ ص ۱۳)

مردم شماری کی رپورٹ پر فخر

آج کل قادیانی اخباروں میں ایک خوش خبری نکل رہی ہے جو درحقیقت اسی قسم کی ہے جو جنگ احد میں مخالفوں کو حاصل ہوئی جن کے سننے میں آیا

الا انّ محمداً قد قتل۔ (کہ حضرت محمد ﷺ شہید ہو گئے)۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

باعث مسرت یہ ہے کہ بقول مرزائی اخبارات (پیغام اور الفضل) صوبہ سرحد میں دس سال پہلے مرزائی تعداد ۱۴۸ تھی۔ مگر دس سال بعد ۳۹۹۰ ہو گئی۔ اس پر قادیانی اخبار قریش عرب کی طرح خوشی کے مارے اچھلتے ہوئے کہتے ہیں:

> فرقہ احمدی کی عمر بمشکل تیس سال ہے۔ اور وہابی یا اہل حدیث چار سو سال سے زائد عرصہ سے رائج ہے مگر اس کے پیرومٹ رہے ہیں۔ اور اس وقت صوبہ (سرحد۔حال خیبر پختون خواہ) بھر ایک وہابی کے مقابلہ میں چار احمدی موجود ہیں۔

اس خبر مسرت اثر میں پھولے ہوئے قریش مکہ کی طرح اعلی ھبل اعلی ھبل کہتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ہم اہل حدیثوں کے متعلق ان کے سردار مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کر کے کہنا چاہتے ہیں کہ آپ سال ہا سال سے سر سے لے کر ناخنوں تک کس قدر زور احمدیت کے خلاف لگا رہے ہیں۔ کیسے کیسے فریب اور دھو کے

دینے کی کوشش کر رہے ہیں اور کیا کیا چالبازیاں کرتے رہتے ہیں ۔مگر خدا
را نتائج پرغور کیجئے نا تی ا لار ض ننقصها من اطرا فها کا الٰہی معیارا
حمدیت کے حق میں ثابت ہو رہا ہے یا اہل حدیثوں کے متعلق ۔

(الفضل قادیان ۲۴۔اگست)

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: بہت خوب۔اس کا فیصلہ آسان ہے ۔آیئے سب سے پہلے پشاور سے شمار شروع کریں ۔اس کے بعد باقی مقامات میں کریں گے ۔تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

اور شمار کا آسان طریق ہے کہ اہل حدیثوں اور مرزائیوں کی مسجدوں میں نماز جمعہ کے وقت شمار کیا جائے گا۔

گو اس میں ہمیں نقصان کا خطرہ ہے کیونکہ مرزائی تو برہمنوں کی طرح سب سے الگ رہتے ہیں اور کسی غیر کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اس لئے وہ تو سب یکجا ہونگے مگر اہل حدیث تو حنفیوں کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں ممکن ہے نماز جمعہ میں بہت سے اہل حدیث اپنی مسجد میں نہ ہوں بلکہ کسی دوسری مسجد میں ہوں تاہم اس نقصان کو برداشت کرنے کے لئے ہم تیار ہیں ۔پشاور کے بعد سارے صوبہ کی پڑتال کر کے تمہارے ضلع گورداسپور میں اہل حدیث اور مرزائیوں کا شمار کریں گے جس شمار میں تمہارا خاص دار الحکومت (قادیان) بھی شامل ہوگا ۔پھر تم کو معلوم ہوگا کہ اہل حدیث کی شان ہے ما یعلم جنود ر بك ا لا هو

سنو! تم دونوں پارٹیوں کو مردم شماری رپورٹ سے دھوکہ لگا ہے ۔حقیقت حال یہ ہے کہ مردم شماری کی رپورٹ میں فرقوں کا شمار صحیح نہیں ہوتا ۔خاص کر اہل حدیث فرقہ کے شمار کی صورت اگر وہی رہی جو گزشتہ واقعات میں ہمارے مشاہدہ میں آئی ہے تو ہم صدق دل سے کہتے ہیں کہ مردم شماری کے کاغذات میں سوائے چند افراد کے جن کا شمار بمشکل سو دوسو تک ہوگا سارے ہندوستان میں کوئی اہل حدیث نظر نہ آئے گا ۔وجہ اس کی یہ ہے کہ محرران مردم شماری کا عام طور پر مسلمانوں میں صرف شیعہ سنی کی تمیز کرتے ہیں چونکہ اہل حدیث بھی سنی فرقہ ہے اس لئے محرران ازخود اپنے علم کی بنا پر اہل حدیثوں کو سنی لکھ دیتے ہیں ۔یا اہل حدیث خود بھی اپنا مذہب سنی لکھا

دیتے ہیں ۔ ہمارے محلّہ کا خاص واقعہ ہے جہاں قریباً سارے ہی اہل حدیث ہیں لیکن محرران ازخود ایک سرے سے دوسرے سرے تک سنی لکھ کر لے گئے ۔

اب دیکھنا چاہیے کہ واقعہ تو یہ ہے کہ اہل حدیث بھی سنی ہیں مگر عرف عام میں سنی سے مراد خاص حنفی گروہ سمجھا جاتا ہے اس لئے کوتاہ بینوں کو موقع ملتا ہے کہ وہ اہل حدیث کی تعداد کم سمجھیں حالانکہ واقعہ اس کے برعکس ہے

مثل ہے : جادووہ جوسر پر بولے ،

ہم اپنے اس بیان کی تائید خود دشمن (الفضل) سے کرائے دیتے ہیں جو شروع مضمون میں لکھتا ہے :

مردم شماری کی رپورٹ میں درج شدہ شمار و اعداد سے کسی فرقہ کی ترقی یا تنزلی کا صحیح صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ شمار کنندگان اس بارے میں ضروری حزم و احتیاط سے کام نہیں لیتے اور اس بات کا اعتراف افسران مردم شماری بھی کھلے طور پر کرتے ہیں ۔ (الفضل قادیان ۲۴۔ اگست ص ۸)

کیا سچ ہے :

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

رہا میری کوششوں کا نتیجہ مرزائیت کے برخلاف ، سو اسکی شہادت مالیر کوٹلہ اور حیدرآباد سے لے سکتے ہیں یا خود قادیان کے گردونواح سے پوچھ سکتے ہیں کہ قادیانی جلسوں کی وجہ سے قادیانی گھاس کیسی سوکھ کر مرجھا جاتی ہے

قادیانی دوستو سنو !

اما الزبد فیذ هب جفاء۔ ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

دونوں کا نیوتہ

مرزائی مذہب کی دونوں پارٹیاں ہمارے حق میں تو برابر کی حصہ دار ہیں سب سے پہلے مردم شماری کی رپورٹ پر لاہوری پارٹی کے اخبار پیغام نے اظہار مسرت کیا تھا اس سے علم حاصل کر کے قادیانی اخبار الفضل نے توجہ کی مگر اپنے سابق

برادر معظم کے حق میں الفضل لکھتا ہے :

یہ رپورٹ (سرحدی مردم شماری) بتاتی ہے کہ دس سال کے عرصہ میں صوبہ سرحد میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو خدا کا نبی ماننے والی جماعت نے ایسی نمایاں ترقی کی ہے کہ اس کے مقابلہ میں غیر مبایعین (لاہوری پارٹی) قابل ذکر ہی نہیں۔(الفضل قادیان ۲۴۔اگست ۱۹۲۳ء ص ۸)

پیغامی پارٹی کے ممبرو! تمہارے اس ہتک آمیز رنج میں ہمیں ہم دردی ہے مگر کیا کریں یہ ہتک تمہارے برادران بہشتیوں (یعنی قادیان کے بہشتی مقبرہ والے بہشتی) کی طرف سے ہے۔ہمارا اس میں کچھ دخل نہیں۔

محتسب را درون خانہ چہ کار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ستمبر ۱۹۲۳ء مطابق ۲۵ محرم ۱۳۴۲ھ جلد ۲۰ نمبر ۴۵ ص ۳۔۴)

پنڈت دیانند اور منشی غلام احمد

آج کل قادیانی اور آریہ اخباروں کی تو تو، میں میں یہاں تک پہنچی ہے کہ آریہ اخباروں نے بہ نیت ہتک جناب مرزا غلام احمد قادیانی کو منشی غلام احمد لکھنا شروع کیا ہے۔وجہ اس کی کیا پیش آئی۔

ہندوؤں کی اصطلاح میں مذہبی علوم کے ماہر کو پنڈت کہتے ہیں اور داڑھی مونچھ منڈا سادھو ہو،تو اسے سوامی بولتے ہیں۔

گویا پنڈت مولوی یا عالم کے مقابلہ میں ہے اور سوامی صوفی کے مقابلہ میں آریہ اخبارات دیانند جی کو سوامی لکھا کرتے ہیں کیونکہ داڑھی مونچھ منڈا کر سادھو تھے۔چنانچہ اہل حدیث میں بھی ان کو اسی لقب سے لکھا جاتا ہے۔مگر قادیانی اخبارات مرزا صاحب قادیانی کی تقلید میں ان کو پنڈت دیانند لکھا کرتے ہیں۔

آریہ اخباروں نے اس کو ہتک سمجھ کر قادیانیوں کو نوٹس دیا کہ تم اس ہتک سے باز آجاؤ ورنہ ہم بھی تمہارے پیشوا کو بجائے مرزا کے منشی لکھا کریں گے۔چنانچہ لکھتے ہیں۔ہم نے اس جنگ میں غور کیا تو آریوں کی غلطی پائی جس کا اعلان کرنا ہمارا

فرض ہے۔

پنڈت کا لفظ ہتک کا نہیں بلکہ عالمانہ لقب ہے۔ چنانچہ قادیانی تحریرات میں ایک جگہ مولوی نورالدین خلیفہ اول قادیان کو پنڈت لکھا ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو ہندی شعر

پہلے پریم پنتھ جو سانچے
نور دین پنڈت ووہو سانچے

(رسالہ کرشن اوتار۔ص ۵)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قادیانیوں کی نیت پنڈت لکھنے میں ہتک کی نہیں۔ مگر آریہ اخباروں کی نیت مرزا صاحب قادیانی کو منشی لکھنے سے ایک معمولی عرضی نویس یا سیالکوٹ کی کچہری کے محرر کی حیثیت میں دکھانی ہے، جو ایک طرح کی ہتک ہے۔

قادیانی دوستو! مرزا صاحب قادیانی کو منشی کا لقب لکھنے کی بابت عارفانہ نکتہ تم کو بتائیں، تو تم لوگ مانو گے نہیں۔ مگر ہمارا فرض ہے کہ تم کو بتا دیں۔

عرصہ ہوا تمہارے اخبار الحکم میں اس کے اڈیٹر ابوالحکم نے منشی ثناء اللہ لکھا تھا قدرت نے تم کو اس کا جواب دلوا دیا۔ نہ مانو تو سنو:

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ ستمبر ۱۹۲۳ء مطابق ۲۵ محرم ۱۳۴۲ھ جلد ۲۰ نمبر ۴۵ ص ۴)

جاپان میں قیامت خیز زلزلہ:

جاپان ملک میں زلزلے عام طور آیا کرتے ہیں اس لئے وہاں کے مکانات بھی بانس گھاس پھونس کے ہوتے ہیں۔ مگر اس دفعہ جو زلزلہ آیا ہے پچھلی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں۔ ہزاروں آدمی فوت اور لاکھوں زخمی ہو چکے ہیں۔ ابھی سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ اللہ تعالی اپنے بندوں پر رحم فرمائے

قادیانی الہامی تھیلے میں اس قسم کے واقعات بہت کچھ جمع رہتے ہیں۔ دیکھئے زلزلہ جاپان کی بابت کیا کچھ نکلتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ ستمبر ۱۹۲۳ء۔ ۲ صفر ۱۳۴۲ھ ج ۲۰ نمبر ۴۶۔ ص ۱۲)

احمدی تثلیث کا تیسرا اقنوم

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ قادیانی امت کے دو فرقے مشہور ہیں۔ ایک محمودی دوسرا لاہوری۔ تیسرا فرقہ چند روز ہوئے تیماپور میں عبداللہ تیماپوری کی وجہ سے پیدا ہوا تھا، لیکن وہ تو قدرے خاموش ہوا ہے، اس لئے پنجاب ہی میں ایک جدید فرقہ مرزائیہ پیدا ہوا ہے جس کے سرگروہ عبداللطیف نامی کوئی صاحب ضلع جالندھر کے ہیں۔

ان کے کسی مرید کو قادیانی جماعت کے کسی فرد نے چندہ وغیرہ بھیجنے کے متعلق خط لکھا، جس کا جواب جو اس نے دیا، وہ دفتر اخبار اہل حدیث امرتسر میں بھی بغرض اشاعت آیا ہے۔ ناظرین اسے بطور ضیافت طبع مطالعہ کریں:

احمدی تثلیث کا تیسرا اقنوم

جناب! آپ کا خط مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۲۳ء چندہ کی بابت پہنچا۔ اور نیز چودھری غلام جیلانی خان کے خط میں آپ نے دریافت کیا ہے کہ ہمارا تعلق حضرت مولوی عبداللطیف صاحب سے کیسا ہے۔

سو جواباً عرض ہے کہ چندہ بھیجنے میں تو ہمیں کوئی عذر و انکار نہیں۔ لیکن چندہ بھیجنے سے پہلے اس امر کا فیصلہ ہونا نہایت ضروری ہے کہ جناب مولوی عبد اللطیف صاحب کو ان کے دعاوی میں راست باز سمجھنے کی وجہ سے ہمیں خارج از جماعت اور خارج از دائرہ اسلام کیوں سمجھا جاتا ہے، جب کہ ہم حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کو بھی ان کے تمام دعاوی میں راست باز سمجھتے ہیں۔ ہم حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کو مسیح موعود آخر الزمان اور مسیح ہونے کی حیثیت سے اپنے وقت کے مہدی موعود اور امام الزمان اور مجدد اور کرشن اور نبی اور رسول سمجھتے ہیں۔ اور ہم حضرت مولوی نور الدین صاحب کو بھی مہدی موعود سمجھتے ہیں کیونکہ آپ کے مہدی ہونے کے متعلق آنحضرت ﷺ کے سات وعدے آپ میں پورے ہوئے (ملاحظہ ہو خلافت احمدیہ) اور ہم صدق

دل سے یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت مولوی عبد الطیف صاحب اس وقت خدا کے نبی اور رسول اور امام مہدی آخر الزمان اور مجدد ہیں۔

آپ کے دعاوی بے دلیل نہیں۔ ہم آپ کے دعاوی کو صداقت کے ان تمام معیاروں کی رو سے صحیح پاتے ہیں جن کے ذریعہ حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب نے اپنی سچائی ثابت کی ہے۔ حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب کے دعاوی کی صداقت کیلئے حقیقۃ الوحی کی طرز کے دو تین سو نشان اس وقت تک خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہو چکے ہیں جن کا معتبر ثبوت زندہ گواہ دوست دشمن موجود ہیں۔

احادیث نبویہ سے اس آخری زمانہ میں تین مہدیوں کے آنے کا ثبوت ملتا ہے۔ ایک ذوشجہ مہدی، دوسرے مسیح مہدی، تیسرے امام مہدی،

ذوشجہ مہدی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اول حضرت عمرؓ کی اولاد سے ہوگا۔ دوسرے اس کے ماتھے پر ایک زخم ہوگا جس کا اثر ہڈی تک پہنچا ہوگا۔، تیسرے وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ چوتھے وہ مسیح کے ظہور سے پہلے دنیا میں کام کر رہا ہوگا۔ پانچویں وہ مسیح کی نمازوں کا امام ہوگا۔ چھٹے وہ مسیح کا جنازہ پڑھائے گا۔ ساتویں مسیح کی وفات کے بعد اس کا خلیفہ ہوگا۔

یہ ساتوں وعدے حضرت مولوی نورالدین صاحب کی ذات میں پورے ہوئے، اس لئے آپ مہدی موعود تھے۔

آپ صرف خلیفہ ہونے کی حیثیت سے مہدی نہ تھے بلکہ خلافت کے علاوہ آنحضرت ﷺ کے چھ اور وعدے مہدی ہونے کے متعلق آپ کی ذات میں پورے ہوئے۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے جو آپ کو دوسرے علماء سے ممتاز کر کے آپ کو مہدی موعود بناتا ہے۔

صحیح مسلم کی وہ حدیث حضرت مولوی نورالدین صاحب پر خوب چسپاں ہوتی ہے جس میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کا امیر مسیح سے کہے گا کہ آپ نماز پڑھائیں۔ اس کے جواب میں مسیح کہے گا کہ یہ امت بہترین ہے، اس لئے

آپ ہی نماز پڑھائیں۔ چونکہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نبی نہ تھے، اس لئے وہ مسیح سے کم تر شان کے اور غیر نبی مہدی تھے۔ پس لا مھدی الا عیسی کے یہ معنی ہوئے کہ بجز عیسی کے اس وقت کوئی مہدی عیسی کی شان کا نہ ہوگا۔ جیسے لا فتی الا علی۔ یعنی علی کے زمانہ میں اس کی شان کا کوئی دوسرا جوان سوائے علی کے نہ تھا۔

دوسرا مسیح مہدی۔ حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب نے جہاں اپنے دعوی مسیح ومہدی کی وضاحت کی ہے وہاں خوب کھول کر لکھ دیا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور مسیح ہونے کی حیثیت سے اپنے وقت کا مہدی موعود ہوں۔ اور میرے علاوہ بعض اور قسم کے مہدیوں کا وعدہ بھی احادیث سے ثابت ہے لیکن میں صرف مسیح مہدی ہوں، یعنی وہ مہدی ہوں جسکے متعلق لکھا ہے کہ وہ مسیح موعود بھی ہوگا (ملاحظہ ہو چشمہ معرفت حاشیہ ٹائٹل پیج)

حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ مسیح موعود تو میں ہوں اور مسیح کے علاوہ جس امام مہدی کا انتظار تم کو احادیث نبویہ سے ہے وہ میری زندگی میں نہیں آسکتا کیونکہ ایک ہی وقت میں دو بڑی شان کے آدمیوں کے آنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں میرے بعد اس کا آنا ممکن ہے (ملاحظہ ہو ازالہ اوہام صفحہ ۲۱۵، ۲۳۳، ۲۳۷)

تیسرا امام مہدی۔ حضرت مولوی عبد الطیف صاحب کا دعوی ہے کہ وہ امام مہدی آخر الزمان جسکا انتظار علاوہ مسیح موعود کے احادیث نبویہ سے پایا جاتا ہے اور جس کے متعلق حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب نے لکھا ہے کہ وہ میری زندگی میں تو نہیں لیکن میرے بعد آسکتا ہے، وہ مہدی آخر الزمان میں ہی ہوں۔ جس طرح حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کا دعوی مسیح موعود ہونے کا الہام کی بنا پر تھا اسی طرح حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب کا دعوی امام مہدی وحی الہی کی بنا پر ہے۔

چونکہ حضرت مرزا صاحب وہ امام مہدی نہ تھے جس کا انتظار علاوہ مسیح موعود کے احادیث نبویہ میں پایا جاتا ہے، اس لئے آپ (مرزا غلام احمد) کو امام

مہدی ہونے کا الہام بھی نہیں ہوا۔
اگر کوئی احمدی دوست حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کا کوئی ایسا الہام پیش کر دے جس میں خدا تعالی نے انہیں مہدی کہا ہو، تو اسے یک صد روپیہ انعام دیا جائے گا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ مرزا (غلام احمد) صاحب کا کلام نہ ہو، بلکہ خدا تعالی کا کلام یا الہام ہو، جسے حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب نے اپنی زندگی میں اپنی تصنیفات میں، اپنے مجموعہ الہامات میں درج کر دیا ہو۔
چونکہ مرزا صاحب کو الہام ہوا جعلنا ك المسيح ابن مر يم، اس لئے آپ کا اصل دعوی تو مسیح موعود ہونے کا تھا اور چونکہ مسیح کا کام بھی ہدایت دینا تھا اس لئے مسیح ہونے کی حیثیت سے وہ اپنے وقت کے مہدی موعود بھی تھے اور لا مهدي ا لا عيسى کے بھی یہی معنی ہیں کہ بجز عیسی کے اس وقت کو دوسرا مہدی عیسی کی شان کا نہ ہوگا۔ پس مرزا (غلام احمد) صاحب کا اصلی دعوی امام مہدی آخر الزمان ہونے کا نہ تھا اسی وجہ سے آپ کو ایسا الہام نہ ہوا۔ آپ کا اصلی دعوی مسیح موعود ہونے کا تھا جس کے متعلق آپ کو الہام ہوا
تیسرے حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب اپنے دعوی امام مہدی آخر الزمان کا ثبوت اس طرح پیش کرتے ہیں کہ قرآن شریف احادیث نبویہ نعمت اللہ ولی، محی الدین ابن عربی، دانیال نبی کی پیش گوئیوں سے اس آخری زمانہ میں دو بڑی شان کے نبیوں کے آنے کا وعدہ پایا جاتا ہے اور ان پیش گوئیوں میں ان دونوں کے لئے دو مختلف مگر قریب قریب کے زمانے مقرر کئے گئے ہیں پس ان پیش گوئیوں کے مطابق ایک موعود تو حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب تھے اور دوسرے موعود مولوی عبد اللطیف ہیں جو اپنے وقت پر یعنی ۱۳۳۹ھ، ۱۳۴۰ھ میں ظاہر ہوئے۔ جو احمدی دوست آپ کے دلائل کو توڑ کر آپ کے دعوی کو جھوٹا ثابت کر دے انہیں ایک ہزار انعام دیا جائے گا جس کے حصول کی وہی شرائط ہیں جو براہین احمدیہ کے دس ہزار روپئے کے انعام کے حصول کے لئے ہیں۔
۴۔ ہمارے بعض احمدی دوست ان معقول دلائل کے مقابلہ میں عاجز آ کر

گالیوں پر اتر آتے ہیں اور حضرت مولوی عبد اللطیف (گنا چوری) کو مجنون کہنے لگ جاتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں جنون ایسا مرض نہیں جو چھپائے چھپ سکے۔ جنون کا کوئی ثبوت تو پیش کرنا چاہیے اگر بغیر ثبوت کے کسی مخالف کو مجنون کہنا جائز ہے تو پھر ہر شخص اپنے مخالف کو مجنون کہہ سکتا ہے۔

اگر آپ کے دعاوی کی وجہ سے جو نہایت زبردست دلائل اپنے ساتھ رکھتے ہیں، آپ کو مجنون کہنا جائز ہے، تو پھر حضرت مرزا صاحب کے مخالفوں کے لئے بھی آپ کو مجنون کہنا جائز ہوا۔ حضرت مولوی عبد اللطیف کو مجنون کہنے والے ہمارے بعض دوست ہیں جو پنجابی ہیں، اور ظاہری علوم وفنون میں ترقی کی وجہ سے انگریزوں کی فراست پنجابیوں کی نسبت نہایت اعلی درجہ کی تیز ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے حضرت مرزا صاحب (قادیانی) نے اپنی تصویر یورپین مما لک میں بھجوا دی تا کہ وہ لوگ اپنی اعلی درجہ کی تیز اور خدا داد فراست سے مرزا صاحب کی شکل وصورت کو دیکھ کر پہچان لیں کہ یہ شخص اپنے دعوی مسیح موعود میں راست باز ہے یا مجنون۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ ایک انگریز پادری جے ڈانیل مرزا صاحب (قادیانی) کی تصویر کو کافی نہ سمجھ کر خود آپ کی زندگی میں قادیان جاتا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ مرزا (غلام احمد) صاحب مجنون ہیں اور وہ آپ سے تحریری سوالوں کے ذریعہ دریافت کرتا ہے کہ یہ دماغی عارضہ آپ کو کب سے ہوا۔ دعوی سے پہلے یا بعد میں ۔اور کیا علاج کرایا۔

ان سوالات کا جواب مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو اپنے ریویو آف ریلیجنز میں دیتے ہوئے بڑی مشکلات کا سامنا ہوا، اور انہوں نے بڑے پیچ و تاب کھائے کیونکہ مرزا (غلام احمد) صاحب کو دوران سر کا عارضہ تھا جس کی وجہ سے ان کا مخالف انہیں مجنون سمجھنے میں اپنے تئیں حق پر سمجھتا تھا۔

پس اگر پنجابی احمدیوں کے بلا وجہ اور بلا ثبوت اقوال کے مطابق حضرت عبد اللطیف صاحب مجنون ہیں تو ڈانیال صاحب بہادر کے قول کے مطابق مخالفوں کے نزدیک مرزا (غلام احمد) صاحب بطریق اولی مجنون ثابت

ہوتے ہیں۔

ہمارے احمدی دوستوں کا مجنون کہنا حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب کا ایک بین ثبوت ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے

كذلك ما اتى الذين من قبلهم من رسول ا لا قا لوا ساحر او مجنو ن -

اور فرماتا ہے

ما يقا ل لك ا لا ما قد قيل للرسل من قبل -   والسلام

پس مہربانی کر کے آپ جلد اس بات کا فیصلہ کر کے ہمیں لکھیں کہ ہم کن دلائل کی رو سے خارج از جماعت اور خارج از اسلام ہیں۔اس کے بعد چندہ کا سوال کریں

المرسل: حضرت میاں صاحب کا خادم:

سعادت علی خان احمدی ساکن موضع بیرم پور تحصیل گڈھ شنکر ضلع ہشیار پور۔ پنجاب

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ ستمبر ۱۹۲۳ء۔ ۹ صفر ۱۳۴۲ھ ج ۲۰ نمبر ۴۷ ص ۷۔۹)

کیا احمدی گورنمنٹ برطانیہ کے ایجنٹ ہیں؟

سکھ اخبار لائل گزٹ، لاہور لکھتا ہے:

احمدیوں نے جرمنی کے پایہ تخت میں ایک عالی شان مسجد بنوائی ہے اس مسجد کی تعمیر کی خبر سن کر مصری قوم پرستوں کے ڈیپوٹیشن (حزب الوطنی) نے جو آج کل یورپ میں مصریوں کا دکھڑا سنانے کے لئے پھر رہا ہے، اعلان کر کے اہل جرمنی کو متنبہ کیا ہے کہ ہندوستان کے احمدی مسلمان (مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو) برطانوی گورنمنٹ کے ایجنٹ ہیں اور مسجد برلن برطانیہ کی امداد سے برطانوی کالونیزیشن سسٹم کی وسعت کی غرض سے قائم کی گئی ہے۔جرمنوں کو اس جماعت کے ہتھکنڈوں سے آگاہ رہنا چاہیے۔

ایک دو ترک قوم پرستوں نے بھی جرمن اخبارات میں اہل جرمنی کو احمدیوں کی طرف سے محتاط رہنے کا مشورہ دیا ہے تاکہ مسجد ان کے ملک میں برطانیہ کی جاسوسی کا مرکز نہ بن جائے۔

یہ امر کہ احمدی گورنمنٹ برطانیہ کے ایجنٹ ہیں مبالغہ آمیز معلوم ہوتا ہے لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کبھی برطانیہ نے احمدی مشنریوں سے یہ کام لینا چاہا تو وہ ہرگز انکار نہ کریں گے۔ ہندوستان کی تمام جماعتوں سے آج کل وہ برطانیہ کی وفاداری میں گوئے سبقت لے جانے کی کوشش میں ہیں۔ مذہبی جھگڑوں میں احمدی نہایت گہری دل چسپی لیتی ہے ہندو مسلم اتحاد کی ان دنوں اس جماعت نے نہایت سختی کے ساتھ مخالفت کی ہے اور ہندوؤں سے مسلمانوں کو چھوت چھات روا رکھنے یا ہندوؤں کا بائی کاٹ کرنے کی تجاویز اس جماعت نے نہایت شدومد کے ساتھ پیش کی ہیں۔ سوراجیہ نام پر جس قدر تمسخر یہ جماعت اڑاتی ہے اتنا انگریز بھی نہیں اڑاتے۔ اور اگر ان کے پولیٹکل خیالات کا صحیح اندازہ لگانا ہو تو وہ اڈریس پڑھا جائے جو مسٹر مانٹیگو کو اس جماعت نے ۱۹۱۷ء میں دیا تھا۔ ان حالات میں اس جماعت کو جہاں تک پالیٹکس کا تعلق ہے برطانیہ کا ایجنٹ کہنے میں مصریوں یا ترکوں نے کسی بہت بڑے مبالغے سے کام نہیں لیا دوسری طرف یہ لوگ بہت پکے اور پر جوش احمدی مسلمان ہیں لیکن ان کے مذہب سے جرمنوں مصریوں یا ترکوں کو کوئی واسطہ نہیں۔ (لائل گزٹ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۳ء۔)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ ستمبر ۱۹۲۳ء۔ ۱۶ صفر ۱۳۴۲ھ ج ۲۰ نمبر ۴۸ ص ۴۔ و ۹)

قادیانی نبی کی برکت جاپان میں۔ نمبر ا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ قادیانی نبی (مرزا غلام احمد) کا طریقہ تھا کہ دنیا میں جو کچھ بھی حوادث پیدا ہوں، لوگوں پر کوئی مصیبت آئے، وہ خوش ہوتے اور کہتے کہ،

میں اس لئے خوش ہوں کہ یہ میری سچائی کی نشانی ہے۔،
قرآن مجید میں ایک قوم کا طریق عمل یوں مذکور ہے :

ان تصبکم سیئة یفر حوا بها ،

وہی طریق قادیانی نبی اور قادیانی امت کا ہے۔ جب کبھی دنیا میں کوئی تکلیف آئے ، وہ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ چونکہ ہم کو ان کے خیالات اور اصول کا علم ہے، اس لئے ہم نے اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۴ ستمبر گذشتہ میں تنبیہ کے طور پر لکھا تھا کہ دیکھیں جاپانی زلزلہ پر قادیان سے کیا نکلتا ہے۔

آخر کار ہمارا قیاس صحیح ثابت ہوا، چنانچہ قادیانی امت کے اخبارات الحکم، الفضل نے یکے بعد دیگرے آواز اٹھائی جس کا ملخص یہ ہے کہ جاپانی زلزلہ ہمارے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی سچائی کی دلیل ہے۔ اس پر قادیانی نبی کی عبارتوں سے اقتباس نقل کیا ہے۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں :

قیامت خیز زلزلہ سے تباہی

حضرت مسیح موعود کی انذاری پیش گوئی

اس ہفتہ کے وحشت ناک واقعات میں سے جاپان کے زلزلہ کی خبر ہے جس نے جاپان کی سرزمین میں قیامت برپا کر دی ہے۔ لاکھوں انسان ہلاک ہو گئے اور بقول اخبارات آج یہ حالت ہے کہ مردوں کے بجائے زندوں کا شمار آسان ہے۔

اس زلزلہ کا اثر ہر طبقہ اور حیثیت کے لوگوں پر ہوا ہے۔ ایک مفلس گداگر سے لے کر شاہی خاندان تک یکساں متاثر ہوا ہے۔ کوئی گھر ایسا نہیں جہاں تباہی اور موت نے اپنا دام وسیع نہ کیا ہو۔ حالات اس قدر بھیانک اور خوف افزاء ہیں کہ ان کے تصور سے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں اس زلزلہ کے متعلق صرف اسی پہلو کو دکھانا چاہتا ہوں جو انسان کو خدا پر ایک ایمان اور گناہ سوز فطرت پیدا کرنے میں مؤید ہوتا ہے اور میں اس آواز کو پہنچانا چاہتا ہوں جو جاپان کی تباہ زدہ بستیوں سے اٹھ رہی ہے کہ

الملك یو مئذ للہ الوا حد القھا ر

حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے ۱۹۰۵ء میں الوصیت شائع کرتے ہوئے فرمایا تھا:

حوادث کے بارے میں جو علم مجھے دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائے گی، اور زلزلے آئیں گے، اور شدت سے آئیں گے، اور قیامت کا نمونہ ہوں گے اور زمین کو تہ و بالا کر دیں گے اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائے گی۔

سنت اللہ سے نا واقف اور خدائے تعالیٰ کی قہری تجلیات سے بے پرواہ انسان ان باتوں کو سن کر ہنس دیتا ہے اور منہ پھیر کر ان انذاری آیات پر سے گزر جاتا ہے۔ مگر دانش مند اور خدا ترس دل ڈر جاتا ہے اور خدا کے غضب کے آثار کو دیکھ کر توبہ کرتا اور اس سے صلح کا عہد باندھتا ہے۔

جاپان کا یہ زلزلہ کچھ شک نہیں مادی اسباب کے ماتحت آیا ہے اور خدائے تعالیٰ کے قانون قدرت کا ایک کرشمہ ہے۔ مگر اس میں بھی شک نہیں کہ اس میں عبرت اور بصیرت کے لئے ایک زبردست اور مؤثر سبق ہے۔

زلازل کے نشانات کی خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو متعدد مرتبہ خبر دی اور کبھی وہ اپنے ان معنوں میں اور کبھی اپنی کیفیت کے لحاظ سے پوری ہوئی۔ مگر حضرت مسیح موعود کی تصنیفات اور الہامات سے یہی پتہ لگتا ہے کہ زلزلہ عظیمہ کی پیش گوئی پانچ مختلف وقتوں میں زلازل ہی کے رنگ میں پوری ہوگی اس لئے یہ زلزلہ عظیمہ بھی اسی کے موافق ایک زبردست قہری نشان ہے۔

(الحکم قادیان ۱۴۔ستمبر ۱۹۲۳ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

راستی کی بات ہے کہ اپریل ۱۹۰۵ء میں جب زلزلہ عظیمہ پنجاب میں آیا تو اس کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی نبوت کی دلیل بنا کر ایک دوسرے زلزلہ کی بابت ۲۱۔اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک اشتہار دیا تھا جس کی سرخی تھی:

النّداء من و حی السّماء ۔ یعنی زلزلہ عظیمہ کی بابت پیش گوئی۔

اس کے بعد اسی کی تائید میں ۲۹۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو مرزا صاحب نے اشتہار دیا جس کا مضمون یہی تھا جو الحکم نے نقل کیا ہے۔ اس لئے ہمیں اس سے انکار نہیں ہونا چاہیے کہ حضرت مرزا صاحب قادیانی نے زلزلہ عظیمہ کی بابت پیش گوئی کی تھی۔

مگر ایک بات قابل اظہار ہے جس سے یہ سارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ وہ یہ ہے کہ اس زلزلہ کا وقت اور مقام کیا ہے۔

ہم کو ضرورت نہیں کہ اس کے متعلق ہم خود کچھ کہیں جب کہ صاحب الہام (مرزا قادیانی) کے الفاظ موجود ہیں۔ سنئے جناب مرزا صاحب، ہاں مسیح موعود، ہاں مہدی مسعود، ہاں کرشن جی مہاراج، فرماتے ہیں:

> اب ذرہ کان کھول کر سن لو کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیش گوئی ہے اس کو ایسا خیال کرنا کہ اس کے ظہور کی کوئی بھی حد مقرر نہیں کی گئی، یہ خیال سراسر غلط ہے کہ جو محض قلت تدبر اور کثرت تعصب اور جلد بازی سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ یہ پیش گوئی میری زندگی میں، اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آوے گی۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم۔ ص ۹۷)

احمدی دوستو! یہ عبارت اگر ترکی یا سنسکرت میں نہیں بلکہ صاف اور فصیح ملکی زبان اردو کے الفاظ ہیں، تو کوئی وجہ نہیں کہ تم لوگ زلزلہ جاپان کو اس پیش گوئی کا مصداق بناؤ۔

ہاں ایک صورت ہوسکتی ہے کہ جس طرح حضرت ممدوح (مرزا قادیانی) نے لکھا ہے دمشق سے مراد قادیان اس لئے ہے کہ دمشق کے خط میں قادیان واقع ہے، اس طرح جاپان بھی مرزا صاحب قادیانی کا ملک ہے کیونکہ جاپان سے قادیان تک سیدھا ایک خط کھینچا جا سکتا ہے۔

مرزا صاحب قادیانی کے مخالف اگر یہ نہ مانیں تو انہیں چاہیے کہ اقلیدس کے اصول موضوعہ پڑھیں جن میں ثابت کیا گیا ہے کہ ہم ہر دو نقطوں میں خط ملا سکتے ہیں۔ ٹھیک اسی قاعدے کے ماتحت ہم جاپان اور قادیان میں خط ملا سکتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی مخالف کہدے کہ اس طرح تو قادیان اور جہنم میں بھی خط ملا سکتے ہیں

۔تو ایسے ضدی لوگوں کا جواب ہمارے پاس نہیں ۔

بہرحال جناب مرزا صاحب قادیانی نے جس زلزلہ عظیمہ کی خبر دی تھی اس کا محل وقوع اپنا ملک اور اس کا زمان وقوع اپنی زندگی بتایا تھا ۔ ملک کا جواب تو ہم نے خود ہی دے دیا کہ جاپان اور قادیان میں اتصال ہوسکتا ہے، زندگی کا جواب یہ ہے جو شیخ سعدی کے لفظوں ہے

نوشروان نمرد کہ نام نکو گذاشت
گرچہ بسا گذشت کہ نوشیرواں نماند

حضرت مرزا صاحب قادیانی اپنے روشن نام کی وجہ سے مرے نہیں ، گو بہشتی مقبرے میں دفن ہو چکے ہیں تاہم زندہ ہیں :

ہر کہ شک آرد کافر گردد

قادیانی دوستو! ہم تم سے کہا کرتے ہیں کہ ہم تمہارے نبی کی تصنیفات کے تم سے زیادہ واقف ہیں۔ اس لئے کوئی مضمون خاص کر از قسم پیش گوئی لکھتے ہوئے ذرا سوچ لیا کرو کہ محکمہ تفتیش اہل حدیث میں اس پر تنقید ہو گی، تو ہمارے ایسا کہنے پر تم ناراض ہوتے ہو۔ اب بتاؤ کہ تم نے جو یہ زلزلہ والا مضمون لکھا ہے اس کے متعلق اگر ہمارا پیش کردہ حوالہ تمہیں معلوم تھا، تو تم نے کس دیانت سے زلزلہ جاپان کو مرزا جی کی پیش گوئی کا مصداق بنایا۔ اور اگر یہ حوالہ معلوم نہ تھا تو پھر تمہیں ہمارا دعوی (اعلمیت) ماننے میں کیا عذر ہے ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۔۵۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء مطابق ۲۳ صفر ۱۳۴۲ھ جلد ۲۰ نمبر ۴۹ ص ۱۔۳)

مرزائیت سے توبہ

میں آپ کو خوش خبری سناتا ہوں کہ میں نے مرزائی مذہب کو بالکل چھوڑ دیا ہے آپ دعا کریں اللہ تعالی مجھے صراط مستقیم پر قائم رکھے ۔ محمد حسن نائب مدرس مدرسہ گلیانہ پنجاب

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء ۔ یکم ربیع الاول ۱۳۴۲ھ جلد ۲۰ نمبر ۵۰ ص ۱۳)

قتل دجال باب لد پر

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

حدیث نبوی:

صحیح مسلم جلد۲ صفحہ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ سنن ترمذی جلد۲ صفحہ ۴۷۔ جائزۃ الشعوذی جلد۲ صفحہ ۱۱۰۔ مسند احمد جلد۴ صفحہ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ مشکوۃ مترجم جلد۴ صفحہ ۱۰۸۔ مرقاۃ جلد۵ صفحہ ۱۹۷ اشعۃ اللمعات جلد۴ صفحہ ۳۵۰، مظاہر حق جلد۴ صفحہ ۳۵۶، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۱، مختصر کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۷۔ ۳۸ پر حضرت نواس ؓ بن سمعان سے ایک مرفوع روایت آئی ہے جس کے ایک حصہ کے الفاظ (کا ترجمہ) یوں ہے:

پس دجال ملعون ایسے کاموں میں ہوگا کہ ناگہاں بھیجے گا اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم کو۔ پس وہ اتریں گے نزدیک منارہ سفید دمشق کے درحالیکہ ہوں عیسیٰ درمیان دو کپڑوں زرد کے رنگ کے رکھنے والے ہوں گے دونوں ہتھیلیاں اپنی اوپر بازو دو فرشتوں کے۔ جس وقت جھکاویں گے سر اپنا، ٹپکے گا پسینہ ان کا۔ اور جب اٹھاویں گے سر اتریں گے ان کے بالوں سے قطرے مانند دانوں چاندی کے کہ مانند موتیوں کے ہوں گے۔ پس نہ ہوگا کوئی کافر کہ پاوے دم حضرت عیسیٰ سے مگر کہ مر جاوے گا، اور دم ان کا پہنچے گا جہاں تک پہنچے نگاہ ان کی۔ پس ڈھونڈیں گے عیسیٰ دجال کو یہاں تک کہ مسیح پاویں گے دجال ملعون کو دروازہ لد پر پس قتل کریں گے اس کو۔

نوٹ: واضح ہو کہ لد ایک گاؤں ہے صوبہ فلسطین میں جو کہ ملک شام کا ایک حصہ ہے موضع لد شہر بیت المقدس سے شمال ومغرب کی طرف بحیرہ روم کے پاس موجود ہے۔ علامہ نووی نے بھی ایسا ہی لکھا (دیکھو نووی شرح مسلم جلد۲ صفحہ ۴۰۱)۔

حضرت عائشہ نے رسول خدا ﷺ سے ایک روایت کی ہے جس سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے (دیکھو مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۷۵)

مرزا قادیانی کی تحریریں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں:

یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسماعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے۔

(ازالہ اوہام حصہ اول۔ص ۲۲۰)

وہ دمشقی حدیث جو امام مسلم نے پیش کی ہے خود مسلم کی دوسری حدیث سے ساقط الاعتبار ٹھہرتی ہے اور صریح ثابت ہوتا ہے کہ نواس راوی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں دھوکا کھایا۔ (ازالہ اوہام۔حصہ اول۔ص ۲۲۷)

پھر آخر (دجال) باب لد پر قتل کیا جائے گا۔

لد ان لوگوں کو کہتے ہیں جو بے جا جھگڑنے والے ہوں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دجال کے بے جا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا۔

(ازالہ اوہام۔ص ۷۳۰ حصہ دوم)

پھر اس قول کی گویا خود ہی تردید فرماتے ہیں:

حضرت ابن مریم دجال کی تلاش میں نکلیں گے اور لد کے دروازہ پر جو بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے، اس کو جا پکڑیں گے اور قتل کر ڈالیں گے (ازالہ اوہام۔حصہ اول۔ص ۲۲۰)

او ل بلدة با یعنی الناس فیها اسمها لو د ها نه و هی او ل ارض قا مت شر فیها لا ها نة فلما کا نت بیعت المخلصین حربة لقتل الد جا ل ا للعین باشاعت الحق المبین اشیر فی الحد یث ان المسیح یقتل الد جا ل علی با ب ا للد با لضر بة الوا حدة فا للد ملخص من لو د هیا نه کما لا یخفی علی ذوی الفطا نة۔ (الهدی و التبصرة لمن یر ی۔ حا شیه۔ ص ۹۲)

یعنی سب سے پہلے میرے ساتھ لودہانہ میں بیعت ہوئی تھی جو دجال کے

قتل کے لئے ایک حربہ تھی اس لئے حدیث میں آیا ہے کہ مسیح موعود دجال کو باب لد میں قتل کرے گا۔ پس لد دراصل مختصر ہے لدھانہ سے۔

نوٹ: مرزا صاحب قادیانی کو دو جگہ اس حدیث کے صحیح ہونے سے انکار ہے، تیسری جگہ اس کی تاویل پر اصرار ہے، چوتھی جگہ لد کے ایک موضع ہونے پر اقرار ہے، پانچویں جگہ شہر لدھیانہ کے لد ہونے پر اصرار ہے۔ مرزا جی کو

نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔

قاضی اکمل صاحب اپنی کتاب ظہور المہدی طبع ۱۹۱۴ء قادیان، کے صفحہ ۲۵۳ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

لد، لداخ کا مخفف سمجھئے جو کشمیر سے پرے ہے جہاں حضرت عیسی کی قبر دریافت ہوئی عقیدہ ولدیت کا قلع قمع ہوگیا۔

ماسٹر عبدالرحمٰن بی اے اپنی کتاب، حضرت مسیح موعود و علماء زمانہ، حصہ دوم طبع روز بازار ۱۹۲۱ء امرتسر صفحہ ۸، اور اسلام کی پہلی کتاب، طبع روز بازار سٹیم پریس امرتسر کے صفحہ ۶۳ پر لکھتے ہیں:

لنڈن میں ایک محلّہ کا دروازہ باب الد ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ دجال باب الد پر قتل ہوگا سو ممکن ہے کہ پادریوں کے گروہ کو کامل شکست باب الد واقع لندن پر نصیب ہو۔ واللہ اعلم

نوٹ: پنجابی میں ایک ضرب المثل ہے گرو جنہاں ندے ٹپنے چیلے ناڑ شڑپ ۔ یہی حالت مرزا غلام احمد مسیح قادیان اور ان کے مریدوں کی ہے قاضی اکمل کو تو مقام لداخ کی سوجھی تھی، مگر ماسٹر صاحب نے شہر لندن کی طرف نظر دوڑائی۔ سچ ہے:

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء مطابق ۸ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ جلد ۲۰ نمبر ۵۱ ص ۶۔۷)

قادیانی نبی کی برکت جاپان میں۔ نمبر ۲

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس عنوان سے ایک مضمون اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۵۔اکتوبر ۱۹۲۳ء میں نکلا تھا جسکا جواب قادیانی اخبار الفضل مورخہ ۲۳۔اکتوبر ۱۹۲۳ء میں نکلا ہے جس کا یہ جواب الجواب ہے۔

یہ تو ناظرین کو معلوم ہے کہ دنیا میں کوئی بھی تکلیف کسی جگہ آئے، مرزائی امت اسکو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی صداقت کی دلیل بنایا کرتی ہے۔

۱۹۰۸ء میں حیدرآباد دکن میں طوفان آیا، تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مریدوں نے اسکو مرزا صاحب کی صداقت پر دلیل بنایا۔

ملک میں طاعون آیا، قحط آیا، تو ان سب کو مرزا صاحب قادیانی کی صداقت پر دلیل بنایا گیا۔

یہ تو بھلا اپنے ملک ہندوستان کے واقعات تھے، ان پر قبضہ کیا تو خیر کوئی حق شفع بھی تھا، لطف یہ ہے کہ گذشتہ ماہ میں جاپان میں زلزلہ عظیمہ آیا، اس کو بھی ان حضرات نے بڑے حضرت (مرزا قادیانی) کی صداقت پر دلیل بنایا۔

اخبار اہل حدیث امرتسر بھی چونکہ ان کا نبض شناس ہے، اس لئے ۱۴ستمبر ۱۹۲۳ء کے شمارہ میں لکھا گیا تھا کہ دیکھئے جاپانی زلزلہ کی نسبت قادیان سے کیا آواز آتی ہے۔

بس یہ کہنا تھا، او نگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ، قادیانی امت کے تمام اخبارات میں دھڑا دھڑ مضامین نکلنا شروع ہو گئے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی زندگی میں پیش گوئی کی تھی کہ ایک زلزلہ عظیمہ قیامت کا نمونہ آئے گا۔ چنانچہ جاپان میں زلزلہ آیا لہذا مرزا صاحب قادیانی سچے۔

اس کے جواب میں ہم نے حسب عادت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی کے الفاظ میں بتایا تھا کہ جس زلزلہ عظیمہ کی بابت مرزا صاحب قادیانی نے کہا تھا، اس کی بابت خود ہی فرمایا ہوا ہے کہ

وہ میری زندگی میں اور میرے ملک میں آئے گا۔

جاپان، مرزا صاحب کا ملک نہیں نہ مرزا صاحب قادیانی زندہ ہیں۔ دیکھو اخبار اہل حدیث امرتسر ۵۔اکتوبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۱۔۲

اس جواب سے قادیان میں زلزلہ عظیمہ آیا، تو ایک مضمون الفضل میں نکلا

جسکے الفاظ اورلب ولہجہ ہی بتا رہا ہے کہ راقم مضمون اوراس کی پارٹی اخبار اہل حدیث امرتسر کے مواخذہ سے بہت تنگ ہے۔ چنانچہ اس کے تمہیدی الفاظ یہ ہیں۔لکھتا ہے:

اخبار اہلحدیث مورخہ ۵۔ اکتوبر۱۹۲۳ء میں اڈیٹر صاحب اپنی بوم صفت آنکھوں سے کام لیتے ہوئے جو جاہلانہ تعصب کے باعث ہمیشہ پہلوئے تاریکی ڈھونڈتی ہیں خدا تعالی پیش گوئی پر جو کہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۹۷ پر حضرت مسیح موعود نے زلزلہ عظیمہ کے متعلق بایں الفاظ کی تھی کہ یہ پیش گوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدے کے لئے ظہور میں آئے گی ، ایک نہایت بیہودہ اور پاگلانہ اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ زلزلہ آپ کی زندگی میں ظہور پذیر ہونا چاہیے تھا۔تعجب ہے کہ اڈیٹر صاحب نے اس مضمون میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی کتب سے اچھی طرح واقفیت رکھنے کی ڈھینگ بہت ماری ہے لیکن باوجود اتنا بڑا دعوی کرنے کے ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ،الحکم، میں جو الفاظ زلزلہ کے متعلق لکھے گئے ہیں وہ ،الوصیت، کے ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ اس پیش گوئی کو زلزلہ عظیمہ والی پیش گوئی جو براہین احمدیہ میں کی گئی ہے ،کے ساتھ کیوں چسپاں کیا ہے۔، (الفضل قادیان ۲۳۔اکتوبر۱۹۲۳ء ص ۸)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس عبارت میں راقم مضمون نے خفگی تو بہت ظاہر کی، مگر بغور دیکھنے والوں کی نگاہ میں اخبار اہل حدیث امرتسر کے مضمون کی صحت پر دستخط کر چکا کیونکہ آخر میں اس نے صاف اعتراف کیا کہ اخبار الحکم قادیان میں جس پیش گوئی کا حوالہ دیا گیا ہے وہ رسالہ الوصیت سے منقول ہے، مگر زلزلہ عظیمہ والی پیشگوئی براہین احمدیہ میں ہے۔

مجیب کے ان لفظوں سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ اڈیٹر الحکم پر حرف گیری کرتا ہے کہ اس نے الوصیت کا نام کیوں لیا، کیونکہ الوصیت والی پیش گوئی واقعی جاپان کے متعلق نہیں۔ بہت خوب۔ اہل حدیث کو اس وقت الحکم ہی کو جواب دینا منظور تھا جس کا جواب آپ نے بھی تسلیم کر لیا۔

رہا آپ کا کہنا کہ براہین احمدیہ میں زلزلہ عظیمہ والی پیش گوئی الگ ہے، سو

اس کی بابت ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ایسا کہنے والا دھوکہ خوردہ ہے، یا دھوکہ دے رہا ہے۔ براہین احمدیہ میں زلزلہ عظیمہ کی بابت کوئی پیش گوئی نہیں۔ سچے ہوتو بحوالہ صفحہ اس کو نقل کرو۔

یادرہے براہین احمدیہ میں جو کچھ ہے وہ اہل حدیث (ثناءاللہ) سے مخفی نہیں مگر ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ مجیب اپنے دعوے کے مطابق براہین احمدیہ سے وہ الفاظ نقل کرے۔

براہین احمدیہ سے زلزلہ جاپان کی بابت ثبوت دینے والے کو یک صد چہرہ دارانعام دیں گے جو منظوری آنے پر امپیریل بنک میں جمع کرا دیا جائے گا۔

ہاں مجیب مذکور نے ہمارے مضمون کا ایک دوسرا جواب بھی دیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ لکھتا ہے:

دوسرے یہ کہ حضرت مسیح موعود نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۰۰ پر زلزلہ عظیمہ کے متعلق لکھا ہے

ربّ اخّر وقت ھذا اخّرہ اللہ الی وقت مسمّی

یہ ایک دعا ہے جو حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے اس زلزلہ کی تاخیر کے متعلق خدا تعالیٰ سے کی اور پھر خدا تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرما کر حضرت اقدس کو خبر دی کہ یہ زلزلہ کسی اور وقت پر ٹال دیا گیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اس کی تشریح حقیقت الوحی کے صفحہ ۱۰۰ کے حاشیہ پر اس طرح فرماتے ہیں:

پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا، بہت جلد آنے والا ہے۔ مگر بعد اس کے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے

ربّ اخّر وقت ھذا۔ اخّرہ اللّٰہ الی وقت مسمّی

یعنی خدا تعالیٰ نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ٹال دیا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی) نے موجودہ زلزلہ عظیمہ کے متعلق لکھ دیا ہوا ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے تاخیر

ڈال دی گئی ہے۔ پس یہ کہنا کہ مرزا (غلام احمد) صاحب کی زندگی میں آنا چاہیے تھا محض دھوکہ دہی ہے جس پر مولوی صاحب کو شرم آنی چاہیے۔

(الفضل قادیان ۲۳۔اکتوبر ۱۹۲۳ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خدا کی شان دعوی تو ہمارا ہے کہ اقوال مرزا کے مرزائیوں سے زیادہ حافظ بلکہ محافظ ہیں مگر ہمارے دعوی کی دلیل مرزائی خود دیتے ہیں۔

سنیئے! اس میں شک نہیں کہ جو عبارت تم نے بتائی ہے حوالہ مذکور صحیح ہے، مگر اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ زلزلہ عظیمہ موعودہ الہامیہ مرزا صاحب قادیانی کی موت کے بعد ہوگا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تھوڑی تاخیر ہو کر بھی مرزا صاحب کی زندگی میں ہوگا۔ ہمارے اس دعوی کی دلیل خود مرزا صاحب قادیانی کا الہام اسی حقیقۃ الوحی میں بصفحہ ۲۷ موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

اریك زلزلة السّاعة۔

(خدا فرماتا ہے) میں تجھے (مرزا قادیانی کو) زلزلہ مشابہ قیامت دکھاؤنگا

جب دکھانے کا وعدہ ہے، تو جتنی اس میں تاخیر ہوگی، وہ اسی قدر ہوگی کہ مرزا صاحب قادیانی کی زندگی میں آجائے اور مرزا صاحب قادیانی اسے دیکھ لیں۔ ورنہ یہ الہام جو بصیغہ خبر ہے، جھوٹ ہو جائے گا۔

قادیانی دوستو! مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے بعض الہامات کو لیتے اور بعض کو چھوڑتے ہو؟

افتومنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض۔

ہاں اخیر میں مجیب نے یہ خوب کہا:

ہم کو جاپان کے ساتھ ہمدردی ہے، لیکن یہ بتا دینا ضروری ہے کہ خدا تعالی کے عذاب اس وقت تک نہیں ٹل سکتے جب تک لوگ خدا کے فرستادہ کی مخالفت کو چھوڑ کر اس کے آگے سر تسلیم خم نہیں کرتے۔ اس لئے ہم نے اس وقت لوگوں کو خدا کے اس برگزیدہ کی طرف متوجہ کرنے کو قلم اٹھایا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

بہت خوب! مگر یہ بتاؤ کہ جاپان کوتمہارے برگزیدہ کی تبلیغ پہنچی ہے جس کوسن کران بے چاروں نے مخالفت کی ہو،جس کے نتیجہ میں ان پر یہ زلزلہ عظیمہ آیا۔ بندہ خدا! مخالفت کرنے والے تو خود قادیان میں موجود ہوں، جو سالانہ جلسے کرکے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نہ صرف مخالفت کریں، بلکہ گردونواح کے لوگوں کو بھی مخالف کرنا سکھاویں۔ان پرتو زلزلہ نہ آئے۔

آئے تو بے چارے جاپانیوں پرآئے،جو ہزاروں میل دور دراز جزائر میں رہتے ہیں۔جن کواس پنجابی نبی کی خبر بھی نہ ہو۔اور نہ وہ مخالفت کرتے ہوں۔

قادیانی دوستو! وہ (مرزا قادیانی) تو برگزیدہ سہی،مگر تمہیں کیا ہوگیا تم اچھے بھلے ہوکر مارگزیدوں کی سی باتیں کرتے ہو۔افسوس اس برتے پر تتاپانی،اسی برگزیدہ کو لے کرتم انگلستان اورامریکہ جاتے ہو

ابھی دل ربائی کے انداز سیکھو
کہ آسان نہیں دل لبھانا کسی کا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ نومبر ۱۹۲۳ء مطابق ۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ا ص ۳۔۴)

کھلی چٹھی بنام عزیز محمد خان احمدی وکیل

ومنشی عبدالخالق احمدی ڈیرہ غازی خان

جناب مولوی عبدالعزیز واعظ اہل حدیث کانفرنس، ڈیرہ غازی خان سے لکھتے ہیں:

مکرمی عزیز محمد خان صاحب وکیل۔...

آپ نے اتوار کے روز مسجد احمدیہ میں دوران تقریر کہا تھا:

ہندوستان کے علماء نے بھی گاندھی کی پیروی میں لگ کر یہ فتوی دیا ہے کہ گائے حرام ہے۔،

آپ سے چند دفعہ حوالہ علماء طلب کیا گیا کہ کس اشتہار میں یہ فتوی چھپا ہے۔آپ نے ابھی تک جواب نہیں دیا۔ براہ نوازش جواب دے کرمشکور فرماویں ورنہ سمجھا جائیگا کہ جناب نے حضرت مرزا صاحب کی سنت قدیمہ پرعمل کیا ہوا ہے۔

مکرمی حکیم منشی عبدالخالق احمدی: آپ نے روبرو گواہان معتبرین فرمایا ہے:

۱۔ سلطان محمد نے مرزا صاحب کی خدمت میں خط لکھا کہ میں آپکی پیشگوئی موت سے ڈر گیا ہوں۔ وہ خط عکسی موجود ہے جس کی تصدیق بھی سلطان محمد سے ہوسکتی ہے۔،

براہ نوازش وہ خط دکھا دیں جو تصدیق شدہ ہو۔

۲۔ آپ نے فرمایا تھا کہ

مولوی عبدالباری صاحب نے لکھا ہے کہ مہدی نے اسی زمانہ میں آنا تھا۔ وہ نہیں آیا۔ وہ گاندھی ہے۔،

براہ نوازش حوالہ دکھا دیں

۳۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مولوی محمد علی اور شوکت علی نے لکھا ہے کہ

ہم نے فضول طور پر ساری عمر حدیث اور قرآن پڑھنے میں ضائع کی ہے۔ اب ہم اپنی عمر کا باقی حصہ گاندھی کے سپرد کرتے ہیں۔ اس کے اختیار میں ہے جو چاہے کرے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ نومبر ۱۹۲۳ء مطابق ۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۱ ص ۸)

مذہب مرزا قادیانی

حکیم نورالدین کی زبانی

جناب بابو حبیب اللہ کلرک نہر اپر باری دوآب امرتسر لکھتے ہیں

مرزا قادیانی کے دعاوی:

۱: کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۹۵ پر مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

میں وہ مسیح ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔

۲۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۲ نمبر ۱۱۔۱۲ نومبر دسمبر ۱۹۰۳ء کے صفحہ

۴۰۷ پر مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت میں اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی وہ میں ہی ہوں

۳۔ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۴ اور حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۱۲ و ۲۶۵ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا فرمان ہے:

میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اس واسطہ کو ملحوظ ہو کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔

۴۔ لیکچر موسومہ ، اسلام ، (جو نومبر ۱۹۰۳ء میں بمقام سیالکوٹ دیا گیا) کے صفحہ ۳۳ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا فرمان ہے:

میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہوگئی ہے جیسا کہ میں مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہیے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں۔

۵۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۰ پر مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

اور اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں، سو وہ میں ہوں..

اسی طرح خدا نے میرا نام ذوالقرنین بھی رکھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی میری نسبت یہ وحی مقدس کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء

جس کے معنی ہیں کہ خدا کا رسول تمام نبیوں کے پیرایوں میں یہ چاہتی ہے
کہ مجھ میں ذولقرنین کے بھی صفات ہوں۔

مرزا قادیانی کا مذہب:

مندرجہ بالاتحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے مسیح موعود، مہدی مسعود، نبی و رسول، کرشن اوتار، ذولقرنین اور سب نیک اور راست باز مقدس نبیوں کا نمونہ ہونے کا دعوی کیا تھا۔ان دعاوی کے علاوہ مرزا غلام احمد صاحب نے مجدد، امام، محدث، رجل فارسی، حارث، خاتم الاولیاء، خاتم الاولاد ہونے کا دعوی کیا تھا۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے زمانہ میں اسلامی فرقے اہل سنت واہل تشیع مقلد و غیر مقلد اہل حدیث حنفی شافعی ومالکی وحنبلی و بہائی نیچری مہدوی اہل خارجی وغیرہ موجود تھے۔اب سوال یہ ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ان اسلامی فرقوں میں سے کس فرقہ پر تھے؟

اس سوال کا جواب حکیم نورالدین صاحب بھیروی نے ۲۹۔اگست ۱۹۱۲ء کو جو دیا وہ اخبار بدر مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۱۲ء کے صفحہ ۳ پر ان الفاظ میں شائع ہوا تھا کہ:

> حضرت مرزا صاحب اہل سنت والجماعت خاص کر حنفی المذہب تھے اسی طائفہ ظاہرین علی الحق میں سے تھے الحمدلله رب العالمین

چودھویں صدی کے حنفیوں کو مبارک ہو کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیحیت ومہدویت ونبوت ورسالت وکرشنیت وامامت ومجددیت وغیرہ بقول حکیم نورالدین حنفی المذہب تھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ نومبر ۱۹۲۳ء مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۲ ص ۲۔۳)

اعلان

جناب فضل الہی قاضی کوٹ آغا تحصیل پسرور لکھتے ہیں:

خاکسار نے مباحثہ درمیان اہل سنت وفرقہ مرزائیہ قادیانی کے درباره صداقت مسیح قادیانی سنا۔

فرقہ مرزائیہ سے مولوی غلام رسول ساکن راجیکی اور فرقہ اہل حدیث سے جناب حافظ حبیب اللہ ساکن گرز بردار ضلع سیالکوٹ تھے۔

اس مباحثہ میں چونکہ مولوی غلام رسول صداقت مسیح قادیانی کے بارے میں بالکل لاجواب رہے ہیں، لہذا میں اعلان کرتا ہوں کہ میں مرزا قادیانی کو دعوی مسیحیت ومہدویت ونبوت میں کاذب جانتا ہوں۔ اور خدا تعالی سے معافی کا طلب گار ہوں۔ خاکسار کے لئے دعا فرمائیں کہ خدا تعالی مجھ کو صراط مستقیم پر قائم رکھے۔

آج میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ میں فرقہ قادیانی سے بالکل تائب ہو گیا ہوں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ نومبر ۱۹۲۳ء مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۲ ص ۹)

دجال معہود ایک انسان ہے نہ کہ جماعت

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

حدیث نبوی

مشکوۃ مترجم جلد ۴ صفحہ ۱۰۵ پر ہے:

روایت ہے حضرت عمران بن حصین سے کہ کہا، سنا میں نے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے نہیں درمیان پیدائش آدم کے اور روز قیامت کے کوئی امر بڑا دجال سے۔

مرزا قادیانی کا مذہب: دعوی مرزا

نصاری کے علماء کی بے شک دجال معہود ہیں۔ (حمامۃ البشری مترجم حصہ اول۔ ص ۶۶ کا حاشیہ)

دجال ایک جماعت ہے نہ ایک انسان (تحفہ گولڑویہ۔ ص ۱۴۱)

دلیل مرزا

وہ احادیث واضحہ جو قرآن کے منشاء کے موافق دجال کی حقیقت ظاہر کرتی ہیں، وہ اگرچہ بہت ہیں مگر ہم اس جگہ بطور نمونہ ایک ان میں سے درج کرتے ہیں وہ

حدیث یہ ہے:

یخر ج الد جا ل یختلو ن الدنیا با لدین یلبسو ن للناس جلود الضا ن من الدین السنتھم ا حلی من العسل و قلو بھم قلو ب الذ ئا ب یقو ل اللہ عز و جل ابی یفترو ن ام علی یجترو ن حتی حلفت لا بعثن علی او لئك منھم فتنة .. الخ

یعنی آخری زمانہ میں دجال ظاہر ہوگا وہ ایک مذہبی گروہ ہوگا جو زمین پر جا بجا خروج کرے گا اور وہ لوگ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے یعنی ان کو اپنے دین میں داخل کرنے کے لئے بہت سا مال پیش کریں گے اور ہر قسم کے آرام اور لذات دنیوی کی طمع دیں گے اور اس غرض سے کہ کوئی ان کے مذہب میں داخل ہو جائے بھیڑوں کی پوستین پہن کر آئیں گے۔ ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی۔ اور ان کے دل بھیڑیوں کے دل ہوں اور خدا عز وجل فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ میرے حکم پر مغرور ہو رہے ہیں کہ میں ان کو جلد تر نہیں پکڑتا اور کیا یہ لوگ میرے پر افتراء کرنے میں دلیری کر رہے ہیں یعنی میری کتابوں کی تحریف کرنے میں کیوں اسقدر مشغول ہیں میں نے قسم کھائی ہے کہ میں انہی میں سے اور انہی کی قوم میں سے ان پر ایک فتنہ برپا کرونگا۔ (دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۴)۔

اب بتلاؤ کہ کیا اس حدیث سے دجال ایک شخص معلوم ہوتا ہے اور کیا یہ تمام اوصاف جو دجال کے لکھے گئے ہیں یہ آج کل کسی قوم پر صادق آ رہے ہیں یا نہیں۔

اور ہم پہلے اس سے قرآن شریف سے بھی ثابت کر چکے ہیں کہ دجال ایک گروہ کا نام ہے نہ یہ کہ کوئی ایک شخص۔ اور اس حدیث مذکورہ بالا میں جو دجال کیلئے جمع کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں جیسے یختلو ن و یلبسو ن اور یفترو ن اور یجترؤن اور او لئك اور منھم یہ بھی بہ آواز بلند پکار رہے ہیں کہ دجال ایک جماعت ہے نہ ایک انسان۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۴۰۔۱۴۱)

نوٹ: یہی روایت عسل مصفی حصہ دوم صفحہ ۲۷۲ اور خزینۃ المعارف جلد اول

صفحہ۲۰۱۔۲۰۲ پر درج ہے۔

اقول:

واضح ہو کہ سنن ترمذی طبع ۱۳۱۷ھ اصح المطابع لکھنؤ کے ابوا ب الز ھد باب ماجاء فی ذھاب البصر صفحہ ۳۴۶ پر لکھا ہے:

حد یثا سوید نا ابن المبا ر ك نا یحی بن عبید الله قا ل سمعت ابی یقو ل سمعت اباھر یرة یقول قا ل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یخر ج فی آ خر الز ما ن ر جا ل یختلون الد نیابا لدین یلبسو ن للناس جلودالضا ن من اللین السنتهم ا حلی من السکر و قلو بهم الذ یا ت یقول الله ابی تفترو ن ام علی تجئرو ن فبی حلفت لا بعثن علی هؤلئك منجم فتنة تدع الحلیم منهم حیرانا ۔

(ترجمہ: کہتے تھے حضرت ابو ہریرہ کہ فرمایا رسول خدا نے فرمایا نکلیں گے آخری زمانہ میں کتنے ایسے اشخاص طلب کریں گے دنیا کو ساتھ دین کے پہنیں گے واسطے لوگوں کے چمڑے دنبے کے واسطے اظہار نرمی کے زبانیں ان کی شیریں زیادہ شکر سے ہوں گی اور دل ان کے بھیڑیوں کے سے ہوں گے۔ فرماتا ہے اللہ کیا بسبب مہلت دینے میرے کے ان کو مغرور ہوتے ہیں یا اوپر میرے جرأت کرتے ہیں۔ پس اپنی قسم کھاتا ہوں کہ البتہ مسلط کرونگا ان لوگوں پر ان میں سے ایک فتنہ کہ چھوڑے گا مرد عاقل کو ان میں سے حیران)۔

نوٹ:

یہی روایت الفاظ کے ساتھ جائزۃ الشعوذی جلد صفحہ ۱۵۶، مشکوۃ مترجم جلد ۴ صفحہ ۵۰، مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۱۰۰۔۱۰۱، اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۲۶۸۔۲۶۹، مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۲۷، منتخب کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱، ترغیب والترہیب جلد ۱ صفحہ ۱۸۔ تیسر الوصول الی جامع الاصول جلد ۲ صفحہ ۵۵۔۵۶ پر موجود ہے۔ باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ نومبر ۱۹۲۳ء۔ ۶ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۳ ص ۴)

عقاید قادیانی سے توبہ

جناب محمد یوسف فیتھ فل گنج کان پور لکھتے ہیں:

عرصہ ایک ماہ منقضی ہوتا ہے کہ بابو کبیر الدین گارڈ مرید خاص مرزا غلام احمد کے دام تزویر میں پھنس کر میں نے بیعت نامہ لکھ دیا تھا اور بخوشی جماعت احمدیہ میں داخل ہو گیا تھا۔لیکن حسن اتفاق سے ایک روز مکان میں اپنے جماعت قادیانی نے مجھے اپنا پیش امام منتخب کیا،اور بصد اصرار میں امامت پر تیار ہو گیا۔

ہنوز میں نے نیت نہ باندھی تھی کہ دفعتاً میرا من کسی نے زور سے پکڑ کر پچھّم سے اتر کی طرف پھیر دیا، اور میں نے مقتدیوں سے اس واقعہ کو بیان کیا۔ان لوگوں نے تاکیداً کہا کہ کسی سے ذکر مت کرنا۔

میں نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ باطل عقیدے کے معتقد ہو اور مجھے بھی اس کا پابند کرنا چاہتے ہو، حالانکہ مقلب القلوب کے اس فعل سے اس کی ناراضی کا اظہار ہوتا ہے اور در پردہ مجھے عقاید باطلہ سے بچنے کی ہدایت کر رہا ہے۔میں زنہار اس عقیدہ کو پسند نہ کرونگا۔

بعد ازاں میں نے خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر توبہ نصوح کیا اور دعا مانگی کہ یارب العالمین تو اپنے رحم وکرم سے مجھ کو محروم نہ کرنا اور جادہ مستقیم پر چلنے کے لئے قوت عطا کرنا۔عنقریب ایک جلسہ میں اس واقعہ کا اظہار کرونگا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ نومبر ۱۹۲۳ء مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۳ ص ۱۳)

دجال معہود ایک انسان ہے نہ کہ جماعت

(اس مضمون کا پہلا حصہ گذشتہ پرچہ میں درج ہو چکا ہے جس میں مرزا صاحب قادیانی کا دعوی دکھایا گیا ہے کہ وہ دجال ایک گروہ کو کہتے ہیں اور اسپر دلیل ایک روایت لاتے ہیں جس میں رجال (بالراء) کو دجال (بالدال) بنایا گیا ہے اس کے متعلق مختلف کتب حدیث سے روایات دکھائی گئی ہیں آج

کے حصہ میں مرزا صاحب قادیانی کی دلیل نقل کر کے تردید کی جاتی ہے۔اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

کنز العمال جلد ۷ طبع دکن ۱۳۱۴ھ کے صفحہ ۱۷۴ پر ایک روایت ان الفاظ میں لکھی ہے:

یخر ج الد جال یختلو ن الدنیا با لدین یلبسو ن للناس جلود الضا ن من الدین السنتهم ا حلی من العسل و قلو بهم قلو ب الذ ئا ب یقو ل الله عز و جل ابی یفترو ن ام علی یجترو ن حتی حلفت لا بعثن علی او لئك منهم فتنة تد ع الحلیم منهم حیرا ن ۔ ن عن ابی هر یره

عرض یہ کہ، کنز العمال جلد ۷ کے صفحہ ۱۷۴ پر مندرجہ بالا عبارت لکھنے میں چھ غلطیاں ہوئی ہیں۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے مریدوں نے تحقیق سے کام نہیں لیا، بلکہ اپنا مطلب سیدھا کرنے کی غرض سے یہی غلط چھپی ہوئی عبارت اپنی اپنی کتابوں میں نقل کر دی ہے۔

غلطی نمبر ۱:

سنن ترمذی صفحہ ۳۴۶ پر لفظ ر جل ہے مگر کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۴ پر غلطی سے د جال چھپ گیا ہے۔ دیکھئے جائزۃ الشہوذی جلد ۲ صفحہ ۱۵۶، منتخب کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۔ مشکوۃ مترجم جلد ۴ صفحہ ۵۰۔ مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۱۰۔ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۲۶۸ مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۲۷۴، الترغیب والترہیب جلد ۱ صفحہ ۱۸۔ تیسیر الوصول جلد ۲ صفحہ ۵۵ پر لفظ ر جال بالراء ہی موجود ہے۔

غلطی نمبر ۲:

سنن ترمذی صفحہ ۳۴۶ پر لفظ اللین ہے مگر کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۴ پر الدین چھپ گیا ہے۔

غلطی نمبر ۳:

سنن ترمذی صفحہ ۳۴۶ پر لفظ السکر ہے مگر کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۴ پر العسل چھپ گیا ہے

غلطی نمبر ۴:

سنن ترمذی صفحہ ۳۴۶ پر لفظ فی ہے مگر کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۴ پر حتی چھپ گیا ہے۔

غلطی نمبر ۵:

سنن ترمذی صفحہ ۳۴۶ پر الفاظ، یقو ل الله، ہیں مگر کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۴ پر الفاظ یقو ل الله عز و جل، ہیں۔

غلطی نمبر ۶:

کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۴ پر لکھا ہے: ن عن ابی هر یره ، یعنی نسائی نے روایت کیا ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے حالانکہ یہ روایت نسائی میں نہیں ہے۔ بلکہ سنن ترمذی میں ہے۔ دیکھئے منتخب کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱ پر صحیح کر کے لکھا گیا ہے کہ ت عن ابی هر یره

افسوس صد افسوس! مرزا غلام احمد قادیانی کے مریدوں پر ہے کہ انہوں نے تحقیق سے کام نہیں لیا ہے بلکہ اپنا مطلب سیدھا کرنے کے لئے کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۴ پر غلط عبارت نقل کی ہے اور کسی نے عقل وفکر سے کام نہیں لیا۔

اب میں تین دلائل اس بارے میں پیش کرتا ہوں کہ یورپ کے عیسائی لوگ دجال نہیں ہیں۔

دلیل ۱: عسل مصفی حصہ دوم پر بحوالہ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۰ لکھا ہے:

حاکم اور ابن عساکر نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ کانا دجال اصفہان کے یہودیوں میں سے نکلے گا اور اس کی آنکھ پیدا ہی نہ ہوئی ہوگی۔

دلیل ۲: عسل مصفی حصہ دوم صفحہ ۲۷۶ پر بحوالہ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۷ لکھا ہے:

اللہ تعالی دجال کو شام میں ایک ٹیلے پر جسکو افیق کہتے ہیں دن کے تین

ساعت میں عیسی بن مریم کے ہاتھ سے قتل کرائے گا۔

دلیل ۳: عسل مصفی حصہ دوم صفحہ ۲۹۸ پر بحوالہ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۹ لکھا ہے:

طبرانی نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم ایک آدمی کے سبب سے ابتلاء میں پڑو گے کیونکہ اسکے واسطے زمین کی نہریں اور پھل مسخر کر دیئے گئے جس کو وہ غلہ دے گا اس کو کافر بنا دے گا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا تو روٹی اس پر حرام کرے گا اور روک رکھے گا اللہ تعالی مومنوں کو اس دن محفوظ رکھے گا جس طرح ملائکہ کو تسبیح کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے۔ اور اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا جس کو لکھا پڑھا اور ان پڑھ بھی پڑھ لے گا۔

حبیب اللہ کلرک نہر اپر باری دواب امرتسر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

اس مضمون کے متعلق اخبار اہل حدیث امرتسر میں بڑی بحث ہو چکی ہے جس میں مبلغ تین سو انعام رکھا گیا بلکہ امین کے پاس رکھ کر قادیان رسید بھجوا دی تھی جسکا مطلب یہ تھا مرزائی صاحبان مرزا صاحب کی پیش کردہ حدیث یخرج دجال یختلون ...حدیث کی کسی کتاب صحیح الطبع میں دکھا دیں تو لودہانہ کا دیا ہوا تین سو انعام ہم سے وصول کر لیں، جو آج تک نہ کر سکے اور نہ آئندہ کر سکیں گے۔

ہم اس انعام کے لئے کوئی مدت نہیں لگاتے مگر قسط وار اوقات تقسیم کرتے ہیں۔ چھ ماہ تک دکھاویں تو پانچ سو، چھ ماہ سے بعد سال تک تین سو، سال بعد دو سال تک دوسو، دو سال بعد تین سال تک ایک سو۔ تین سال کے بعد پانچ روپے تاحیات انشاء اللہ۔

احمدی دوستو! تمہیں کیا ہوا کہ تم لوگ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تعلیم تو دنیا کے دور دراز حصوں میں پہنچاتے ہو، مگر ان کی صداقت اور بحثیت فن روایت ان کی ثقاہت ثابت کرنے پر توجہ نہیں دیتے۔ کیا ہمیں اجازت دیں گے کہ ہم تمہاری خاموشی سے یہ نتیجہ نکالیں کہ:

مرزا صاحب وضاع حدیث تھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ نومبر ۱۹۲۳ء۔ ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۴ ص ۲۔۳)

آسمان پر جانا اور رسولوں کا آنا

: جناب من! مولانا السلام علیکم۔

سوال نمبر۱ : قادیانی مذہب کے چند آدمیوں سے کچھ باتیں ہوئیں وہ جسم خاکی کا آسمان پر جانا ناممکن سمجھتے ہیں وہ یہ نص پیش کرتے ہیں کہ جب غیر مسلموں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ ہمارے سامنے آسمان پر جا اور قرآن لا ،تب ہم ایمان لائیں گے۔

جس پر یہ آیت اتری هل كنت الّا بشراً رسولاً۔

اس سے وہ یہ استدلال کرتے ہیں کہ جسم خاکی آسمان پرنہیں جا سکتا

سوال نمبر۲۔ دوسری بات یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ نبیوں کے ہمیشہ آنے کے لئے یہ آیت پیش کرتے ہیں

و من يطع الله و الرسول فا ولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين.... الآيه

اگر دونوں سوالوں کا جواب آپ نے کسی تصنیف میں دیا ہے،تو بواپسی ڈاک مطلع فرمائیں۔ یا اپنے اخبار کے ذریعہ قادیانی مذہب کے خیال باطل کی تردید فرمائیں۔ یا بندہ کو ان کا جواب بذریعہ ڈاک دے کر مشکور فرمائیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری جواباً فرماتے ہیں:

جواب نمبر۱: جب کفار نے چند درخواستیں کیں جن میں آسمان پر جا کر کتاب کا لانا بھی مذکور تھا تو ارشاد باری پہنچا

قل سبحان ربّی هل كنت الّا بشرا رسولاً

یعنی میرا خدا پاک ہے اور میں ایک بشر ہوں رسول

اس جواب میں دو لفظ ہیں:

۱۔خدا پاک ہے،

اسکا مطلب یہ ہے کہ تمہارے سوالات پورے کرنے کی خدا میں تو قدرت ہے۔ ان کے نہ کرنے کی عدم قدرت سے پاک ہے۔

۲۔ دوسرا فقرہ اپنے حق میں ہے کہ میں ایک بشر ہوں مجھ میں اس کام کی طاقت نہیں کہ میں خود بخود ایسے کام کر دوں۔

ان دونوں فقروں کے ملانے سے صاف پایا جاتا ہے کہ آسمان پر چڑھ جانا انسان کا کام تو نہیں مگر خدا کی قدرت کے ماتحت ہے جسے وہ لے جائے وہ جا سکتا ہے هو علی کل شیء قدیر

جواب نمبر ۲: اس آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ جو کوئی نبیوں کا تابع ہوگا وہ قیامت کے روز نبیوں کے ساتھ ہوگا۔ جیسے آنحضرت ﷺ نے اپنی دو انگلیاں ملا کر فرمایا

انا و کافل الیتیم کھا تین

یعنی میں اور یتیم کا پالنے والا ان دو انگلیوں کی طرح ملا ہوا ہوگا۔ یعنی وہ میرے ساتھ ہوگا۔

ساتھ ہونے سے ہم مرتبہ نہیں ہو جاتا۔ بادشاہ یا اعلیٰ افسر کے ساتھ اس کا اردلی ہوتا ہے، تو کیا دونوں کا درجہ برابر ہوتا ہے۔

ایسا کہنے والا قرآن مجید کے محاورات سے ناواقف ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ نومبر ۱۹۲۳ء مطابق ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۵ ص ۳)

الکلام المبین فی بیان مذہب الشیخ محی الدین

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک نہر اپر باری دوآب امرتسر لکھتے ہیں:

حکیم خدا بخش احمدی اپنی کتاب عسل مصفی حصہ اول طبع ۱۹۱۳ء وزیر ہند پریس امرتسر کے صفحہ ۵۲۱۔۵۲۲ پر لکھتے ہیں

شہادت محی الدین ابن عربی کہ وہ کہتے ہیں کہ مسیح فوت ہو گئے اور ان کا نزول بروزی طور سے ہوگا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

عیسی کا رفع ہوا جب کہ عالم سفلی سے مفارقت کر کے عالم علوی کی طرف چلا گیا اور ان کا چوتھے آسمان پر ہونا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے

روح کے فیضان کا جائے صدور فلک الشّمس کی روحانیت ہے جو جہان کے قلب کے مشابہ ہے اور اس کا مرجع بھی اسی کی طرف ہے اور وہ روحانیت ایک نور ہے جو اس فلک کو اپنے عشق سے منور کرتا ہے اور اس کے نفس پر شعاعوں کا چمکنا اسی کی تحریک سے ہے اور جب اس کا مرجع اس کی اصل جائے قرار کی طرف ہے اور اپنے کمال حقیقی کو نہیں پہنچ سکتا تو اس کے لئے وہ آخری زمانہ میں دوسرے بدن کے ساتھ تعلق پیدا کر کے نزول کرے گا۔
دیکھو تفسیر مذکور جلد اص ۲۶۳

صوفی ابوعنایت الرحمٰن خان احمدی ساکن ریاست مالیرکوٹلہ کے الفاظ اخبار پیغام صلح کی جلد ۹ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۹ کالم ۱ میں یوں شائع ہوئے تھے:

شیخ المتصو فین محی الدین ابن عربی۔ دیکھو فتوحات مکیہ و تفسیر عرائس البیان مطبع نولکشور جلد ا صفحہ ۲۶۳

و جب نزو له بتعلقه ببدن آخر۔ (ترجمہ: مسیح ابن مریم کا نزول آخری زمانہ میں کسی دوسرے بدن کے ساتھ تعلق پیدا کر کے ہوگا۔ یعنی بروزی رنگ میں)۔

شرح خصوص الحکم صفحہ ۸۳ میں لکھتے ہیں:

وہ آخری مولود (مسیح موعود) جو اس قسم کے بنی نوع انسان میں پیدا ہوگا وہ اللہ تعالی کے اسرار کا حامل ہوگا اور اس کے بعد ایسا کوئی لڑکا اس قسم میں پیدا نہ ہوگا اور وہ خاتم الاولاد ہوگا

اور اسی کتاب کے صفحہ ۸۴ اور کتاب عنقائے مغرب میں لکھتے ہیں

هو الخا تم من العجم لا من العرب۔ (ترجمہ: وہ خاتم ولایت عیسی عجمی النسل ہوگا عربی نہیں ہوگا)۔

کتاب عنقائے مغرب اور شرح خصوص الحکم دونوں ملاحظہ ہوں۔

اقول: ان دونوں حضرات کی ان تحریروں کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حضرت محی الدین ابن عربی کا مذہب یہ تھا کہ مسیح فوت ہو گئے اور ان کا نزول بروزی طور پر ہوگا۔
میں سب سے پہلے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا مذہب ان کی مشہور

ومعروف کتاب فتوحات مکیہ سے ذیل میں درج کرتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ ان کا یہی مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰؑ بجسد عنصری آسمان پر زندہ اٹھائے گئے تھے، اور آپؑ آج تک آسمان پر زندہ ہیں، اور حضرت امام مہدی کے مبارک وقت میں آپ آسمان سے تشریف لائیں گے۔

تحریر نمبر ۱: فتوحات مکیہ طبع دارالکتب العربیہ الکبری مصر کی تیسری جلد باب ۳۲۷ صفحہ ۳۴۱ پر لکھا ہے:

فا ستفتح جبر یل السماء الثا نیة کما فعل فی ا لا و لی و قا ل و قیل له فلما د خل اذا بعیسی علیه السلا م بجسد عینه فا نه لم یمت الی ا لآ ن بل رفعه الله الی هذه السماء۔

(یعنی آنحضرت ﷺ جب دوسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں حضرت عیسیٰ سے ملے وہ آج تک زندہ ہیں فوت نہیں ہوئے)

نوٹ: اس عبارت میں لفظ لم یمت الی ا لآن غور کے قابل ہیں

تحریر نمبر ۲: فتوحات مکیہ جلد ۳ باب ۳۶۶ صفحہ ۳۲۷۔۳۲۷ پر لکھتے ہیں:

تحقیق اللہ کا ایک خلیفہ ہے جو ظاہر ہوگا اس وقت میں جب زمین جور وظلم سے بھری ہوئی تھی اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ اگر قیامت کے آنے میں ایک دن بھی باقی رہے گا تو خدا اس دن کو اس قدر دراز کرے گا کہ یہ خلیفہ ظاہر ہو۔ یہ خلیفہ رسول خدا کی عترت سے حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہوں گے۔ آپ کا نام رسول اللہ ﷺ کے نام کی طرح ہوگا۔

حضرت حسن بن علی آپ کے اجداد میں سے ہوں گے آپ سے مقام اور رکن کے درمیان لوگ بیعت کریں گے۔

صورت میں رسول خدا ﷺ سے مشابہ ہوں گے اور سیرت میں آپ سے کم ہوں گے کیونکہ رسول خدا ﷺ کے اخلاق میں مثل ہونا ناممکن ہے۔

نوٹ: ان ہر دو تحریروں سے روز روشن کی طرح یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت شیخ اکبر کا یہ مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰ جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ اٹھائے گئے اور آخری زمانہ میں حضرت امام مہدی کے وقت میں نازل ہوں گے۔

حکیم خدا بخش احمدی نے جو تفسیر ابن عربی کا حوالہ دیا ہے اس کی نسبت حکیم صاحب عسل مصفی حصہ اول صفحہ ۱۰۱ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ

اصل میں یہ تفسیر عبدالرزاق کاشی کی ہے۔،

چلو چھٹی ہوئی اب کس منہ سے احمدی صاحبان تفسیر شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا نام لے رہے ہیں۔

خاتم الاولاد کے بارے میں مولانا عبدالعلی بحر العلوم اپنی کتاب فتح الرحمٰن میں بذیل اشراط الساعۃ لکھتے ہیں:

اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ فصوص الحکم میں ابن عربی فرماتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک لڑکا شیث کے قدم پر ہوگا اور اس کی پیدائش کے بعد ان صفات کا کوئی اور لڑکا بنی نوع انسان میں پھر پیدا نہ ہوگا یہی لڑکا خاتم ولایت ہے اور اس لڑکے کی پیدائش ایک بطن سے اس طرح ہوگی کہ اس لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اس کی ایک بہن پیدا ہوگی اور یہ لڑکا اپنی بہن کے بعد پیدا ہوگا اور اس لڑکے کا سر اپنی بہن کے پاؤں کے متصل ہوگا اور یہ لڑکا چین میں پیدا ہوگا اور اس کی زبان اس کے ملک کی زبان ولغت ہوگی۔الخ

مرزا غلام احمد قادیانی کی پیدائش ملک پنجاب میں ہوئی تھی، نہ ملک چین میں۔اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زبان چینی زبان نہ تھی۔

پس یہ پیش گوئی ان پر نہیں لگ سکتی۔

حکیم خدا بخش احمدی کی چالاکی دیکھئے کہ عسل مصفی حصہ دوم صفحہ ۴۵۱ کی آخری سطر میں عبارت فارسی،

خواہد شد این مولود در چین،

کا ترجمہ یوں کیا ہے،

یہ لڑکا حدود چین میں سے ہوگا۔،

دیکھئے کس طرح دھوکہ اور مغالطہ دیا گیا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ نومبر ۱۹۲۳ء مطابق ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۵ ص ۳۔۴)

قابل توجہ ڈپٹی کمشنر امرتسر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں ؛
اسمبلی کے امیدوار ہمارے ضلع امرتسر کے متعلق چار تھے ، شیخ صادق حسن ، چودھری ظفر اللہ احمدی ، مرزا اکرم بیگ ، ملک برکت علی ۔

ان میں سے میں نے کسی صاحب کے برخلاف کوئی تحریر یا تقریر نہیں کی ،حالانکہ اشتہاروں اور اخباروں میں چودھری ظفر اللہ کے احمدی ہونے پر تردید و تائید ہوتی رہی ۔مگر میں نے اس میں مذہبی پہلو کو دخل نہیں دیا حتی کہ میرے اس اشتہار پر بھی دستخط نہیں جس میں علماء اسلام نے چودھری ظفر اللہ مذکور کو بلحاظ ان کے مرزائی مذہب کے مسلمانوں کے مفاد میں غیر مفید قرار دیا ہے ۔

باوجود اس منصفانہ اور معتدلانہ روش کے ایک لفافہ بتاریخ ۲۶ نومبر مجھے ملا جس کے اندر کا خط درج ذیل ہے :

مکرمی مولوی ثناء اللہ

آپ چودھری ظفر اللہ کے خلاف تقریر کرتے ہیں معلوم ہو کہ اگر آپ نے زبان بند نہ کی تو آپ کو جان سے مار دیا جائے گا ۔

میں نہیں بتا سکتا یہ کسی ایک شخص کا کام ہے یا کئی ایک کا اور ہے تو کس کا ۔ ہاں یہ امر قابل اظہار ضرور ہے کہ قادیانی پارٹی میں ایسا حسن انتظام ضرور ہے کہ کوئی کام بغیر اجازت خلیفہ قادیان نہیں کیا کرتے ۔ اللہ اعلم

یہ امر صرف حکام کی اطلاع کے لئے ظاہر کیا گیا ہے میرے دل پر اسکا کوئی اثر نہیں کیونکہ فرمان خداوندی ہے

ما كان لنفس ان تموت الا باذن الله ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ نومبر ۱۹۲۳ء ۔ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۵ ص ۱۲)

وفات وحیات مسیح

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک نہر اپر باری دوآب امرتسر لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوی:

درحقیقت حضرت عیسی اب زندہ موجود نہیں ہیں بلکہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور اپنے فوت شدہ بزرگوں سے جا ملے (ازالہ اوہام۔طبع ۱۹۰۸ء)

دلیل مرزا صاحب نمبر ۱:

آیت جو عام استدلال کے طریق سے مسیح ابن مریم کے فوت ہو جانے پر دلالت کرتی ہے، یہ ہے

و ما جعلناهم جسداً لايأكلو ن الطّعا م و ما كا نوا خا لدين

یعنی کسی نبی کا ہم نے ایسا جسم نہیں بنایا جو کھانے کا محتاج نہ ہو، اور وہ سب مر گئے ان میں سے کوئی باقی نہیں (ازالہ اوہام۔ ص ۳۲۵)

جواب:

سورۃ الانبیاء میں ہے:

و ما جعلنا هم جسداً لا يأكلو ن الطعام و ما كا نوا خا لدين،

اور نہیں کیا تھا ہم نے انبیاء کو ایسا جسم کہ نہ کھانا کھاتے تھے اور نہ ہمیشہ رہنے والا۔،

معلوم نہیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے الفاظ،

اور وہ سب مر گئے ،کوئی ان میں سے باقی نہیں،

آیت مقدسہ کے کس حصہ کا ترجمہ کیا ہے۔

آیت کے الفاظ و ما كا نوا خا لدين کا صحیح مطلب یہ ہے کہ انبیاء اس دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں بنائے گئے ہیں۔

۱۔خود مرزا صاحب قادیانی نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۵۳ پر الفاظ خالدين فيها کا ترجمہ: ہمیشہ اس میں رہیں گے، کیا ہے۔

۲۔جز ۱۷ رکوع ۳ میں ہے و ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افأن مت فهم

الخا لدین ۔ اورنہیں کیا ہم نے واسطے کسی آدمی کے پہلے تجھ سے ہمیش رہنا پس اگر تو مر جاوے گا تو کیا یہ ہمیش رہیں گے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس آیت کو ازالہ اوہام صفحہ ۶۰۶ پر درج کر کے یوں لکھتے ہیں:

اس آیت کا مدعا یہ ہے کہ تمام لوگ ایک ہی سنت اللہ کے نیچے داخل ہیں اور کوئی موت سے بچا نہیں اور نہ آئندہ بچے گا ۔ اور لغت کی رو سے خلود کے مفہوم میں یہ بات داخل ہے کہ ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہے کیونکہ تغیر موت اور زوال کی تمہید ہے پس نفی خلود سے ثابت ہوا کہ زمانہ کی تاثیر سے ہر ایک شخص کی موت کی طرف حرکت ہے اور پیرانہ سالی کی طرف رجوع اور اس سے مسیح ابن مریم کا بوجہ امتداد زمانہ اور شیخ فانی ہونے باعث فوت ہو جانا ثابت ہوتا ہے ۔،

گذارش یہ ہے کہ مسیح ناصری کی بابت مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ آپ حضرت مریم کے ہاں پیدا ہوئے ۔ بچپن کے بعد جوان ہوئے ۔ ۳۳ سال کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے ۔ آسمان سے اترنے کے بعد بوڑھے ہو کر تہتر سال کی عمر میں فوت ہو جائیں گے ۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ، ہمیشہ ایک ہی حالت میں، رہنے والے ہیں۔

۳ ۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ، اپنی شہادۃ القرآن کے صفحہ ۴۳ پر الفاظ هم فيها خالدو ن کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

اور اس (آگ) میں ہمیشہ رہیں گے ۔

۴ ۔ تفسیر النهر ا لمار من البحر جلد ۶ صفحہ ۲۹۹ پر لکھا ہے:

اور جب ثابت ہے کہ وہ جسم تھے جو کھانا کھاتے تھے، جس سے ان کا انجام فنا اور زوال ہے، اور اس زندگی کی نفی ہے جس سے مراد بقائے سرمدی ہے، نہ بقائے مدت دراز ،

۵ ۔ تفسیر سواطع الالہام کے صفحہ ۴۰۰ پر لکھا ہے:

و ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد دوا م العمر دار ا لاعما ل

عمرو ا و سر مدا ۔(ترجمہ: ہم نے تجھ سے پہلے اے محمد اس دار الاعمال میں کسی کو ہمیشہ زندہ نہیں رکھا اور نہ ہمیشہ کی عمر دی)

۲۔تفسیر روح البیان جلد۲ صفحہ۶۳۴ پر لکھا ہے:

ہم نے اے محمد تجھ سے پہلے کسی فرد بشر کو دنیا میں ہمیشہ نہیں رکھا۔یعنی یہ ہماری سنت میں داخل نہیں ہے کہ اس دنیا میں کسی کو ہمیشہ کے لئے رکھیں۔

پس یہ آیت حضرت عیسی کی وفات پر دلیل نہیں ہوسکتی

دلیل مرزا صاحب نمبر۲:

سورہ آل عمران میں ہے

و ما محمد الا رسو ل۔ قد خلت من قبله الر سل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقا بکم ۔

یعنی محمد ﷺ صرف ایک نبی ہیں ان سے پہلے نبی سب فوت ہو گئے ہیں۔اب کیا اگر وہ بھی فوت ہو جائیں یا مارے جائیں توان کی نبوت میں کوئی نقص لازم آئے گا۔جس کی وجہ سے تم دین سے پھر جاؤ۔

اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ اگر نبی کے لئے ہمیشہ زندہ رہنا ضروری ہے تو کوئی ایسا نبی پہلے نبیوں میں سے پیش کرو جو اب تک زندہ موجود ہے اور ظاہر ہے کہ اگر مسیح ابن مریم زندہ ہے تو پھر یہ دلیل جو خدا تعالی نے پیش کی صحیح نہیں ہوگی۔ (ازالہ اوہام۔ ص۳۰۶)

جواب:

و ما محمد ال ارسو ل قد خلت من قبله الر سل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقا بکم و من ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئاً و سیجز ی الله الشا کر ین۔

(ترجمہ: اورنہیں حضرت محمد ﷺ مگر نبی تحقیق گذرے پہلے اس سے نبی۔آیا پس اگر مر جاوے یا مارا جاوے تو کیا تم پھر جاؤ گے اور اپنی ایڑیوں کے۔اور جو کوئی پھر جاوے اپنی دونوں ایڑیوں اپنی کے پس ہرگز نہ ضرر کریگا اللہ کو کچھ۔اور البتہ جزا دے گا اللہ شکر کرنے والوں کو)

۲۔سورہ مائدہ میں ہے:

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔
(نہیں مسیح بیٹا مریم کا مگر پیغمبر تحقیق گذرے ہیں پہلے اس سے پیغمبر)۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے جنگ مقدس کے صفحہ ۷ پر اس آیت کے معنی یوں منقول ہیں:

حضرت مسیح ابن مریم میں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ وہ صرف ایک رسول ہے اور اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں۔

اس جگہ مرزا صاحب قادیانی نے الفاظ قد خلت من قبله الرسل، کا ترجمہ (اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں) کیا۔ پس اس صورت میں بھی یہ دونوں آیتیں وفات مسیح کی دلیل نہیں ہوسکتی ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا یہ لکھنا کہ،

اس آیت کا ماحصل یہ کہ اگر نبی کے لئے ہمیشہ زندہ رہنا ضروری ہے..الخ،

سراسر مغالطہ دینا ہے کیونکہ مسلمان لوگ حضرت عیسیٰ کو دنیا میں ہمیشہ زندہ رہنے والا نہیں مانتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ دسمبر ۱۹۲۳ء۔ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۶ ص ۵۔۶)

امت مرزائیہ اور مولانا ابوالکلام آزاد کا فتوی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مولانا ابوالکلام آزاد نے مرزا صاحب قادیانی اور امت مرزائیہ کی نسبت ایک فتوی دیا ہے کہ یہ لوگ گمراہ تو ہیں مگر خارج از اسلام نہیں۔ اس فتوی پر بہت سی چہ مہ گوئیاں اسلامی اخباروں میں ہورہی ہیں اہل حدیث پر بعض اصحاب خفا ہیں کہ اس نے آج تک اس میں دخل کیوں نہ دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے جب اس فتوی کا ذکر سنا تو خیال پیدا ہوا کہ جب تک مولانا آزاد سے دریافت نہ کولوں رائے زنی ٹھیک نہیں چنانچہ ۱۹ نومبر ۱۹۲۳ء کو میں نے ایک خط معہ رسالہ عقاید مرزا بذریعہ رجسٹری مولانا آزاد کے پاس بھیج کر لکھا کہ آپ کے فتوے کی بابت چہ مہ گوئیاں ہورہی ہیں۔

ان عقاید کو دیکھ کر اصل قائل اور اس کے مصدق کی نسبت اظہار رائے کریں۔

جواب آج تک نہ آیا (جس کا مجھے افسوس ہے) اس کے بعد نامہ نگاروں کے مضامین آنے شروع ہوئے میں پھر بھی جواب کا منتظر رہا یہاں تک کہ ۹ دسمبر کے اخبار زمین دار میں مولانا حبیب الرحمٰن دیوبندی کے چند سوال آزاد صاحب پر دیکھنے میں آئے جو سب کے سب عالمانہ ہیں۔ مگر میرے نزدیک سارا دار و مدار ایک ہی سوال پر ہے اور وہی سب مشکلات کا حل ہے۔ میں بھی بامید جواب دیوبندی سوالوں کے ساتھ اسے لگائے دیتا ہوں وہ سوال یہ ہے:

ا۔ تاویل اور تحریف میں کیا فرق ہے اور ان دونوں کا حکم ایک ہی ہے یا فرق ہے۔

اس کے بعد اس امر کا سمجھنا بالکل آسان ہے کہ مرزا صاحب کے جن اقوال پر علماء ناراض ہیں وہ تاویل ہیں یا تحریف ہیں۔ پھر جس قسم میں وہ داخل ہوں اسی قسم کا حکم لگایا جائے۔ دگر ہیچ۔ اس لئے جواب پہنچنے تک ہم اپنی رائے محفوظ رکھتے ہیں اور نامہ نگاروں کے مضامین درج کر دیتے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے فتوی عدم تکفیر مرزائیہ پر بعض خیالات کا اظہار

جریدہ زمین دار کی اشاعت ۱۸ نومبر ۱۹۲۳ء میں مولانا ابوالکلام آزاد کا فتوی عدم تکفیر فرقہ مرزائیہ میں نے کمال غور سے پڑھا۔

تاہم مزید اطمینان قلب کی ضرورت محسوس کرتا ہوں اس لئے طالب علمانہ حیثیت میں فتوی مذکور کے متعلق بعض توضیحات کا متلاشی ہوں۔ کیا مولانا ممدوح بایں نوع احسان فرمائیں گے۔

مولانا کے نزدیک فرقہ مرزائیہ کا شمار اسلام کے گمراہ ترین فرقوں میں ہے۔ گو آپ انہیں مبتدع اور ان کے بعض افعال کو اشد شدید ضلالت خیال فرماتے ہیں مگر منکر یا ملت سے خارج نہیں سمجھتے۔

مولانا آزاد نے اپنا جواب جن اصول پر قائم فرمایا ہے وہ چار ہیں اور میں بالخصوص انہیں کی توضیحات چاہتا ہوں۔

پہلا اصول: مدعی اسلام کی نسبت اصلاً ثبات ہے نہ کہ نفی۔ میرے

خیال میں اس کی بنیاد حسن ظن پر ہے لیکن کنز العمال کی حدیث

من تعر ض التهمة فلا يلو من من اسا ء به الظّنّ

قابل اعتراض افعال کے مرتکب کے ساتھ سوء ظن کو گناہ نہیں ٹھیرا تے ۔ اور حضرت بصری کا قول ہے

قا ل كنّا فى زما نٍ الظّن با لنّاس حرا م و انت اليو م فى زما ن اعمل و اسكت و ظن با لناس ما شئت

ایسے برے زمانہ میں سوء ظن کو جائز قرار دیتی ہے ۔

کیا مناسب نہیں کہ فرقہ مذکورہ کے افعال جب خلاف شریعت اور قابل الزام ہیں، اس خطرناک زمانے میں ان کے ادعائے اسلام کے متعلق حسن ظن سے کام نہ لیا جائے ۔ بالخصوص جب کہ اس قسم کے حسن ظن سے بے شمار تلخ تجارب کا کافی ریکارڈ کتب سیر وسوانح میں موجود ہو ۔

دوسرا اصل : مؤول کا حکم منکر کا نہیں ۔

الحق ۔ لیکن کیا تاویل کے لئے کوئی محل متعین نہیں ۔ اگر نہیں، تو آیت بسم اللہ میں لفظ رحمٰن کی تاویل جو مسیلمہ کذاب نے کی تھی کہ اس سے مراد میں ہوں (کیونکہ اس کا نام بھی رحمٰن تھا) کیا اس کو منکر قرار نہیں دیتی ۔ مسیلمہ کذاب کے لئے فرمان بارگاہ نبوت اور اس کا حشر دنیائے اسلام کے پیش نظر ہے ۔

بانی فرقہ مغیریہ ابن سعید مدعی نبوت آیت

انا عر ضنا ا لا ما نة

کی تاویل کر کے اس کی تفسیر بیان کرتا تھا کہ حضرت علی کو امانت دیئے جانے سے ثمود ت دجبال نے انکار کیا ۔ حضرت ابو بکر وعمر کو ایک عجیب وغریب تقریر میں ظلوم وجہول کا مصداق ٹھیراتا ہے (ملل ونحل) ۔

کیا یہ انکار نہیں؟

بانی فرقہ منصوریہ ابو منصور آیت

ليس على الّذين آ منوا و عملوا الصّا لحا ت جنا ح فيما طعموا

ذا ماا تّقوا
کی تاویل کرتا اور یہ مطلب کرتا کہ جن چیزوں سے نفس کی تقویت ہو وہ حرام نہیں۔ چنانچہ میتہ اور لحم خنزیر کو حلال سمجھتا۔
اور جن آیات میں ان کا ذکر ہے ان کی تفسیر میں کہتا تھا کہ میتہ و لحم خنزیر وغیرہ چند اشخاص کے نام ہیں جن کی محبت حرام ہے۔
علی ہذا القیاس صوم وصلوۃ وزکوۃ وغیرہ چند اشخاص کے نام بتلاتا تھا کہ ان کی محبت واجب ہے۔
کیا یہ محل تاویل، عین انکار نہیں۔
مرزا غلام احمد قادیانی، جن کا فرقہ مرزائیہ مصدق ہے، آیت اسمہ احمد میں اپنے تئیں احمد کا مصداق ٹھیراتے اور یاجوج ماجوج ودابۃ الارض وجبریل وشب قدر وغیرھا کی عجیب وغریب تاویلات کرتے تھے۔ حدیث کے الفاظ عیسی مہدی حارث دمشق وغیرہ کی حقیقت ان کے نزدیک اور ہی کچھ ہے، اور خرابی میں دوسرے مدعیان نبوت سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے۔
علاوہ اس کے اگر کوئی مسلمان اللہ احد کی یہ تفسیر کرے کہ احد نامی شخص اللہ ہے، یا آیت لا تقربوا الصّلوۃ کا یہ مطلب بیان کرے کہ نشہ پی تو نماز کی ضرورت ہی نہیں۔
کیا ان تمام صورتوں میں وہ محض گمراہ مسلمان ہی رہے گا اور کیا وہ لوگ بھی منکر نہیں جو باوجود ادعائے اسلام آیات کلام الٰہی سے تناسخ کا ثبوت دینا چاہتے ہیں
تیسرا اصل: لزوم والتزام میں فرق ہے۔
مانا، مگر کیا یہ صحیح نہیں کہ لزوم بعد التحقیق التزام کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ دریں صورت فرقہ مذکورہ کے لئے تفریق کا فائدہ کیا ہوا؟
چوتھا اصل: کفر کا اطلاق مختلف مراتب ضلالت پر ہو سکتا ہے۔
سوال یہ ہے کہ آیا فرقہ مرزائیہ اس مرتبہ ضلالت پر نہیں جس پر کفر کا اطلاق ہو سکے۔ میں اس معاملہ میں مولانا آزاد سے توضیح وتحقیق چاہتا ہوں۔

حضرت مولانا نے ختم نبوت کے انکار اور انبیاء کی توہین کو قطعاً کفر قرار دیا ہے۔ گو بانی فرقہ مرزائیہ اور فرقہ مذکور کو آیت ختم نبوت یا اس کے مسلّمہ (خود) منطوق سے انکار نہیں، مگر یہ ایک (محتاج تفصیل) حقیقت ہے کہ آیت ممدوحہ کی تاویل فرقہ مرزائیہ قادیانیہ یقیناً مسیلمہ وابومنصور واسود عنسی وغیرہ مدعیان نبوت کی تاویلات رکیکہ سے کہیں بڑھ کر ہے، جسے میں اب تک عین انکار خیال کرنا بے وجہ نہیں سمجھتا۔

اس آیت ختم نبوت کی مدعی نبوت اسحاق اخرس نے یہ تاویل کی تھی کہ آنحضرت ﷺ انبیاء ملل سابقہ کے خاتم تھے، اور خود ملت حاضرہ کا خاتم اور آنحضرت ﷺ کا ظلی نبی بنتا تھا۔ اس خصوص میں فرقہ مرزائیہ کی تاویل نسبتاً طرفہ تر ہے۔

مولانا آزاد ممدوح نے تسلیم فرمایا ہے کہ مرزا غلام احمد کی توہین بجناب عیسیٰؑ کے متعلق فرقہ مرزائیہ کا بیان صفائی اہل حق وعلم کے نزدیک ناقابل قبول ہے۔ اس لئے مرزا صاحب قادیانی پر توہین انبیاء کا الزام درست ٹھہرا۔

اور جب یہ حال ہے تو وہ قطعاً کافر ہوئے۔

اور جب وہ کافر ٹھہرے تو ان کی لفظ بلفظ تصدیق کرنے والی جماعت کا کافر نہ ہونا میں نہیں سمجھا۔

میں یہ بھی نہیں سمجھا کہ فرقہ مرزائیہ کی دونوں جماعتوں کا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اقوال وعقاید کے تعین میں باہمدگر معارض ہونا انہیں کفر سے کس طرح نجات دے سکتا ہے۔

بالآخر میں حضرت مولانا (ابوالکلام آزاد) کی خدمت میں صرف ایک ہی سوال پیش کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ان عقاید کی رو سے جو ان کی کتابوں سے واضح ہیں، منکر تھے یا نہ تھے؟ اور پیروان مدعیان نبوت کا ذبہ کو آپ کیسا خیال فرماتے ہیں۔ والسلام مع الاکرام۔

منظور احسن۔ از سنگرور۔ ریاست جنید

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ دسمبر ۱۹۲۳ء مطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۸ ص ۶۔۷)

مناظرہ دبلی ضلع لاہور ۱۹۲۳ء

چند ماہ ہوئے ہمارے موضع دبلی میں مولوی احمد صاحب مرزائی ہو گئے انہوں نے ہمارے گاؤں میں آ کر تبلیغ شروع کی اور اپنے باپ کو بھی مرزائی بنا لیا اور سب گاؤں میں تفرقہ قائم کر دیا تو ہم لوگوں نے مشورہ کر کے مولانا ثناء اللہ کو خط لکھا انہوں نے سید عبدالرحیم شاہ کھوی کو بھیج دیا۔

سید عبدالرحیم شاہ نے مولوی احمد صاحب قادیانی سے مناظرہ کیا۔ پہلے روز ۹۔نومبر ۱۹۲۳ء کو مسیح کی وفات پر بحث ہوئی عبدالرحیم شاہ نے قرآن وحدیث واقوال مرزا قادیانی سے حضرت عیسےٰ کا زندہ ہونا ثابت کر دیا۔

دوسرے دن مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر بحث تھی ۔ عبدالرحیم شاہ صاحب نے مرزا قادیانی کی کتابوں سے مرزا قادیانی کے الہاموں سے خصوصاً محمدی بیگم کا الہام اور ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ اور مرزا کی عمر کا الہام بیان کر کے لوگوں پر ثابت کر دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی نہیں ۔

الحمدللہ ہمارے لوگوں کی خوب تسلی ہو گئی ۔

راقمان: عبدالعزیز ۔ میاں بڈھا ۔ میاں نعمت اللہ ۔ میاں عبدالرحیم میاں شہاب الدین امام مسجد دبلی ۔ چراغ الدین ۔

فیصلہ سردار نرائن سنگھ، صدر مجلس مناظرہ

ہم نے مرزائیوں اور اہل حدیثوں کا مناظرہ سنا ہم نہایت ہی خوشی سے سنتے رہے اہل حدیثوں کی طرف سے شاہ صاحب عبدالرحیم مناظر تھے انہوں نے اپنے مضمون کا نہایت دلائل سے ثبوت دیا جس تمہید کو اٹھایا اس کو با دلائل ثابت کیا ۔ غرض ہماری رائے میں اہل حدیثوں کو کامل فتح ہوئی اور مرزائیوں کو پوری طرح شکست حاصل ہوئی ۔

نرائن سنگھ حکیم بقلم خود ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ دسمبر ۱۹۲۳ء مطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۸ ص ۷۔۸)

مولانا ابوالکلام آزاد نے اخبار زمین دار مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۲۳ء میں اعلان کیا ہے کہ میں نے جو کچھ مرزائیوں کی بابت لکھا ہے میری تحقیق یہی ہے میں کسی کو اس پر متفق ہونے کے لئے نہیں کہا جو صاحب اس پر اعتماد نہ کریں وہ دوسرے علماء سے پوچھ لیں

(شگفتہ ندارد کسے با تو کار
و لیکن چو گفتی دلیلش بیار)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ دسمبر ۱۹۲۳ء مطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۸ ص ۱۳)

قادیانی امت اور مولانا آزاد

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں:

مولوی ابوالکلام آزاد نے قادیانی امت کو گمراہ مگر غیر خارج از اسلام کا حکم لگایا تو دو حریفوں میں پھنس گئے۔

ایک طرف علمائے کرام متقاضی ہیں کہ آپ نے یہ کیا کیا کہ ایک ایسے گروہ کو جو اپنا نبی الگ مانتے اور تمام دنیا کے چھوٹے بڑے مسلمانوں کو خارج از اسلام کہتے ہیں، غیر خارج از اسلام بتایا۔،

دوسری طرف خود امت مرزائیہ بھی سخت خفا ہے کہ ہم کو گمراہ کیوں کہا۔ چنانچہ لاہوری جماعت کی طرف سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں ایسا کہنے والوں کو تنگ دل علماء کے نام سے موسوم کر کے بہت کچھ خفگی کا اظہار کیا ہے۔ پھر اپنے عقاید لکھے ہیں کہ ہم یہ مانتے ہیں، وہ مانتے ہیں، ہم اسلام کی اشاعت کرتے ہیں ہم اسلام کے خادم ہیں وغیرہ۔

ایک بات فیصلہ خدالگتی (بالفاظ مرزا قادیانی) یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ:

حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کاذب اور کافر جانتے ہیں اور نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ فقرہ فیصلہ کن ہے دونوں فریق اصولاً متفق ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا یا نہیں۔ سو اس کی بابت

تو مرزا صاحب کی کتابوں میں ان کے اقوال دیکھے جائیں جو بکثرت ہیں خاص کر ایک اشتہار، غلطی کا ازالہ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا یہ شعر ہی اس نزاع میں فیصلہ کن ہے۔ درثمین میں فرماتے ہیں:

آنچہ داد ست ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

یا ان کے مرکزی اصحاب سے شہادت پوچھی جائے۔ اللہ اللہ خیر سلا

ہاں مرکزی اصحاب کی شہادت خود اسی سے ظاہر ہے کہ قادیانی اخباروں نے لاہوری جماعت کا یہ مضمون شائع کرنا پسند نہیں کیا کیونکہ اس میں نبوت مرزا غلام احمد قادیانی سے انکار ہے۔

پس مرزا غلام احمد صاحب نے اگر دعوی نبوت کیا ہے جیسا کہ ثبوت موجود ہے تو لاہوری پارٹی اپنے قول کے مطابق مرزا صاحب قادیانی کو کاذب وغیرہ کہنے سے کسی طرح پس وپیش نہیں کرے گی۔ اور اگر نہیں کیا تو مکفرین مرزا قادیانی اس وجہ کو تکفیر میں پیش نہیں کریں۔ بس نعم الوفاق و حبذا الاتفاق

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ دسمبر ۱۹۲۳ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۹ ص ۵۔۶)

مجدد الف ثانی اور مرزا قادیانی

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں؛

ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوی کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افتراء ہے بلکہ جس نبوت کا دعوی کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعوی نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعوی ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت ﷺ کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں۔ اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالی سے بکثرت شرف مکالمہ ومخاطبہ پاتا

ہوں بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھاہے کہ اگر چہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جاوے اور بکثرت امورغیبیہ اس پر ظاہر کئے جاویں وہ نبی کہلاتا ہے ۔(حقیقۃ الوحی ۔ص ۳۹۰)

اقول : واضح ہو کہ اصلی عبارت مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی حصہ ہفتم دفتر دوم مطبوعہ روز بازار پریس امرتسر مکتوب ۵۱ صفحہ ۲ پر یوں ہے

بداں اے برادر محبّ کہ بہ تحقیق کلام حق سبحانہ وتعالی با بشر گاہے روبرو بودو ایں نوع از کلام مرآ حاد وانبیاء است علیھم الصلوۃ و التسلیمات وگاہے ایں نعمت عظمی بعضے را از کمل متابعان ایشاں نیز بہ تبعیت و وراثت میسر مے گردد ۔ وایں قسم از کلام با یکے از یشاں ہرگاہ بکثرت واقع گردد آنکس محدّث نامیدہ میشود ۔ چنانچہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ

نوٹ : حضرت مجدد سرہندی کے الفاظ م آنکس محدث نامیدہ میشود ، ہیں مگر مرزا صاحب لکھتے ہیں :

وہ نبی کہلاتا ہے ۔،

پھر مرزا صاحب قادیانی نے الفاظ کماکان امیر المومنین عمر ؓ (چنانچہ امیر المومنین عمرؓ) نقل نہیں کئے ۔

یہ ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ایمان داری کا ایک نمونہ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ دسمبر ۱۹۲۳ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۹ ص ۶)

☆☆☆☆☆

و الصلوة و السلام على خير خلقه محمد و على آله و صحبه اجمعين۔ و الحمد لله ر ب العا لمين

فقير بارگاه صمدی ۔ محمد بهاء الدين